تفہیم الاحادیث

جلد سوم

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ادارۂ معارفِ اسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(الحشر آیت ۷)

"جو کچھ رسولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو روک دے اس سے رک جاؤ۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفہیم الاحادیث

جلد سوم

ہزاروں صفحات میں پھیلا ہوا یکجا ذخیرہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

جمع و ترتیب و تخریج : ــــــــ عبدالوکیل علوی

ادارہ معارف اسلامی منصورہ
لاھور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یکے از مطبوعات ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور

(جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں)

نام کتاب	:	تفہیم الاحادیث جلد سوم (کتاب الصلوٰۃ)
مواد از تصنیفات	:	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
تخریج و ترتیب	:	مولانا عبدالوکیل علوی
باہتمام	:	ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور
مطبع	:	میٹرو پرنٹرز۔لاہور
اشاعت اول	:	اکتوبر ۱۹۹۷ء (۱۰۰۰)
اشاعت دوم	:	اپریل ۲۰۰۰ء (۵۰۰)
اشاعت سوم	:	اپریل ۲۰۰۲ء (۱۰۰۰)
قیمت	:	330/-- روپے

تقسیم کنندہ : مکتبۂ معارف اسلامی

منصورہ ملتان روڈ لاہور 54570

فون 7448022-5419520-7830033

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

(حصہ اول)

پیش لفظ ۷

باب : کتاب الصلوٰۃ

فصل ۱۔ ہر کام کی ابتدا اللہ کے نام ۱۰

تشریح۔ حمد کے معنی۔ تعریف اللہ ہی کے لئے مخصوص کیوں ہے؟ پوری زمین پاک اور عبادت کی جگہ ہے۔

فصل ۲۔ وضو کے مسائل ۱۵

چہرے میں منہ اور ناک، اور سر میں کان شامل ہیں۔ وضو سے فراغت کے بعد کی دعا۔ نواقض وضو۔ سگریٹ نوشی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسح کے متعلق۔ جرابوں پر مسح۔ مسح علی الخفین (موزوں پر مسح) وضو کے احکام قرآن کو سمجھنے میں حدیث نبوی سے مدد۔ (ایک سائل کے جواب میں) احکام وضو کی تشریح۔ آیت وضو میں اہل سنت اور اہل تشیع کا اختلاف۔

فصل ۳۔ غسل کے مسائل ۲۵

غسل جنابت کے لئے پانی کی مقدار۔ بربنائے عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا۔ اگر مکھی مشروب میں گر جائے؟ عورت اور احتلام۔

فصل ۴۔ اذان کا آغاز کس طرح ہوا ۳۸

اذان۔ اذان سنکر شیطان کا گوز کرنا۔ حدیث ادبر الشیطان له ضراط کی مزید تشریح۔ الاصلوا في الرحال کا حکم کن حالات میں ہے۔

فصل ۵۔ کیفیات صلاۃ ۴۹

جسمانی و بدنی طہارت۔ نیت نماز۔ تسبیح۔ تعوذ۔ بسملہ۔ شیطان سے پناہ مانگنے کی حکمت۔ سورہ فاتحہ۔ الحمد للہ کے ترجمہ پر اعتراض اور اس کا جواب۔ رکوع۔ قومہ اور اس کی دعا۔ سجدہ۔ التشہد۔ تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا۔ درود۔ رکوع اور سجدہ کی دعا کا ماخذ۔ سجدہ باعث قرب الٰہی۔ دعا بعد درود۔ سلام۔ دعائے قنوت۔ سورج کا عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرنے سے کیا مراد ہے (ایک ضمنی بحث) نماز کے بعد ذکر۔ ذکر الٰہی اور اس کے طریقے۔

فصل ۶۔ نماز کی اہمیت ۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقامت دین میں نماز کا مقام۔ نماز کی ایک اہم خوبی۔ نماز اصلاح کا آخری رشتہ ہے۔ شب و روز کی فرض نمازیں۔ نماز باجماعت کی اہمیت۔ نماز ضائع کرنے سے کیا مراد ہے۔

فصل ۷۔ امامت صلاۃ ۸۹

امامت جبریل اور نماز پنجگانہ کے اوقات۔ امامت کے شرائط و آداب۔ (۱) متقی اور پرہیز گار۔ (۲) اکثریت کا نمائندہ (۳) مقتدیوں کا ہمدرد۔ معذوری میں جگہ خالی کر دینے والا۔ (۴) امام کی کامل اطاعت۔ غلطی پر تنبیہ۔ معصیت میں اطاعت نہیں۔ مشینی امامت۔

فصل ۸۔ تلاوت ۱۰۰

حضور کا طرز تلاوت۔ نماز میں کسی خاص سورہ کا التزام۔ نماز میں قرآن اعتدال سے پڑھنے کی ہدایت۔ اگر امام کوئی آیت پڑھنا بھول جائے۔

فصل ۹۔ جماعت میں شمولیت کے آداب ۱۱۴

نماز باجماعت میں شمولیت کے آداب۔ نماز میں سلام کا جواب اشارہ سے دیا جاسکتا ہے۔ خشوع قلب و جوارح۔ نماز باجماعت میں آگے پیچھے دیکھنے کی آپ کی خصوصیت۔ خانہ کعبہ میں آپ کی نماز کا واقعہ۔

فصل ۱۰۔ عورتوں کی نماز باجماعت میں شمولیت ۱۲۶

عورت کا خوشبو لگا کر مسجد میں آنا۔ عورت کیسی خوشبو استعمال کرے۔ عورت کا مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ مردوں اور عورتوں کی بہترین صف۔ نماز عیدین میں عورتوں کی شرکت۔ مرد و عورت کی آمد و رفت کے جدا جدا راستے۔

فصل ۱۱۔ وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا شرعاً ممنوع ہے ۱۲۸

نیند کے غلبے کے وقت کی نماز کا حکم

فصل ۱۲۔ آداب نماز ۱۴۷

لوگوں کو پھاند کر آگے بڑھنے کی ممانعت۔ نماز میں حرکت کرنا۔ نماز میں بچھو مارنا' نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ جوتے پہن کر نماز پڑھنا۔ ننگے سر نماز پڑھنا۔ نماز میں چھینک۔

فصل ۱۳۔ تحویل قبلہ' اوقات صلاۃ اور حضور کی مقدار قراءت ۱۵۹

نماز فجر میں طویل قراءت کی خاص اہمیت۔ گرمی میں نماز ظہر کے لئے ابراد کا حکم۔ دلوک الشمس کے معنی۔ صلاۃ وسطیٰ سے کونسی نماز مراد ہے۔ نماز سے غفلت برتنے والے لوگ۔ منافق کی نماز۔ قطبین میں نماز۔ انگریزی زبان میں نماز۔ بھولی ہوئی نماز کی ادائیگی کا وقت۔ چھوٹے ہوئے فرائض شرعیہ کی قضا۔ جمع بین الصلاتین۔ نماز کے متعلق ایک عام شبہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۴- نماز قصر ۱۸۷

قصر کے لئے نصاب مسافر۔ نماز کی قصر و قضا کے بعض احکام۔ حالت جنگ اور حالت امن میں قصر۔ دوران سفر میں سنن و نوافل۔

فصل ۱۵- صلاۃ خوف اور اس کے احکام ۲۰۶

فصل ۱۶- سترہ اور اس کے احکام ۲۲۱

فصل ۱۷- ازان اور نماز کی دعاؤں کی تشریح ۲۳۴

فرض و سنت اور نوافل کا مفہوم۔ عبادات میں تدریج۔ عبادات کس صورت میں برائی سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔

(حصہ دوم)

باب : وہ مسائل جن میں رائے کا اختلاف ہے

فصل ۱- فاتحہ خلف الامام ۲۴۴

فصل ۲- رفع الدین اور آمین بالجہر ۲۵۳

رفع یدین کی فقہی حیثیت۔ اختلافی مسائل پر امت سازی کا فتنہ۔ التشہد۔ عبداللہ ﷺ بن مسعود سے مروی تشہد۔ حضرت عائشہ ﷺ سے مروی تشہد۔ عمر بن الخطاب ﷺ سے مروی تشہد۔ ابن عمر ﷺ سے مروی تشہد۔ عبداللہ ﷺ بن عباس سے مروی تشہد۔ جابر بن عبداللہ ﷺ سے مروی تشہد۔ ابوموسیٰ ﷺ اشعری سے مروی تشہد۔

فصل ۳- درود ۲۸۵

کعب ﷺ بن عجرہ سے مروی درود۔ ابن عباس ﷺ سے مروی درود۔ ابو حمید ﷺ ساعدی سے مروی درود۔ ابو مسعود ﷺ بدری سے مروی درود۔ ابو سعید ﷺ خدری سے مروی درود۔ بریدہ ﷺ خزاعی سے مروی درود۔ ابو ہریرہ ﷺ سے مروی درود۔ طلحہ ﷺ سے مروی درود۔ چند اہم نکات۔ درود کے مسنون و مستحب ہونے میں علماء امت کا اختلاف۔ درود کی فضیلت۔ غیر انبیاء پر درود۔

فصل ۴- نماز کے درود میں سیدنا و مولانا کے اضافہ پر اہم اصولی بحث ۳۰۵

تشہد میں ابن عمر ﷺ کا تصرف۔ تشہد کے متعلق ابن مسعود ﷺ کی روایات۔ کیا ابن مسعود ﷺ سورہ احزاب سے ناواقف تھے۔ درود و دعا کے ماثور الفاظ کی پابندی کیوں لازم نہیں ہے۔ حضور کی موجودگی میں ماثور الفاظ میں اضافہ۔ ایک نئی ازان کا اضافہ۔ ابن عمر ﷺ کا چاشت کی نماز کو اچھی بدعت کہنا۔ حضرت عمر ﷺ کا تراویح کو اچھی بدعت کہنا۔ درود میں سیدنا اور مولانا کے الفاظ کا استعمال۔ درود کے ماثور الفاظ پر ابن مسعود ﷺ کا اضافہ۔ کیا واقعی حضور نے اپنے لئے لفظ سید کے استعمال کو ممنوع قرار دیا تھا؟ بے سند اور غیر متعلق روایات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے استدلال۔ حضور کے ارشاد پر حضرت عمرؓ کا اعتراض ۔کیا حضور کے لیے دعا میں سیدنا کہنا روح دعا کے خلاف ہے؟ لفظ سید کی مشروعیت۔

فصل ۵۔ جمعہ اور اس کے احکام ۳۲۹

فرضیت جمعہ۔ جمعہ کن پر فرض ہے۔ نماز جمعہ میں شرط مصر۔ جن افراد پر جمعہ فرض نہیں۔ ہجرت کے بعد آپ کا پہلا جمعہ۔ نماز جمعہ کا وقت۔ مذاہب اربعہ میں مرتب احکام جمعہ۔ الذکر سے کیا مراد ہے۔

فصل ۶۔ آداب جمعہ اور ضروری ہدایات ۳۳۳

غسل کرنے کا حکم۔ دوران خطبہ جمعہ کا خاموش رہنا۔ خطبہ جمعہ مختصر اور نماز لمبی پڑھنے کا حکم۔ دوران خطبہ جمعہ ایک تاریخی واقعہ۔ خطبہ کے دوران صدقہ کے لئے اعلان۔ خطبہ جمعہ کے دوران بارش کے لئے دعا۔ گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان۔

فصل ۷۔ دیہات میں نماز جمعہ اور اس کی اہمیت ۳۷۹

اسلام میں اجتماعیت۔ فرضیت جمعہ کی حکمت۔ فرض جمعہ کی اہمیت۔ دو اصولی باتیں۔ عملی تفصیلات جو متفق علیہ ہیں۔ اختلافات اور ان کی وجوہ۔ مصر جامع کی شرط اور اس کی تشریح۔ اختلافات کا اصل منشا۔ مسلک حنفی کے اصل منشا کی تحقیق۔

فصل ۸۔ دیہات میں نماز جمعہ اور مسلک حنفی ۳۹۷

فرضیت جمعہ۔ شرائط جمعہ۔ قابل ترمیم شرائط۔ شرط مصر۔ آخری تنقیح۔ خلاصہ کلام۔ تغیر فتویٰ کی دینی ضرورت۔

فصل ۹۔ نماز اور خطبہ جمعہ کی زبان ۴۱۰

چند ضروری مقدمات۔ نماز کی زبان۔ آیت کا صحیح مفہوم۔ آئمہ مجتہدین کے اختلافات۔ امام اعظم کا مذہب۔ صاحبین کا مذہب۔ امام شافعی کا مذہب۔ مسئلہ کی پوری تحقیق۔ مصالح شرعیہ۔ دلائل شرعیہ۔ خطبہ نماز جمعہ کی زبان۔ خطبہ جمعہ کا جز نہیں ہے۔ نماز اور خطبہ کے مقاصد کا فرق۔ خطبے کا مقصد۔ چند خطب ماثورہ۔ نماز اور خطبہ کا ایک اور فرق۔ خلاصہ مباحث گذشتہ۔ مانعین خطبہ غیر عربیہ کے دلائل۔ استدلال مذکور پر تنقیدی نظر۔ ایک اور دلیل۔ تیسری دلیل۔ عملی مشکلات۔ خطبہ جمعہ کی زبان پر مزید بحث۔ کیا خطبہ غیر عربیہ واجب ہے۔

فصل ۱۰۔ نماز تہجد ۴۳۷

تہجد کے معنی۔ فرض نہیں نفل ہے۔ قم اللیل الا قلیلا کا مطلب۔ مقدار وقت کی تشریح۔ نماز تہجد میں قرآن پڑھنے کا حکم۔ رات کی نماز کا حکم کیوں دیا گیا؟ قرآن کو بھاری کلام کیوں کہا گیا ہے؟ اشد وطا کے معنی۔ نماز تہجد میں تخفیف کا حکم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنی معروف تفسیر تفہیم القرآن کے طرز پر حدیث کی ایک جامع شرح لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر افسوس ہے کہ حالات کے مدوجزر' ان کی بیماری اور مختلف النوع مصروفیات کے ہجوم نے انھیں اپنے اس نیک ارادے کو پورا کرنے کا موقع نہ دیا۔

مولانا مودودی مرحوم کا وسیع لٹریچر قرآن و حدیث کے قیمتی حوالوں اور ان کی مفید اور اہم تشریحات سے مزین ہے۔ ادارہ معارف اسلامی منصورہ نے فیصلہ کیا تھا کہ مولانا مودودی نے جن احادیث کو ہزاروں صفحات پر مشتمل اپنے وسیع و وقیع لٹریچر میں بنائے استدلال بنایا ہے اور پھر اپنی خدا داد صلاحیت' ذہن رسا اور بلند پایہ علمی ذوق کے ساتھ ان احادیث کی جو تشریح اور تنقیح کی ہے' انہیں ان کی تمام کتابوں میں سے نکال کر جمع کر دیا جائے تاکہ حدیث کے میدان میں مولانا مرحوم کی تحقیقی فکر اردو دان اہل علم حضرات کے سامنے پیش کی جاسکے۔ ادارے نے یہ اہم اور وقیع کام اپنے فاضل ریسرچ سکالر مولانا عبدالوکیل علوی صاحب ایم اے' ایم او ایل' فاضل عربی و فاضل علوم اسلامیہ کے سپرد کیا اور انھیں تفہیم الاحادیث پراجیکٹ کا ایڈیٹر مقرر کیا۔ انھوں نے کئی سال کی محنت شاقہ اور بڑی عرق ریزی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس بلند پایہ کام کو بہت خوبی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

مولانا عبدالوکیل علوی صاحب کی یہ محققانہ کاوش دینی و علمی حلقوں میں بہت ستائش اور استحسان کی نظر سے دیکھی گئی ہے۔ توقع ہے کہ یہ مجموعہ احادیث اپنے قارئین کے ذہنوں میں وہی فکر' وسعت نظر اور جذبہ عمل پیدا کرنے کا موجب ہوگا جو تفسیر کے میدان میں تفہیم القرآن کے ذریعے پیدا ہوا ہے۔ ان شاء اللہ!

تفہیم لاحادیث کی پہلی جلد اگست ۱۹۹۳ میں شائع کی گئی تھی اور اس کی دوسری جلد ستمبر ۱۹۹۴ میں سائع ہوئی تھی۔ علمی حلقوں میں ان دونوں کی بہت پذیرائی ہوئی اور دونوں جلدوں کے پہلے ایڈیشن مختصر مدت کے اندر ختم ہوگئے۔ جلد اول کا دوسرا ایڈیشن مئی ۱۹۹۶ میں ایک صاحب خیر کے مالی تعاون سے شائع کیا گیا اور جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن جنوری ۱۹۹۷ میں ایک اور مخیر دوست کے تعاون سے شائع کیا گیا۔ اس وقت یہ خوشخبری دے دی گئی تھی کہ جلد سوم جو کتاب الصلوۃ پر مشتمل ہے' جلد ہی شائع کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ادارہ کو تیسری جلد کی اشاعت کا شرف حاصل ہورہا ہے۔

امید ہے کہ اس جلد کے مطالعے سے قارئین کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز ادا کرنا آسان ہوجائے گا اور اس حدیث پر عمل کرنا ممکن ہوجائے گا جس میں حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھو۔“

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادارہ اپنے اہم پراجیکٹ کی تیسری جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ یہ جلد ایک مخیر علم دوست بھائی کے تعاون سے شائع کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کو ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے! آمین

چوتھی جلد میں روزہ اور حج کے بارے میں احادیث جمع کی گئی ہیں وہ ان شاء اللہ جلد ہی شائع کرائی جائے گی۔ اس کے بعد معاشیات، سیاسیات، نظم جماعت، معاشرت، اخلاقیات و آداب اور ادعیہ ماثورہ پر مشتمل مزید تین چار جلدیں انشاء اللہ شائع کی جائیں گی اور اس طرح اس عظیم منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے! آمین

فقط، خاکسار

محمد اسلم سلیمی

ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی منصورہ

۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

۵ اگست ۱۹۹۷ء

نوٹ: کتاب کا دوسرا ایڈیشن پیش خدمت ہے قارئین کی سہولت کیلئے سائز میں تبدیلی کر کے اسے 30/8×20 پر شائع کیا جارہا ہے۔ آئندہ سے تفہیم الاحادیث کی تمام جلدیں اسی سائز پر ایک سیٹ کی صورت میں دستیاب ہوں گی۔ امید ہے قارئین اسے پسند فرمائیں گے (ادارہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

کتاب الصلوٰۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل ۱

ہر کام کی ابتداء اللہ کے نام سے

(۱) :- کُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ لَا یُبْدَأُ فِیْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ (۱)

ترجمہ :- "ہر وہ کام جو کوئی اہمیت رکھتا ہو، اللہ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ ابتر ہے"۔

مفہوم :

-یعنی اس کی جڑ کٹی ہوئی ہے، اسے کوئی استحکام نصیب نہیں ہے- یا اس کا انجام اچھا نہیں ہے-

ابتر کے معنی :-

یہ لفظ بتر سے ہے جس کے معنی کاٹنے کے ہیں- مگر محاورے میں یہ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے- نامراد آدمی کو بھی ابتر کہتے ہیں- ذرائع و وسائل سے محروم ہو جانے والا بھی ابتر کہلاتا ہے جس شخص کے لئے کسی خیر اور بھلائی کی توقع باقی نہ رہی ہو اور جسکی کامیابی کی سب امیدیں منقطع ہوگئی ہوں وہ بھی ابتر ہے- جو آدمی اپنے کنبے، برادری اور اعوان اور انصار سے کٹ کر اکیلا رہ گیا ہو وہ بھی ابتر ہے، جس آدمی کی کوئی اولاد نرینہ نہ ہو یا مرگئی ہو، اس کے لئے بھی ابتر کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ اس کے پیچھے اس کا نام لیوا باقی نہیں رہتا اور مرنے کے بعد وہ بے نام و نشان ہو جاتا ہے-" (تفہیم ج ۶ ص ۴۹۷ - الکوثر حاشیہ ۴-)

تشریح :-

اسلام جو تہذیب انسان کو سکھاتا ہے اس کے قواعد میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہر کام کی ابتداء خدا کے نام سے کرے- اس قاعدے کی پابندی اگر شعور اور خلوص کے ساتھ کی جائے تو اس سے لازماً تین فائدے حاصل ہوں گے-

ایک یہ کہ آدمی بہت سے برے کاموں سے بچ جائے گا، کیونکہ خدا کا نام لینے کی عادت اسے ہر کام شروع کرتے وقت یہ سوچنے پر مجبور کر دے گی کہ کیا واقعی میں اس کام پر خدا کا نام لینے میں حق بجانب ہوں؟

دوسرے یہ کہ جائز اور صحیح اور نیک کاموں کی ابتداء کرتے ہوئے خدا کا نام لینے سے آدمی کی ذہنیت بالکل ٹھیک سمت اختیار کر لے گی اور

---

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل معمول تھا کہ آپ ہمیشہ اپنے خطبوں کا آغاز حمد و ثنا سے فرمایا کرتے تھے- (لہٰذا جب تم اللہ کی ... دعوت دینے کے لئے اٹھو تو اللہ کی حمد و تسبیح سے اس کا آغاز کرو)- (تفہیم ج ۵ ص ۱۸۴- الطور حاشیہ ۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ ہمیشہ صحیح ترین نقطہ سے اپنی حرکت کا آغاز کرے گا۔

تیسرا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب وہ خدا کے نام سے اپنا کام شروع کرے گا تو خدا کی تائید اور توفیق اس کے شامل حال ہو گی۔ اس کی سعی میں برکت ڈالی جائے گی اور شیطان کی فساد انگیزیوں سے اس کو بچایا جائے گا۔ خدا کا طریقہ یہ ہے کہ جب بندہ اس کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ بھی بندے کی طرف توجہ فرماتا ہے۔

دعا کی ابتداء اس ہستی کی تعریف سے کی جانی چاہیے جس سے ہم دعا مانگنا چاہتے ہیں یہ گویا اس امر کی تعلیم ہے کہ دعا جب مانگو تو مہذب طریقہ سے مانگو۔ یہ کوئی تہذیب نہیں ہے کہ منہ کھولتے ہی جھٹ اپنا مطلب پیش کر دیا [جائے]۔ تہذیب کا تقاضا یہ ہے کہ جس سے دعا کر رہے ہو پہلے اس کی خوبی کا' اس کے احسانات اور اس کے مرتبے کا اعتراف کرو۔

تعریف ہم جس کی بھی کرتے ہیں' دو وجوہ سے کیا کرتے ہیں۔

ایک یہ کہ وہ بجائے خود حسن و خوبی اور کمال رکھتا ہو' قطع نظر اس سے کہ ہم پر اس کے ان فضائل کا کیا اثر ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ہمارا محسن ہو اور ہم اعتراف نعمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس کی خوبیاں بیان کریں۔

اللہ تعالی کی تعریف ان دونوں حیثیتوں سے ہے۔ یہ ہماری قدر شناسی کا تقاضا بھی ہے اور احسان شناسی کا بھی کہ ہم اس کی تعریف میں رطب اللسان ہوں۔

دنیا میں جہاں' جس چیز اور جس شکل میں بھی کوئی حسن' کوئی خوبی' کوئی کمال ہے اس کا سرچشمہ اللہ ہی کی ذات ہے۔ کسی انسان' کسی فرشتے' کسی دیوتا' کسی سیارے غرض کسی مخلوق کا کمال بھی ذاتی نہیں ہے بلکہ اللہ کا عطیہ ہے۔ پس اگر کوئی اس کا مستحق ہے کہ ہم اس کے گرویدہ اور پرستار' احسان مند اور شکر گزار' نیاز مند اور خدمت گار بنیں تو وہ خالق کمال ہے نہ کہ صاحب کمال۔

(تفہیم ج ا فاتحہ حواشی ا۔ ۲ ص ۴۳۔)

حمد کا معنی :-

حمد کا لفظ تعریف اور شکر دونوں کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن اصل معنی اس کے تعریف کے ہیں۔ شکر کے معنی ضمناً پیدا ہوتے ہیں جب ایک آدمی کسی کا احسان مند ہوتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے اس وجہ سے شکر کا مفہوم اس کے اندر آپ سے آپ آ جاتا ہے اسی لئے بسا اوقات جب کوئی آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کا مزاج کیسا ہے۔ آپ کہتے ہیں الحمدللہ۔ تو وہ الحمدللہ شکر کے معنی میں ہوتا ہے۔ کھانا کھا کر آپ اٹھتے ہیں آپ کہتے ہیں الحمدللہ۔ پانی پیتے ہیں آپ کہتے ہیں الحمدللہ۔ یہ سارا الحمدللہ جو ہے یہ شکر کے معنوں میں ہے لیکن اس کی بنا کیا ہے۔ اس کی بنا یہ ہے کہ آدمی جب کسی کا شکر گزار ہوتا ہے اور دل میں اپنے احسان مندی محسوس کرتا ہے تو وہ اس کی تعریف کرتا ہے اور اس تعریف کا اصل جو محرک ہوتا ہے وہ شکر کا جذبہ ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ آپ دیکھیں گے کہ کسی شخص نے اگر ان کے اوپر بہت بڑا احسان کیا ہے وہ کہیں گے اجی اس کا کیا کہنا وہ تو بڑا سخی آدمی ہے۔ بڑا فیاض آدمی ہے' بڑا ہمدرد آدمی ہے۔ اب یہ ساری باتیں جو وہ کہہ رہا ہے تو وہ ظاہر ہے تعریف کر رہا ہے۔ درحقیقت وہ اظہار شکر کر رہا ہے۔ محرک اس کا شکر ہوتا ہے لیکن بنا جو اصل ہے وہ حمد کی ہے وہ تعریف ہے۔ اور تعریف دو طرح سے ہوا کرتی ہے۔ ایک بجائے خود کسی کے کمال کی تعریف ہوتی ہے اور ایک کسی کے ایسے کمال کی تعریف ہوتی ہے جو ہمارے لئے نافع ہے۔ مثلاً یہ کہ ایک پھول کو آپ دیکھتے ہیں۔ اس کے حسن کی آپ تعریف کرتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ آپ کے لیے نافع ہے یا نہیں یعنی بجائے خود وہ پھول اتنا حسین ہے کہ آپ اس کی تعریف کر رہے ہیں وہ اس تعریف کا مستحق ہے۔ ایک دوا کی آپ تعریف کرتے ہیں۔ یہ تعریف اس بنا پر ہے کہ اس کے خواص آپ کے لئے نافع ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعریف اللہ ہی کے لئے مخصوص کیوں ہے ؟:-

اللہ تعالیٰ کی جو تعریف ہے وہ ان دونوں وجوہ سے ہے۔ اس وجہ سے بھی ہے کہ وہ بجائے خود کامل ہے بجائے خود تمام کمالات کا اور ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اس بنا پر بھی ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی قابل تعریف ہے اس کے اندر جو صفت بھی پیدا ہوتی ہے تعریف کی وہ اللہ کے پیدا کرنے سے ہوتی ہے تو وہ منبع کمالات بھی ہے اور سرچشمہ کمالات بھی ہے۔ تمام خوبیوں کی ابتداء اسی کی ذات سے ہوتی ہے اور تمام خوبیاں اسی کی پیدا کردہ ہیں اور اس بنا پر بھی ہے کہ اس کی بے شمار صفات ایسی ہیں جو براہ راست ہمارے وجود کا سبب بنی ہیں۔ براہ راست ہمارے لئے جو کچھ بھی ہم کو بھلائی پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے پہنچتی ہے تو ان فوائد و منافع کی وجہ سے بھی جو اللہ سے ہم کو پہنچتے ہیں ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور بجائے خود اس کے کمالات کی بنا پر بھی تعریف کرتے ہیں کہ جس چیز میں بھی جو کچھ کمال ہے اس کا سرچشمہ اس کی ذات ہے۔ جب الحمدللہ کہا جائے تو اس کے اندر خود یہ مفہوم شامل ہوجاتا ہے کہ حقیقت میں تعریف جس چیز کا نام ہے اس کا مستحق وہی ہے یعنی دوسرا کوئی کسی تعریف کا مستحق نہیں ہے دوسرا اگر تعریف کا مستحق ہے تو مجازا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بالذات مستحق ہے اور حقیقت میں تعریف اگر پہنچتی ہے تو اسی کو پہنچتی ہے مثلا آپ چیز دیکھتے ہیں کہ بڑی اچھی بنی ہوئی ہے جب آپ اسکی تعریف کرتے ہیں کہ کیا خوب بنی ہوئی ہے تو حقیقت میں اس بنانے والے کی تعریف کرتے ہیں۔ یعنی وہ چیز بجائے خود تعریف کی مستحق نہیں ، بنانے والا تعریف کا مستحق ہے جس نے اتنی اعلیٰ درجے کی چیز بنائی۔ تو جتنی چیزیں بھی ہیں جن کی کوئی شخص تعریف کرتا ہے حقیقت میں وہ ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے ———— اگر تعریف کا مستحق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے تو باقی وہ کون ہیں جو معبود ہونے کے مستحق ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ اگر تمام تعریف اللہ کے لئے ہے تو یقیناً ساری عبادت اللہ ہی کے لئے ہے۔ کوئی دوسرا کسی عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اگر اس میں کوئی کمال ہے بھی تو عطیہ ہے اللہ تعالیٰ کا۔ اپنا ذاتی کوئی کمال نہیں ۔ ذاتی کمال جب اس کا نہیں ہے تو وہ عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک نبی بلاشبہ نہایت ہی مقدس ہستی ہے نہایت پاکیزہ ہستی ہے لیکن کس بنا پر وہ قابل تعریف ہے اس بنا پر کہ اللہ نے نبی بنایا ہے جب اللہ کا بنایا ہوا نبی ہونے کی وجہ سے وہ قابل تعریف ہے اور جو کچھ اس کے کمالات ہیں وہ اللہ کے دیے ہوئے ہیں تو معبود نبی کو ہونا چاہیے کہ اللہ کو ہونا چاہیے؟ اسی طرح دوسری جو ہستیاں بھی ہیں اگر فرض کیجئے کوئی شخص سورج کی عبادت کر رہا ہے۔ سورج کو روشنی کہاں سے ملی۔ سورج کو حرارت کہاں سے ملی۔ یہ انرجی جو سورج دے رہا ہے یہ کہاں سے حاصل ہوئی۔ اگر اس کا بنانے والا اللہ ہی ہے اور ظاہر بات ہے کہ اللہ ہی ہے تو معبود ہونے کا مستحق سورج نہیں ہے بلکہ اللہ ہے۔ تو اس طرح سے الحمدللہ کا لفظ خود شرک کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ یہیں سے آغاز ہوجاتا ہے شرک کی جڑ کاٹنے کا اور توحید کے اثبات کا۔

"(کیسٹ سورۃ الفاتحہ۔ تفسیر سید مودودی)

ادارہ الابلاغ نور چیمبر لاہور

--------------*********--------------

تخریج :- (١):- قُرِئَ عَلٰی اَبِی الْقَاسِمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَ اَنَا اَسْمَعُ، حَدَّثَکُمْ دَاوُدُ بْنُ رَشِیْدٍ، ثنا الْوَلِیْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَّا يُبْدَأُ فِيْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ اَقْطَعُ (۱)

ماخذ:- * سنن دارقطني ج ۱ ص ۲۲۹ كتاب الصلاة * ابن ماجه كتاب النكاح، باب خطبة النكاح * قال السندي: الحديث قد حسنه ابن الصلاح و النووي * وَاَخْرَجه ابن حبان في صحيحه و الحاكم في المستدرك- * السنن الكبرى للبيهقي ج ۳ ص ۲۰۹ كتاب الجمعة، باب مايستدل به على وجوب التحميد في خطبة الجمعة * كنز العمال ج ۱ ص ۵۵۹، حديث ۲۵۱۱- * مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۸۸ * رياض الصالحين ص ۳۴۰- كتاب حمد الله تعالي وشكره- * فتح القدير للشوكاني ج ۱ ص ۲۱- * مصنف ابن ابی شيبة ج ۹- ص ۱۱۶- كتاب الادب ماقالوا يستحب ان يبدأ به من الكلام- * ابن ابی شيبة میں كل كلام ذی بال، لايبدا فيه بالحمد لله فهو اقطع منقول ہے اور المصنف عبدالرزاق نے ج ۶- ص ۱۸۹ پر كل كلام ذی بال لا يبدا فيه بذكر الله فهو ابتر اور مسند احمد ج ۲- ص ۳۵۹ پر عن ابی هريرة كل كلام او امر ذی بال لا يفتح بذكر الله عز وجل فهو ابتر او قال اقطع مذکور ہے اور سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۲۹- کتاب الصلاۃ میں حضرت ابو هريرة كل امر ذی بال لايبدا فيه بذكر الله اقطع روایت کیا ہے کنز العمال ج ۱ ص ۵۵۸ احادیث ۲۵۰۹، ۲۵۱۰- ۲۵۱۱ میں كل امر ذی بال لا يبدا فيه بحمد الله و الصلاة علی فهو اقطع ابتر ممحوق من كل بركة

ذکر کیا ہے فتح المجید کے ص ۶ پر كل امر ذی بال لا يبدا فيه ببسم الله الرحمن الرحيم فهو اقطع

اخرجه ابن حبان، قال ابن الصلاح و الحديث حسن كنز العمال ج ۱- ص ۵۵۵ پر في فضائل السور و الأيات و البسملة کے تحت عبدالقادر الرهاوی في الاربعين عن ابی هريرة کے حوالے سے كل امر ذی بال لا يبدا فيه بسم الله الرحيم (۲)

اقطع مذکور ہے-

(ابوداؤد نے کتاب الادب ج ۴ ص ۲۶۰ باب الهدی في الكلام میں كل كلام لا يبدا فيه بالحمدلله فهو اجزم بھی بیان کیا ہے-

پوری زمین پاک اور عبادت کی جگہ ہے

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا

---

(۱) تفرد به قرة عن الزهری، عن ابی سلمة عن ابی هريرة، و ارسله غيره عن الزهری عن النبي صلی الله عليه وسلم، وقرة ليس بقوی في الحديث- و رواه صدقة عن محمد بن سعيد، عن الزهری، عن عبد الرحمن بن كعب بن مالك، عن ابيه، عن النبي صلی الله عليه وسلم، و لايصح الحديث، وصدقة و محمد بن سعيد ضعيفان، و المرسل هو الصواب

(۲) اس مقام پر غالباً الرحمن چھوٹ گیا ہے کیونکہ دارقطنی ج ۱ ص ۲۲۹ کتاب الصلاۃ کے تحت حاشیہ الرهاوی کے حوالہ میں الرحمن مذکور ہے- (مرتب)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے لیے پوری زمین عبادت کی جگہ اور طہارت حاصل کرنے کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔(۱) (تفہیم القرآن ۶ ۲؍ ص ۱۱۹، سورہ الجن، حاشیہ ۱۹)

نماز پڑھنے کے لیے اس امر کے علم کی ضرورت نہیں ہے کہ جگہ پاک ہے، بلکہ ہر خشک جگہ کو پاک ہی سمجھنا چاہیے جب تک کہ اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔ اس لیے محض شک اور وہم کی بنا پر نماز قضا کرنا درست نہیں۔ اگر طبیعت کا وہم دور نہ ہو تو اپنا ہی کوٹ (وغیرہ) اتار کر کہیں بچھا لیجئے اور اس پر پڑھ لیجئے۔ (رسائل مسائل، حصہ دوم، ص ۲۳۳)

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ اَبُو الْحَكَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهُوْرًا وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ

ترجمہ ۔حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مجھے پانچ [امتیازات] ایسے عطا کیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء میں سے کسی کو نہیں دیے گئے۔ ایک مہینے کی مسافت سے رعب و دبدبہ سے میری نصرت فرمائی گئی، میرے لیے پوری زمین عبادت کی جگہ اور طہارت حاصل کرنے کا ذریعہ بنائی گئی ہے، اور میرا کوئی امتی جب اسے نماز کا وقت آن پہنچے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھ لے۔ اور غنائم میرے لیے حلال قرار دیتے ہیں۔ دوسرا نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور شفاعت [کبریٰ] کا اعزاز مجھے عطا ہوا ہے۔

مآخذ:۔☆ بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ جعلت الارض مسجدا وطھورا۔ کتاب التیمم ص ۴۸۔ اس مقام پر کافۃ کی بجائے عامۃ ہے۔* مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ * ترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی الغنیمة اور ابواب الصلوٰۃ: باب ماجاء ان الارض کلھا مسجد الا المقبرہ * نسائی کتاب الغسل اور کتاب المساجد * ابن ماجہ کتاب المساجد والجماعات باب المواضع التی تکرہ فیھا الصلوٰۃ ابن ماجہ نے بھی ترمذی کی ابواب الصلاۃ والی روایت بیان کی ہے۔ * دارمی کتاب السیر باب ان الغنیمة لاتحل لاحد قبلنا * دارمی کتاب الصلوۃ باب الارض کلھا طاھرۃ ماخلا المقبرۃ والحمام * مسند احمد، ج ۵، ص ۱۴۵ - ۱۴۸ - ۱۶۱ - ۲۴۸ - ۲۵۶ - ۳۸۳، مسند احمد ج ۱، ص ۲۵۰ - ۳۰۱، ج ۲، ص ۲۲۲ - ۲۴۰ - ۲۵۰ - ۴۱۲ - ۴۴۲ - ۵۰۲، ج ۳، ص ۳۰۴، ج ۴، ص ۴۱۶ * مجمع الزوائد ھیثمی ج ۱، ص ۲۶۱ کتاب الطہارت باب فی التیمم * الطبرانی اور بزار بحوالہ مجمع الزوائد * مسند ابی عوانۃ ج ۱، ص ۳۹۶ * تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۳۲۱ - ۳۰۸ - سورہ فرقان اور ج ۱، ص ۵۰۵ عن جابر * احکام القرآن للجصاص ج ۴، ص ۲۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

وضو کے مسائل

چہرے میں منہ اور ناک، سر میں کان شامل ہیں۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کے دوران منہ دھونے میں کلی کرنا اور ناک صاف کرنا بھی شامل ہے۔
تشریح: بغیر اس کے منہ کے غسل کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اور کان چونکہ سر کا ایک حصہ ہیں اس لیے سر کے مسح میں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصوں کا مسح بھی شامل ہے۔ نیز وضو شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہئیں تاکہ جن ہاتھوں سے آدمی وضو کر رہا ہو وہ خود پہلے پاک ہو جائیں۔ (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادٌ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ اَبِي اُمَامَةَ، ذَكَرَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ ترجمہ: ۔ حضرت ابو امامہؓ (باہلی) سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ آپؐ ناک کی طرف کے گوشہ چشم کا مسح فرماتے اور فرمایا، کان سر کا ایک حصہ ہیں۔

ماٰخذ: ۔ ابو داؤد، ج ۱، کتاب الطهارت، باب صفة وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم
* ترمذی کتاب الطهارت باب ماجاء ان الاذنين من الراس * ابن ماجه كتاب الطهارت وسننها باب الاذنان من الراس

☆ ابن ماجہ نے اسے مرفوع نقل کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّاْسِ

ترجمہ: ۔ حضرت عبد اللہ بن زید ۔، مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کان سر کا ایک حصہ ہیں۔

---

(۱) تفہیم القرآن ج ۱ ص ۴۴۸ ۔ المائدہ حاشیہ ۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو داؤد نے اس پر جرح کرتے ہوئے کہا ہے اور ترمذی نے بھی۔
قَالَ سليمان بن حرب: يقولها ابو امامة قَالَ قتيبة: قال حماد: لَا اَدْرِیْ هُوَ مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ [من] اَبِیْ اُمَامَةَ يعني قصة الاذنين قَالَ قتيبة عن سِنَانٍ ابی ربیعة قَالَ ابو داود وهو ابن ربیعة كُنْيَتُهُ ابو ربيعة **ترجمہ** :۔ سلیمان بن حرب کا قول ہے کہ یہ یعنی "الاذنان من الراس" کا جملہ ابو امامہ کا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ حماد کا قول ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ جملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے یا ابو امامہ کا اپنا قول"۔

☆ دار قطنی نے کتاب الطہارت ج ا ص ۹۷ پر باب ماروی من قول النبي صلى الله عليه وسلم الاذنان من الراس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

وضو سے فراغت کے بعد دعا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (ا) ترجمہ :۔ "میں شہادت دیتا ہوں کہ ایک لاشریک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ خدایا مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کر اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والا بنا"۔

تشریح: وضو کے دوران میں اگر تم اپنے اعضاء دھونے کے ساتھ ساتھ اللہ کا ذکر کرتے رہو اور فارغ ہو کر وہ (مندرجہ بالا) دعا پڑھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے، تو محض تمہارے اعضاء ہی نہ دھلیں گے بلکہ ساتھ ساتھ تمہارا دل بھی دھل جائے گا۔

---------------*********---------------

تخریج (ا):۔ حَدَّثَنَا جعفر بن مُحَمَّدِ بنِ عُمَرَ، اَنَّ الثَّعْلَبِیَّ الْكُوْفِیَّ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يزيدَ الدمشقِیِّ، عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ وَاَبِیْ عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ۔ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ عُمَرَ قَدْ خُوْلِفَ زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ فِیْ هٰذَا

(ا) خطبات، ص ۱۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَدِيْثِ رَوٰي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُمَرٍو، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ، وَهٰذَا حَدِيْثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ وَلَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيْرُ شَيْئٍ قَالَ مُحَمَّد: ابو ادريس لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ ترجمہ: ۔حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح کیا پھر وضوء کے بعد اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ الخ پڑھا کہ "میں شہادت دیتا ہوں کہ ایک لاشریک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد (ص) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ خدایا مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کر اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والا بنا"۔

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس میں سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

ماخذ: ۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۸، ابواب الطہارت باب مایقال بعد الوضوء)

مسلم نے کتاب الطہارت میں عقبہ بن عامر سے باب الذکر المستحب عقب الوضوء اور ابوداؤد نے کتاب الطہارۃ باب مایقول الرجل اذا توضا دارمی نے کتاب الصلاۃ باب القول بعد الوضوء ص ۱۴۷ پر اور مسند احمد ج ۴' ص ۱۴۶ اروایت عقبہ بن عامر سے صرف اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداعبدہ و رسولہ الافتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخل من ایھاشاء نقل کیا ہے۔

علاوہ ازیں: ابن خزیمہ' ابن حبان اور ابن ابی شیبہ نے بھی اتنا ہی روایت کیا۔ تاریخ بغداد ج ۵ ص ۲۷۰ پر بھی ہے۔

نواقض وضو

نواقض وضو کے مسئلے کی صحیح صورت یہ ہے کہ شریعت میں جن جن باتوں سے وضو کے ٹوٹنے اور تجدید وضو لازم آنے کا حکم لگایا گیا ہے۔ پہلے ان سب کو اپنے ذہن سے نکال دیجئے' پھر خود اپنے طور پر سوچئے کہ عام انسانوں کے لیے (جن میں عالم اور جاہل' عاقل اور کم عقل' طہارت پسند اور طہارت سے غفلت کرنے والے' سب ہی قسم کے لوگ مختلف درجات و حالات کے موجود ہیں) آپ کو ایک ایسا ضابطہ بنانا ہے جس میں حسب ذیل خصوصیات موجود ہوں:۔

۱۔ لوگوں کو بار بار صاف اور پاک ہوتے رہنے پر مجبور کیا جائے اور ان میں نظافت کی حس اس قدر بیدار کر دی جائے کہ وہ نجاستوں اور کثافتوں سے خود بچنے لگیں۔

۲۔ خدا کے سامنے حاضر ہونے کی اہمیت اور امتیازی حیثیت ذہن میں بٹھائی جائے تاکہ نیم شعوری طور پر آدمی خودبخود اپنے اندر یہ محسوس کرنے لگے کہ نماز کے قابل ہونے کی حالت دنیا کی دوسری مشغولیتوں کے قابل ہونے کی حالت سے لازماً مختلف ہے۔

۳۔ لوگوں کے اپنے نفس اور اس کے حال کی طرف توجہ رکھنے کی عادت ڈالی جائے تاکہ وہ اپنے پاک یا ناپاک ہونے' اور ایسے ہی دوسرے احوال سے جو ان پر وارد ہوتے رہتے ہیں' بے خبر نہ ہونے پائیں اور ایک طرح سے خود اپنے وجود کا جائزہ لیتے رہیں۔

۴۔ ضابطہ کی تفصیلات کو ہر شخص کے اپنے فیصلہ اور رائے پر نہ چھوڑا جائے بلکہ ایک طریق کار معین ہو تاکہ انفرادی طور پر لوگ طہارت میں افراط و تفریط نہ کریں۔

۵۔ ضابطہ اس طرح بنایا جائے کہ اس میں اعتدال کے ساتھ طہارت کا مقصد حاصل ہو' یعنی نہ اتنی سختی ہو کہ زندگی تنگ ہو کر رہ جائے اور نہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اتنی نرمی کہ پاکیزگی ہی باقی نہ رہے۔

ان پانچ خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر آپ خود ایک ضابطہ تجویز کریں اور خیال رکھیں کہ اس میں کوئی بات اس نوعیت کی نہ آنے پائے جس پر اعتراضات ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کا ضابطہ بنانے کی کوشش میں اگر آپ صرف ایک ہفتہ صرف کریں گے تو آپ کی سمجھ میں خود بخود یہ بات آ جائے گی کہ ان خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر صفائی و طہارت کا کوئی ایسا ضابطہ نہیں بنایا جا سکتا جس پر اعتراضات وارد نہ ہو سکتے ہوں۔ آپ کو بہرحال کچھ چیزیں ایسی مقرر کرنی پڑیں گی جن کے پیش آنے پر ایک طہارت کو ختم شدہ فرض کرنا اور دوسری طہارت کو ضروری قرار دینا ہو گا۔ آپ کو یہ بھی متعین کرنا ہو گا کہ ایک طہارت کی مدت قیام (Duration) کن حدود تک رہے گی اور کن حدود پر ختم ہو جائے گی۔ اس غرض کے لیے جو حدیں بھی آپ تجویز کریں گے ان میں ناپاکی ظاہر اور نمایاں اور محسوس نہ ہو گی بلکہ فرضی اور حکمی ہی ہو گی اور لامحالہ بعض حوادث ہی کو حد بندی کے لیے نشان مقرر کرنا ہو گا۔

جب آپ اس زاویہ نظر سے اس مسئلہ پر غور کریں گے تو آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ شارع نے جو ضابطہ تجویز کر دیا ہے وہی ان اغراض کے لیے بہترین اور غایت درجہ معتدل ہے۔ اس کے ایک ایک جزئیہ کو الگ الگ لے کر علت و معلول اور سبب و مسبب کا ربط تلاش کرنا معقول طریقہ نہیں ہے۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ کیا بحیثیت مجموعی ان اغراض و مصالح کے لیے جو اوپر بیان ہوئی ہیں، اس سے بہتر اور جامع تر کوئی ضابطہ تجویز کیا جا سکتا ہے؟ لوگوں کو احکام وضو میں جو غلط فہمی پیش آتی ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ وہ اس بنیادی حکمت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے جو بحیثیت مجموعی ان احکام میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔ بلکہ ایک ایک جزئی حکم کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فلاں فعل میں آخر کیا بات ہے کہ اس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی ضرب آخر کس طرح شکست وضو کا سبب بن جاتی ہے۔ (رسائل و مسائل، حصہ اول، ص ۱۵۸۔۱۶۰)

سگریٹ نوشی سے وضو نہیں ٹوٹتا

س:۔ ''مولانا! وضو کی حالت میں سگریٹ پینا کیسا ہے؟''

ج:۔ ''کوئی حرج نہیں۔ وضو نہیں ٹوٹتا البتہ نماز سے پہلے کلی کر کے منہ کو اچھی طرح صاف کر لینا چاہئے تاکہ سگریٹ کی بو باقی نہ رہے''۔ (۵۔اے زیلدار پارک حصہ دوم، ص ۱۷۲)

جرابوں پر مسح

متن:۔ مَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَ النَّعْلَيْنِ

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔(۱) (نسائی کے سوا تمام کتب سنن اور مسند احمد میں بروایت مغیرہ بن شعبہ) موجود ہے۔

تشریح:۔ سنت سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا ہے۔ ابو داؤد کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، انس بن مالک، ابو امامہ، سہل بن سعد اور عمرو بن حریث نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ نیز حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ سے بھی یہ فعل مروی ہے بلکہ بیہقی نے ابن عباس اور انس بن مالک سے اور طحاوی نے اوس بن ابی اوس سے یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایت بھی نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جوتوں پر مسح فرمایا ہے جس میں جرابوں کا ذکر نہیں ہے۔ اور یہی عمل حضرت علی سے بھی منقول ہے۔ ان مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف جراب اور صرف جوتے اور جرابیں پہنے ہوئے جوتے پر مسح کرنا بھی اسی طرح جائز ہے جس طرح چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا۔ ان روایات میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقہاء کی تجویز کردہ شرائط (۱) میں سے کوئی شرط بیان فرمائی ہو اور نہ یہ ذکر کسی جگہ ملتا ہے کہ جن جرابوں پر حضور اور مذکورہ بالا صحابہ نے مسح فرمایا وہ کس قسم کی تھیں۔ اس لئے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ فقہاء کی عائد کردہ ان شرائط کا کوئی ماخذ نہیں ہے اور فقہاء چونکہ شارع نہیں ہیں، اس لئے ان کی شرطوں پر اگر کوئی عمل نہ کرے، تو وہ گنہگار نہیں ہو سکتا۔

امام شافعی اور امام احمد کی رائے یہ ہے کہ جرابوں پر اس صورت میں آدمی مسح کر سکتا ہے جبکہ آدمی جوتے اوپر سے پہنے رہے۔ لیکن اوپر جن صحابہ کے آثار نقل کیے گئے ہیں ان میں سے کسی میں بھی اس شرط کی پابندی نہیں ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم، ص ۲۳۵)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ اَبِي قَيْسٍ الْاَوْدِيِّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَرْوَانَ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَي الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

"حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا"۔

قال ابو داود: كان عبد الرحمن بن مهدي لا يحدث بهذا الحديث، لان المعروف عن المغيرة ان النبي صلي الله عليه وسلم مسح علي الخفين

"حضرت مغیرہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح فرمایا"۔

قال ابو داود: وروي هذا ايضًا عن ابي موسي الاشعري عَنِ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَسَحَ عَلَي الْجَوْرَبَيْنِ وَلَيْسَ بِالْمُتَّصِلِ وَلَا بِالْقَوِيِّ

---

(۱) جہاں تک چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا تعلق ہے اس کے جواز پر قریب قریب تمام اہل سنت کا اتفاق ہے مگر سوتی اور اونی جرابوں کے معاملے میں عموماً ہمارے فقہاء نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ موٹی ہوں، اور شفاف نہ ہوں کہ ان کے نیچے سے پاؤں کی جلد نظر آئے۔ اور وہ کسی قسم کی بندش کے بغیر خود قائم رہ سکیں۔ میں نے اپنی امکانی حد تک یہ تلاش کرنے کی کوشش کی کہ ان شرائط کا ماخذ کیا ہے مگر سنت میں ایسی کوئی چیز نہ مل سکی۔ (از مولف)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ابو داؤد کا خیال ہے کہ ابو موسیٰ الاشعری کے واسطہ سے مسح علی الجوربین والی روایت متصل بھی نہیں اور نہ وہ قوی ہے"۔

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ، وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ وَاَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ وَابُوْ اُمَامَةَ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ وَرُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ عَبَّاسٍ **ترجمہ** :۔"حضرت علیؓ بن طالب، عبداللہؓ بن مسعود، براءؓ بن عازب، انسؓ بن مالک، ابو امامہؓ، سہلؓ بن سعد، عمروؓ بن حریث نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے"۔

ماخذ :۔ * ابو داود ج ۱ ص ۴۱ کتاب الطهارة باب المسح على الجوربين * ترمذی ابواب الطهارت باب في المسح على الجوربين والنعلين * ابن ماجه ابواب الطهارة وسننها۔ باب المسح على الجوربين والنعلين * مسند احمد، ج ۴، ص ۲۵۲، مغيره بن شعبة * موارد الظمان ۔ كتاب الطهارة باب المسح على الجوربين والنعلين والخمار

قال ابو عيسى : هذا حديث صحيح وهو قول غير واحد من اهل العلم وبه يقول سفيان الثورى وابن المبارك والشافعي واحمد واسحاق قَالُوْا يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا نَعْلَيْنِ اِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى قَالَا : ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَآءٍ عَنْ اَبِيْهِ ، قَالَ عَبَّادٌ : قَالَ : اَخْبَرَنِيْ اَوْسُ بْنُ اَوْسٍ الثَّقَفِيُّ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ "حضرت اوس بن اوس ثقفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنے جوتوں اور پاؤں پر مسح فرمایا"۔

وَقَالَ عَبَّادٌ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى عَلٰى كِظَامَةِ قَوْمٍ يَعْنِي الْمِيْضَاَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ الْمِيْضَاَةَ وَالْكِظَامَةَ ثُمَّ اتَّفَقَا فَتَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ

(ابو داود ج ۱، ص ۴۱ کتاب الطهارت، باب المسح على الجوربين)

مسح علی الخفین (موزوں پر مسح) (۱)

مسح علی الخفین پر غور کر کے میں نے جو کچھ سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ دراصل یہ تیمم کی طرح ایک سہولت ہے جو اہل ایمان کو ایسی حالتوں کے لیے دی گئی ہے جبکہ وہ کسی صورت سے پاؤں ڈھانکے رکھنے پر مجبور ہوں اور بار بار پاؤں دھونا ان کے لیے موجب نقصان یا وجہ مشقت ہو۔ اس رعایت کی بنا اس مفروضہ پر نہیں ہے کہ طہارت کے بعد موزے پہن لینے سے پاؤں نجاست سے محفوظ رہیں گے اس لیے ان کو دھونے کی ضرورت باقی نہ رہے گی بلکہ اس کی بنا اللہ کی رحمت ہے جو بندوں کو سہولت عطا کرنے کی مقتضی ہوئی۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو سردی سے یا راستے کے گرد و غبار سے بچنے کے لیے یا پاؤں کے کسی زخم کی حفاظت کے لیے آدمی پہنے اور جس کے بار بار اتارنے اور پھر پہننے میں آدمی کو زحمت ہو، اس پر مسح کیا جا سکتا ہے، خواہ وہ اونی جراب ہو، یا سوتی۔ چمڑے کا جوتا ہو یا کرمچ کا، یا کوئی کپڑا ہی ہو جو پاؤں پر لپیٹ کر باندھ لیا گیا ہو۔ میں جب کبھی کسی کو وضو کے بعد مسح کے لیے پاؤں کی طرف ہاتھ بڑھاتے دیکھتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ بندہ اپنے خدا سے کہہ رہا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو حکم ہو تو ابھی یہ موزے کھینچ لوں اور پاؤں دھو ڈالوں مگر چونکہ سرکار ہی نے رخصت عطا فرما دی ہے اس لیے مسح پر اکتفا کرتا ہوں"۔ میرے نزدیک دراصل یہی معنی مسح علی الخفین وغیرہ کی حقیقی روح ہیں۔ اور اس روح کے اعتبار سے وہ تمام چیزیں یکساں ہیں جنہیں ان ضروریات کے لیے آدمی پہنے جن کی رعایت ملحوظ رکھ کر مسح کی اجازت دی گئی ہے۔ (رسائل و مسائل، حصہ دوم، ص ۲۲۵۔۲۲۷)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدِ نِ الْحَرَّانِيُّ، قَالَ: ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيْهَا مَآءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ترجمہ: ۔حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ مغیرہ بن شعبہ پانی کا لوٹا لے کر آپ کے پیچھے ہو لیے۔ جب آپ قضاء حاجت سے فارغ ہوئے تو انہوں نے پانی ڈالا۔ آپؐ نے وضو فرمایا اور موزوں پر مسح کیا۔

ماخذ: ۔ *بخاری، ج ۱، ص ۳۳ کتاب الوضوء باب المسح علی الخفین *مسلم، ج ۱، ص ۱۳۲ کتاب الطهارة باب المسح علی الخفین * ابو داود، ج ۱، ص ۳۷ کتاب الطهارة باب المسح علی الخفین *ترمذی، ج ۱، ابواب الطهارة باب المسح علی الخفین *نسائی، ج ۱، کتاب الطهارة باب المسح علی العمامة اور باب المسح علی الخفین في السفر * ابن ماجه، ج ۱، کتاب الطهارة باب ماجاء في المسح علی الخفین * دارمی، ج ۱، کتاب الطهارة باب المسح علی الخفین * دار قطني، ج ۱، کتاب الطهارة باب المسح علی الخفین *موطا امام مالك، ماجاء في المسح علی الخفین *مسند احمد، ج ٤، ص ۲٤٤، مغيره بن شعبة مسند احمد، ج ۱، ص ۱٤، ۱۵، ۲۰، ۲۳، ۳۵، ٤٤، ٤۹، ۵٤، ۱۰۰، ۱۱۳، ۱۸٦، ۳۲۳، ۳٦٦۔ ج ٤، ص ۱۳۹، ۱۷۹، ۲٤۰، ۲۵۱، ۲۵۳۔ ج ۵، ص ۲۱۳، ۲۸۱، ۲۸۷، ۲۸۸، ۳۵۱، ۳۸۲، ٤۰۲، ٤۳۹، ٤٤۰۔ ج ٦، ص ۱۲، ۱۵، ۳۳۳۔

وضو کے احکام قرآن کو سمجھنے میں حدیث نبویؐ سے مدد

[ایک سائل کے جواب میں] بلاشبہ وضو کے بارے میں قرآن مجید میں یہی حکم ہے کہ جب نماز کے لیے اٹھو تو وضو کرو، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ اس کا منشا کیا ہے؟ اسی طرح قرآن میں صرف منہ دھونے کا حکم ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منہ دھونے کا صحیح طریقہ اور معنی بتائے کہ اس میں کلی کرنا، ناک میں پانی دینا بھی شامل ہے۔ قرآن میں صرف سر کے مسح کا حکم ہے، مگر حضورؐ نے ہمیں بتایا کہ سر کے مسح میں کان کا مسح بھی شامل ہے۔ آپ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ وضو شروع کرتے وقت پہلے ان ہاتھوں کو پاک کر لو، جن سے تمہیں وضو کرنا ہے۔ یہ باتیں قرآن میں نہیں بتائی گئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم قرآنی کی تشریح کر کے ہمیں یہ باتیں بتائی ہیں۔ قرآن کے ساتھ نبیؐ کے آنے کا مقصد یہی تھا کہ وہ کتاب کے منشا کو کھول کر ہمیں بتائے اور اس پر عمل کر کے بتائے۔ آیت

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اے نبی! ہم نے یہ ذکر لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس براہ راست بھیج دینے کے بجائے تمہاری طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں کے سامنے وضاحت کے ساتھ اس ہدایت کی تشریح کرو جو ان کی طرف بھیجی گئی ہے۔

اس بات کو اگر آپ اچھی طرح سمجھ لیں تو آپ کو اپنے اس سوال کا جواب سمجھ میں بھی کوئی زحمت پیش نہ آئے گی کہ ایک ہی وضو سے ایک سے زائد نمازیں پڑھنا کیوں جائز ہے۔ دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ ایک وضو کی مدت قیام کس قدر ہے اور کن چیزوں سے یہ مدت ختم ہوتی ہے۔ اگر حضورؐ یہ نہ بتاتے تو ایک شخص یہ غلطی کر سکتا تھا کہ تازہ وضو کے بعد پیشاب کر لیتا یا کسی دوسرے ناقض وضو فعل کا صدور اس سے ہو جاتا اور وہ پھر بھی نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا یا مثلاً دوران نماز میں ریح خارج ہو جانے کے باوجود نماز پڑھ ڈالتا۔ قرآن میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ نماز کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ وضو کب تک باقی رہتا ہے اور کن چیزوں سے ساقط ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص بطور خود یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ ابھی ابھی جس شخص نے وضو کیا ہے' ریح خارج ہونے سے اس کے وضو میں کیا قباحت واقع ہو جاتی ہے۔ اب جبکہ حضورؐ نے واضح طور پر یہ بتا دیا کہ وضو کو ساقط کرنے والے اسباب کیا ہیں تو اس سے خود بخود یہ بات نکل آئی کہ جب تک ان اسباب میں سے کوئی سبب رونما نہ ہو' وضو باقی رہے گا خواہ اس پر کتنے ہی گھنٹے گزر جائیں اور جب ان میں سے کوئی سبب رونما ہو جائے تو وضو باقی نہیں رہے گا۔ خواہ آدمی نے ابھی ابھی تازہ وضو کیا ہو اور اس کے اعضاء بھی پوری طرح خشک نہ ہوئے ہوں۔

اب اگر (کوئی صاحب یہ کہتے ہیں) کہ قرآن میں چونکہ حکم ان الفاظ میں آیا ہے کہ جب تم نماز کے لیے اٹھو تو وضو کرو' اس لیے ہر نماز کے لیے تازہ وضو ضروری ہے تو اسی طرح کا استدلال کر کے ایک شخص یہ حکم لگا سکتا ہے کہ ہر مستطیع مسلمان کو ازروئے قرآن ہر سال حج کرنا چاہئے اور یہ بھی دعویٰ کر سکتا ہے کہ عمر بھر میں ایک دفعہ زکوٰۃ دے کر آدمی قرآن کا حکم پورا کر دیتا ہے۔ تشریح رسولؐ سے بے نیاز ہو کر تو ہر مسلمان شخص قرآن کی ہر آیت کی ایک نرالی تعبیر و تاویل کر سکتا ہے اور کسی کی رائے بھی کسی دوسرے شخص کے لیے حجت نہیں بن سکتی۔
(رسائل و مسائل' حصہ دوم' ص ۶۹)

احکام وضو کی تشریح:-

منہ اور پاؤں (وضو میں) دھونے کے حکم کی جو وجہ بعض لوگوں نے سمجھی ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکم محض گرد صاف کرنے کے لیے دیا گیا ہے اور جہاں گرد و غبار نہ ہو وہاں اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے ہی نہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کے قابل ہونے اور قابل نہ ہونے کی حالت کے درمیان فرق کیا جائے تاکہ آدمی جب اس کی عبادت کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے جسم اور لباس کا جائزہ لے کر دیکھے کہ آیا میں خدا کے حضور حاضر ہونے کے قابل ہوں یا نہیں' اور جانے سے پہلے اپنے آپ کو پاک صاف کر کے اہتمام کے ساتھ جائے۔ اس طرح عبادت کی اہمیت دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔ اور آدمی اسے اپنے عام معمولی کاموں سے ایک مختلف اور بالاتر نوعیت کا کام سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں پانی نہ ملے وہاں تیمم کرنے کا حکم دیا گیا ہے' حالانکہ تیمم سے بظاہر کوئی صفائی بھی نہیں ہوتی۔

علاوہ بریں وضو میں جس صفائی کا حکم دیا گیا ہے اس سے ایک ضمنی مقصد یہ بھی ہے کہ پنج وقتہ نماز کی وجہ سے آدمی کو پاک رہنے کی عادت پڑ جائے۔ گندگی لازماً صرف مٹی اور گرد و غبار کی وجہ سے ہی نہیں ہوتی بلکہ آدمی کے مسامات سے ہر وقت کچھ نہ کچھ فضلات خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اگر اسے دھویا نہ جاتا رہے تو یہ مادے جسم کی سطح پر جم جم کر بو پیدا کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب لوگوں کے منہ سے بھی بو آتی ہے' ان کے بدن میں بھی ایک طرح کی سڑاند ہوتی ہے' اور ان کے پاؤں تو سخت بدبودار ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے جوتوں اور جرابوں میں بھی ایک تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلام اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کے پیرو کسی حیثیت سے بھی نفرت انگیز حالت میں رہیں' یورپ کے لوگ اس بدبو کو دبانے کے لیے عطریات اور لونڈر استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ بدبو کو اوپری خوشبوؤں سے دبانا کوئی پاکیزگی و طہارت نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

جاڑے کے زمانے میں یا سرد علاقوں میں پاؤں دھونے کی زحمت سے بچانے کے لیے شریعت نے پہلے ہی یہ آسانی رکھ دی ہے کہ آدمی ایک دفعہ وضو میں پاؤں دھونے کے بعد موزے پہن لے۔ پھر ۲۴ گھنٹے تک مقیم کے لیے اور ۷۲ گھنٹے تک مسافر کے لیے پاؤں دھونے کی حاجت نہیں ہے بشرطیکہ اس دوران میں وہ موزے نہ اتارے۔ (رسائل و مسائل' حصہ سوم' ص ۳۱۰-۳۱۱)

آیت وضو میں اہل سنت اور اہل تشیع کا اختلاف

آیت وضو (سورۂ مائدہ' رکوع دوم) کے متعلق شیعوں اور سنیوں کے درمیان یہ اختلاف بہت پرانا ہے کہ آیا اس میں پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا ہے یا ان پر صرف مسح کرنے کا۔ ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ قرآن میں صاف پیروں کے مسح کرنے کا حکم ہے اور اہل سنت نے محض حدیث کی بنیاد پر دھونے کا مسلک اختیار کر لیا ہے۔ اگر صاف حکم یہی موجود ہوتا تو پھر کس کی مجال تھی کہ اس کے خلاف عمل کرتا۔ اصل مختلف فیہ سوال تو یہی ہے کہ قرآن فی الواقع ان دونوں فعلوں میں سے کس کا حکم دیتا ہے اور اس کا حقیقی منشا کیا ہے۔

آیت کے الفاظ یہ ہیں:-

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدہ: آیت ۶) "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' جب تم اٹھو نماز کے لیے تو دھوؤ اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک"۔

اس میں لفظ وَاَرْجُلَكُمْ کی دو قراءتیں متواتر ہیں۔ نافع' ابن عامر' حفص' کسائی کی قراءت اور یعقوب کی قراءت وَاَرْجُلَكُمْ (بفتح لام) ہے' اور ابن کثیر' حمزہ' ابو عمرو اور عاصم کی قراءت وَاَرْجُلِكُمْ (بکسر لام) ہے۔ ان میں سے کسی قراءت کی حیثیت بھی یہ نہیں ہے کہ بعد میں کسی وقت بیٹھ کر نحویوں نے اپنے اپنے فہم اور منشا کے مطابق الفاظ قرآنی پر خود اعراب لگا دیئے ہوں' بلکہ یہ دونوں قراءتیں متواتر طریقے سے منقول ہوئی ہیں۔ اب اگر پہلی قراءت اختیار کی جائے تو وَاَرْجُلَكُمْ کا تعلق فَاغْسِلُوْا کے حکم سے جڑتا ہے اور معنی یہ ہو جاتے ہیں اور دھوؤ اپنے پاؤں ٹخنوں تک' اور اگر دوسری قراءت قبول کی جائے تو اس کا تعلق وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ سے قائم ہوتا ہے اور معنی یہ نکلتے ہیں: "اور مسح کرو اپنے پاؤں پر ٹخنوں تک"۔

یہ صریح اختلاف ہے جو ان دو مشہور و معروف اور متواتر قراءتوں کی وجہ سے آیت کے معنی میں واقع ہو جاتا ہے۔ اس تعارض کو رفع کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ دونوں قراءتوں کو کسی ایک ہی مفہوم (غسل یا مسح) پر محمول کیا جائے۔ لیکن اس کی جتنی کوششیں بھی کی گئی ہیں وہ ہمیں کسی قطعی نتیجے پر نہیں پہنچاتیں۔ کیونکہ جتنے وزنی دلائل کے ساتھ ان کو غسل پر محمول کیا جا سکتا ہے قریب قریب اتنے ہی وزنی دلائل مسح پر محمول کرنے کے حق میں بھی ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ محض قواعد زبان کی بنا پر ان میں کسی ایک معنی کو ترجیح دی جائے۔ لیکن یہ صورت بھی مفید مطلب نہیں' کیونکہ دلائل ترجیح دونوں پہلوؤں میں قریب قریب برابر ہیں۔ اب آخر اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عمل کو دیکھا جائے۔

ظاہر ہے کہ وضو کا حکم کہیں خلا میں تو نہیں دیا گیا تھا' اور نہ وہ محض قرآن کے مصحف پر لکھا ہوا ہمیں مل گیا ہے۔ یہ تو ایک ایسے فعل کا حکم ہے جو پنج وقتہ نمازوں کے موقع پر عمل کرنے کے لیے دیا گیا تھا۔ حضورؐ خود اس پر ہر روز کئی بار عمل فرماتے تھے۔ اور آپؐ کے متبعین' مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے سب روزانہ اس حکم کی تعمیل اس طریقے پر کرتے تھے جو انہوں نے آنحضورؐ کے قول اور عمل سے سیکھا تھا۔ آخر ہم کیوں نہ یہ دیکھیں کہ قرآن کے اس حکم پر ہزارہا صحابہؓ نے حضورؐ کو اور بعد کے بے شمار مسلمانوں نے صحابہؓ کو کس طرح عمل کرتے دیکھا؟ قرآن کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ سے جو بات واضح نہ ہوئی ہو اسے سمجھنے کے لیے اس ذریعہ سے زیادہ معتبر ذریعہ اور کون سا ہو سکتا ہے۔

اس ذریعہ علم کی طرف جب ہم رجوع کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ صحابہؓ کی اتنی کثیر تعداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پاؤں دھونے کے قول اور عمل کو نقل کرتی ہے اور تابعین کی اس سے بھی زیادہ تعداد صحابہؓ سے اس کو روایت کرتی ہے کہ اس خبر کی صحت میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ درست ہے کہ کچھ تھوڑی سی روایات مسح کے حق میں بھی ہیں، لیکن ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا عمل مسح کا تھا، بلکہ دو تین صحابیوں کی اپنی رائے یہ تھی کہ قرآن صرف مسح کا حکم دیتا ہے نیز ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہؓ اگر وضو سے ہوتے اور پھر نماز کے وقت تجدید وضو کرنا چاہتے تو صرف مسح پر اکتفا کرتے تھے۔ دوسری طرف متعدد مستند روایات خود اہل تشیع کے ہاں ایسی ملتی ہیں، جن سے پاؤں دھونے کا حکم اور عمل ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً محمد بن نعمان کی روایت ابو عبد اللہؒ سے جس کو کلبی اور ابو جعفر طوسی نے بھی صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ "اگر تم سر کا مسح بھول جاؤ اور پاؤں دھو بیٹھو، تو پھر سر کا مسح کرو اور دوبارہ پاؤں دھو لو"۔ اس طرح محمد بن حسن الصفار حضرت زید بن علیؓ سے، وہ اپنے والد امام زین العابدین سے، وہ اپنے والد امام حسینؓ سے اور وہ اپنے والد سیدنا علیؓ سے ان کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "میں وضو کرنے بیٹھا، سامنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں پاؤں دھونے لگا تو آپؐ نے فرمایا "اے علی! انگلیوں کے درمیان خلال کر لو"۔ الشرف الرضی نے نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی جو کیفیت نقل کی ہے اس میں بھی وہ پاؤں دھونے ہی کا ذکر فرماتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روایات کا وزن تمام تر غسل قدمین کے حق میں ہے۔ اور محض مسح کی تائید بہت ہی کم اور سنداً و معنیً کمزور روایتیں کرتی ہیں۔

اب عقل کے لحاظ سے دیکھیے تو پاؤں دھونے ہی کا عمل زیادہ معقول اور قرآن کے منشا کے قریب تر محسوس ہوتا ہے۔ وضو میں جتنے اعضاء کی صفائی کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سب سے زیادہ گندگی اور میل کچیل لگنے کا امکان اگر کسی عضو کو ہے تو وہ پاؤں ہی ہیں۔ اور سب سے کم جس حصہ جسم کے آلودہ ہونے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں وہ سر ہے۔ یہ عجیب بات ہو گی کہ دوسرے سب اعضاء کو تو دھونے کا حکم ہو اور پاؤں مسح کے حکم میں سر کے ساتھ شامل کیے جائیں۔ پھر پاؤں پر مسح اگر وضو کے آخر میں کیا جائے تو لامحالہ گیلے ہاتھ ہی پھیرنے ہوں گے۔ اس صورت میں پاؤں پر جو گرد و غبار یا میل کچیل ہو گا وہ گیلے ہاتھ پھیرنے سے اور بھی زیادہ گندہ ہو جائے گا۔ علاوہ بریں اگر آدمی پاؤں پر صرف مسح کرے تو آیت کے دو محتمل معنوں میں سے ایک (یعنی غسل قدمین) لازماً چھوٹ جاتا ہے اور صرف ایک ہی مفہوم کی تعمیل ہوتی ہے۔ لیکن اگر آدمی پاؤں دھوئے بھی اور اچھی طرح ہاتھوں سے مل کر ان کو صاف بھی کر دے تو آیت کے دونوں مفہوموں پر بدرجہ اتم عمل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں غسل اور مسح دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔

البتہ مسح کے حکم پر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں بیان کیا ہے جبکہ آپؐ موزے پہنے ہوئے تھے۔ یہ آیت کے دوسرے مفہوم سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔ بکثرت روایات صحیحہ سے بھی ثابت ہے اور سراسر معقول بھی۔ مگر تعجب ہے کہ شیعہ حضرات اسے نہیں مانتے، حالانکہ یہ ان کے اپنے مسلک سے بھی قریب تر ہے۔ (رسائل و مسائل، حصہ سوم، ص ۲۲۰ تا ۲۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

غسل کے مسائل

غسل جنابت کے لیے پانی کی مقدار

ابو سلمہؓ بیان فرماتے ہیں کہ "میں اور حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور حضرت عائشہؓ کے بھائی نے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی بابت دریافت کیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے ایک برتن منگایا جو قریب قریب ایک صاع کے برابر تھا اور انہوں نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اس حال میں کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک پردہ تھا (ا)۔(بخاری کتاب الغسل' باب الغسل بالصاع ونحوہ)

تشریح:- اس حدیث پر اعتراض کرنے والوں کی پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ ابو سلمہؓ کا نام پڑھ کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ کوئی غیر شخص تھے' حالانکہ وہ حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھانجے تھے جنہیں حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر صدیقؓ نے دودھ پلایا تھا۔ پس دراصل یہ دونوں صاحب جو حضرت عائشہؓ سے مسئلہ پوچھنے گئے تھے' آپ کے محرم ہی تھے' ان میں سے کوئی غیر نہ تھا۔

پھر دوسری غلطی' بلکہ زیادتی وہ یہ کرتے ہیں کہ روایت میں تو صرف "حجاب" یعنی پردے کا ذکر ہے مگر یہ لوگ اپنی طرف سے اس میں یہ بات بڑھا لیتے ہیں کہ وہ پردہ باریک تھا۔ اور اس اضافے کے لیے وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر باریک نہ ہوتا جس میں سے حضرت عائشہؓ نہاتی ہوئی نظر آ سکتیں تو پھر اسے درمیان ڈال کر نہانے سے کیا فائدہ تھا؟ حالانکہ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ اس وقت مسئلہ کیا درپیش تھا جس کی تحقیق کے لیے یہ دونوں صاحب اپنی خالہ اور بہن کے پاس گئے تھے' تو انہیں اپنے اس سوال کا جواب بھی مل جاتا اور یہ سوچنے کی ضرورت بھی نہ پیش آتی کہ پردہ باریک ہونا چاہیے تھا۔

دراصل وہاں سوال یہ نہ تھا کہ غسل کا طریقہ کیا ہے؟ بلکہ بحث یہ چھڑ گئی تھی کہ غسل کے لیے کتنا پانی کافی ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ روایت پہنچی تھی کہ آپؐ ایک صاع بھر پانی سے غسل کر لیتے تھے۔ اتنے پانی کو لوگ غسل کے لیے ناکافی سمجھتے تھے۔ اور بنائے غلط فہمی یہ تھی کہ وہ غسل جنابت اور غسل بغرض صفائی بدن کا فرق نہیں سمجھ رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ان کو تعلیم دینے کے لیے بیچ میں ایک پردہ ڈالا جس سے صرف ان کا سر اور چہرہ ان دونوں صاحبوں کو نظر آتا تھا اور پانی منگا کر اپنے اوپر بہایا۔ اس طریقے سے حضرت عائشہؓ ان کو دو باتیں بتانا چاہتی تھیں۔ ایک یہ کہ غسل جنابت کے لیے صرف جسم پر پانی بہانا کافی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس مقصد کے لیے صاع بھر پانی کفایت کرتا ہے۔ (رسائل و مسائل' حصہ دوم' ص ۲۰۔۲۱ اشاعت پنجم' جنوری ۱۹۷۰ء) (۱)

---------------*********---------------

تخریج (ا):۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، قَالَ:

---

(۱) اس تشریح کے بعد آپ خود سوچیں کہ اس میں آخر قابل اعتراض کیا چیز ہے جس کی بنا پر خواہ مخواہ ایک مستند حدیث کا انکار کرنے کی ضرورت پیش آئے اور پھر اسے تمام حدیثوں کے غیر معتبر ہونے پر دلیل ٹھہرایا جائے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنِی اَبُوْبَکْرِ ابْنُ حَفْصٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ یَقُوْلُ: دَخَلْتُ اَنَا وَ اَخُو عَائِشَةَ فَسَاَلَهَا اَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ نَحْوٍ مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَ اَفَاضَتْ عَلٰی رَاْسِهَا وَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهَا حِجَابٌ **ترجمہ:**۔ حضرت ابوبکرؓ نے بتایا کہ میں نے ابوسلمہؒ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ "میں اور حضرت عائشہؓ کے بھائی حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور حضرت عائشہؓ کے بھائی نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی بابت دریافت کیا اس پر حضرت عائشہؓ نے ایک برتن منگوایا جو قریب قریب ایک صاع کے برابر تھا اور انہوں نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اس حال میں کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک پردہ تھا۔

قال ابو عبد اللہ: وقال یزید بن ھارون وبھز و الجدی عن شعبة قدر صاع

ماخذ:۔ *بخاری، ج ۱ ص ۳۹، کتاب الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوہ

*مسند احمد، ج ٦، ص ۷۲، عن عائشة

عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ اَنَا وَ اَخُوْهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَاَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ بِاِنَآءٍ قَدْرَ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهَا سِتْرٌ فَاَفْرَغَتْ عَلٰی رَاْسِهَا ثَلَاثًا **ترجمہ:**۔ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ عبد الرحمٰن اور حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھائی حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھائی نے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کی بابت دریافت کیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے ایک برتن منگوایا جو بقدر صاع تھا۔ انہوں نے غسل فرمایا اور اپنے سر پر تین مرتبہ پانی گرایا۔ [بہایا] در آں حالیکہ ان کے اور ہمارے درمیان پردہ تھا۔

ماخذ:۔ (مسلم ج ۱ ص ۱٤۸ کتاب الحیض، باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة)

بربنائے عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کوڑے کے ڈھیر کی طرف گئے جو ایک دیوار کے پیچھے تھا اور آپؐ کھڑے ہوئے جیسے تم میں سے کوئی کھڑا ہوتا ہے اور آپؐ نے پیشاب کیا۔ میں ہٹ کر دور جانے لگا تو مجھے آپؐ نے اشارہ کیا اور میں آپؐ کے پیچھے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ آپؐ فارغ ہو گئے" (۱)۔

تشریح:۔ یہ حدیث بخاری کتاب الوضوء کے متعدد ابواب میں آئی ہے اور حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے دیوار اور ڈھیر کے درمیان کھڑے ہو کر پیشاب کیا تاکہ دونوں طرف سے پردہ رہے اور حضرت حذیفہؓ کو روک کر پیچھے کھڑا کیا۔ کیونکہ اس صورت میں نظر آنے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مستند روایات کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے، مگر اس موقع پر آپؐ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کسی عذر کی وجہ سے ہی ایسا کیا تھا اور حضرت حذیفہؓ نے یہ روایت اس لیے بیان کی تھی کہ ان کے زمانے میں بعض لوگ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو قطعی ناجائز قرار دیئے گئے تھے۔ (رسائل و مسائل، حصہ دوم ص ۲۴، ص ۲۷)۔

جہاں بیٹھ کر پیشاب کرنا ممکن نہ ہو وہاں کھڑے ہو کر کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اگر احتیاط برتی جائے تو کپڑے چھینٹوں سے بچائے جا سکتے ہیں۔ اگر باہر کہیں رفع حاجت کر کے پانی استعمال کرنا ممکن نہ ہو تو کاغذ استعمال کر لیں اور بعد میں قیام گاہ پر آ کر پانی سے استنجا کریں۔ رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۲۲۳

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ، قَالَ: ثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ حُذَیْفَةَ، قَالَ: رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا یَقُوْمُ اَحَدُكُمْ، فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُهُ، فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتّٰی فَرَغَ

ماخذ:۔ *بخاری، ج ۱، ص ۳۵، کتاب الوضوء باب البول عند صاحبه

* و التستر بالحائط

* السنن الکبرٰی للبیهقی، ج ۱، ص ۱۰۰ کتاب الطهارة باب البول قائما

ترمذی نے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:۔

عَنْ حُذَیْفَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ عَلَیْهَا قَائِمًا، فَاَتَیْتُهُ بِوَضُوْءٍ فَذَهَبْتُ لِاَتَاَخَّرَ عَنْهُ، فَدَعَانِیْ حَتّٰی كُنْتُ عِنْدَ عَقِبَیْهِ، فَتَوَضَّاَ، وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ — ترجمہ:۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے کوڑے کے ڈھیر کی طرف آئے اور کھڑے کھڑے اس پر پیشاب کیا۔ میں وضو کا برتن لے کر حاضر خدمت ہوا اور آپؐ سے ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہا۔ آپؐ نے مجھے بلایا کہ میں آپؐ کے پیچھے کھڑا ہو گیا پھر آپؐ نے وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

قال ابو عیسیٰ وهكذا روی منصور وعبيدة الضبي عن ابی وائل عن حذیفة مثل روایة الاعمش وروی حماد بن ابی سلیمان وعاصم بن بهدلة عن ابی وائل عن المغیرة بن شعبة عن النبي صلی الله علیه وسلم وحدیث ابی وائل عن حذیفة اصح وقد رخص قوم من اهل العلم في البول قائما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:- *ترمذی ج ١، ص ٩، ابواب الطھارت، باب النھی عن البول قائما
* السنن الکبریٰ، ج ١، ص ١٠١، کتاب الطھارت، باب البول قائمًا

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ حضرت حذیفہؓ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے ایک کوڑے کے ڈھیر کی طرف آئے اور کھڑے کھڑے پیشاب کیا، پھر پانی طلب فرمایا اور وضو کیا۔

مآخذ:- *بخاری، ج ١، ص ٣٥، کتاب الوضوء باب البول قائمًا وقاعدًا *بخاری، ابواب المظالم، والقصاص باب الوقوف والبول عند سباطة قوم *مسلم ج ١، ص ١٣٢، کتاب الطھارت باب المسح علی الخفین *دارمی کتاب الصلاة والطھارت باب في البول قائمًا *مسند احمد، ج ٥، ص ٣٨٢، عن حذیفة

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ حضرت حذیفہؓ ہی سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے ایک کوڑے کے ڈھیر کی طرف آئے اور کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ پھر آپؐ پانی طلب فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

مآخذ:- *ابوداود ج ١، ص ٦، کتاب الطھارت باب البول قائمًا *مسند احمد، ج ٥، ص ٤٠٢، حذیفة بن الیمان *مسند احمد، ج ١، ص ٢٨ *مسند احمد، ج ٤، ص ٢٤٦، مغیرہ بن شعبہ *نسائی، ج ١، ص ٢٥١، کتاب الطھارت الرخصة في البول في الصحراء قائمًا *ابن ماجه کتاب الطھارت وسننھا، باب ١٣ ماجاء في البول قائمًا *دارمی ج ١، ص ١٣٦، کتاب الصلاة والطھارت، باب في البول قائمًا

☆ نسائی اور مسند احمد دونوں نے مشٰی الی سباطة قوم ------ بھی نقل کیا ہے۔

اگر مکھی مشروب میں گر جائے؟

"اگر مکھی کسی پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکالو، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفا" (بخاری)(١)

تشریح:- اس مضمون کی روایات بخاری نے کتاب بدء الخلق اور کتاب الطب میں نقل کی ہیں۔ نیز ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد اور دارقطنی میں بھی یہ موجود ہیں۔ بعض شارحین نے اس حدیث کے الفاظ کو ٹھیک ان کے لغوی معنوں میں لیا ہے اور اس کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ فی الواقع مکھی کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں اس کا تریاق پایا جاتا ہے، اس لئے جب یہ کسی کھانے پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے ڈبو کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکالا جائے۔[1]

اور بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دراصل اس بے جا غرور کا علاج کرنا چاہتے تھے جس کی بنا پر بعض لوگ دودھ کے اس پیالے یا سالن کی اس پوری رکابی سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں جس میں مکھی گری ہو۔ اور پھر یا تو اسے پھینک دیتے ہیں یا اپنے خادموں کو کھانے کے لیے دے دیتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کا غرور توڑنے کے لیے آپؐ نے فرمایا کہ مکھی اگر تمہارے کھانے میں گر جائے تو اسے ڈبو کر نکالو اور پھر اس کھانے کو کھاؤ۔ اس کے ایک پر میں بیماری ہے 'یعنی کبر و غرور کی بیماری جو اسے دیکھ کر تمہارے نفس میں پیدا ہوتی ہے اور دوسرے پر میں اس کا تریاق۔ یعنی اس کبر و غرور کا علاج جس کی وجہ سے تم ایسے کھانے کو پھینک دیتے ہو یا اپنے خادموں کو کھلاتے ہو۔ اس معنی کی تائید وہ احادیث بھی کرتی ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں تھوڑا کھانا چھوڑ کر اٹھ جانے کو ناپسند فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اپنی رکابی کو صاف کر کے اٹھو۔ اس حکم کی وجہ بھی یہی ہے کہ جو شخص اس طرح برتن میں کچھ چھوڑ کر اٹھتا ہے وہ گویا یہ چاہتا ہے کہ یا تو اس بقیہ کھانے کو پھینک دیا جائے یا اسے کوئی دوسرا کھائے۔ (رسائل و مسائل 'حصہ دوم' ص ۴۱ - ۴۲)

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، ثني عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ابْنُ حُنَيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَاِنَّ فِيْ اِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْاُخْرٰى شِفَاءً۔ **ترجمہ**:۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جب تم میں سے کسی کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے کر باہر نکالو اور پھینک دو 'کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے"۔

[اس روایت میں وقع کے بجائے سقط ہے۔ دونوں کے معنی قریب قریب "گرنا" ہیں] (از مرتب)۔

مآخذ:۔ *بخاری، ج ۱، ص ۴۶۷، کتاب بدا الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فَلْيَغْمِسْهُ فان في احدى جناحيه داء وفي الاخرى شفاء۔ *بخاری، ج ۲، ص ۶۸۰، کتاب الطب، باب اذا وقع الذباب في الاناء۔ *سنن دارمی، ج ۲، ص ۲۵، کتاب الاطعمة باب الذباب يقع في الطعام۔ *مسند احمد، ج ۲، ص ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۴۶، ۲۶۳، ۳۴۰، ۳۵۵، ۳۸۸، ۳۹۸، ۴۴۳، عن ابی هريرة ج ۳، ص ۲۴۔ *نسائی، ج ۷، ص ۱۷۹، کتاب الفرع والعتيره، باب الذبلب يقع في الماء مختصر روایت کی ہے۔ عن ابی سعید خدری۔ * ابن ماجه کتاب الطب، باب يقع الذباب في الاناء۔ عن ابی هريرة ابن ماجہ نے فليغمسه فيه ثم ليطرحه **روایت کیا ہے**۔ * السنن الکبری للبیهقی، ج ۱، ص ۲۵۲، کتاب الطهارة، باب ما لا نفس له سائلة اذا مات في الماء القليل۔

---

[1] جدید طبی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مکھی کے پروں میں ایک خاص قسم کے جراثیم ہوتے ہیں جن کو جراثیم کش یا جراثیم خور (Bacteriophge) کہا جاتا ہے۔ یہ مکھی کے جسم کے دوسرے جراثیم کو بآسانی ہلاک کر سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثنا بِشْرٌ يعنى ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِىْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِىْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِى الْاٰخَرِ شِفَاءً وَاِنَّهُ يَتَّقِى بِجَنَاحِهِ الَّذِىْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ۔انہوں نے بتایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جب تمہارے کسی کے برتن [کھانے کے برتن] میں مکھی گر جائے تو اسے خوب غوطہ دو' کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے''۔ اور مکھی اپنے بیماری والے پر کو بچالیتی ہے [یعنی کھانے پینے کے برتن میں نہیں ڈبوتی] لہٰذا اسے پوری طرح غوطہ دے کر نکالا کرو''۔

مآخذ :- * ابو داود، ج ۳، ص ۳۶۵، کتاب الاطعمه، باب في الذباب، يقع في الطعام. السنن الكبرى للبيهقى، ج ۱، ص ۲۵۲، کتاب الطهارة، بلب مالا نفس له سائلة اذا مات في الماء القليل مشکوۃ نے شرح السنہ کے حوالہ سے کتاب الاطعمة فصل دوم میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے اس میں

فَاِنَّ فِىْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ سَمًّا وَفِى الْاٰخَرِ شِفَاءً وَاِنَّهُ يُقَدِّمُ السَّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ نقل کیا ہے۔

ترجمہ :- حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا کہ ''جب مکھی کھانے میں گر جائے تو اسے خوب غوطہ دے کر نکال لو' کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر ہوتا ہے اور دوسرے میں شفاء۔ زہر والے پر کو وہ آگے کرتی ہے اور شفا والے کو پیچھے رکھتی ہے۔

عورت اور احتلام

ام سلیم نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھا کرتا ہے (یعنی اس کو احتلام ہو) تو کیا کرے؟ آپؐ نے فرمایا ''غسل کرے''۔ اس پر حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا ''عورت کو بھی یہ معاملہ پیش آتا ہے؟'' ان کا مطلب یہ تھا کہ کیا عورت کو بھی انزال اور احتلام ہوا کرتا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا

نَعَمْ فَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ اِنَّ مَآءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَآءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ (رواه مسلم كتاب الحيض باب صفة مني الرجل والمراة وبخارى كتاب العلم كتاب الغسل كتاب الادب كتاب الانبياء في ابواب مختلفة)

ترجمہ :- ''ہاں' ورنہ آخر بچہ ماں کے مشابہ کیسے ہو جاتا ہے؟ مرد کا پانی گاڑھا سپیدی مائل ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا زردی مائل۔ پھر ان میں سے جو بھی غالب آجاتا ہے یا جو بھی سبقت لے جاتا ہے' بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک خاتون کے سوال پر حضرت عائشہؓ نے بھی اسی طرح کے تعجب کا اظہار کیا تھا اور اس پر حضورؐ نے فرمایا تھا:

وَهَلْ يَكُوْنُ الشَّبَهُ اِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ اِذْ عَلَا مَآءُهَا مَآءَ الرَّجُلِ اَشْبَهَ الْوَلَدُ اَخْوَالَهُ وَ اِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا اَشْبَهَ الْوَلَدُ اَعْمَامَهُ

ترجمہ :- "اور کیا بچے کا ماں کے مشابہ ہونا اس کے سوا کسی اور وجہ سے ہوتا ہے جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو بچہ اپنی ننھیال پر جاتا ہے اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو بچہ ددھیال پر جاتا ہے"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے جواب میں فرمایا:

مَآءُ الرَّجُلِ اَبْيَضُ وَمَآءُ الْمَرْاَةِ اَصْفَرُ فَاِذَا اجْتَمَعُوْا فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْاَةِ اَذْكَرَا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْاَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ اَنَثَا بِاِذْنِ اللّٰهِ ترجمہ :- "مرد کا پانی سفیدی مائل اور عورت کا پانی زردی مائل ہوتا ہے۔ جب یہ دونوں ملتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آتی ہے تو اللہ کے حکم سے بیٹا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی ہوتی ہے"۔

"اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ مرکب مائل بہ سفیدی ہو تو بچہ ہوتا ہے ورنہ بچی"۔ اور نہ یہ کہ

"اگر مجامعت کے وقت مرد کا انزال عورت سے پہلے ہو تو بچہ باپ پر جاتا ہے ورنہ ماں پر؟" (رسائل و مسائل، حصہ دوم، ص ۳۰۔ ۳۱)

---------------*********---------------

تخریج :- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: اَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ اُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَعْنِيْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا ترجمہ :- حضرت زینب یعنی ام سلمہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ بلاشبہ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔ اگر عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل ہے؟ اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا جب عورت پانی دیکھے [تو اس وقت غسل ہے]۔ [یہ سن کر] ام سلمہ نے اپنا منہ چھپالیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا عورت کو بھی انزال اور احتلام ہوا کرتا ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو تو پھر اس کا بچہ اس کے مشابہ کیسے ہوتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ:- *بخاری، ج ۱، ص ۲۴ کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم الخ *بخاری، ج ۱، ص ۴۲ کتاب الغسل، باب اذا احتلمت المراۃ *بخاری، ج ۲، کتاب الادب باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت *بخاری، ج ۱، ص ۴۶۸ کتاب الانبیاء باب خلق آدم و ذریتہ *مسلم، ج ۱، ص ۱۴۵ کتاب الحیض باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منھا۔ مسلم نے فغطت ام سلمۃ وجھھا نقل کیا۔

کتاب الانبیاء میں مروی روایت کے الفاظ

اِنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ فَھَلْ عَلَی الْمَرْاَۃِ الْغُسْلُ اِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَضَحِکَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ فَقَالَتْ: تَحْتَلِمُ الْمَرْاَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَبِمَ یُشْبِہُ الْوَلَدُ

ترجمہ:- حضرت ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ بے شک اللہ تعالیٰ حق کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔ کیا عورت پر غسل ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ فرمایا! ہاں، جب اسے پانی نظر آ جائے۔ یہ سن کر ام سلمہ ہنس کر بولیں "عورت کو بھی احتلام ہوا کرتا ہے؟" رسول اللہؐ نے فرمایا تو پھر بچے کی اس سے مشابہت کیسے ہوتی ہے؟

یہ روایت موطا امام مالک میں بھی ہے مگر اذا رات الماء تک ہے

مآخذ:- *موطا امام مالک: کتاب الطھارت غسل المراۃ اذا رات فی المنام مثل ما یری الرجل ابو داؤد میں اسی مضمون کی دو روایتیں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے مروی ہیں۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا یَذْکُرُ احْتِلَامًا قَالَ: یَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ یَرٰی اَنْ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا یَجِدُ الْبَلَلَ قَالَ: لَا غُسْلَ عَلَیْہِ، فَقَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ: اَلْمَرْاَۃُ تَرٰی ذٰلِکَ اَعَلَیْھَا غُسْلٌ؟ قَالَ: نَعَمْ اِنَّمَا النِّسَآءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو خواب میں تری پاتا ہے مگر احتلام اسے یاد نہیں۔ فرمایا وہ غسل کرے گا۔ اور ایک دوسرے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جسے احتلام لاحق ہو جاتا ہے مگر تری اسے نظر نہیں آتی، اس کے بارے میں فرمایا اس پر غسل نہیں ہے۔ [اس موقعہ پر] ام سلیم نے دریافت کیا۔ عورت اگر ایسی صورت حال سے دوچار ہو تو کیا اس پر بھی غسل ہے؟ فرمایا، ہاں! عورتیں مردوں کا حصہ ہیں۔

مآخذ:- * ابو داود، ج ۱، کتاب الطھارت، باب فی الرجل، یجد البلۃ فی منامہ

*ترمذی، ج ۱، ابواب الطھارت، باب فیمن یستیقظ ویری بللا ولا یذکر احتلامًا

* دارمی کتاب الصلاۃ والطھارۃ باب فی المراۃ تری فی منامھا ما یری الرجل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ نِ الْاَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ اُمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ (عز وجل) لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ اَرَاَيْتَ الْمَرْاَةَ اِذَا رَاَتْ فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ اَتَغْتَسِلُ اَمْ لَا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ اِذَا وَجَدَتِ الْمَآءَ ــ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ اُفٍّ لَّكِ وَهَلْ تَرَى ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ فَاَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ يَا عَائِشَةُ وَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سلیم نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ حق کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا، اگر عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے [یعنی اس کو احتلام ہو] تو عورت غسل کرے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے تو غسل کرے۔

ماخذ :- * ابو داود، ج ۱، کتاب الطهارت، باب في المراة ترى ما يرى الرجل دارمي، ج اول، كتاب الصلوة و الطهارت باب في المراة ترى في منامها * موطا امام مالك، كتاب الطهارت، غسل المراة اذا رات في المنام مثل ما يرى الرجل

ترمذی نے یہ ام سلمہ سے روایت کی ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِبْنَةُ مَلْحَانَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَعْنِي غُسْلًا اِذَا هِيَ رَاَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ قَالَ: نَعَمْ اِذَا هِيَ رَاَتِ الْمَآءَ فَلْتَغْتَسِلْ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: قُلْتُ لَهَا فَضَحْتِ النِّسَآءَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ ترجمہ :- حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں ام سلیم کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے کہا کہ افسوس ہے تم پر اتنا بھی پتہ نہیں کہ عورت کو یہ حالت لاحق نہیں ہوتی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی جانب روئے سخن فرمایا۔ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو اے عائشہؓ یہ مشابہت پھر کہاں سے آ جاتی ہے۔

اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضرت ام سلیمؓ کا سوال سن کر فرمایا اے ام سلیم تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا۔

ماخذ :- * ترمذى، ج ۱، ابواب الطهارت، باب ما جاء في المراة ترى في المنام مثل ما يرى الرجل * ابن ماجه، ج ۱، كتاب الطهارت، باب في المراة ترى في منامها ما يرى الرجل

نسائی نے حضرت انسؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلمہؓ اور خولہ بنت حکیم کی روایات بیان کی ہیں۔ اختلاف الفاظ کے قدرے فرق کے باوجود مضمون روایت وہی ہے جو متذکرہ روایات کا ہے۔

ماخذ :- * نسائى، ج ۱، كتاب الطهارت، غسل المراة ترى في منامها ما يرى الرجل * ابن ماجه، ج ۱، كتاب الطهارت، باب في المراة ترى في منامها ما يرى الرجل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ: نَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: نَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ حَدَّثَتْ: اَنَّهَا سَالَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا رَاَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ فَلْتَغْسِلْ، فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: وَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَتْ: وَهَلْ يَكُوْنُ هٰذَا؟ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، فَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ؟ اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ، وَمَاءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ، فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ **ترجمہ** :- حضرت انس بن مالک سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ام سلیم نے خود بیان کیا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو اسے غسل کرنا چاہئے۔ ام سلیم خود کہتی ہیں کہ مجھے اس سے شرم محسوس ہوئی اور کہنے لگی کہ ایسا بھی ہوتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں ورنہ آخر بچہ ماں کے مشابہ کیسے ہو جاتا ہے؟ مرد کا پانی گاڑھا سپیدی مائل ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا زردی مائل۔ پھر ان میں سے جو بھی غالب آجاتا ہے یا جو بھی سبقت لے جاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے۔

ماخذ :- *مسلم، ج ۱، ص ۱۴۵، کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المراة بخروج المني منها * ابن ماجه کتاب الطهارت باب في المراة ترى في منامها ما يرى الرجل * السنن الکبری للبیہقی' ج ۱' ص ۱۶۸'۱۶۹۔ کتاب الطہارت باب المراة ترى في مناما ما يرى الرجل۔

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى الرَّازِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ، قَالَ سَهْلٌ: ثَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: اَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ شَيْبَةَ، عَنْ مُسَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْاَةُ اِذَا احْتَلَمَتْ، وَاَبْصَرَتِ الْمَاءَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: تَرِبَتْ يَدَاكِ وَاُلَّتْ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعِيْهَا، وَهَلْ يَكُوْنُ الشَّبَهُ اِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ؟ اِذَا عَلَا مَاءُهَا مَاءَ الرَّجُلِ اَشْبَهَ الْوَلَدُ اَخْوَالَهُ وَاِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا اَشْبَهَ اَعْمَامَهُ

ترجمہ :- حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب عورت کو احتلام ہو جائے اور وہ پانی دیکھ لے' تو کیا وہ غسل کرے گی؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں' حضرت عائشہؓ نے اس عورت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تیرے ہاتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاک آلود ہوں تجھے نیزہ لگے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ چھوڑو اسے 'کیا بچے کا ماں کے مشابہ ہونا اس کے سوا کسی اور وجہ سے ہوتا ہے؟ جب عورت کا پانی (منی) مرد کے پانی (منی) پر غالب آجاتا ہے تو بچہ اپنی ننھیال پر جاتا ہے اور جب مرد کا پانی (منی) عورت کے پانی (منی) پر غالب آتا ہے تو بچہ ددھیال پر جاتا ہے۔

مآخذ:- * مسلم، ج ۱، ص ۱۴۵، کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المراۃ بخروج المنی منھا * السنن الکبری للبیھقی، ج ۱، ص ۱۶۸، کتاب الطھارۃ، باب المراۃ تری فی منامھا مایری الرجل

حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْحُلْوَانِیُّ، قَالَ: نَا اَبُوْ تَوْبَةَ وَهُوَ رَبِیْعُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: نَا مُعَاوِیَةُ یَعْنِیْ ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَیْدٍ یَعْنِیْ اَخَاهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اَسْمَاءَ الرَّحْبِیُّ، اَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ اَحْبَارِ الْیَهُوْدِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ، فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ یُصْرَعُ مِنْهَا، فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِیْ؟ فَقُلْتُ: اَلَا تَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ: اِنَّمَا نَدْعُوْهُ بِاسْمِهِ الَّذِیْ سَمَّاهُ بِهِ اَهْلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اسْمِیْ مُحَمَّدٌ الَّذِیْ سَمَّانِیْ بِهِ اَهْلِیْ- فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ: جِئْتُ اَسْاَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَیَنْفَعُكَ شَیْءٌ اِنْ حَدَّثْتُكَ قَالَ: اَسْمَعُ بِاُذُنِیْ فَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعُوْدٍ مَعَهُ، فَقَالَ سَلْ فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ: اَیْنَ یَكُوْنُ النَّاسُ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: هُمْ فِی الظُّلْمَةِ دُوْنَ الْجِسْرِ، قَالَ: فَمَنْ اَوَّلُ النَّاسِ اِجَازَةً؟ فَقَالَ: فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ، قَالَ الْیَهُوْدِیُّ: فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: زِیَادَةُ كَبِدِ النُّوْنِ، قَالَ: فَمَا غِذَاءُ هُمْ عَلٰی اِثْرِهَا؟ قَالَ: یُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِیْ كَانَ یَاْكُلُ مِنْ اَطْرَافِهَا، قَالَ: فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَیْهِ؟ قَالَ: مِنْ عَیْنٍ، تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: وَجِئْتُ اَسْاَلُكَ عَنْ شَیْءٍ لَا یَعْلَمُهُ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ رَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ، قَالَ: یَنْفَعُكَ اِنْ حَدَّثْتُكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: اَسْمَعُ بِاُذُنِیْ، قَالَ: جِئْتُ اَسْئَالُکَ عَنِ الْوَلَدِ قَالَ: مَاءُ الرَّجُلِ اَبْیَضُ، وَمَاءُ الْمَرْاَۃِ اَصْفَرُ، فَاِذَا اجْتَمَعَا، فَعَلَا مَنِیُّ الرَّجُلِ مَنِیَّ الْمَرْاَۃِ اَذْکَرَا بِاِذْنِ اللّٰہِ، وَاِذَا عَلَا مَنِیُّ الْمَرْاَۃِ مَنِیَّ الرَّجُلِ اَنَثَا بِاِذْنِ اللّٰہِ، قَالَ الْیَھُوْدِیُّ: لَقَدْ صَدَقْتَ وَاِنَّکَ لَنَبِیٌّ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَذَھَبَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ سَئَالَنِیْ ھٰذَا عَنِ الَّذِیْ سَئَالَنِیْ عَنْہُ وَمَالِیْ عِلْمٌ بِشَیْءٍ مِّنْہُ حَتّٰی اَتَانِیَ اللّٰہُ بِہٖ۔

ترجمہ:- حضرت ثوبان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولا یعنی [آزاد کردہ] نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اتنے میں علماء یہود کا ایک عالم آیا۔ اور السلام علیک یا محمد کہا، یہ سن کر میں نے اسے ایسا دھکا دیا قریب تھا کہ زمین پر گر پڑتا۔ وہ بولا تم نے مجھے دھکا کیوں دیا؟ میں نے جواب دیا کہ تو یا رسول اللہؐ کہہ کر حضورؐ سے مخاطب کیوں نہیں ہوا؟ یہودی عالم بولا میں نے تو آپ کو اس نام سے بلایا ہے جو ان کے گھر والوں نے اس کا رکھا ہے۔ (یہ مکالمہ) سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعتاً میرا نام محمد ہے۔ میرے گھر والوں نے میرا یہی نام رکھا ہے۔ اب یہودی نے کہا میں آپ کی خدمت میں کچھ پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا میں اگر تجھے کچھ بتاؤں تو کیا کوئی چیز تیرے لیے سودمند ہوگی؟ وہ بولا میں بغور کان لگا کر سنوں گا یعنی پوری توجہ اور انہماک سے سنوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی۔ آپؐ نے اس سے زمین پر خط کشیدگی شروع کر دی اور فرمایا "پوچھو! یہودی نے دریافت کیا "لوگ اس روز کہاں ہوں گے جب زمین اور آسمانوں کو ان کی موجودہ حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کر دیا جائے گا"۔ آپؐ نے جواب دیا کہ "پل صراط کے ورے تاریکی میں ہوں گے"۔ پھر پوچھا کہ لوگوں میں سے سب سے پہلے [جنت میں داخلہ کی] اجازت کسے ملے گی؟ فرمایا "فقراء مہاجرین کو"۔ پھر پوچھا کہ "جب یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو سب سے پہلے کس چیز سے ان کی تواضع کی جائے گی؟" [یعنی سب سے پہلے کون سا تحفہ انہیں دیا جائے گا] فرمایا "مچھلی کی کلیجی"۔ پھر پوچھا کہ "اس کے بعد کون سا کھانا پیش کیا جائے گا"۔ فرمایا کہ "ان کی مہمان نوازی کے لیے جنت کا وہ بیل نحر کیا جائے گا جو جنت میں چر کر پلا ہوگا"۔ پھر اس نے پوچھا "انہیں مشروب کون سا دیا جائے گا؟" فرمایا "سلسبیل نامی چشمہ کا پانی"۔ [یہ جوابات سن کر بولا آپ نے سچ فرمایا پھر اس نے کہا کہ میں آپ سے ایک ایسی چیز کے متعلق پوچھنے حاضر ہوا ہوں جسے سوائے ایک نبی کے روئے زمین کے دوسرے کسی کو اس کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ آپؐ نے فرمایا "میں اگر کچھ بتاؤں تو تجھے اس کا کچھ فائدہ ہوگا؟" وہ بولا میں آپ کا ارشاد بغور کان لگا کر سنوں گا۔ اس نے سوال کیا میں آپ سے بچے کی پیدائش کے بارے میں پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی (منی) سپیدی مائل اور عورت کا پانی (منی) زردی مائل ہوتا ہے جب یہ دونوں ملتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی ہوتی ہے۔ [یہ جواب] سن کر یہودی عالم بول اٹھا "آپ نے سچ فرمایا بلاشبہ آپ نبی ہیں۔ پھر پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے مجھ سے ایسی بات دریافت کی جس کا مجھے اس سے پہلے کوئی علم نہیں تھا، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں مجھے علم عطا فرمایا۔

مآخذ:- * مسلم ج ۱، ص ۱۴۶، کتاب الحیض، باب بیان صفۃ منی الرجل، والمراۃ وان الولد مخلوق من مائھما * طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۱۷۵ * السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۱، ص ۱۶۹، کتاب الطہارۃ باب صفۃ ماء الرجل وماء المراۃ الذین یوجبان الغسل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴

اذان کا آغاز کس طرح ہوا؟

مشکوٰۃ کی کتاب الصلوٰۃ میں باب الاذان میں جو احادیث جمع کی گئی ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں جب نماز باجماعت کا باقاعدہ نظام قائم کیا گیا تو اول اول اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت اس بارے میں نہیں آئی تھی کہ نماز کے لیے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے۔ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ بعض لوگوں نے رائے دی کہ آگ جلائی جائے تاکہ اس کا دھواں بلند ہوتے دیکھ کر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نماز کھڑی ہو رہی ہے۔ بعض دوسرے لوگوں نے ناقوس بجانے کی رائے دی لیکن کچھ اور لوگوں نے کہا کہ پہلا طریقہ یہود کا اور دوسرا نصاریٰ کا ہے۔ ابھی اس معاملہ میں کوئی آخری فیصلہ نہ ہوا تھا اور اسے سوچا جا رہا تھا کہ حضرت عبداللہؓ بن زید انصاری نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ناقوس لیے جا رہا ہے۔ انہوں نے اس سے کہا' اے بندۂ خدا یہ ناقوس بیچتا ہے؟ اس نے پوچھا اس کا کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا نماز کے لیے لوگوں کو بلائیں گے۔ اس نے کہا میں اس سے اچھا طریقہ تمہیں بتاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اذان کے الفاظ انہیں بتائے۔ صبح ہوئی تو حضرت عبداللہؓ نے آکر حضورؐ کو اپنا خواب سنایا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ سچا خواب ہے' اٹھو اور بلالؓ کو ایک ایک لفظ بتاتے جاؤ' یہ بلند آواز سے پکارتے جائیں گے۔ جب اذان کی آواز بلند ہوئی تو حضرت عمرؓ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ خدا کی قسم آج میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا فللّٰہ الحمد۔(۱)

(مشکوٰۃ کی احادیث درباب اذان کا خلاصہ)

اس سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے لیے اذان دینے کا طریقہ مشورے سے نہیں طے ہوا' بلکہ الہام سے ہوا ہے' اور یہ الہام بصورت خواب حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمرؓ پر ہوا تھا۔ لیکن مشکوٰۃ کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں جو روایات آئی ہیں' ان سب کو اگر جمع کیا جائے تو ان سے ثابت ہوتا ہے کہ جس روز ان صحابیوں کو خواب میں اذان کی ہدایت ملی اسی روز خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی بذریعہ وحی یہ حکم آ گیا تھا۔

فتح الباری میں علامہ ابن حجر نے ان روایات کو جمع کر دیا ہے۔ (سنت کی آئینی حیثیت' ص ۱۸۶)

---------------*********---------------

تخریج (۱):- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ یَقُوْلُ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ یَجْتَمِعُوْنَ فَیَتَحَیَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَیْسَ یُنَادِیْ لَهَا فَتَكَلَّمُوْا فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰی، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوْقًا، مِثْلَ قَرْنِ الْیَهُوْدِ- فَقَالَ عُمَرُ: اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا یُنَادِیْ بِالصَّلٰوةِ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا بِلَالُ قُمْ، فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ:۔ ابن عمر بیان کرتے تھے کہ مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو نماز کی ادائیگی کے لیے وقت کے تعین کے لیے جمع ہوئے۔ اس وقت تک نماز کی منادی کرنے والا کوئی مقرر نہیں تھا۔ اس بارے میں گفتگو ہوئی۔ کچھ نے کہا نصاریٰ کی طرح ناقوس بنالو۔ اور کچھ نے رائے دی کہ یہود کے بوق کی طرح بنالو۔ ساری کارروائی سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا تم لوگ کسی ایسے آدمی کو کیوں نہیں مقرر کرتے جو نماز کی منادی کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلالؓ تم اٹھو اور نماز کے لیے منادی کرو۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری ج ۱ ص ۸۵۔ کتاب الاذان' باب بدء الاذان وقوله تعالٰى واذا نادیتم الى الصلٰوة۔ اتخذوها هزوا ولعبا ذلك بانهم قوم لا يعقلون وقوله تعالٰى اذا نودى للصلٰوة من يوم الجمعة۔ ☆ مسلم ج ۱ ص ۱۶۴' کتاب الصلوۃ باب بدء الاذان۔ مسلم میں بل بوقًا کی جگہ قرنا مثل قرن اليهود ہے۔ ☆ ترمذی' ج ۱ ص ۴۸۔ ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی بدء الاذان ☆ ترمذی نے فیتحینون الصلوات نقل کیا ہے۔ قال ابو عیسی: هذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث ابن عمر۔

---------------*********---------------

تخریج:۔ حدثنا سعيد بن يحيى الاموى، نا ابى، نا محمد بن اسحاق عن محمد بن ابراهيم التيمى، عن محمد بن عبد الله بن زيد، عن ابيه، قال: لما اصبحنا اتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته بالرؤيا، فقال: ان هذه لرؤيا حق فقم مع بلال فانه اندى و امد صوتا منك، فالق عليه ما قيل لك و لیناد بذلك قال: فلما سمع عمر بن الخطاب نداء بلال بالصلٰوة خرج الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يجر ازاره وهو يقول يا رسول الله صلى الله عليه وسلم و الذى بعثك بالحق لقد رايت مثل الذى قال، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلله الحمد فذلك اثبت۔

وفى الباب عن ابن عمر – قال ابو عيسى: حديث عبد الله بن زيد حديث حسن صحيح و قد روى هذا الحديث ابراهيم بن سعد عن محمد بن اسحاق اتم من هذا الحديث و اطول – و ذكر فيه قصة الاذان مثنى مثنى و الاقامة مرة مرة وعبد الله بن زيد هو ابن عبد ربه ويقال ابن عبد رب ولا نعرف له عن النبى صلى الله عليه وسلم شيئا يصح الا هذا الحديث الواحد فى الاذان – وعبد الله بن زيد بن عاصم المازنى له احاديث عن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النبي صلى الله عليه وسلم وهو عم عباد بن تميم

ترجمہ :۔ عبداللہ اپنے باپ زید سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نے صبح کی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے اپنا خواب آپ کو سنایا تو آپ نے فرمایا یہ برحق خواب ہے۔ بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کیونکہ اس کی آواز تم سے اونچی اور لمبی ہے۔ جو کچھ تجھے خواب بتایا گیا ہے وہ اس کو بتاتے اور سناتے جاؤ۔ وہ اس کو اونچی آواز سے پکارے۔ راوی کا بیان ہے جب حضرت عمرؓ نے بلالؓ کی نماز کے لیے منادی سنی تو گھر سے اپنی ازار کھینچتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں پہنچے' یہ کہتے ہوئے کہ اے اللہ کے رسول قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے بھی خواب میں یہی کچھ دیکھا ہے جو اس نے کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فللّٰہ الحمد۔

ماخذ : ☆ ترمذی ج ١ ص ٤٨۔ ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء في بدء الاذان۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرِ الطُّوْسِيُّ، ثَنَا يَعْقُوْبُ، ثَنَا اَبِىْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَرْثِ التَّيْمِىُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ قَالَ: حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ - لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِىْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِىْ يَدِهٖ فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ؟ فَقُلْتُ نَدْعُوْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ، قَالَ: اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ: (لَهٗ): بَلٰى قَالَ: فَقَالَ تَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّىْ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ قَالَ: وَتَقُوْلُ اِذَا اَقَمْتَ الصَّلٰوةَ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ، فَقَالَ: اِنَّهَا لَرُءْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَاَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ، فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ - فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ، فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهِ، قَالَ: فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ وَيَقُوْلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا رَأَى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: هٰكَذَا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَقَالَ مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيْهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَمْ يُثَنِّيَا۔

ماخذ۔ (ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۳۵ ـ ۱۳۶، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف الاذان۔

اذان

دن میں پانچ وقت آپ کو یہ کہہ کر پکارا جاتا ہے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ’’خدا سب سے بڑا ہے، خدا سب سے بڑا ہے‘‘

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ’’میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی بندگی کا حق دار نہیں‘‘۔

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، ’’میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں‘‘۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ’’آؤ نماز کے لیے‘‘۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ’’آؤ اس کام کے لیے جس میں فلاح ہے‘‘۔

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ’’اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے‘‘۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ’’اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں‘‘۔

دیکھو یہ کیسی زبردست پکار ہے۔ ہر روز پانچ مرتبہ یہ آواز کس طرح تمہیں یاد دلاتی ہے کہ ’’زمین میں جتنے بڑے خدائی کے دعویدار نظر آتے ہیں سب چھوٹے ہیں۔ زمین و آسمان میں ایک ہی ہستی ہے جس کے لیے بڑائی ہے، اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ آؤ اس کی عبادت کرو۔ اسی کی عبادت میں تمہارے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے‘‘۔ کون ہے جو اس آواز کو سن کر ہل نہ جائے گا؟ کیونکہ ممکن ہے کہ جس کے دل میں ایمان ہو، وہ اتنی بڑی گواہی اور ایسی زبردست پکار سن کر اپنی جگہ بیٹھا رہے اور اپنے مالک کے آگے سر جھکانے کے لیے دوڑ نہ پڑے؟ (خطبات، ص ۱۴۸)۔

سوال:- حالیہ بارشوں اور سیلاب کے دوران بعض لوگوں نے مکانوں کی چھتوں پر خوف خدا سے اذانیں دیں، ایسا کرنا کہاں تک جائز ہے؟ کیا یہ فعل مستحب ہے یا گناہ ہے یا خلاف شرع ہے؟

جواب:- سیلاب یا کثرت بارش یا کسی اور آفت کے موقع پر اذانیں دینا مسلمانوں میں رائج ہو گیا ہے، لیکن میرے علم کی حد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک یہ طریقہ کسی سند پر مبنی نہیں ہے' بلکہ غالباً لوگوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی مدد کے لیے پکارنے کی ایک صورت سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ اگر لوگ اسے مشروع سمجھ کر کریں تو غلط ہے' اور اگر محض اللہ سے فریاد کرنے اور اس کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی نیت سے کریں تو مباح ہے۔

(ترجمان القرآن' ستمبر ۱۹۷۶ء' بحوالہ رسائل و مسائل' حصہ پنجم' ص ۲۲۱)

اذان سن کر شیطان کا گوز کرنا

حضورؐ کا فرمانا کہ اذان سن کر شیطان گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے۔ اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ فَاِذَا قَضَی النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قَضَی التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی۔ ترجمہ:- جب نماز کے لیے ندا کی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کے گوز صادر ہوتے ہیں کہ اذان نہ سنے پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پلٹ آتا ہے۔ پھر جب نماز کے لیے تکبیر اقامت کہی جاتی ہے تو پھر بھاگتا ہے اور جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے کہ وسوسہ ڈالے آدمی اور اس کے نفس کے درمیان۔ کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر' فلاں بات یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جن کا اس کو نماز سے پہلے خیال تک نہ تھا۔ حتیٰ کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

حدیث کی روایت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر وضع یا ضعف کا حکم لگایا جا سکے۔ اس کو امام بخاری نے خفیف سے لفظی تغیر کے ساتھ تین مختلف ابواب میں تین طریقوں سے روایت کیا ہے۔ کتاب الاذان باب فضل التاذین میں عبداللہ بن یوسف' مالک' ابو الزناد اعرج اور ابوھریرۃ اس کے راوی ہیں۔ باب تفکر الرجل الشئی فی الصلوٰۃ میں یحیٰ بن بکیر' لیث' جعفر بن ربیعہ' اعرج اور ابوھریرۃ نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور کتاب بدء الخلق باب صفۃ الابلیس وجنودہ میں محمد بن یوسف اوزاعی' یحیٰ بن ابی کثیر' ابو سلمہ اور ابوھریرۃ کے نام اس کے اسناد میں نظر آتے ہیں۔ نسائی نے بھی باب فضل التاذین میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ سلسلہ اسناد میں قتیبہ اور مالک آتے ہیں۔ مسلم نے بھی باب فضل الاذان میں اس مضمون کی پانچ روایتیں نقل کی ہیں جن میں سے بعض میں لہ ضراط کی جگہ لہ حصاص آیا ہے۔ جس کی تفسیر اصمعی نے شدت فرار سے کی ہے۔ ایک اور حدیث جو مسلم نے جابر سے نقل کی ہے' یہ ہے کہ شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو روحاء (۱) تک بھاگتا چلا جاتا ہے۔

اب رہا متن حدیث تو اس میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے اس کی صداقت پر نماز پڑھنے والا گواہی دے سکتا ہے۔ اذان اور تکبیر کی آواز سن کر فی الواقع انسان خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس وقت کوئی خطرہ اس کے قلب میں نہیں آتا۔ مگر نماز شروع کرتے ہی طرح طرح کے وسوسے آنے لگتے ہیں۔ اس کیفیت کی وجہ کو مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔ مقصود صرف یہ جتانا تھا کہ اذان کی آواز سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اس میں فرار کی شدت کو ظاہر کرنے کے لیے کہیں فرمایا گیا ہے کہ وہ روحاء تک بھاگتا چلا جاتا

---

(۱) روحاء ایک مقام ہے مدینہ سے کئی میل کے فاصلہ پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یعنی میلوں تک نہیں ٹھہرتا کہیں وہی مفہوم لہ حصاص کے لفظ سے ادا فرمایا ہے اور کہیں لہ ضراط کہہ کر شدت کے ساتھ کراہت کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم اردو میں کہیں کہ شیطان دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ محض استعارہ ہو گا۔ اب اگر کوئی شخص اس مجازی کلام کو حقیقت پر محمول کرے اور یہ فرض کر لے کہ شیطان واقعی ایک دم رکھتا ہے اور بھاگتے وقت اس کو ٹانگوں میں دبا لیتا ہے۔ تو یہ قائل کے بیان کا نہیں، سامع کی عقل کا قصور ہو گا۔ اسی طرح شیطان کے گوز کرتے ہوئے بھاگنے سے بھی اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ شیطان واقعی پیٹ رکھتا ہے اور اس میں غذا ہضم ہوتی ہے اور اس سے ریاح خارج ہوتے ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہو گا کہ وہ یکسر کودن آدمی ہے۔ بات کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ ایسی باتوں پر اعتراض کرنے والے تو محض فتنہ پرداز ہیں۔ ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے جو انہیں سیدھی سی بات کو بھی سیدھی طرح نہیں سمجھنے دیتی۔ مگر افسوس ان مسلمانوں پر ہے جو ایسے اعتراضات کو سن کر لاجواب اور شرمندہ ہوتے ہیں۔ (ترجمان القرآن، ج ۴، عدد ۵، ص ۳۰۵۔۳۰۷)

حدیث ادبر الشیطان لہ ضراط کی مزید تشریح

مختلف احادیث پر نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اذان کی تاثیر کو مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔ ان سب ارشادات کو ملا کر پڑھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اصل مقصد اذان کا یہ اثر بیان کرنا تھا کہ اس کو سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے اور اس کے دوران میں انسان شیطانی وساوس سے محفوظ رہتا ہے۔

میں نے جہاں تک کتاب اللہ کا مطالعہ کیا ہے، اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت اور جن انسان و حیوان کی طرح مادی جسم نہیں رکھتے، بلکہ آتشیں مخلوق ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ابلیس کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور جنوں کے متعلق حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے کہ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ اور ابلیس کے متعلق ارشاد ہے کہ کان من الجن۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کی حقیقت انسان سے مختلف ہے۔ نہ وہ انسان کا سا جسم رکھتا ہے اور نہ اس پر وہ احوال گزرتے ہیں جو انسان پر گزرا کرتے ہیں، مثل اکل طعام و اخراج ریاح وغیرہ۔ باقی رہی یہ بات کہ حدیث نبوی کے الفاظ لہ ضراط کو شیطان کے صاحب شکم ہونے اور اس سے ریاح خارج ہونے کے لیے دلیل قرار دیا جائے تو میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہے۔ لغت عرب میں ضراط کا لفظ محض ریح شکم کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ مجازاً بہت سے معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً خفت کے معنی میں، چنانچہ بالوں کی کمی کو الضرط کہتے ہیں اور جس شخص کی داڑھی ہلکی ہو اس کو اضرط کہا جاتا ہے۔ جس عورت کی بھویں ہلکی ہوں وہ ضرطاء کہلاتی ہے۔ انکار اور استخفاف کے معنی میں یقال اضرط فلان بفلان اذا استخف به و سخر منه اور حدیث علیؓ میں ہے کہ انه دخل بیت المال فاضرط به ای استخف به وسخر منه ناپسندیدگی اور کراہت کے معنی میں: وفي المثل الاکل سرطان و الفضاء ضرطان وتاویل ذلك ب ان تاخذ وتکره ان ترد اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں شیطان کے بھاگنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضورؐ نے لہ ضراط جو فرمایا ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بھاگتے وقت فی الواقع اس کے پیٹ سے ریاح خارج ہوتے ہیں بلکہ اس سے مراد ایسی شدت فرار ہے جس میں خوف اور کراہت اور گھبراہٹ بھی شامل ہے۔ خود ہماری زبان کے محاورات میں بھی گوز کرنے کا لفظ حقیقی معنی پر محمول نہیں کیا جاتا بلکہ اس سے اضطراب اور خوف اور بدحواسی اور عجز وغیرہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کہیں کہ فلاں شخص گوز کرتا ہوا بھاگا تو کوئی بھی اس کا یہ مفہوم نہیں لیتا کہ فی الواقع بھاگتے وقت اس کے پیٹ سے ریاح خارج ہو رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تھے' بلکہ اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہ سخت بدحواسی اور خوف کی حالت میں بھاگا۔پس جب انسان کے متعلق یہ الفاظ سن کر آپ ان کو حقیقت پر محمول نہیں کرتے' حالانکہ انسان پیٹ رکھتا ہے اور اس سے ریاح خارج ہونا ایک امر طبیعی ہے' تو پھر شیطان کے حق میں یہ الفاظ سن کر آپ ان کو حقیقت پر کس طرح محمول کر سکتے ہیں' درآں حالیکہ وہ انسان وحیوان کا سا جسم نہیں رکھتا؟

میں اپنے محدود علم کی بنا پر اس حدیث کے معنی کی جو تحقیق کر سکتا تھا وہ میں نے بیان کر دی ہے۔اگر کوئی شخص میری تحقیق کو غلط ثابت کر دے تو میں اس سے رجوع کرنے میں کبھی تامل نہ کروں گا۔الحمدللہ' میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی رائے کو وحی و الہام سمجھتے ہیں' اور اختلاف کرنے والوں کو گالیاں دیتے ہیں۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ جب اذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے تو نماز پڑھنے میں واپس کیوں آجاتا ہے؟ اور کیا نماز اذان سے فروتر چیز ہے؟ تو اس کا جواب میرے ذمہ نہیں ہے۔یہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کرنا چاہئے کہ اس نے اذان اور نماز کے درمیان کیا فرق رکھا ہے جس کا یہ اثر ہے یا پھر شیطان سے پوچھنا چاہئے کہ تو اذان کی آواز سن کر بھاگ کیوں جاتا ہے اور نماز پڑھنے میں واپس کیوں آجاتا ہے؟ مگر ایک بات میں بھی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔وہ یہ کہ حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے آیا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ آپ کا خود اپنا تجربہ اس کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں؟

دوسرے نماز پڑھنے والوں کے تجربات بھی اس کی تائید کرتے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اذان کی آواز سن کر ہر نمازی مسلمان کا دل یکایک ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے' اور یہ چند لمحے شیطانی وساوس سے خالی گزرتے ہیں' لیکن نماز پڑھنے میں طرح طرح کے خیالات آکر اس کو گھیر لیتے ہیں' اور ایسی ایسی باتیں یاد آتی ہیں جو نماز شروع کرنے سے پہلے اس کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہوتیں؟ اگر یہ واقعہ ہے اور آپ کا ذاتی تجربہ بھی اس کا شاہد ہے تو آپ اس کی تصدیق کو اس کی وجہ معلوم ہونے پر کیوں موقوف رکھتے ہیں؟ کیا واقعہ کو واقعہ تسلیم کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کو اس کی وجہ معلوم ہو جائے؟ اگر کسی واقعہ کی وجہ نہ معلوم ہو تو کیا آپ اس کے واقعہ ہونے سے انکار کر دیں گے؟ اگر آپ کے سر میں درد ہو اور اس کی وجہ سمجھ میں نہ آئے تو کیا آپ اپنے احساس درد کو جھٹلا دیں گے؟ یہ بات تو بالکل عقل عام (Common Sense) سے تعلق رکھتی ہے کہ واقعہ کو واقعہ ماننے کے لیے وجہ کا معلوم ہونا شرط نہیں ہے۔آپ دنیا کے بہت سے واقعات کو تسلیم کرتے ہیں۔درآں حالیکہ آپ کو ان کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔پھر آخر یہ حجت طلبی مذہبی لٹریچر ہی کے ساتھ کیوں مخصوص ہو گئی ہے کہ اگر اس کے کسی بیان کی تائید تجربہ و مشاہدہ سے بھی ہو جائے تو اسے ماننے کو دل نہیں چاہتا جب تک کہ اس کی وجہ معلوم نہ ہو جائے؟ اور اگر اس کی وجہ بھی معلوم ہو جائے تو پھر تصدیق میں یہ سوال مانع ہو جاتا ہے کہ جب اس خاص معاملہ میں یہ واقعہ پیش آتا ہے تو ایک دوسرے معاملہ میں بھی یہی واقعہ کیوں پیش نہیں آتا۔

آپ پوچھتے ہیں کہ کیا نماز اذان سے بدتر ہے یا نماز میں کوئی ایسی خرابی موجود ہے جس کے باعث حالت نماز میں شیطان کو تسلط کا موقع مل جاتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ شیطان کے بھاگنے اور واپس آجانے سے نہ تو نماز پر اذان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور نہ نماز میں کسی خرابی کا موجود ہونا لازم آتا ہے۔اس سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اذان اور نماز کی کیفیات میں فرق ہے۔شیطان کے لیے ان دونوں میں جو کچھ فرق ہے اس کو ہم نہیں جان سکتے اور نہ وہ ہم کو بتایا گیا ہے۔البتہ نفس انسانی کے لیے ان دونوں میں جو فرق ہے وہ ہم سمجھ سکتے ہیں۔نفسیات کا ایک معمولی نکتہ ہے کہ جب کوئی آواز انسان کی توجہ کو دفعتہً اپنی طرف جذب کرتی ہے تو تھوڑی دیر کے لیے انسان کا نفس دوسرے مشاغل سے ہٹ کر اس کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔مگر جب انسان کسی کام میں زیادہ دیر تک مشغول رہتا ہے' تو بغیر خاص کوشش کے اس کو پوری جمعیت خاطر (Concentration) حاصل نہیں ہوتی' اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیالات ادھر ادھر بھٹکنے لگتے ہیں۔ عوام پر یہ حالت اکثر گزرتی ہے' کیونکہ وہ جمعیت خاطر اور کامل توجہ الی اللہ بہم پہنچانے پر کم قادر ہوتے ہیں لیکن خواص بھی اس پر خاص قدرت رکھنے کے باوجود کبھی کبھی بتقاضائے بشریت محض اضطراری طور پر انتشار خیال میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اذان اور نماز کا یہ فرق دونوں کی کیفیتوں کے فرق پر مبنی ہے' نہ کہ خدا کی جناب میں ان کی مقبولیت اور ان کے مراتب کے فرق پر۔

(ترجمان القرآن' جلد ۵' عدد ۶' ص ۱۵۴ تا ۱۵۷)

---------------*********---------------

تخریج :- بخاری میں مروی روایات :-

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بنِ یوسُفَ، قَالَ : اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاذِیْنَ، فَاِذَا قَضَی النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ یَقُوْلُ : اُذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ یَكُنْ یَذْكُرُهٗ حَتّٰی یَظِلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی۔

ماخذ :- ☆ بخاری ج ۱' ص ۸۵' کتاب الاذان' باب فضل التاذین اور کتاب التهجد' ج ۱' ص ۱۶۴' باب ماجاء فی السهو کے تحت باب اذا لم یدر کم صلی ثلاثا او اربعا ۔ ☆ مسلم کتاب المساجد' ج ۱' ص ۲۱۱ اور کتاب الصلوٰۃ' باب فضل الاذان وهرب الشیطن ۔ ☆ ابوداؤد ج ۱' ص ۱۴۲' کتاب الصلاۃ' باب رفع الصوت بالاذان ۔ ☆ نسائی' ج ۲' کتاب الاذان' باب فضل التاذین ۔ ☆ کنز العمال' ج ۷' ص ۶۹۱' ☆ السنن الکبریٰ' للبیهقی' ج ۱' ص ۴۳۲۔ کتاب الصلاۃ' باب الترغیب فی الاذان۔ ☆ موطا امام مالک باب ماجاء فی النداء للصلاۃ ۔ ☆ دارمی ج ۱' کتاب الصلاۃ' باب الرجل اذا لم یدر اثلاثا صلی ام اربعا ۔ ☆ مسند ابی عوانہ ج ۲' ص ۱۹۲' ج ۱' ص ۳۳۴۔

حضرت ابو ہریرۃ سے مروی دوسری روایت :-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ وَلَهُ ضُرَاطٌ، فَاِذَا قُضِیَ اَقْبَلَ، فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ، فَاِذَا قُضِیَ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَقَلْبِهٖ، فَیَقُوْلُ : اُذْكُرْ كَذَا، وَكَذَا، حَتّٰی لَا یَدْرِیْ، اَثَلَاثًا صَلّٰی اَمْ اَرْبَعًا، فَاِذَا لَمْ یَدْرِ اَثَلَاثًا صَلّٰی اَمْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :۔ ''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''جب نماز کے لیے ندا کی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کے گوز صادر ہوتے ہیں۔ پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے۔ تو واپس پلٹ آتا ہے۔ پھر جب نماز کے لیے تکبیر اقامت کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ اور جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان خطرے (وساوس) ڈالے کہ فلاں اور فلاں بات یاد کر۔ حتیٰ کہ نمازی نہیں جانتا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار۔ جب اسے یہ یاد نہیں رہتا ہے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو پھر سجدہ سہو کرتا ہے''۔

مآخذ ☆ بخاری ج ۱ ص ۴۶۲ کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنوده

حضرت ابو ہریرۃ سے مروی تیسری روایت :-

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا اُذِّنَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ، فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ اَقْبَلَ، فَاِذَا ثُوِّبَ اَدْبَرَ، فَاِذَا سَكَتَ اَقْبَلَ، فَلَا يَزَالُ بِالْمَرْءِ يَقُوْلُ لَهُ : اُذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى

حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کے گوز صادر ہوتے ہیں کہ اذان نہ سنے۔ جب موذن خاموش ہو جاتا ہے تو پھر واپس پلٹ آتا ہے۔ پھر جب تکبیر اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ پھر جب موذن خاموش ہو جاتا ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ اسی طرح بندے کے ساتھ رہتا اور اسے کہتا ہے یاد کر ایسی چیزیں جو اسے یاد نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔

☆ بخاری ج ۱ ص ۱۶۳ کتاب التهجد، باب يفكر الرجل الشئی في الصلاة

---------------*********---------------

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ وَلَهُ حُصَاصٌ

ایک روایت میں ولّٰی وَلَهُ حُصَاصٌ ہے۔

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان دم دبا کر پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگتا ہے''۔

مآخذ :۔ ☆ مسلم ج ۱ ص ۱۶۷ کتاب الصلاة باب فضل الاذان وهرب الشيطان عند سماعه۔ ☆ مسند ابی عوانة ج ۱ ص ۳۳۴

دارمی اور دارقطنی نے مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے :-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا اَذَّنَ الْمُوَذِّنُ ، خَرَجَ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسْجِدِ لَهُ حُصَاصٌ ، اِذَا سَكَتَ الْمُوَذِّنُ رَجَعَ ، فَاِذَا اَقَامَ الْمُوَذِّنُ الصَّلَاةَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَلَهُ ضُرَاطٌ فَاِذَا سَكَتَ رَجَعَ ، حَتّٰی یَاْتِیَ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ فِی صَلَاتِه فَیَدْخُلُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ نَفْسِه لَایَدْرِیْ اَزَادَ فِیْ صَلَاتِه اَمْ نَقَصَ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :"جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان دم دبا کر مسجد سے بھاگتا ہے۔ پھر جب موذن خاموش ہو جاتا ہے تو واپس لوٹ آتا ہے۔ پھر جب موذن تکبیر اقامت کہتا ہے تو مسجد سے باہر نکل بھاگتا ہے اور اس کے گوز صادر ہوتے ہیں۔ پھر جب موذن خاموش ہو جاتا ہے تو واپس لوٹ آتا ہے۔ تاآنکہ ایک مسلم آدمی کے پاس آتا ہے جبکہ نماز میں ہوتا ہے۔ پھر اس آدمی کے اور اس کے نفس کے درمیان داخل ہو جاتا ہے اور نمازی نہیں جانتا کہ اس نے نماز زیادہ پڑھ لی ہے یا کم"۔

مآخذ :۔☆ دار قطنی کتاب الصلاۃ باب ادبار الشیطان من سماع الاذان' ص ۳۷۵۔ ۴۷۶۔☆ دارمی' ج ۱' کتاب الصلاۃ باب الشیطان اذا سمع النداء فر

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ اِسْحَاقُ : اَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ : نَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ، عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰی یَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ قَالَ سُلَیْمَانُ : فَسَاَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ فَقَالَ هِیَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ سِتَّةٌ وَّثَلَاثُوْنَ مِیْلًا۔

ترجمہ :۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے' فرمارہے تھے :"اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان جب نماز کے لیے کی گئی ندا سنتا ہے تو مقام روحاء تک بھاگتا چلا جاتا ہے"۔ سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے روحاء کے متعلق ان سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ وہ ایک مقام ہے جو مدینہ منورہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

مآخذ :۔☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۶۷' کتاب الصلاۃ باب فضل الاذان وهرب الشیطان عند سماعہ۔☆ مسند ابی عوانۃ' ج ۱' ص ۳۳۳۔ باب الترغیب فی الاذان۔☆ کنز العمال' ج ۷' ص ۶۹۲' بحوالہ ابن خزیمہ۔☆ السنن الکبریٰ' ج ۱' ص ۴۳۲۔ کتاب الصلاۃ' باب الترغیب فی الاذان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاصلوافی الرحال کا حکم کن حالات میں ہے؟

نماز کے بارے میں شرعی حکم یہی ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہو وہاں کے لوگوں کو مسجد میں حاضر ہونا چاہئے۔ الا یہ کہ کوئی عذر شرعی مانع ہو۔ عذر شرعی یہ ہے کہ آدمی بیمار ہو' یا اسے کوئی خطرہ لاحق ہو۔ یا کوئی ایسی چیز مانع ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہو۔ بارش اور کیچڑ پانی ایسے ہی موانع میں سے ہے۔ چنانچہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہؓ اس حالت میں اذان کے ساتھ الاصلوا فی رحالکم کی آواز لگا دیتے تھے' تاکہ لوگ اذان سن کر اپنی اپنی جگہ ہی نماز پڑھ لیں۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم' ص ۲۴۹)

---------------*********---------------

تخریج :- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، قَالَ: اَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ قَالَ: صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ وَاَخْبَرَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ مُوَذِّنًا يُوَذِّنُ ثُمَّ يَقُوْلُ عَلٰى اَثْرِهِ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ فِيْ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ فِي السَّفَرِ — **ترجمہ** :- حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر نے مقام ضجنان پر' سرد رات میں اذان کہی اور پھر صلوا في رحالکم کہا۔ اور ہمیں خبر دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے موذن سے فرمایا کرتے تھے کہ وہ اذان کہے اور پھر الاصلوا في الرحال کہے۔ سرد رات یا سفر میں بارش کے موقع پر یہ ارشاد فرماتے۔

ماخذ :- ☆ بخاری ج ا' ص ۸۷' کتاب الاذان' باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة ☆ مسلم ج ا' ص ۲۴۳' کتاب صلاة المسافر وقصرها باب الصلاة في الرحال في المطر ☆ ابوداؤد' ج ا' ص ۲۷۹' کتاب الصلاة، باب تفریع ابواب الجمعة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطيرة ☆ نسائی ج ۲' ص ۱۵' کتاب الاذان باب الاذان في التخلف عن شهود الجماعة في الليلة المطيرة عن ابن عمر — ☆ مسند احمد' ج ۲' ص ۴' عبداللہ بن عمر۔ ☆ مسند ابی عوانة ج ۲' ص ۳۴۸۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الجماعة في الليلة المطيرة۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ا' ص ۳۹۸' کتاب الصلاة باب استحباب تاخير الكلام الى آخر الاذان عن ابن عمر —

ابن ماجہ کی روایت میں ہے:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينادى مناديه في الليلة المطيرة او الليلة الباردة ذات الريح، صلوا في رحالكم **ترجمہ** :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے موذن سے فرما دیا کرتے تھے کہ جب رات بارش والی ہو یا سرد و ٹھنڈی یخ بستہ ہوا چل رہی ہو تو صلوا في الرحال کی ندا دے دیا کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَمُطِرْنَا، فَقَالَ: لِیُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْکُمْ فِیْ رَحْلِہٖ **ترجمہ**:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں:۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معیت میں ایک سفر پر نکلے۔ راستے میں بارش نے ہمیں آلیا۔ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا تم میں سے جو اپنے ٹھکانہ پر نماز پڑھنا چاہے وہ پڑھ سکتا ہے۔

مآخذ:۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۴۲، کتاب الصلاۃ المسافرین وقصرھا، باب الصلاۃ في الرحال في المطر

اور ترمذی میں حضرت جابرؓ سے مروی روایت:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَصَابَنَا مَطَرٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَآءَ فَلْیُصَلِّ فِیْ رَحْلِہٖ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اتنے میں باران رحمت ہوئی تو آپؐ نے اعلان کروا دیا "جو کوئی چاہے وہ اپنے ٹھکانے پر نماز پڑھ لے"۔

☆ ترمذی ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باب ما جاء اذا کان المطر فالصلوۃ في الرحال

امام ترمذی کی تحقیق کے مطابق:۔ بعض اہل علم نے بارش اور کیچڑ کی حالت میں نماز باجماعت اور جمعہ میں حاضری سے رخصت دی ہے۔

وفي الباب عن ابن عمر وسمرۃ وابی الملیح عن ابیه وعبد الرحمن بن سمرۃ قال ابوعیسی حدیث جابر حسن صحیح وقد رخص اهل العلم في القعود عن الجماعة والجمعة في المطر والطین وبه یقول احمد واسحاق قال سمعت ابازرعة یقول روی عفان بن مسلم عن عمرو بن علی حدیثا وقال ابوزرعة لم ار بالبصرۃ احفظ من هولاء الثلاثة علی بن المدیني وابن الشاذکون وعمرو بن علی وابو الملیح بن اسامة اسمه عامر ویقال زید بن اسامة بن عمیر الهذلي

--------------*********--------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۵

کیفیات صلاۃ

جسمانی و بدنی طہارت

اس آواز (اذان) کو سن کر تم اٹھتے ہو اور سب سے پہلے اپنا جائزہ لے کر دیکھتے ہو کہ میں پاک ہوں یا ناپاک؟ میرے کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟ مجھے وضو ہے یا نہیں؟ گویا تمہیں اس بات کا احساس ہے کہ پادشاہ دوعالم کے دربار میں حاضری کا معاملہ دنیا کے دوسرے سب معاملات سے مختلف ہے۔ دوسرے کام تو ہر حال میں کیے جا سکتے ہیں، مگر یہاں جسم اور لباس کی پاکی اور اس پاکی پر مزید طہارت (یعنی وضو) کے بغیر حاضری دینا سخت بے ادبی ہے۔ اس احساس کے ساتھ تم پہلے اپنے پاک ہونے کا اطمینان کرتے ہو اور پھر وضو شروع کر دیتے ہو۔ اس وضو کے دوران میں اگر تم اپنے اعضاء دھونے کے ساتھ ساتھ اللہ کا ذکر کرتے رہو اور فارغ ہو کر وہ دعا پڑھو جو رسول اللہؐ نے سکھائی ہے تو محض تمہارے اعضاء ہی نہ دھلیں گے بلکہ ساتھ ساتھ تمہارا دل بھی دھل جائے گا۔ اس دعا کے الفاظ یہ ہیں:-

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ - (۱)

ترجمہ :- "میں شہادت دیتا ہوں کہ اکیلے ایک لاشریک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ خدایا مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کر اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والا بنا"۔ (خطبات، ص ۱۴۸ ـ ۱۴۹)

نیت نماز:- اس کے بعد تم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو۔ منہ قبلہ کے سامنے ہے۔ پاک صاف ہو کر پادشاہ عالم کے دربار میں حاضر ہو، سب سے پہلے تمہاری زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں: اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے"۔ اس زبردست حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے تم کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہو، گویا دنیا و مافیہا سے دست بردار ہو رہے ہو۔ پھر ہاتھ باندھ لیتے ہو، گویا اب تم بالکل اپنے بادشاہ کے سامنے باادب دست بستہ کھڑے ہو۔ اس کے بعد تم کیا عرض معروض کرتے ہو۔

تسبیح:- سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (۲) "تیری پاکی بیان کرتا ہوں اے اللہ، اور وہ بھی تیری تعریف کے ساتھ۔ بڑی برکت والا ہے تیرا نام، سب سے بلند و بالا ہے تیری بزرگی اور کوئی معبود نہیں تیرے سوا"۔

تعوذ:- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ "خدا کی پناہ مانگتا ہوں میں شیطان مردود کی دراندازی اور شرارت سے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسملہ :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ”شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے“۔

---------------********---------------

تخریج (۱) :- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوفِيُّ نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ اَبِي اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ وَاَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ— اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ— فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ— **ترجمہ** :- ”حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :- ”جس نے وضو کیا اور اچھی طرح کیا پھر یہ دعا پڑھی ”میں شہادت دیتا ہوں کہ اکیلے ایک لاشریک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ خدایا مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل کر اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والا بنا“۔

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

وفي الباب عن انس وعقبة بن عامر: قال ابو عيسى حديث عمر قد خولف زيد بن حباب في هذا الحديث— روى عبد الله بن صالح وغيره عن معاوية بن صالح عن ربيعة بن يزيد عن ابى ادريس عن عقبة بن عامر عن عمر وعن ابى عثمان عن جبير بن نفير عن عمر— وهذا حديث في اسناده اضطراب ولا يصح عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الباب كثير شئى— قال محمد ابو ادريس لم يسمع من عمر شيئا

مآخذ :- ☆ مسند احمد، ج ۱، ص ۱۹، عمر بن خطاب۔ ☆ ترمذی ابواب الطهارة باب ما يقال بعد الوضوء

عبد الرزاق عن يحى عن بن العلاء عن الاعمش عن سالم بن ابى الجعد عن على قال: اِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَلْيَقُلْ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ— اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ—

مآخذ :- ☆ المصنف ج ۱، ص ۱۸۶۔ ۱۸۷ باب القول اذا فرغ من الوضوء۔ ابن السنی، الخطیب ابن النجار عن ثوبان بحوالہ کنزالعمال ج ۹، ص ۲۹۷، حدیث نمبر ۲۶۰۸۳۔ ☆ کنزالعمال ج ۹، ص ۲۹۶، حدیث نمبر ۲۶۰۷۶۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ج ۱ص ۴۵۱ کتاب الدعاء مایدعوبه الرجل اذافرغ من وضوئه۔

ابن ابی شیبہ میں عقبہ بن عامر سے مروی روایت میں ہے :-

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَوَضَّأَ فَاَتَمَّ وَضُوْئَہُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَہُ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ : اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

مآخذ :- ☆ ابن ابی شیبہ' ج ۱ص ۴۵۲ کتاب الدعاء۔ ☆ ابوداؤد ج ۱ص ۴۳' کتاب الطھارۃ باب ما یقول الرجل اذاتوضا ۔ ☆ ابوداؤد میں اللھم اجعلني من التوابین و اجعلني من المطھرین منقول نہیں ہے۔

---------------*********---------------

تخریج (۲) :- حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ عِیْسٰی ، ثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ ، ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمَلَائِیُّ ، عَنْ بُدَیْلِ بْنِ مَیْسَرَۃَ ، عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ ، عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاۃَ قَالَ : سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ **ترجمہ** :۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرنا چاہتے تو فرماتے :

"اے اللہ تو پاک ہے اور سب تعریف تیرے ہی لیے ہے ۔ اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

قال ابوداود : وھذا الحدیث لیس بالمشھور عن عبدالسلام بن حرب لم یروہ الا طلق بن غنام وقد روی قصۃ الصلاۃ عن بدیل جماعۃ لم یذکروا فیه شیئًا من ھذا

مآخذ :- ☆ ابوداؤد ج ۱ص ۲۰۶' کتاب الصلاۃ باب من رای الاستفتاح بسبحانك اللھم بحمدك ☆ نسائی ج ۲ص ۱۲۳ کتاب الافتتاح' باب نوع آخر من الذکر بین الصلوۃ وبین القراءۃ * ابن ماجه کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنة فیھا باب افتتاح الصلاۃ ☆ دارقطنی ج ۱' کتاب الصلاۃ باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر ☆ المستدرک للحاکم ج ۱ص ۲۳۵' کتاب الصلاۃ ، باب دعاء افتتاح الصلاۃ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ص ۳۴' کتاب الصلاۃ باب الاستفتاح بسبحانك اللھم وبحمدك ☆ دارمی ج ۱' کتاب الصلاۃ باب ما یقال بعد افتتاح الصلاۃ

مستدرک میں صحیح وفي حارثة لین ہے۔ ☆ مسند احمد ج ۳ص ۶۹ روایت ابی سعید خدری۔

---------------*********---------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ کَبَّرَ ثُمَّ یَقُوْلُ : سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُكَ ثُمَّ یَقُوْلُ : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلَاثًا ثُمَّ یَقُوْلُ : اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ثَلَاثًا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَ نَفْخِہٖ وَ نَفْثِہٖ ثُمَّ یَقْرَاُ ترجمہ :۔ ’’حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو پہلے اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے اے اللہ تو پاک ہے اور سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرماتے اللہ اکبر کبیراً۔ تین مرتبہ میں اللہ سمیع و علیم کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کی شرارتوں اور اس کے ہمزے' اس کے نفخ سے اور اس کے نفث سے‘‘۔

ماٰخذ :- ☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۰۶' کتاب الصلاۃ باب من رای الاستفتاح بسبحانك اللھم و بحمدك۔ *ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ و السنۃ فیھا باب افتتاح الصلاۃ۔ ترمذی' ابواب الصلاۃ باب ما یقول عند افتتاح الصلاۃ ☆المصنف لعبد الرزاق ج ۲' ص ۷۵' باب استفتاح الصلاۃ۔ *السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۲، ص ۳۴، کتاب الصلاۃ باب الاستفتاح بسبحانك اللھم وبحمدك۔

قال ابو عیسی : وحدیث ابی سعید اشھر حدیث فی ھذا الباب وقد اخذ قوم من اھل العلم بھذا الحدیث واما اکثر اھل العلم فقالوا انما یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول سبحانك اللھم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰی جدك ولا الہ غیرك۔

وھکذا روی عن عمر بن الخطاب وعبد اللہ بن مسعود والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم من التابعین وغیرھم وقد تکلم فی اسناد وحدیث ابی سعید کان یحیی بن سعید یتکلم فی علی بن علی وقال احمد لا یصح ھذا الحدیث۔

---------------*********---------------

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِهْرَانَ الرَّازِیُّ، قَالَ : نَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ : نَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ عَبْدَۃَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، کَانَ یَجْھَرُ بِھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ یَقُوْلُ : سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُكَ ۔ ترجمہ :۔ ’’حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ وہ ان کلمات کو جہراً پڑھتے تھے : تو پاک ہے اے اللہ' اور سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند و برتر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں‘‘۔

ماٰخذ :- مسلم ج ۱' کتاب الصلاۃ باب نھی الماموم عن جھرہ بالقراءۃ ☆ المستدرک للحاکم ج ۱' ص ۲۳۵' کتاب الصلاۃ باب دعاء افتتاح الصلاۃ وقد اسند ھذا الحدیث عن عمر ولا یصح [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکبریٰ للبیہقی ج ۲' ص ۳۴' کتاب الصلاۃ باب الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك- ☆ المصنف لعبد الرزاق' ج ۲' ص ۷۵ باب استفتاح الصلاۃ- ☆ دارقطنی کتاب الصلاۃ باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر ص ۲۹۹' هذا صحیح عن عمر قوله- وقد اسنده بعضهم عن عمر ولا یصح [حاشیه]

شیطان سے پناہ مانگنے کی حکمت

قرآن مجید میں یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جب تم قرآن پڑھو تو پہلے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان رجیم سے --- اسی حکم کی بناء پر قرآن مجید کی تلاوت کا آغاز اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم سے کیا جاتا ہے --- یہ ہدایت کیوں دی گئی ہے؟

پناہ مانگنے میں آپ سے آپ کچھ باتیں شامل ہوتی ہیں۔ پناہ مانگنے کے عین مفہوم میں کچھ چیزیں شامل ہیں۔ ایک خود پناہ۔ دوسرے پناہ مانگنے والا۔ تیسرے وہ جس سے پناہ مانگی جائے۔

پناہ مانگنے والا پناہ ہمیشہ اس صورت میں مانگا کرتا ہے جبکہ اسے کسی خطرے کا احساس ہو۔ اگر خطرے کا احساس ہی نہ ہو تو پناہ کا کوئی تصور اس کے ذہن میں نہیں آتا اور پناہ ہمیشہ اس سے مانگی جاتی ہے جس کے متعلق آدمی کو یہ اطمینان ہوتا ہے کہ یہ ہمیں محفوظ کر سکتا ہے اس خطرے سے جس کا ہم احساس رکھتے ہیں جب تک یہ دونوں باتیں شامل نہیں ہوں گی آدمی کے ذہن میں نہ کوئی پناہ لینے کا تصور آئے گا اور نہ کسی کی طرف وہ توجہ کرے گا' مانگنے کی۔

ظاہر بات ہے کہ اگر کسی آدمی کو پناہ لینے کی ضرورت کا احساس ہی نہ ہو تو وہ کبھی نہیں بھاگے گا۔ جیسے مثلاً زلزلہ اچانک آتا ہے چونکہ لوگوں کو احساس نہیں ہوتا کہ کوئی خطرہ پیش آنے والا ہے اس لیے لوگ اطمینان سے بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر ایک منٹ پہلے بھی انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ زلزلہ آنے والا اور ہمارے مکان کو گر جانے کا خطرہ ہے تو بے خبری کی وجہ سے آدمی خطرے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر خطرے کا احساس ہو جائے' یہ معلوم ہو جائے کہ مثلاً شیر آ رہا ہے' یہ معلوم ہو جائے کہ مکان گرنے والا ہے' یہ معلوم ہو جائے کہ آگ لگنے والی ہے تو آدمی فوراً ہوشیار ہوتا ہے۔ وہ پناہ لینے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح سے اگر آدمی کو یہ اطمینان نہ ہو کہ فلاں جگہ مجھے تحفظ حاصل ہو گا تو اطمینان کے ساتھ اس جگہ کی طرف رخ نہیں کرتا۔ اگر ایک آدمی مثلاً خطرہ محسوس کرتا ہے لیکن اسے جائے پناہ نہیں معلوم۔ آپ دیکھیں گے کہ گھبرایا پھرے گا۔ گھبرایا گھبرایا چاروں طرف پھرے گا۔ چونکہ اس کو یہ اطمینان نہیں ہے کہ فلاں جگہ ہے جہاں مجھے پناہ مل سکتی ہے۔ اطمینان کے ساتھ کسی ایک ہی طرف رخ اسی صورت میں کیا کرتا ہے جبکہ اسے پورا یقین ہو کہ فلاں جگہ ہے جہاں مجھے پناہ مل سکتی ہے۔ اب دیکھیے قرآن مجید پڑھنے سے پہلے یہ ہدایت فرمائی گئی کہ جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو' شیطان رجیم سے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو یہ احساس دلانا چاہتا ہے کہ شیطان رجیم سے خطرہ عظیم ہے انسان کو۔ کیوں؟ اس وجہ سے کہ اول روز پیدائش سے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تھا اسی وقت سے وہ بھی خار کھائے بیٹھا ہے کہ جس خلافت کے منصب پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مامور کیا ہے اس خلافت کے منصب کا میں اس کو نااہل ثابت کروں گا۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ اس قابل نہیں تھا کہ اس کو خلافت سونپی جاتی۔ میں یہ ثابت کروں گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور فساد برپا کرے گا اور خرابیاں لائے گا جو خلافت کے منصب کے لیے موزوں نہیں۔

یہ قرآن مجید اس حقیقت کو بیان کرتا ہے اور وہ اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ تمہارا ازلی دشمن شیطان ہے جو اس بات کے پیچھے پڑا ہوا ہے کہ تم کو اللہ کے راستے سے بھٹکائے' تمہارے دلوں میں وسوسے ڈالے۔ تم کو دنیا پر فریفتہ کرے۔ تمہیں آخرت کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھلائے حتیٰ کہ خود اللہ تعالیٰ کے وجود میں بھی تمہارے دلوں میں شک ڈالے۔ ہر ممکن طریقے سے وہ تم کو بہکانے پر تلا ہوا ہے۔ اب جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ زلزلہ مثلاً اچانک آتا ہے' آدمی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں زمین کے اندر وہ مواد پک رہا ہے جو زلزلہ لائے گا۔ تو بے خبر آدمی خطرے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اگر خبردار اس کو کر دیا جائے کہ یہ زلزلہ آنے والا ہے۔ اور آدمی یہ محسوس کرے کہ یہ میرے لیے خطرناک ہے تو اس صورت میں آدمی پناہ لینے کی کوشش کرے گا۔

قرآن مجید یہ کام کرتا ہے کہ وہ خبردار کر دیتا ہے آدمی کو کہ تمہارے لیے شیطان ایک خطرہ ہے جو اس بات پر تلا ہوا ہے کہ تم قرآن مجید کو نہ سمجھو اور کوشش کرتا ہے کہ تم الٹا سمجھو' کوشش کرتا ہے تمہارے دلوں میں شکوک ڈالنے کی۔ کوشش کرتا ہے تمہیں راہ ہدایت سے بھٹکانے کی۔ یہ آخری چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ہدایت کے لیے نازل کی ہے لیکن شیطان کی کوشش یہ ہے کہ یہیں سے آدمی ہدایت نہ پائے اور اگر یہاں سے اس نے ہدایت نہ پائی تو پھر دنیا میں اور کہیں سے ہدایت وہ پا نہیں سکتا۔ اس وجہ سے چونکہ یہی ایک منبع ہدایت ہے یہی سرچشمہ ہے راہنمائی کا اور شیطان اس پر تلا ہوا ہے کہ تم یہاں سے ہدایت نہ پانے پاؤ۔ اس وجہ سے تم کو اس خطرے کو محسوس کرنا چاہیے۔ جب تم قرآن پڑھنے بیٹھو تو اس خطرے کو محسوس کرو کہ شیطان پیچھے ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں بکثرت وہ باتیں کی گئی ہیں کہ جو بہت سے خود ساختہ انسانی نظریات کے خلاف پڑتی ہیں۔ بہت سی وہ باتیں کی گئی ہیں جو انسان کی خواہشات نفس کے خلاف پڑتی ہیں۔ بہت سی وہ باتیں بیان کی گئی ہیں جو انسان میں جو مختلف قسم کے اوہام اور رسوم اور آداب رائج ہیں ان کے خلاف پڑتی ہیں۔ پھر بہت سی وہ چیزیں ہیں جو متشابہات کے (قبیل سے ہیں) جن میں اس بات کا امکان ہے کہ اگر آدمی غلط معنی لے بیٹھے تو بالکل کفر میں مبتلا ہو جائے۔ مثلاً قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ اس طرح کی بہت سی چیزیں ہیں کہ جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔ اگر آدمی اس کے غلط معنی لے بیٹھے تو کفر میں مبتلا ہو جائے ہیں۔ میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں بلکہ فی الواقع آپ کے اندر احساس ہونا چاہئے کہ شیطان رجیم ایک خطرہ ہے اور دوسری یہ کہ اللہ کی پناہ جب مانگنے جائیں تو اپنی طرف سے وہ کام نہ کریں کہ جس کی وجہ سے آپ اللہ کی پناہ سے محروم ہو جائیں۔ کیوں؟ مثلاً آدمی زبان سے یہ کہہ رہا ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لیکن اپنے وہ تصورات جو اس کے دماغ میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ان کو نہیں نکالتا اپنے جو نظریات قائم کیے ہیں ان کے اوپر جما ہوا ہے۔ کوشش یہ کر رہا ہے کہ قرآن اس کے مطابق ہی ملے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو نہ خطرہ لاحق ہے نہ خطرے کا احساس ہوا ہے۔ نہ وہ اللہ کی پناہ فی الواقع مانگ رہا ہے۔ اللہ کی پناہ مانگنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ذہن کو دوسرے تصورات سے خالی کر لے اور اس ارادے سے بیٹھے کہ یہاں سے ہدایت پانی ہے' اس کے بعد اللہ کی پناہ آپ کو ملے گی۔ اور جس وقت آپ کے دل میں کوئی احساس پیدا ہوا آپ محسوس کر جائیں اس بات کو کہ کوئی وسوسہ آ رہا ہے کوئی شک آ رہا ہے تو پھر کانپ جایئے اور اللہ سے پناہ مانگئے۔ تب جا کر یہ نسخہ کارگر ہو سکتا ہے۔ یہ حقیقت میں کوئی تعویذ نہیں ہے یا عملیات کی قسم کی کوئی چیز نہیں ہے کہ زبان سے نکالتے ہی پھر وہ حصار ہو گیا آپ کے گرد۔ اور اب شیطان نہیں آ سکتا۔ یہ نہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہم کو یہ ہدایت کی ہے کہ میری کتاب کو پڑھتے ہوئے چوکنے رہو۔ بالکل ہوشیار رہو۔

(کیسٹ نمبر ا' سورۃ فاتحہ کے ضمن میں تعوذ پر گفتگو)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ "تعریف خدا کے لیے ہے جو سارے جہان والوں کا پروردگار ہے"۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — "نہایت رحمت والا بڑا مہربان ہے"۔

مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ "روز آخرت کا مالک ہے"۔
(جس میں اعمال کا فیصلہ کیا جائے گا اور ہر ایک کو اس کے کیے کا پھل ملے گا)

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ "مالک، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ "ہم کو سیدھا راستہ دکھا"۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ "ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل کیا اور انعام فرمایا"۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ "جن پر تیرا غضب نازل نہیں ہوا اور جو بھٹکے ہوئے لوگ نہیں ہیں"۔

آمِیْن ! "خدایا ایسا ہی ہو، مالک ہماری اس دعا کو قبول فرما"۔

(خطبات ص ۱۴۹۔۱۵۰)

الحمدللہ کے ترجمہ پر اعتراض اور اس کا جواب

سوال :- تفہیم القرآن میں آپ نے الحمدللہ کا ترجمہ "تعریف اللہ کے لیے ہے" کیا ہے۔ حالانکہ مترجمین سلف و خلف نے اس کا ترجمہ "تمام خوبیاں اللہ کے لیے"، "سب تعریف اللہ کے لیے" کیا ہے۔ تفہیم القرآن کا ترجمہ کچھ نامکمل، یا ناتمام سا محسوس ہوتا ہے۔

جواب :- اردو زبان میں "اللہ کے لیے تعریف ہے" اور "تعریف اللہ کے لیے ہے" کے درمیان معنی کے اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔ اللہ کے لیے تعریف ہے، کے معنی صرف یہ ہوں گے کہ جس طرح دوسروں کے لیے تعریف ہو سکتی ہے اسی طرح اللہ کے لیے بھی ہے۔ لیکن جب "تعریف اللہ کے لیے ہے" کہا جائے گا تو مطلب یہ ہو گا کہ تعریف جس چیز کا نام ہے وہ اپنے تمام مفہومات کے ساتھ اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے، کسی دوسرے کو یہ تعریف نہیں پہنچتی۔ میں نے اس ترجمے میں بعینہ اس مضمون کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے جو الحمدللہ کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس اندازبیان کو اختیار کرنے سے وہ معنی زیادہ اچھی طرح ادا ہو جاتے ہیں۔ جو دوسرے مترجمین نے "تمام خوبیاں اللہ کے لیے ہیں"، یا ساری خوبیاں اللہ کے لیے ہیں"، یا "سب تعریف اللہ کے لیے ہے" اور ایسے ہی دوسرے الفاظ سے ادا کرنا چاہتے ہیں۔

(ترجمان القرآن، مارچ ۱۹۷۵ء بحوالہ رسائل و مسائل حصہ پنجم، ص ۶۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع :- اس کے بعد تم اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کرتے ہو' گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے مالک کے آگے جھکتے ہو اور بار بار کہتے ہو:-

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ "پاک ہے میرا پروردگار جو بڑا بزرگ ہے"۔
پھر سیدھے کھڑے ہو جاتے ہو اور کہتے ہو۔

قومہ :- سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ "اللہ نے سن لی اس شخص کی بات جس نے اس کی تعریف بیان کی"۔
سجدہ :- پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہو اور بار بار کہتے ہو :-

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی "پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بالا و برتر ہے"۔

التشہد :- پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھاتے ہو اور نہایت ادب سے بیٹھ کر یہ پڑھتے ہو۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۱)

ترجمہ :- "ہماری سلامیاں' ہماری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ کے لیے ہیں۔ سلام آپ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں' سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے ہیں اور رسول ہیں۔

تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا :- یہ شہادت دیتے وقت تم شہادت کی انگلی اٹھاتے ہو' کیونکہ یہ نماز میں تمہارے عقیدے کا اعلان ہے اور اس کو زبان سے ادا کرتے وقت خاص طور پر توجہ اور زور دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد تم درود پڑھتے ہو۔

درود :- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (۲)

ترجمہ :- "خدایا رحمت فرما ہمارے سردار اور مولیٰ محمدؐ اور ان کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر۔ یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے۔ اور خدایا برکت نازل فرما ہمارے سردار اور مولیٰ محمدؐ اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے"۔

(خطبات' ص ۱۵۴-۱۵۵)

---

(۱) مکمل تخریج درود و سلام کی فصل میں ملاحظہ ہو (مرتب)
(۲) مکمل تخریج درود و سلام کی فصل میں ملاحظہ ہو (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع اور سجدہ کی دعا کا ماخذ

حضرت عقبہؓ بن عامر جہنی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھنے کا حکم (سورۃ الاعلیٰ کی آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کی بنا پر دیا تھا' اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم پڑھنے کا جو طریقہ حضورؐ نے مقرر فرمایا تھا وہ سورۂ واقعہ کی آخری آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ پر مبنی تھا۔ (مسند احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' ابن حبان' حاکم' ابن المنذر)۔ (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱):- حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُوْ تَوْبَةَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ المعني قَالَا : ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ،عَنْ مُوْسَى ،قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ : مُوْسَى ابْنُ أَيُّوْبَ ،عَنْ عَمِّهِ ،عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ،قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ، قَالَ : اجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ

ترجمہ :۔ حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْم نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے اپنے رکوع میں پڑھا کرو اور جب آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجود میں پڑھا کرو"۔

ماخذ :- ☆ ابوداؤد ج ۱ ۔ ص ۲۲۰ کتاب الصلاۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہ و سجودہ ☆ مسند ابي داوٗد الطیالسی جزء ۴ ص ۱۳۵ ۔ عن عقبہ بن عامر ۔ ☆ ابن ماجہ ج ۱ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب التسبيح في الركوع و السجود — ☆ مسند احمد ج ۴ ۔ ص ۱۵۵ ۔ عقبہ بن عامر ۔ ☆ السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۸۶ ۔ کتاب الصلاۃ باب القول في الركوع — عن عقبہ بن عامر ☆ سنن دارمی ج ۱ ۔ ص ۲۴۱ ۔ كتاب الصلاة باب مايقال في الركوع [* روح المعانی جزء ۲۷ ص ۱۴۰ ، سورہ واقعہ ، * ابن کثیر ج ٤ ص ۲۲۷ ، سورہ واقعہ ☆ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۲۲۵ ۔ کتاب الصلاۃ ☆ ابن المنذر اور ابن مردویہ عن عقبہ بن عامر جہنی بحوالہ فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۴۲۶ ۔

عقبہ بن عامر سے مروی ایک دوسری روایت'

---

(۱) (تفہیم القرآن' ج ٦' حاشیہ ۱' ص ۳۱۰' الاعلیٰ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، ثَنَا اللَّيْثُ ---- يعني ابْنَ سَعْدٍ ---- عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى اَوْ مُوْسَى بْنِ اَيُّوْبَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، بِمَعْنَاهُ زَادَ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا، وَاِذَا سَجَدَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا

ترجمہ:۔ حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو سبحان ربی العظیم وبحمدہ تین بار پڑھتے اور جب سجدہ کرتے تو سبحان ربی الاعلٰی وبحمدہ تین بار کہتے۔

قال ابوداود: وهذه الزيادة يخاف ان لا تكون محفوظة – قال ابوداود: انفرد اهل مصر باسناد هذين الحديثين: حديث الربيع، وحديث احمد بن يونس

ماخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۲۳۰ كتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده

حضرت حذیفہؓ سے مروی روایت:۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: قُلْتُ لِسُلَيْمَانَ اَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ اِذَا مَرَرْتُ بِآيَةِ تَخَوُّفٍ؟ فَحَدَّثَنِي عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُسْتَوْرِدٍ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، وَفِيْ سُجُوْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، وَمَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَاَلَ وَلَا بِآيَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَتَعَوَّذَ

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، کہتے تھے اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، جب آیت رحمت پر گزر ہوتا تو وہاں ذرا ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرتے اور جب ایسی آیت پر گزر ہوتا جس میں عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا تو وہاں بھی قدرے توقف کر کے اس سے اللہ کی پناہ مانگتے۔

ماخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۲۳۰۔ كتاب الصلاة باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۶۱۔ ابواب الصلاة باب ما جاء في التسبيح في الركوع والسجود۔ عن حذيفه۔ ☆ ترمذی نے وما مر کی جگہ وما اتى على اية نقل کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ ☆ نسائی ج ۲، ص ۲۲۴، کتاب الافتتاح باب الدعاء في السجود۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب التسبيح في الركوع والسجود۔ ☆ سنن دارمی، ج ۱، ص ۲۴۲، کتاب الصلاة باب ما يقال في الركوع۔ ☆ مسند احمد، ج ۵، ص ۲۸۹۔ ۳۸۲۔ ۳۸۴۔ ۳۹۴۔ ۳۹۷

عبداللہؓ بن مسعود سے مروی روایت:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ اَبِی ذِئْبٍ ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ يَزِيْدَ الْهُذَلِيِّ ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُقْبَةَ ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِیْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهُ وَ ذٰلِكَ اَدْنَاهُ ، وَ اِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهُ وَ ذٰلِكَ اَدْنَاهُ ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تم میں سے جب کوئی رکوع کرے تو وہ اپنے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ تین بار کہے۔جب اس نے ایسا کر لیا تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ کم سے کم ہے۔اور جب سجدہ کرے تو اسے اپنے سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا چاہیے جب اس نے ایسا کر لیا تو اس نے سجدہ پورا کر لیا اور یہ کم سے کم ہے (یا اس کا سجدہ مکمل ہو گیا)

قال ابو عیسٰی : حدیث ابن مسعود لیس اسنادہ بمتصل عون بن عبداللہ بن عقبہ لم یلق ابن مسعود۔ والعمل علی ھذا عند اهل العلم۔

ماخذ ☆ ترمذی ج ۱ ص ۶۰ ابواب الصلاۃ باب ماجاء في التسبيح في الركوع و السجود – ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة و السنة فيها باب التسبيح في الركوع و السجود

ابن ماجہ اور بیہقی میں ابن مسعود سے مروی روایت میں ہے :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِیْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ

ماخذ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۸۶ کتاب الصلاۃ باب القول في الركوع هذا مرسل ، عون بن عبد الله لم يدرك عبد الله بن مسعود –

سجدہ باعث قرب الٰہی

ترجمہ ۔ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ "بندہ سب سے زیادہ اپنے رب سے اس وقت قریب ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے" (۱)۔ (تفہیم القرآن ج ۶ سورہ العلق حاشیہ ۱۶ ص ۳۹۹)

****

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ ، قَالَا : نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ غَزِيَّةَ ، عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوْا الدُّعَآءَ

ماخذ:- ☆ مسلم کتاب الصلاۃ باب مایقال فی الرکوع والسجود۔ ☆ ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود۔ ☆ نسائی ج ۲، ص ۲۲۶، اقرب مایکون العبد من اللہ عزوجل۔ ☆ مسند احمد ج ۲، ص ۴۲۱، روایت ابی ہریرہ۔ ☆ مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۱۸۰۔ بیان ثواب السجود والترغیب فی کثرۃ السجود۔

دعا بعد درود:- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

ترجمہ:- "خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔ خدایا، میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے اعمال کی ذمہ داری اور قرض داری سے۔ (۱)

سلام:- یہ دعا پڑھنے کے بعد تمہاری نماز پوری ہوگئی۔ اب تم مالک کے دربار سے واپس ہوتے ہو اور واپس ہو کر پہلا کام کیا کرتے ہو؟ یہ کہ دائیں اور بائیں مڑ کر تمام حاضرین اور دنیا کی ہر چیز کے لیے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

گویا یہ بشارت ہے جو خدا کے دربار سے پلٹتے ہوئے تم دنیا کے لیے لائے ہو۔

یہ ہے وہ نماز جو تم صبح اٹھ کر دنیا کے کام کاج شروع کرنے سے پہلے پڑھتے ہو۔ پھر چند گھنٹے کام کاج میں مشغول رہنے کے بعد دوپہر کو خدا کے دربار میں حاضر ہو کر دوبارہ یہی نماز ادا کرتے ہو۔ پھر چند گھنٹوں کے بعد تیسرے پہر کو یہی نماز پڑھتے ہو۔ پھر چند گھنٹے مشغول رہنے کے بعد شام کو اسی نماز کا اعادہ کرتے ہو۔ پھر دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر سونے سے پہلے آخری مرتبہ اپنے مالک کے سامنے جاتے ہو۔ اس آخری نماز کا خاتمہ وتر پر ہوتا ہے جس کی تیسری رکعت میں تم ایک عظیم الشان اقرار نامہ اپنے مالک کے سامنے پیش کرتے ہو۔ یہ دعائے قنوت ہے۔

قنوت کے معنی ہیں خدا کے آگے ذلت و انکساری، اطاعت اور بندگی کا اقرار۔ یہ اقرار تم کن الفاظ میں کرتے ہو۔ ذرا غور سے سنو۔

دعائے قنوت:- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِیْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ترجمہ :۔"خدایا' ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں تجھ سے ہدایت طلب کرتے ہیں' تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں' تجھ پر ایمان لاتے ہیں' تیرے ہی اوپر بھروسہ رکھتے ہیں' اور ساری تعریف تیرے ہی لیے خاص کرتے ہیں۔ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں' ناشکری نہیں کرتے۔ہم ہر اس شخص کو چھوڑ دیں گے اور اس سے تعلق کاٹ دیں گے جو تیرا نافرمان ہو۔خدایا' ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز اور سجدہ کرتے ہیں اور ہماری ساری کوشش اور ساری دوڑ دھوپ تیری ہی خوشنودی کے لیے ہے۔ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا سخت عذاب ایسے لوگوں پر پڑے گا جو کافر ہیں"(٢)۔خطبات ص ١٥٥۔١٥٦

---------------*********---------------

تخریج (١):۔ اَخْبَرَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ ، قَالَ : اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ : اَخْبَرَنَا عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِى الصَّلٰوةِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ۔(١)

ماٰخذ :۔ ☆ بخاری ج ١ ص ١١٥۔کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام۔ ☆ بخاری **کتاب الدعوات** اور **کتاب الفتن**۔ ☆ مسلم ج ١'ص ٢١٧' کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ باب استحباب التعوذ من عذاب القبر۔ ☆ ابوداؤد ج ١'ص ٢٥٩' عن ابن عباس۔ابوداؤد میں فتنۃ المحیا و الممات تک ہے۔ ☆ نسائی **کتاب الاستعاذہ**' الاستعاذۃ من عذاب جھنم وشر مسیح الدجال۔ ☆ ابن ماجہ **کتاب الدعاء باب** ما تعوذ منه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ ☆ دارمی' ج ١'ص ٢٥٢' کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء بعد التشھد۔ ☆ **السنن الکبریٰ**' ج ٢'ص ١٥٤' کتاب الصلوٰۃ باب ما یستحب له ان لا یقصر عنه من الدعاء قبل السلام۔ ☆ **مسند احمد**' ج ٦' ص ٥٣۔٨٩' مرویات عائشہ۔

---------------*********---------------

تخریج (٢):۔ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُوْلُ فِىْ خُطْبَتِهِ وَيُعَلِّمُ اَصْحَابَهُ اَنْ يَّقُوْلُوْا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَهْدِيْهِ وَمِنْ دُعَآءِ الْقُنُوْتِ الَّذِىْ كَانَ يَدْعُوْ بِهِ عُمَرُ وَغَيْرُهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ ترجمہ :۔"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں اکثر فرمایا کرتے تھے اور اپنے صحابہؓ کو سکھایا کرتے تھے کہ وہ یہ دعا پڑھا کریں سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے طلب ہدایت کے خواستگار ہیں۔حضرت عمرؓ جو دعائے قنوت پڑھتے تھے وہ بھی یوں ہی شروع ہوتی ہے۔خدایا! ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں ا، رتجھ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہی ہدایت طلب کرتے ہیں"۔

ماخذ:- ☆کتاب التوضیح عن توحید الخلاق لمحمد بن عبدالوہاب ،ص ۱۸۳۔

--------------*********--------------

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ ثَنَا اَبُوْا الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ ، ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ الْخَوْلَانِيُّ ، قَالَ : قُرِئَ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَكَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ اَبِیْ عِمْرَانَ ، قَالَ : بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عَلٰى مُضَرَ اِذْ جَآءَهُ جِبْرَئِيْلُ فَاَوْمَا اِلَيْهِ اَنْ اُسْكُتْ فَسَكَتَ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا وَاِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً وَلَمْ يَبْعَثْكَ عَذَابًا لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْئٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ ثُمَّ عَلَّمَهُ هٰذَا الْقُنُوْتَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُوْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ الْجِدَّ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ

هذا مرسل وقد روی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ صحیحا موصولا۔

ترجمہ :۔"حضرت خالد بن عمران سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر قبیلہ مضر کے حق میں بددعا کر رہے تھے کہ جبرئیل تشریف لے آئے ،جبرئیل نے آپ کو اشارہ کیا کہ خاموش ہو جائیں ۔ چنانچہ آپؐ خاموش ہو گئے ، تو جبرئیل نے کہا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی گلوچ دینے والا ، لعن طعن کرنے والا بنا کر تو نہیں بھیجا بلکہ اس نے تو آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس نے آپؐ کو عذاب بنا کر بھی نہیں بھیجا۔ الامر سے کوئی چیز تیرے اختیار میں نہیں ہے ۔ ان کی توبہ قبول کرے چاہے انہیں عذاب دے ۔ اس لیے کہ وہ ظالم ہیں ۔ پھر اس نے حضورؐ کو یہ قنوت سکھائی ۔

خدایا! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ سے بخشش و مغفرت مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تیرے حضور جھکتے ہیں ۔ ہم ہر اس شخص کو چھوڑ دیں گے اور اس سے قطع تعلق کر لیں گے جو تیرا انکار کرے ۔ خدایا! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز اور سجدہ کرتے ہیں ۔ اور ہماری ساری کوشش اور ساری دوڑ دھوپ تیری ہی خوشنودی کے لیے ہے ۔ اور ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں ۔ یقیناً تیرا عذاب ایسے لوگوں پر پڑے گا جو کافر ہیں"۔

ماخذ:- ☆السنن الکبریٰ ،للبیہقی ج ۲،ص ۲۱۰ کتاب الصلوۃ باب دعاء القنوت

حضرت عمرؓ سے منقول دعائے قنوت :۔

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَائَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَلَكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ الْجِدَّ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ

(رواه سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی عن ابیہ عن عمر فخالف ھذا فی بعضہ)

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ رکوع کے بعد دعائے قنوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ خدایا، ہمیں بخش دے۔ مومن مردوں اور عورتوں کو، مسلمان مردوں اور عورتوں سب کو بخش دے۔ اور ان کے دلوں میں الفت و محبت پیوست کر دے اور ان کی اصلاح احوال فرما دے۔ اپنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد و نصرت فرما، خدایا! اہل کتاب کے ان کافروں پر لعنت برسا جو تیرے راستہ سے رکتے اور روکتے ہیں، تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے نیک بندوں (اولیاء) کو قتل کرتے ہیں۔ خدایا ان کے قول (کلمہ) میں مخالفت پیدا کر دے۔ ان کے قدم اکھاڑ دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جو مجرم قوم سے ٹلا نہیں کرتا۔

آغاز اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے:۔ خدایا، ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور تیری ہم تعریف کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم ہر اس شخص کو چھوڑ دیں گے اور اس سے تعلق کاٹ لیں گے جو تیرا نافرمان ہو گا۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ خدایا، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز اور سجدہ کرتے ہیں۔ اور ہماری ساری کوششیں اور دوڑ دھوپ تیری ہی خوشنودی کے لیے ہے اور تیرے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار رہتے ہیں۔ یقیناً تیرا عذاب ایسے لوگوں پر پڑے گا جو کافر ہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ أَنْبَأَ الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِيْ عَبْدَةُ بْنُ أَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ الْقِرَاۃِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکَافِرِیْنَ مُلْحِقٌ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَخْضَعُ لَکَ وَنَخْلَعُ مَنْ یَّکْفُرُکَ کذا قال قبل الرکوع وھو وان کان اسنادا صحیحا فمن روی عن عمر قنوته بعد الرکوع اکثر فقد رواه ابو رافع وعبید بن عمیر وابو عثمان النھدی وزید بن وھب والعدد اولی بالحفظ من الواحد وفي حسن سیاق عبید بن عمیر للحدیث دلالة علی حفظه وحفظ من حفظ عنه وروینا عن علی رضی الله عنه انه قنت في الفجر فقال اللھم انا نستعینك ونستغفرك وروینا عن ابی عمرو بن العلاء انه کان یَقْرَءُ في دعاء القنوت ان عذابك بالکفار ملحق یعني بخفض الحاء۔

ترجمہ :۔ ”عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ میں نے سنا کہ حضرت عمرؓ قراءت کے بعد اور رکوع جانے سے پہلے یہ کہہ رہے تھے:۔

”اے اللہ، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز اور سجدہ کرتے ہیں اور ہماری ساری کوشش اور دوڑ دوپ تیری خوشنودی کے لیے ہے۔ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بلاشبہ تیرا عذاب ایسے لوگوں پر پڑے گا جو کافر ہیں۔ خدایا، ہم تجھ سے مدد کے طلبگار ہیں اور اپنے تمام گناہوں کی تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور ساری تعریف تیرے ہی لیے خاص کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور تجھ پر ایمان لاتے اور تیرے حضور جھکتے ہیں اور ہر اس شخص سے قطع تعلق کرتے ہیں جو تیرا نافرمان ہو“۔

ماخذ:۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۱۱، کتاب الصلوٰۃ باب دعاء القنوت۔

سورج کا عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرنے سے کیا مراد ہے؟

ایک ضمنی بحث

(عن ابی ذر بخاری، کتاب بدء الخلق باب صفة الشمس والقمر)

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جانتے ہو سورج غروب ہو کر جاتا کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا وہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے (یعنی پھر مشرق سے طلوع ہونے کی) اور اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ وہ سجدہ کرے گا اور اجازت مانگے گا مگر اجازت نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ پلٹ جا اور وہ مغرب سے طلوع ہو گا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی:۔ والشمس تجری لمستقر لھا ذلك تقدیر العزیز العلیم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:- اس میں دراصل جو مضمون بیان کیا گیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ "سورج ہر آن اللہ تعالیٰ کے حکم کا تابع ہے؛ اس کا طلوع بھی اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے اور اس کا غروب بھی، سورج کا سجدہ کرنا ظاہر ہے کہ اس معنی میں نہیں ہے جس میں ہم نماز میں سجدہ کرتے ہیں بلکہ اس معنی میں ہے کہ جس میں قرآن دنیا کی ہر چیز کو خدا کے آگے سر بسجود قرار دیتا ہے یعنی کلیۃ تابع امر رب ہونا۔ پھر سورج کا مغرب بھی ایک نہیں ہے بلکہ قرآن کی رو سے بہت سے مغرب ہیں۔ کیونکہ وہ ہر آن ایک خطہ زمین میں غروب اور ہر آن دوسرے خطے میں طلوع ہوتا ہے۔ اس لیے اجازت مانگ کر طلوع و غروب ہونے کا مطلب ہر آن امر الٰہی کے تحت ہونا ہے۔ رہا اس کا کسی وقت مغرب سے طلوع ہونا، تو یہ بھی کوئی بعید بات نہیں ہے۔ ہروقت اس امر کا امکان ہے کہ دنیا کا قانون جذب و کشش یکایک ایک پلٹی کھا جائے اور سیاروں کی رفتار بالکل الٹ جائے۔ طبیعیات اور ہیئت کے ماہرین میں سے کوئی بھی اس قانون کو اٹل نہیں مانتا اور نہ اس میں تغیر واقع ہونے، یا اس کے بالکل درہم برہم ہو جانے کو ناممکن سمجھتا ہے۔

رہا یہ امر کہ اس حدیث میں طلوع و غروب کو سورج کی گردش کا نتیجہ سمجھا گیا ہے نہ کہ زمین کی گردش کا، تو اس پر اعتراض کرنے والے کو دو باتیں اچھی طرح جان لینی چاہئیں، اول یہ کہ انبیاء علیہم السلام طبیعیات اور ہیئت اور کیمیا کے مسائل بتانے نہیں آئے تھے بلکہ عرفان حقیقت بخشنے اور فکر و عمل کی تصحیح کرنے کے لیے آئے تھے۔ ان کا کام یہ بتانا نہ تھا کہ زمین حرکت کرتی ہے یا سورج، بلکہ یہ بتانا تھا کہ ایک ہی خدا زمین اور سورج کا مالک و فرمانروا ہے اور ہر چیز ہر آن اس کی بندگی کر رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ بات حکمت تبلیغ کے بالکل خلاف ہے کہ مبلغ کے اپنے زمانے میں جو علم اشیاء موجود ہو اس کو چھوڑ کر وہ ہزارہا سال بعد کے علم اشیاء کو تعلیم حقیقت کا ذریعہ بنائے۔ اسے جن حقائق کو ذہن نشین کرنا ہوتا ہے ان کی تفہیم کے لیے اس کو لامحالہ اپنے زمانے ہی کے مواد علمی سے کام لینا پڑتا ہے، ورنہ اگر وہ ان معلومات سے کام لے جو صدیوں بعد انسان کے علم میں آنے والی ہوں تو اس کے معاصرین اس کی اصل تعلیم کو چھوڑ کر اس بحث میں لگ جائیں کہ یہ شخص کس عالم کی باتیں کر رہا ہے اور ان میں سے ایک شخص بھی اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر نہ دے۔ اب یہ آپ خود سوچ لیں کہ اگر کسی نبی کی تعلیم اس کے معاصرین ہی کی سمجھ میں نہ آتی اور اس کے عہد کے ہی لوگوں میں مقبول نہ ہوتی، تو وہ بعد کی نسلوں تک پہنچتی کیسے؟ اب سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے اگر اوپر والی حدیث کا مضمون اس ڈھنگ سے بیان کیا جاتا کہ سننے والا طلوع و غروب کا سبب سورج کے بجائے زمین کی حرکت کو سمجھتا تو بے شک آج کے لوگ اسے علم کا ایک معجزہ قرار دیتے مگر آپ کا کیا خیال ہے کہ خود اس زمانے کے لوگ اس معجزۂ علمی کا استقبال کس طرح کرتے؟ اور پھر وہ اصل بات بھی کہاں تک ان کے دل و دماغ میں اترتی جو اس مضمون میں بیان کرنی مقصود تھی؟ اور جب کہ اس عہد کے لوگ ہی ایسے "علمی معجزات" کی بدولت ایمان لانے سے محروم رہ جاتے تو یہ معجزے آپ تک پہنچتے ہی کیا کہ آپ ان کی داد دیتے؟ (رسائل و مسائل، حصہ دوم، ص ۲۵ تا ۲۷)۔

--------------*********--------------

تخریج (ا):- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيهِ، عَنْ اَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِي اَيْنَ تَذْهَبُ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ: فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَيُوْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا يُوْذَنُ لَهَا يُقَالُ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ ترجمہ :۔ ''حضرت ابوذرؓ خود بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ سے اس وقت پوچھا جب سورج غروب ہو چکا تھا کہ ''جانتے ہو یہ کہاں چلا گیا۔ ابوذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے (یعنی پھر مشرق سے طلوع ہونے کی) اور اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ وہ سجدہ کرے گا اور اجازت مانگے گا' مگر اجازت نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ پلٹ جا اور وہ مغرب سے طلوع ہو گا' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی' والشمس تجری الایہ

ماٰخذ :۔ ☆ بخاری 'کتاب بدا الخلق باب صفة الشمس والقمر بحسبان — ☆ مسند احمد' ج ۵' ص ۱۷۷۔ روایات ابوذر غفاری۔ ☆ ترمذی نے فانها تذهب فتستاذن في السجود فيوذن لها وكانها قد قيل لها الخ بیان کیا ہے۔ ☆ ترمذی' ج ۲' ص ۱۵۸ ابواب التفسیر' سورۃ یٰسین۔

مسند احمد نے الفاظ قدرے مختلف نقل کیے ہیں :۔

قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَيْنَ تَذْهَبُ الشَّمْسُ ؟ قُلْتُ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ : فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ بَيْنَ يَدَيْ رَبِّهَا عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ تَسْتَاْذِنُ فَيُوْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّكَانِهَا وَذٰلِكَ مُسْتَقَرُّهَا قَالَ مُحَمَّدٌ ثُمَّ قَرَءَ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

ترجمہ :۔ ''حضورؐ نے فرمایا اے ابوذر سورج غروب ہو کر کہاں چلا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ پھر اجازت طلب کرتا ہے اسے اجازت دے دی جاتی ہے' گویا اسے یوں کہا جاتا ہے کہ واپس پلٹ جا جہاں سے آیا ہے۔ تو وہ اپنے مطلع سے طلوع کرتا ہے اور یہی اس کا مستقر ہے''۔

ماٰخذ :۔ ☆ مسند احمد حوالہ ج ۵' ص ۱۷۷۔ ☆ مسلم ج الکتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان

ذلك تقدير العزيز العليم کے ضمن میں ابوذر سے جو روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ :

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ : كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَقَالَ : يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ ؟ قُلْتُ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ : فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ترجمہ :۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غروب شمس کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھا۔ آپؐ نے فرمایا "ابوذر جانتے ہو یہ غروب ہوکر کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ فرمایا "وہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق ہے والشمس تجری لمستقر لھا۔۔۔الخ۔

مسلم نے ابوذر سے اس روایت کے الفاظ' درج ذیل نقل کیے ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْھَبُ ھٰذِہِ الشَّمْسُ؟ قَالُوْا: اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ: اِنَّ ھٰذِہٖ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَھِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّھَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَۃً فَلَا تَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یُقَالَ لَھَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَۃً مِنْ مَطْلَعِھَا ثُمَّ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَھِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّھَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَۃً فَلَا تَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یُقَالَ لَھَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَۃً مِنْ مَطْلَعِھَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا یَسْتَنْکِرُ النَّاسُ مِنْھَا شَیْئًا حَتّٰی تَنْتَھِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّھَا ذٰلِکَ تَحْتَ الْعَرْشِ یُقَالُ لَھَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ طَالِعَۃً مِنْ مَّغْرِبِکِ فَتُصْبِحُ طَالِعَۃً مِنْ مَغْرِبِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَتٰی ذَاکُمْ ذَاکَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِھَا خَیْرًا ترجمہ :۔ "حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے دریافت کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا "اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں"۔ فرمایا "یہ سورج چلتا رہتا ہے تاآنکہ عرش کے نیچے اپنے مستقر تک پہنچ کر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ اسی حالت پر رہتا کہ اسے حکم دیا جاتا ہے کہ اٹھو جہاں سے آئے تھے' وہیں جاؤ تو وہ واپس پلٹ آتا ہے' اور صبح اپنے مطلع سے طلوع ہوتا ہے۔ پھر چلتا رہتا کہ عرش کے نیچے اپنے مستقر تک پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ پھر اسی حالت پر رہتا کہ اسے حکم دیا جاتا ہے "اٹھو اور جہاں سے آئے تھے' وہیں لوٹ جاؤ"۔ تو وہ واپس لوٹ آتا ہے اور صبح اپنے مطلع سے طلوع کرتا ہے۔ پھر چلتا ہے لوگ اس کی کسی چیز میں کمی محسوس نہیں کریں گے کہ یہ عرش کے نیچے اپنے ایک مستقر تک پہنچ جاتا ہے تو اسے حکم دیا جاتا ہے اٹھو اور صبح مغرب سے طلوع کرو تو وہ صبح مغرب سے طلوع کرے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے یہ کب ہو گا؟ (پھر خود ہی فرمایا) یہ اس وقت ہو گا جب کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع بخش نہیں رہے گا جبکہ وہ اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو.... الخ۔

ماخذ:۔ مسلم ج ا کتاب الایمان۔ باب بیان الزمن الذی لایقبل فیہ الایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز کے بعد ذکر

ترجمہ :- صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ غریب مہاجرین نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ مالدار لوگ تو بڑے درجے لوٹ لے گئے۔ حضورؐ نے فرمایا "کیا ہوا؟" انہوں نے عرض کیا کہ وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں، جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں، مگر وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جسے اگر تم کرو تو تم دوسرے لوگوں سے بازی لے جاؤ گے بجز ان کے جو وہی عمل کریں جو تم کرو گے؟ وہ عمل یہ ہے کہ تم ہر نماز کے بعد ۳۳-۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اور اللہ اکبر کہا کرو۔ کچھ مدت کے بعد ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی یہ بات سن لی ہے اور وہ بھی یہی عمل کرنے لگے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا ذلك فضل الله يوتيه من يشاء — ایک روایت میں ان کلمات کی تعداد ۳۳-۳۳ کے بجائے دس دس بھی منقول ہوئی ہے۔ (۱) (تفہیم القرآن، ج ۵، صفحہ ۱۲۵، حاشیہ ۵۱، سورہ ق)

---------------*********---------------

تخریج (۱):- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ، قَالَ: نَا الْمُعْتَمِرُ وَقَالَ: نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، كِلَاهُمَا عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيثُ قُتَيْبَةَ أَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ، فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ، وَلَا نُعْتِقُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ مَرَّةً — قَالَ أَبُو صَالِحٍ: فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

مآخذ :- ☆ مسلم ج ۱، ص ۲۱۹، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ —

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

☆ بخاری، ج ا، ص ۱۱۶، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاۃ — ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۸۲، کتاب الصلاۃ باب التسبیح بالحصی — ☆ مسند احمد ج ۲، ص ۲۳۸، عن ابی ہریرہ — ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیہا باب ما یقال بعد التسلیم — ☆ دارمی، کتاب الصلاۃ، ج ۱، ص ۲۵۳، باب التسبیح فی دبر الصلاۃ —

---------------*********---------------

حَدَّثَنِی اِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ: اَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِی صَالِحٍ، عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَ النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ قَالَ: کَیْفَ ذَاكَ؟ قَالُوْا: صَلُّوْا کَمَا صَلَّیْنَا وَ جَاهَدُوْا کَمَا جَاهَدْنَا، وَ اَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ، وَ لَیْسَتْ لَنَا اَمْوَالٌ، قَالَ: اَفَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَمْرٍ تُدْرِکُوْنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَ تَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَکُمْ، وَلَا یَاْتِیْ اَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ اِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهٖ تُسَبِّحُوْنَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَ تَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَ تُکَبِّرُوْنَ عَشْرًا — ترجمہ: ـ ”حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ غریب لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مالدار لوگ جنت میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں اور بڑے درجے لوٹ لے گئے۔ حضورؐ نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بھی جہاد میں حصہ لیا جیسے ہم لیتے ہیں اور انہوں نے مزید برآں اپنے زائد مال (راہ خدا میں) خرچ کیے جبکہ ہمارے پاس مال و دولت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے تم اپنے سے پہلوں کے درجے پالو اور بعد میں آنے والوں سے بازی لے جاؤ۔ اور کوئی بھی وہ مرتبہ لے کر نہ آئے جو تم لاؤ۔ بجز اس کے جو وہی عمل کرے جو تم کرو، وہ عمل یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر۔

ماخذ: ☆ بخاری کتاب الدعوات، باب الدعاء بعد الصلاۃ —

کعب بن عجرہ کی روایت:

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ نِ الْجَهْضَمِیُّ، قَالَ: نَا اَبُوْ اَحْمَدَ، قَالَ: نَا حَمْزَةُ الزَّیَّاتُ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی، عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ تَسْبِیْحَةً وَ ثَلَاثًا وَّ ثَلٰثِیْنَ تَحْمِیْدَةً وَ اَرْبَعًا وَّ ثَلَاثِیْنَ تَکْبِیْرَةً فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ —

ترجمہ: ـ ”حضرت کعب بن عجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا آپؐ نے معقبات، (یعنی ہر نماز کے بعد پڑھے جانے والے کلمات) ان کے کہنے یا کرنے والا خائب و خاسر نہیں رہتا، یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۳۴ مرتبہ اللہ اکبر"۔

ماخذ:۔ ☆ مسلم ج ۱، ص ۲۱۹، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ۔ ☆ ترمذی، ج ۲، ص ۱۷۸، ابواب الدعوات باب منہ، باب ما جاء في التسبیح والتکبیر والتحمید عند المنام کے تحت۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی روایت:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خُلَّتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَلَا وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا قَالَ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اَلْفَيْ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا فَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا قَالَ يَاْتِيْ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهِ فَيَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ اَنْ لَّا يَفْعَلَ وَيَاْتِيْهِ وَهُوَ فِيْ مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتّٰى يَنَامَ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو عادتیں ایسی ہیں کہ کوئی مسلم مرد ان کی حفاظت نہیں کرتا مگر جنت میں داخل ہوتا ہے۔ سنو! وہ معمولی ہیں عمل بھی تھوڑا سا کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر۔

راوی کا بیان ہے کہ حضورؐ اپنی انگلیوں پر ان کو گن رہے تھے۔ پھر فرمایا یہ مجموعی طور پر ۱۵۰ ہیں۔ زبان پر تو ۱۵۰ ہیں مگر میزان میں یہ ڈیڑھ ہزار کے برابر ہے۔ (دوسرے) جب سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر سو مرتبہ کہو، زبان پر تو یہ سو ہوں گے، مگر میزان میں دو ہزار پانچ سو کے برابر ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا ہم کیسے ان کی حفاظت نہ کریں گے۔ فرمایا: تمہارے ایک کے پاس شیطان نماز میں آکر کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر۔ حتیٰ کہ وہ شخص نماز سے فارغ ہو جاتا ہے اور اسے یاد نہیں رہتا کہ یہ کیا ہے یا نہیں۔ اور بستر پر وہ آکر سلانے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ آدمی سو جاتا ہے۔

ھذا حدیث حسن صحیح وفي الباب عن زید بن ثابت وانس وابن عباس۔

ماخذ:۔ ☆ ترمذی ابواب الدعوات باب منہ۔ ☆ ابوداؤد کتاب الادب باب في التسبیح عند النوم۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ما یقال بعد التسلیم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت زید بن ثابت کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ہدایت فرمائی تھی کہ ہم ہر نماز کے بعد ۳۳۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور الحمدللہ کہا کریں اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔بعد میں ایک انصاری نے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ اگر تم ۲۵۔۲۵ مرتبہ یہ تین کلمے کہو اور پھر ۲۵ مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔حضورؐ نے فرمایا اچھا اسی طرح کیا کرو (۱) (احمد۔نسائی۔دارمی)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر جب پلٹتے تھے تو میں نے آپؐ کو یہ الفاظ کہتے سنا ہے۔(۲) (احکام القرآن للجصاص)

اس کے علاوہ بھی ذکر بَعْدَ الصَّلٰوۃ کی متعدد صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوئی ہیں۔جو حضرات اس پر عمل کرنا چاہیں وہ مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں سے کوئی ذکر جو ان کے دل کو سب سے زیادہ لگے چھانٹ کر یاد کر لیں اور اس کا التزام کریں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے بتائے ہوئے ذکر سے بہتر کون سا ذکر ہو سکتا ہے مگر یہ خیال رکھیں کہ ذکر سے اصل مقصود چند مخصوص الفاظ کو زبان سے گزار دینا نہیں بلکہ ان معانی کو ذہن میں تازہ اور مستحکم کرنا ہے جو ان الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔اس لیے جو ذکر بھی کیا جائے اس کے معنی اچھی طرح سمجھ لینے چاہئیں۔اور پھر معنی کے استحضار کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے۔

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي اَبِي، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، اَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ كَثِيْرِبْنِ اَفْلَحَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: اُمِرْنَا اَنْ نُسَبِّحَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنُكَبِّرَ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَاَتٰى رَجُلٌ فِي الْمَنَامِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقِيْلَ لَهُ اَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُسَبِّحُوْا فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ الْاَنْصَارِيُّ فِيْ مَنَامِهِ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ وَاجْعَلُوْا فِيْهَا التَّهْلِيْلَ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْعَلُوْا

ماخذ:۔ ☆مسند احمد، ج ۵، ص ۱۸۴، زید بن ثابت۔☆دارمی ج ۱ ص ۲۵۴، کتاب الصلوۃ باب التسبیح فی دبر الصلوٰۃ۔☆ابن حبان، ابن خزیمہ بحوالہ دارمی۔دارمی میں ان تسبحوا کے بجائے ان تسبحوا اللّٰہ ہے۔☆نسائی ج ۳

(۱) تفہیم القرآن ج ۵، ص ۱۲۵۔سورۂ ق حاشیہ ۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ۶۷ کتاب الصلوۃ نوع آخر من عدد التسبیح ، ۔☆احکام القرآن للجصاص ‘ ج ۳ ‘ ص ۴۱۰ ‘ سورۂ ق ۔

---------------*********---------------

تخریج (۲):۔ رَوٰی اَبُو هَارُوْنَ الْعَبْدِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ آخِرِ صَلَاتِه عِنْدَ انْصِرَافِه سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

ماخذ:☆احکام القرآن للجصاص ج ۳ ‘ ص ۴۱۰ ‘ سورۂ ق ۔

ذکر الٰہی اور اس کے طریقے

سوال :۔ ذکر الٰہی کے مسنون یا غیر مسنون ہونے کے معاملے میں مجھے بعض ذہنی اشکالات پیش آ رہے ہیں ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا ایک اثر بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنے بعض شاگردوں کو دیکھا کہ وہ ذکر کے لیے ایک مقررہ جگہ پر جمع ہوا کرتے ہیں تو غصے میں فرمایا کہ کیا تم اصحاب رسول اللہؐ سے بھی زیادہ ہدایت یافتہ ہو؟

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے زمانے میں تو میں نے اس طرح کا ذکر نہیں دیکھا ‘ پھر تم لوگ کیوں یہ نیا طریقہ نکال رہے ہو؟

دوسری طرف مشکوۃ میں متعدد احادیث ایسی موجود ہیں جن سے اجتماعی ذکر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۔ مثلاً حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغوں سے تشبیہ دی ہے ۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیے مگر یہ کہ گھیر لیتے ہیں ‘ اسے فرشتے اور چھا جاتی ہے اس پر رحمت ۔ اسی طرح بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ فرشتے ذکر الٰہی کی مجالس کو ڈھونڈتے ہیں اور ان میں بیٹھتے ہیں ۔

ان احادیث کی روشنی میں حلقہ ذکر کا بدعت ہونا سمجھ میں نہیں آتا ۔ آپ واضح کریں کہ ارشادات نبویؐ کی موجودگی میں حضرت ابن مسعود سے مروی اثر کی کیا صحیح توجیہ ہو سکتی ہے ؟

جواب :۔ لفظ ”ذکر“ کا اطلاق بہت سی چیزوں پر ہوتا ہے ۔ اس کے ایک معنی دل میں اللہ کو یاد کرنے یا یاد رکھنے کے ہیں ۔ دوسرے معنی اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں طرح طرح سے اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں ۔ مثلاً موقع بموقع الحمدللہ ‘ ماشاء اللہ ‘ انشاء اللہ ‘ سبحان اللہ وغیرہ کہنا ‘ بات بات میں کسی نہ کسی طریقے سے اللہ کا نام لینا ‘ رات دن کے مختلف احوال میں اللہ سے دعا مانگنا ‘ اور اپنی گفتگوؤں میں اللہ کی نعمتوں اور حکمتوں اور اس کی صفات اور اس کے احکام وغیرہ کا ذکر کرنا ۔

تیسرے معنی قرآن مجید اور شریعت الٰہیہ کی تعلیمات بیان کرنے کے ہیں ‘ خواہ وہ درس کی شکل میں ہوں ‘ یا باہم مذاکرہ کی شکل میں ‘ یا وعظ و تقریر کی شکل میں ۔

چوتھے معنی تسبیح و تہلیل و تکبیر کے ہیں ۔ جن احادیث میں ذکر الٰہی کے حلقوں اور مجلسوں میں حضورؐ کے اظہار تحسین کا ذکر آیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ان سے مراد تیسری قسم کے حلقے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے جس چیز پر اظہار ناراضی کیا ہے۔ اس سے مراد چوتھی قسم کا حلقہ ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حلقے بنا کر تسبیح و تہلیل کا ذکر جہری کرنا رائج نہ تھا' نہ حضورؐ نے اس کی تعلیم دی اور نہ صحابہؓ نے یہ طریقہ کبھی اختیار کیا۔ رہا پہلے دو معنوں میں ذکر الٰہی' تو ظاہر ہے کہ وہ سرے سے حلقے بنا کر ہو ہی نہیں سکتا' بلکہ وہ لازماً انفرادی ذکر ہی ہو سکتا ہے۔ (۱)

نماز کی اہمیت

بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ "بندے اور کفر کے درمیان ترک صلوٰۃ واسطہ ہے"۔ جس پر نماز گراں گزرے وہ خود اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ خدا کی بندگی و اطاعت کے لیے تیار نہیں ہے۔ یعنی ترک صلوٰۃ وہ پل ہے جس کو عبور کر کے آدمی ایمان سے کفر کی طرف جاتا ہے۔ اسی بنا پر رحمت للعالمین نے فرمایا کہ "جو لوگ اذان کی آواز سن کر گھروں سے نہیں نکلتے' میرا جی چاہتا ہے کہ جا کر ان کے گھروں میں آگ لگا دوں"۔ اور اسی بنا پر فرمایا العھد بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) ہمارے اور عرب کے بدوؤں کے درمیان تعلق کی بنا نماز ہے۔ جس نے اسے چھوڑ دیا وہ کافر قرار پائے گا۔ اور اس سے ہمارا تعلق ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

آج دین سے قطعی ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے' جو اذان کی آواز سن کر ٹس سے مس نہیں ہوتے' جن کو یہ محسوس تک نہیں ہوتا کہ موذن کس کو بلا رہا ہے اور کس کام کے لیے بلا رہا ہے' وہ مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ نماز کی کوئی اہمیت اسلام میں نہیں ہے' اس کے بغیر بھی آدمی مسلمان ہو سکتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کا امام اور ملت کا قائد بھی ہو سکتا ہے مگر جب اسلام ایک تحریک کی حیثیت سے زندہ تھا۔ اس وقت یہ حال نہ تھا۔ مستند روایت ہے کہ کان اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئاً من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ (ترمذی) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں یہ بات متفق علیہ تھی کہ اسلامی اعمال میں سے صرف نماز ہی وہ عمل ہے جس کو چھوڑ دینا کفر ہے۔ (۳)

(اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر' ص ۷۲ اشاعت ہشتم' اپریل ۱۹۷۰)

---------------*********---------------

تخریج:۔ (۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا وَكِيعٌ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ "کفر اور ایمان کے درمیان ترک صلاۃ واسطہ ہے"۔

ماخذ:۔ ☆ ابوداؤد' ج ۴' ص ۲۱۹' کتاب السنة باب في رد الارجاء— ☆ ترمذی ج ۲' ص ۹۰' ابواب الایمان، باب ماجاء في ترك الصلاة— ☆ ابن ماجہ کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن ترك الصلاة—

---

(۱) ترجمان القرآن مئی ۱۹۶۶ء بحوالہ رسائل و مسائل حصہ پنجم ص ۵۰ ۳ تا ۵۲ ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارقطنی ج ۲، ص ۵۲۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱، ص ۳۳، حدیث نمبر ۱۰۴۴۳، عن جابر۔ ☆ مسند ابی عوانہ، ج ۱، ص ۶۱، بیان افضل الایمان۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

ایک روایت میں بَیْنَ الْعَبْدِ وَ بَیْنَ الشِّرْکِ اَوِ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلَاۃ ”نہیں ہے بندے، شرک اور کفر کے درمیان واسطہ مگر ترک صلاۃ“۔

اور ایک دوسری روایت میں جو حضرت جابر سے مروی ہے بَیْنَ الْکُفْرِ وَ الْاِیْمَانِ تَرْکُ الصَّلَاۃ لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَ بَیْنَ الْکُفْرِ اِلَّا تَرْکُ الصَّلَاۃ

ہے جیسے نسائی ج ۱، ص ۲۳۱، کتاب الصلاۃ، باب الحکم في ترک الصلاۃ اور ابن ماجہ کتاب الصلاۃ باب ماجاء فیمن ترک الصلاۃ اور دارقطنی ج ۲، ص ۵۲ پر نقل کیا ہے اور مسند ابی عوانہ نے ج ۱، ص ۶۱ پر نقل کیا ہے اور ایک اور روایت بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃ جیسے مسلم ج ۱، ص ۶۱ کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ۔ ☆ سنن دارمی، کتاب الصلاۃ، باب ۲۹ في تارک الصلاۃ۔ ☆ مسند احمد، ج ۳، ص ۳۷۰، ۳۸۹، جابر بن عبداللہ۔ ☆ مسند ابی عوانہ ج ۱، ص ۶۱۔

---------------*********---------------

تخریج (۲): ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَھْدَ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلَاۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ۔ **ترجمہ** ”حضرت بریدہؓ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یقیناً ہمارے اور ان کے [کفار کے] مابین صلاۃ واسطہ ہے۔ لہٰذا جس نے اسے ترک کر دیا، وہ کافر ہو گیا“۔

مآخذ: ۔ ☆ نسائی، ج ۱، ص ۲۳۱۔ ۲۳۲ کتاب الصلاۃ باب الحکم في تارک الصلاۃ۔ ☆ ترمذی، ج ۲، ص ۹۰، ابواب الایمان، باب ماجاء في ترک الصلاۃ ھذا حدیث حسن صحیح غریب ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا۔ باب ۷۷، ماجاء في من ترک الصلاۃ۔ ☆ مسند احمد، ج ۵، ص ۳۴۶۔ ☆ دارقطنی ج ۲، ص ۵۲، کتاب الصلاۃ۔ ☆ باب التشدید في ترک الصلاۃ و کفر من ترکھا۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱، کتاب الایمان والرؤیہ، حدیث نمبر ۱۰۴۴۵، عن بریدۃ۔

---------------*********---------------

تخریج (۳): ۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ، نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنِ الْجُرَیْرِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ شَقِیْقٍ الْعُقَیْلِیِّ، قَالَ: کَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلَاۃِ حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی نے بیان کیا کہ: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سوائے ترک صلاۃ کے دوسرے کسی عمل کو کفر تصور نہیں کرتے تھے“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ماخذ:- ☆ ترمذی' ج ۲' ص ۹۰' ابواب الایمان' باب ماجاء في ترك الصلاة — ☆ مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۱' ص ۴۹' حدیث نمبر ۱۰۴۹۵۔

بَيْنَ الْعَبْدِ وبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ الصَّلَاةُ فَاِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ ترجمہ:- "بندے اور کفر اور ایمان کے درمیان نماز واسطہ ہے۔ لہٰذا جب کسی نے اسے ترک کر دیا تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا"۔

ماخذ:- ☆ حافظ هبة الله الطبری قال المنذری صحیح

بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْكُفْرِ اَوِ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ فَاِذَا تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ ترجمہ:- "بندے اور کفر یا شرک کے درمیان ترک صلاۃ واسطہ ہے لہٰذا جب کسی نے ترک صلاۃ کیا تو وہ کافر ہو گیا"۔

ماخذ:- ☆ محمد بن نصر المروزی في كتاب الصلاة

لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ فَاِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ ترجمہ:- "بندے اور شرک کے درمیان نہیں ہے' واسطہ مگر ترک صلاۃ۔ لہٰذا جب کسی نے اسے ترک کیا تو اس نے شرک کیا"۔

ماخذ:- ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ۷۷' فیمن ترك الصلاة —

مَا بَيْنَ الْكُفْرِ اَوِ الشِّرْكِ وَالْاِيْمَانِ تَرْكُ الصَّلَاةِ ترجمہ:- "کفر یا شرک اور ایمان کے مابین جو چیز واسطہ ہے۔ وہ ترک صلاۃ ہے"۔

ماخذ:- ☆ دارقطنی کتاب الصلاۃ' ج ۲' ص ۵۳۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا ترجمہ:- "جس نے عمداً یعنی جان بوجھ کر ترک صلاۃ کیا تو اس نے علانیہ سب کے روبرو کفر کا ارتکاب کیا"۔

ماخذ:- ☆ الطبرانی فی الاوسط باسنادٍ ولاباس به التعليق المغني، شمس الحق عظیم آبادی۔ ☆ دارقطنی' ج ۲' ص ۵۳' (حاشیہ)۔

قَالَ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ ابن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے نماز کو ترک کیا تو اس نے یقیناً کفر کیا"۔

ماخذ:- ☆ ابن ابی شیبہ بحوالہ دارقطنی' ج ۲' ص ۵۳' حاشیہ

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ : سَمِعْتُ اِسْحَاقَ يَقُوْلُ صح : عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ تَارِكَ الصَّلَاةِ كَافِرٌ ترجمہ:- "محمد بن مروزی نے بیان کیا کہ میں نے اسحاق کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کرتے تھے سنا: "تارک صلاۃ یقیناً کافر ہے"۔

ماخذ:- ☆ بحوالہ دارقطنی' ج ۲' ص ۵۳ - ۵۴ (حاشیہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ ترجمہ :- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: ''جس نے نماز نہ پڑھی'' وہ کافر ہے''۔

ماخذ:- ☆ ابن ابی شیبہ فی کتاب الایمان ج ۱۱' ص ۴۷' حدیث نمبر ۱۰۴۸۵ والبخاری فی تاریخہ موقوفا

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ : مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِيْنَ لَهُ ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے : ''جس نے ترک صلاۃ کیا اس کا کوئی دین نہیں''۔

ماخذ:- ☆ محمد بن نصر موقوفا۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۱' ص ۳۴ من لم یصل فلا دین له عن ابن مسعود

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ ''جس نے نماز ترک کی' وہ یقیناً کافر ہو گیا''۔

ماخذ:- ☆ محمد بن نصر' ابن عبدالبر موقوفا

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ ترجمہ :- حضرت جابر بن عبداللہؓ کا قول ہے کہ ''جس نے نماز نہ پڑھی' وہ کافر ہے''۔

ماخذ:- ابن عبدالبر موقوفا

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ : لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ ترجمہ :- حضرت ابو الدرداؓ کا قول ہے کہ ''جس کی نماز نہیں' اس کا دین ہی نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز ہی نہیں''۔

☆ ابن عبدالبر وغیرہ موقوفا بحوالہ دارقطنی ج ۲' ص ۵۳' (حاشیہ)

اقامت دین میں نماز کا مقام

اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قَالَ بَلٰى ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ (عن معاذ بن جبل) (۱) ترجمہ :- ''کیا میں تمہیں دین و شریعت کی اساس واصل' اس کا ستون و عمود اور اس کی بلندی شان و عظمت نہ بتاؤں؟ عرض کیا' ہاں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا۔ اسلام اس کا راس الامر ہے۔ عمود اس کا صلاۃ ہے بلندی عظمت و شان اس کی جہاد (فی سبیل اللہ) ہے''۔

نماز' روزہ' حج اور زکوۃ اس دین کے ارکان ہیں جن پر یہ دین قائم ہوتا ہے۔ اس لیے ان کو قائم کرنا اقامت دین کے لیے مطلوب ہے اور جہاد چونکہ دین کو اس کے نظام کے ساتھ قائم کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے وہ بھی اقامت دین ہی کے لیے مطلوب ہے۔

(۱) رسائل و مسائل' حصہ چہارم' ص ۳۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(رسائل و مسائل حصہ چہارم ص ۲۶۳۔)

س :- ''کیا نماز اقامت دین کا حکم بھی دیتی ہے؟''

ج :- نماز ہی تو حکم دیتی ہے اقامت دین کا ــــ جب آپ کہتے ہیں نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ''تو دشمنان دین سے آپ کی لڑائی کا آغاز ہو جاتا ہے''۔(۵ لے زیلدار پارک حصہ دوم ص ۲۳۰)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عُمَرَ ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِیُّ عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ اَبِی النَّجُوْدِ ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، قَالَ : كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيْبًا مِّنْهُ نَحْنُ نَسِيْرُ ــ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِیْ عَنِ النَّارِ قَالَ : لَقَدْ سَاَلْتَنِیْ عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰی مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ ــ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِی الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ، ثُمَّ قَالَ : اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَيْرِ ــ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ــ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِی الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِی الْمَآءُ النَّارَ ــ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ : ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ حَتّٰی بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ : اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ : بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ــ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ ؟ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ : كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ : يَا نَبِیَّ اللّٰهِ! وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ؟ فَقَالَ : ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ (هذا حديث حسن صحيح) ترجمہ :- حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا۔ ایک دن صبح سویرے آنجناب کا قرب نصیب تھا۔ ہم چلے جا رہے تھے کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ مجھے ایسا عمل ارشاد فرمائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ (دوزخ کی آگ) سے دور کر دے''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم نے ایک بہت بڑی چیز کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے' اللہ تعالیٰ جس پر اسے آسان فرمائے' اس پر یہ بہت آسان ہے' [وہ یہ ہے] کہ تو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرائے' اور نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے۔ اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج کرے' پھر فرمایا! کیا میں تجھے بھلائی کے دروازوں کی راہنمائی نہ کروں"۔ [پھر خود ہی فرمایا] "روزہ ڈھال ہے' صدقہ و خیرات گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کی صلاۃ شب [یہ بیان فرماکر] آپ نے قرآن پاک کی آیت بطور استشہاد تلاوت فرمائی [ایسے لوگ] کہ جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں' اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں"۔ پھر فرمایا! "کیا میں تجھے سارے کا سارا راس الامر اس کا عمود اور اس کی بلند چوٹی نہ بتاؤں"۔ میں نے عرض کیا "ہاں یا رسول اللہؐ [ضرور ارشاد فرمائیں] حضورؐ نے فرمایا "راس الامر اسلام" ہے' اس کا ستون صلاۃ ہے اور اس کی بلند و بالا چوٹی جہاد ہے" پھر ارشاد فرمایا "کیا میں تجھے اس سب کا لب لباب نہ بتاؤں"۔ میں نے عرض کیا "ہاں یا رسول اللہؐ [ضرور ارشاد فرمائیں] راوی کا بیان ہے کہ آپؐ نے اپنی زبان اپنے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا: "بس اسے روک لو۔ تو میں نے عرض کیا "اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم سے ہماری باتوں اور گفتگوؤں کا مواخذہ بھی ہوگا؟ فرمایا "اے معاذ تیری ماں تجھے گم پائے لوگ جہنم میں اوندھے منہ اس زبان کی کاٹی ہوئی فصل کے سوا اور کس وجہ سے گرائے جائیں گے"۔ [زبان سے کاٹی ہوئی فصل سے مراد کلمات کفر و شرک و الحاد' قذف' سب و شتم' غیبت' بہتان وغیرہ ہیں] (از مرتب)]

ماخذ:- ☆ ترمذی ابواب الایمان' ج ۲' ص ۸۹۔ باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ۔ ☆ مسند احمد ج ۵' ص ۲۳۱۔ معاذ بن جبل۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الفتن' باب ۱۲۔ کف اللسان فی الفتنۃ۔

☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۹' ص ۲۰' کتاب السیر باب اصل فرض الجہاد عن معاذ بن جبل۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۱' ص ۸۔ (مختصر روایت)

مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ – الخ ترجمہ:۔ "آپؐ نے فرمایا جس نے وہی نماز پڑھی جو ہم پڑھتے ہیں اور اسی قبلے کی طرف رخ کیا جس کی طرف ہم رخ کرتے ہیں اور ہمارے ذبیحے کو کھایا' وہ مسلمان ہے"۔(۱)

نماز پڑھنے اور قبلے کی طرف رخ کرنے کے باوجود ایک شخص اس وقت تک اسلام میں پوری طرح جذب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ کھانے پینے کے معاملے میں پچھلی جاہلیت کی پابندیوں کو توڑ نہ دے اور ان توہمات کی بندشوں سے آزاد نہ ہو جائے جو اہل جاہلیت نے قائم کر رکھی تھیں۔ کیوں کہ اس کا ان پابندیوں پر قائم رہنا اس بات کی علامت ہے کہ ابھی تک اس کی رگ و پے میں جاہلیت کا زہر موجود ہے۔

(یہاں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ) اگر تم ایمان لاکر صرف خدائی قانون کے پیرو بن چکے ہو' جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو پھر وہ ساری چھوت چھات اور زمانہ جاہلیت کی وہ ساری بندشیں اور پابندیاں توڑ ڈالو' جو پنڈتوں اور پروہتوں نے' ربیوں اور پادریوں نے' جوگیوں اور راہبوں نے اور تمہارے باپ دادا نے قائم کی تھیں۔ جو کچھ خدا نے حرام کیا ہے اس سے تو ضرور بچو' مگر جن چیزوں کو خدا نے حلال کیا ہے انہیں بغیر کسی کراہت اور رکاوٹ کے کھاؤ پیو۔

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَنَا ابْنُ مَھْدِیٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ

(۱)(تفہیم القرآن' ج ۱' ص ۱۲۴' البقرہ حاشیہ ۱۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَعْد، عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ سَیَاہٍ، عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا – فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ لَہٗ ذِمَّةُ اللّٰہِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ

ترجمہ :۔ ''حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' ''جس نے وہی نماز پڑھی جو ہم پڑھتے ہیں اور اسی قبلے کی طرف رخ کیا جس کی طرف ہم رخ کرتے ہیں اور ہمارے ذبیحے کو کھایا' وہ مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امان میں ہے لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کی امان میں خیانت نہ کرو' یا بے وفائی نہ کرو''۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری ج ا' ص ۵۶' کتاب الصلاۃ باب فضل استقبال القبلة مطبوعہ اصح المطابع' کراچی۔ ☆ نسائی نے کتاب الایمان و الشرائع، باب صفة المسلم کے تحت حضرت انسؓ سے یہی روایت نقل کی ہے۔ اس میں فذلك المسلم تک ہے۔

نماز کی ایک اہم خوبی

(۱) مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلَاتُهٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ فَلَا صَلَاةَ لَهٗ ترجمہ :۔ ''جسے اس کی نماز نے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اس کی نماز نہیں ہے''۔ (۱)

(۲) مَنْ لَّمْ تَنْهَهٗ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ لَمْ یَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا بُعْدًا ترجمہ :۔ ''جس کی نماز نے اسے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اس کو اس کی نماز نے اللہ سے اور زیادہ دور کر دیا''۔ (۲)

(۳) لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یُطِعِ الصَّلٰوةَ وَطَاعَةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

ترجمہ :۔ ''اس شخص کی کوئی نماز نہیں ہے جس نے نماز کی اطاعت نہ کی' اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ آدمی فحشاء و منکر سے رک جائے''۔ (۳)

نماز کے بہت سے اوصاف میں سے ایک اہم وصف کو مندرجہ بالا احادیث میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اقامت صلوٰۃ کو فحشاء و منکر سے روکنے کا ذریعہ بتایا ہے۔

---

(۱) (ابن ابی حاتم)
(۲) (ابن ابی حاتم' طبرانی)
(۳) (ابن جریر' ابن ابی حاتم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فحشاء اور منکر کا اطلاق جن برائیوں پر ہوتا ہے انہیں انسان کی فطرت برا جانتی ہے اور ہمیشہ سے ہر قوم اور ہر معاشرے کے لوگ، خواہ وہ عملاً کیسے ہی بگڑے ہوئے ہوں، اصولاً ان کو برا ہی سمجھتے رہے ہیں۔ نزول قرآن کے وقت عرب کا معاشرہ بھی اس عام کلیے سے مستثنیٰ نہ تھا۔ اس معاشرے کے لوگ بھی اخلاق کی معروف خوبیوں اور برائیوں سے واقف تھے، بدی کے مقابلے میں نیکی کی قدر پہچانتے تھے، اور شاید ہی ان کے اندر کوئی ایسا شخص ہو جو برائی کو بھلائی سمجھتا ہو، یا بھلائی کو بری نگاہ سے دیکھتا ہو۔ اس حالت میں اس بگڑے ہوئے معاشرے کے اندر کسی ایسی تحریک کا اٹھنا جس سے وابستہ ہوتے ہی خود اسی معاشرے کے افراد اخلاقی طور پر بدل جائیں اور اپنی سیرت و کردار میں اپنے ہم عصروں سے نمایاں طور پر بلند ہو جائیں، لامحالہ اپنا اثر کیے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ ممکن نہ تھا کہ عرب کے عام لوگ برائیوں کو مٹانے والی اور نیک اور پاکیزہ انسان بنانے والی اس تحریک کا اخلاقی وزن محسوس نہ کرتے اور اس کے مقابلے میں محض جاہلی تعصبات کے کھوکھلے نعروں کی بنا پر ان لوگوں کا ساتھ دیئے چلے جاتے جو خود اخلاقی برائیوں میں مبتلا تھے اور جاہلیت کے اس نظام کو قائم رکھنے کے لئے لڑ رہے تھے جو ان برائیوں کو صدیوں سے پرورش کر رہا تھا۔

نماز کی یہ خوبی جو مندرجہ بالا احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک اس کا وصف لازم ہے یعنی یہ کہ وہ فحشاء اور منکر سے روکتی ہے اور دوسرا اس کا وصف مطلوب ہے، یعنی یہ کہ اس کا پڑھنے والا واقعی فحشاء اور منکر سے رک جائے۔ جہاں تک روکنے کا تعلق ہے، نماز لازماً یہ کام کرتی ہے۔ جو شخص بھی نماز کی نوعیت پر ذرا سا غور کرے گا وہ یہ تسلیم کرے گا کہ انسان کو برائیوں سے روکنے کے لیے جتنے بریک بھی لگانے ممکن ہیں ان میں سب سے زیادہ کارگر بریک نماز ہی ہو سکتی ہے۔ آخر اس سے بڑھ کر موثر مانع اور کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی کو ہر روز دن میں پانچ وقت خدا کی یاد کے لیے بلایا جائے اور اس کے ذہن میں یہ بات تازہ کی جائے کہ تو اس دنیا میں آزاد و خود مختار نہیں ہے بلکہ ایک خدا کا بندہ ہے، اور تیرا خدا وہ ہے جو تیرے کھلے اور چھپے تمام اعمال سے، حتیٰ کہ تیرے دل کے ارادوں اور نیتوں تک سے واقف ہے، اور ایک وقت ضرور ایسا آنا ہے جب تجھے اس خدا کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ پھر اس یاد دہانی پر بھی اکتفا نہ کی جائے بلکہ آدمی کو عملاً ہر نماز کے وقت اس بات کی مشق کرائی جاتی رہے کہ وہ چھپ کر بھی اپنے خدا کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ نماز کے لیے اٹھنے کے وقت سے لے کر نماز ختم کرنے تک مسلسل آدمی کو وہ کام کرنے پڑتے ہیں جن کو اس کے اور خدا کے سوا کوئی تیسری ہستی یہ جاننے والی نہیں ہوتی کہ اس شخص نے خدا کے قانون کی پابندی کی ہے یا اسے توڑ دیا ہے مثلاً اگر آدمی کا وضو ساقط ہو چکا ہو، اور وہ نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے تو اس کے اور خدا کے سوا آخر کسے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ وضو سے نہیں ہے۔ اگر آدمی نماز کی نیت ہی نہ کرے اور بظاہر رکوع و سجود اور قیام و قعود کرتے ہوئے اذکار نماز پڑھنے کے بجائے خاموشی کے ساتھ غزلیں پڑھتا رہے تو اس کے اور خدا کے سوا کسی پر یہ راز فاش ہو سکتا ہے کہ اس نے دراصل نماز نہیں پڑھی ہے۔ اس کے باوجود جب آدمی جسم اور لباس کی طہارت سے لے کر نماز کے ارکان اور اذکار تک قانون خداوندی کی تمام شرائط کے مطابق ہر روز پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نماز کے ذریعہ سے روزانہ کئی کئی بار اس کے ضمیر میں زندگی پیدا کی جا رہی ہے، اس میں ذمہ داری کا احساس بیدار کیا جا رہا ہے، اسے فرض شناس انسان بنایا جا رہا ہے اور اس کو عملاً اس بات کی مشق کرائی جا رہی ہے کہ وہ خود اپنے جذبہ اطاعت کے زیر اثر خفیہ اور علانیہ ہر حال میں اس قانون کی پابندی کرے جس پر وہ ایمان لایا ہے، خواہ خارج میں اس سے پابندی کرانے والی کوئی طاقت موجود ہو یا نہ ہو اور خواہ دنیا کے لوگوں کو اس کے عمل کا حال معلوم ہو یا نہ ہو۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ماننے کے سوا چارہ نہیں ہے کہ نماز صرف یہی نہیں کہ آدمی کو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے بلکہ درحقیقت دنیا میں کوئی دوسرا طریق تربیت ایسا نہیں ہے جو انسان کو برائیوں سے روکنے کے معاملے میں اس درجہ موثر ہو۔ اب رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سوال کہ آدمی نماز کی پابندی اختیار کرنے کے بعد عملاً بھی برائیوں سے رکتا ہے یا نہیں، تو اس کا انحصار خود اس آدمی پر ہے جو اصلاح نفس کی یہ تربیت لے رہا ہو۔ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی نیت رکھتا ہو اور اس کی کوشش کرے تو نماز کے اصلاحی اثرات اس پر مترتب ہوں گے، ورنہ ظاہر ہے کہ دنیا کی کوئی تدبیر اصلاح بھی اس شخص پر کارگر نہیں ہو سکتی۔ جو اس کا اثر قبول کرنے کو تیار ہی نہ ہو، یا جان بوجھ کر اس کی تاثیر کو دفع کرتا رہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے غذا کی لازمی خاصیت، بدن کا تغذیہ اور نشوونما ہے" لیکن یہ فائدہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ آدمی اسے جزو بدن بننے دے۔ اگر کوئی شخص ہر کھانے کے بعد فوراً ہی قے کر کے ساری غذا باہر نکالتا چلا جائے تو اس طرح کا کھانا اس کے لیے کچھ بھی نافع نہیں ہو سکتا۔ جس طرح ایسے شخص کی نظیر سامنے لا کر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ غذا موجب تغذیہ بدن نہیں ہے کیونکہ فلاں شخص کھانا کھانے کے باوجود سوکھتا چلا جا رہا ہے، اسی طرح بدعمل نمازی کی مثال پیش کر کے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز برائیوں سے روکنے والی نہیں ہے کیونکہ فلاں شخص نماز پڑھنے کے باوجود بدعمل ہے۔ ایسے نمازی کے متعلق تو یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ وہ در حقیقت نماز نہیں پڑھتا جیسے کھانا کھا کر قے کر دینے والے کے متعلق یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ وہ در حقیقت کھانا نہیں کھاتا۔ (۱)

امام جعفر صادق (اسی کے بارے میں) فرماتے ہیں، جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ اس کی نماز قبول ہوئی ہے یا نہیں، اسے دیکھنا چاہئے کہ اس کی نماز نے اسے فحشاء اور منکر سے کہاں تک باز رکھا۔ اگر نماز کے روکنے سے وہ برائیاں کرنے سے رک گیا ہے تو اس کی نماز قبول ہوئی ہے (روح المعانی) (۲)

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُوْنَ الْمَخْرَمِیُّ الْفَلَّاسُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ نَافِعٍ اَبُوْ زِیَادٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ اَبِیْ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ، قَالَ: مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ

مآخذ:۔ ☆ ابن کثیر، ج ۳، ص ۴۱۴، سورۃ العنکبوت، بحوالہ ابن ابی حاتم۔ ☆ روح المعانی ج ۲۱، ص ۱۴۲، سورۃ العنکبوت۔ ☆ فتح القدیر للشوکانی، ج ۴، ص ۲۰۵، سورہ العنکبوت بحوالہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ۔ ☆ عبد بن حمید اور بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ روح المعانی، ج ۲۱، ص ۱۴۲، سورۃ العنکبوت۔

---------------*********---------------

تخریج (۲):۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ، حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ طَلْحَةَ الْیَرْبُوْعِیُّ،

(۱) رَوٰی بَعْضُ الْاِمَامِیَّةِ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّعْلَمَ قُبِلَتْ صَلَاتُهُ اَمْ لَمْ تُقْبَلْ فَلْیَنْظُرْ هَلْ مَنَعَتْهُ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَبِقَدْرِ مَا مَنَعَتْهُ قُبِلَتْ مِنْهُ

*روح المعانی، ج ۱۹ – ۲۱، ص ۱۴۲ (۲) (تفہیم القرآن، ج ۳، ص ۷۰۵، العنکبوت حاشیہ ۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ لَيْث، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا ترجمہ:۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کی نماز نے اسے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اس کو اس کی نماز نے اللہ سے اور زیادہ دور کر دیا"۔

ماخذ:۔ ☆ابن کثیر' ج ۳' ص ۴۱۴' سورۃ العنکبوت۔☆مجمع الزوائد ج ۲' ص ۲۵۸' باب صلاة الليل تنهى عن الفحشآء رواه الطبرانی في الكبير — وفيه ليث بن سليم وهو ثقة ولكنه مدلس — باطل: وهو مع اشتهاره على الالسنة، الا يصح من قبل اسناده ولا من جهة متنه — اما اسناده، فقد اخرجه الطبرانی في المعجم الكبير (ج ۳ ورقه ۱۰٦، وجه ۲، من مخطوطه الظاهريه) والقضاعى في مسند الشهاب ٤۳ / ۲ — وابن ابى حاتم كما في تفسير ابن كثير، ج ۳، ص ٤۱٤ — والكواكب الدرارى ۸۳ / ۲ / ۱ من طريق ليث عن طاوس عن ابن عباس — وهذا اسناد ضعيف — (من اجل ليث وهو ابن ابى سليم فانه ضعيف — الاحاديث الضعيفه ص ۱٤ — (ناصر الدين البانی)

--------------*********--------------

تخریج:۔ ۳ — حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ ابْنُ الْبَرِيْدِ عَنْ جُوَيْبِرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يُطِعِ الصَّلَاةَ وَطَاعَةُ الصَّلَاةِ اَنْ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ الخ

ترجمہ:۔ "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "اس شخص کی کوئی نماز نہیں' جس نے نماز کی اطاعت نہ کی' اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ آدمی فحشاو منکر سے رک جائے"۔

ماخذ:۔ ☆ تفسیر ابن جریر' جز ۲۰/ ۲۳ جلد ۱۰' ص ۹۹۔ سورۃ العنکبوت۔ ابن کثیر نے ابن مسعود سے مروی تمام روایات کو موقوف قرار دیا ہے۔

نماز اصلاح کا آخری رشتہ ہے

حدیث میں ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ دن کو نمازیں پڑھتا ہے اور رات کو چوریاں کرتا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو یا تو چوری اس سے نماز چھڑوا دے گی یا نماز اس سے چوری چھڑوا دے گی۔(۱)

یہ تو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیم۔اب اگر ایک آدمی اصلاح کے جوش میں آکر ایسے شخص سے یہ کہے کہ کم بخت جب تو چوری کرتا ہے تو تیری نماز کس کام کی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کی اصلاح کی آخری امید منقطع کرنا چاہتے ہیں۔چوری میں تو وہ مبتلا ہے ہی۔اب آپ اس سے نماز بھی چھڑوانا چاہتے ہیں۔نماز ایک آخری رشتہ ہے جس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ مکمل بھلائی کی طرف پلٹ آنے میں اس کی مدد کرے۔لیکن آپ وہ رشتہ بھی جوش اصلاح میں کاٹ دینا چاہتے ہیں۔اپنے نزدیک تو آپ نے بڑی اصلاح کی بات کی۔لیکن حقیقت میں آپ نے اسے جہنم کی طرف دھکیلنے میں حصہ لیا۔یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جب وہ شخص چوری کرتا ہے تو نماز سے اسے کیا حاصل۔بلکہ یہ فرمایا کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ایک وقت آئے گا کہ یا تو اس کی نماز اس سے چوری چھڑوا دے گی یا چوری نماز چھڑا دے گی۔بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ اصلاح کی باتیں تو کرتے ہیں۔لیکن اصلاح کے لیے جس حکمت کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کے ابتدائی تقاضوں سے بھی واقف نہیں ہوتے اور بسا اوقات اپنے غیر حکیمانہ طرز عمل سے درست ہوتے ہوئے آدمیوں کو بھی بگاڑ دیتے ہیں"۔

[۵ اے ذیلدار پارک 'حصہ دوم 'ص ۲۱۷۔۲۱۸]

س :۔ "کیا نماز روزے سے نفس کی پاکیزگی بھی حاصل ہوتی ہے؟"

ج :۔ مسلمان کی نماز تو اسے یہی حکم دیتی ہے کہ وہ برائی سے بچے بشرطیکہ نماز پڑھنے والا یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔اگر وہ بلاسوچے یا نماز کے مقصد کو نظر انداز کر کے پڑھے گا تو پھر نماز پڑھ کر رشوت لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھے گا۔۔۔ اگر رشوت لینے والا نماز پڑھے گا اور سمجھے گا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو یہ خیال کر کے کہ میں تو حرام کھا رہا ہوں' وہ رشوت کے قریب بھی نہیں جائے گا"۔

[۵ اے ذیلدار پارک 'حصہ دوم 'ص ۲۳۰]

---------------*********---------------

تخریج (۱) :۔قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرِ نِ الْبَزَّارُ : حَدَّثَنَا یُوْسُفُ ابْنُ مُوْسٰی ، اَنْبَاَنَا جَرِیْرٌ — یَعْنِیْ ابْنُ عَبْدِالْحَمِیْدِ ، عَنِ الْاَعْمَشِ ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ ، قَالَ : اُرَاہُ عَنْ جَابِرٍ ، شَکٌّ الْاَعْمَشُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُلَانًا یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ : سَیَنْهَاہُ مَا تَقُوْلُ وَقَالَ الامامُ احمد: حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ، اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ ، قَالَ : اَرٰی اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ ، قَالَ : جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اِنَّ فُلَانًا یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ فَقَالَ : اِنَّہُ سَیَنْهَاہُ مَا تَقُوْلُ

ماخذ :۔ ☆ ابن کثیر' ج ۳' ص ۴۱۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شب و روز کی فرض نمازیں

ایک شخص کے پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ تم پر دن رات میں پانچ وقت (۱) کی نمازیں فرض ہیں۔ اس نے پوچھا' کیا اس کے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا' نہیں' الا یہ کہ تم اپنی خوشی سے کچھ پڑھو"۔ (بخاری و مسلم) (۲)

---------------********---------------

تخریج (۱): ۔حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ سُهَیْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ سَمِعَ طَلْحَةَ ابْنَ عُبَیْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسُ صَلَوٰتٍ فِی الْیَوْمِ وَ اللَّیْلَةِ، فَقَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا ؟ قَالَ: لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَصِیَامُ رَمَضَانَ، قَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ ؟ قَالَ: لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ: وَ ذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ، قَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا ؟ قَالَ: لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ: فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ:

ترجمہ: ۔ مالک نے بیان کیا کہ طلحہ بن عبید اللہ کو اس نے یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ "ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا تعلق اہل نجد سے تھا۔ سر کے بال پراگندہ تھے۔ ہم اس کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے جو کچھ وہ کہہ رہا تھا اسے سمجھ نہیں رہے تھے۔ اتنے میں وہ حضورؐ کے قریب ہوا اور اسلام کے متعلق پوچھنے لگا [کہ اسلام کیا ہے؟] آپؐ نے فرمایا "شب و روز میں پانچ نمازیں"۔ اس نے پھر پوچھا "کیا اس کے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا "نہیں' الا یہ کہ تم اپنی خوشی سے کچھ پڑھو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [مزید برآں] فرمایا: "رمضان کے روزے"۔ اس نے پوچھا "کیا اس کے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا "نہیں' الا یہ کہ تم اپنی خوشی سے کچھ [روزے] رکھو"۔ راوی کا بیان ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے

---

(۱) پچاس نمازوں والا واقعہ معتبر احادیث میں آیا ہے۔ اس سے جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے لیے شب و روز میں پانچ وقت زیادہ نہیں ہیں بلکہ جتنی بار انسان کو اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اس کے مقابلے میں بہت کم ہیں' اور یہ کہ ان اوقات میں سے کسی وقت کی نماز کو آدمی ضائع کرتا ہے تو ایک نہیں بلکہ گویا دس نمازوں کو ضائع کرتا ہے۔ (مکاتیب جلد اول' ص ۲۹' مورخہ ۱۹ مئی ۶۲ء)

(۲) تفہیم القرآن' ج ۶' ص ۴۳۳۔ الزمل حاشیہ ۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے زکوٰۃ کا ذکر بھی فرمایا“۔ اس نے پوچھا ”کیا اس کے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے۔ جواب میں ارشاد ہوا: ”نہیں‘ الا یہ کہ تم اپنی خوشی سے کچھ مزید دو“۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ آدمی یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ”بخدا میں اس میں نہ بیشی کروں گا نہ کمی“۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کامیاب ہو گیا‘ اگر اس نے سچ کہا“۔

ماخذ: ۔ ☆ بخاری‘ ج ۱‘ ص ۱۱‘ کتاب الایمان باب -الزکوٰۃ من الاسلام وقوله تعالٰی وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین الخ ☆ بخاری‘ کتاب الصوم‘ کتاب الحیل‘ کتاب الشہادات۔ ☆ مسلم‘ ج ۱‘ ص ۳۰‘ کتاب الایمان‘ باب الصلوات التي هي احد ارکان الاسلام ☆ ابو داؤد‘ ج ۱‘ ص ۱۰۶‘ کتاب الصلاۃ۔ ☆ ترمذی ابواب الزکوٰۃ‘ ج ۱‘ ص ۱۳۴‘ باب ماجاء اذا اديت الزکوٰۃ فقد قضيت ماعليك ☆ نسائی‘ ج ۱‘ ص ۲۲۶‘ کتاب الصلاۃ باب کم فرضت في اليوم والليلة کتاب الصیام اور کتاب الایمان۔ ☆ موطا امام مالک‘ ج ۱‘ ص ۱۴۵‘ جامع الترغیب فی الصلاۃ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲‘ ص ۴۶۷‘ کتاب الصلاۃ باب ذکر البيان ان لا فرض في اليوم والليلة من الصلوات اکثر من خمس۔

ابن کثیر نے صرف مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ : خَمْسُ صَلَوٰتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا ؟ قَالَ : لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ”دن رات میں صرف پانچ نمازیں۔ اس نے پوچھا ’کیا اس کے سوا بھی مجھ پر کچھ لازم ہے۔ جواب میں ارشاد ہوا ”نہیں‘ الا یہ کہ تم اپنی مرضی سے کچھ پڑھو“۔

ماخذ: ۔ ☆ ابن کثیر ج ۲‘ ص ۴۳۹۔

نماز باجماعت کی اہمیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اذان کی آواز سن کر اپنے گھروں سے نہیں نکلتے‘ میرا جی چاہتا ہے کہ جا کر ان کے گھروں میں آگ لگا دوں“۔ (۱)

نماز دن میں پانچ وقت بگل بجاتی ہے تاکہ اللہ کے سپاہی اس کو سن کر ہر طرف سے دوڑے چلے آئیں اور ثابت کریں کہ وہ اللہ کے احکام کو ماننے کے لیے مستعد ہیں۔ جو مسلمان اس بگل کو سن کر بھی بیٹھا رہتا ہے اور اپنی جگہ سے نہیں ہلتا‘ وہ دراصل یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ یا تو فرض کو پہچانتا ہی نہیں یا اگر پہچانتا ہے تو وہ اتنا نالائق اور ناکارہ ہے کہ خدا کی فوج میں رہنے کے قابل نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حدیث میں نماز کو کفر اور اسلام کے درمیان وجہ تمیز قرار دیا گیا ہے۔ عہد رسالتؐ اور عہد صحابہؓ میں کوئی ایسا شخص مسلمان ہی نہ سمجھا جاتا تھا جو نماز کے لیے جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ حتیٰ کہ منافقین بھی‘ جنہیں اس امر کی ضرورت ہوتی تھی کہ ان کو مسلمان سمجھا جائے‘ اس امر پر مجبور ہوتے تھے کہ نماز باجماعت میں شریک ہوں۔ چنانچہ قرآن میں جس چیز پر منافقین کو ملامت کی گئی ہے‘ وہ یہ نہیں ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے‘ بلکہ یہ ہے کہ بادل نخواستہ نہایت بددلی کے ساتھ نماز کے لیے اٹھتے ہیں۔ وَاِذَا قَامُوْآ اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى (النساء : ۱۴۲) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں کسی ایسے شخص کے مسلمان سمجھے جانے کی گنجائش نہیں ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ اس لیے کہ اسلام محض ایک اعتقادی چیز نہیں ہے‘ بلکہ عملی چیز ہے‘ اور عملی چیز بھی ایسی کہ زندگی میں ہر وقت ہر لمحہ ایک مسلمان کو اسلام پر عمل کرنے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کفر و فسق سے لڑنے کی ضرورت ہے۔ایسی زبردست عملی زندگی کے لیے لازم ہے کہ مسلمان خدا کے احکام بجالانے کے لیے ہروقت مستعد ہو۔ جو شخص اس قسم کی مستعدی نہیں رکھتا وہ اسلام کے لیے قطعاً ناکارہ ہے۔اس لیے دن میں پانچ وقت نماز فرض کی گئی تاکہ جو لوگ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں، ان کا بار بار امتحان لیا جاتا رہے، کہ وہ فی الواقع مسلمان ہیں یا نہیں۔اگر وہ خدائی پریڈ کا بگل سن کر جنبش نہیں کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اسلام کی عملی زندگی کے لیے تیار نہیں ہیں۔اس کے بعد ان کا خدا کو ماننا اور رسولؐ کو ماننا محض بے معنی ہے۔اسی بنا پر قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ : اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ (البقرہ :۴۵) یعنی جو لوگ خدا کی اطاعت و بندگی کے لیے تیار نہیں ہیں صرف انہی پر نماز گراں گزرتی ہے اور جس پر نماز گراں گزرے وہ خود اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ وہ خدا کی بندگی و اطاعت کے لیے تیار نہیں ہے۔

نماز کی پابندی احساس فرض کے بغیر نہیں ہو سکتی۔اگر ایک آدمی ایمانداری کے ساتھ یہ محسوس کر لے کہ جس خدا پر میں ایمان لایا ہوں اس نے نماز مجھ پر فرض کی ہے اور میں منافق ہوں گا کہ ایمان کا دعویٰ بھی کروں اور خدا کا عائد کردہ فرض بھی ادا نہ کروں تو وہ کبھی نماز پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔لیکن اگر آدمی اس فرض کے احساس ہی سے خالی ہو تو اس سے نماز کی پابندی نہیں ہو سکتی۔ (مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودی، حصہ دوم، ص ۳۲۵)

نماز ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟

نمازوں کو ضائع کرنے سے مراد ترک نماز بھی ہے، نماز باجماعت کے اہتمام سے غفلت بھی، اور اس میں وہ مفہوم بھی آجاتا ہے جو آپ نے سمجھا ہے۔یعنی نماز کے حقیقی فائدوں کو ضائع کرنا اور ادائے نماز کے باوجود خوف خدا سے خالی رہنا۔ (مکاتیب ص ۳۸، مورخہ ۸ دسمبر ۶۲ء)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا اَبِیْ ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ اَبُوْ صَالِحٍ ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَیْسَ صَلَاةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ ، فَیُقِیْمُ ، ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا یَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذَ شُعَلًا مِنْ نَّارٍ ، فَاُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا یَخْرُجُ اِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ **ترجمہ :** ۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''منافقین پر فجر اور عشاء کی نمازیں سب سے زیادہ گراں اور بوجھل ہیں۔اگر انہیں اس کا علم ہوتا کہ ان دونوں کا کتنا [ثواب و اجر ہے] تو یہ کولہوں کے بل گھسٹ کر بھی آتے۔میں نے ارادہ کر لیا کہ موذن کو اشارہ کروں کہ وہ اقامت کہے پھر کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود آگ بڑھکا کر لے جاؤں جو لوگ اذان سننے کے بعد بھی نماز کے لیے نہ نکلیں، انہیں آگ لگا کر جلا دوں''۔

مآخذ : ۔ ☆ بخاری، ج ۱ ص ۹۰، کتاب الاذان، باب فضل صلاة العشاء فی الجماعة ۔ ☆ بخاری، ج ۱ ص ۸۰، کتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مواقیت الصلٰوۃ باب ذکر العشاء و العتمۃ (مختصر) عن ابی ھریرۃ— ☆مسلم' ج ا' ص ۲۳۲' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب فضل الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنھا وانھا فرض کفایۃ— ☆ابوداؤد' ج ا' ص ۱۵۰' کتاب الصلاۃ باب التشدید فی ترک الصلٰوۃ عن ابی الدرداء— ☆مسند احمد' ج ۵' ص ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ عن ابی بن کعب (مختصر روایت ہے)۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳' ۵۵۵' کتاب الصلاۃ۔ باب ماجاء من التشدید فی ترک الجماعۃ من غیر عذر عن ابی ھریرۃ— مسلم' ابوداؤد دونوں نے آخر میں لا یشھدون الصلاۃ فاحرق علیھم بیوتھم بالنار نقل کیا ہے۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : فَقَدَ نَاسًا فِیْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ : لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُخَالِفُ اِلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنْھَا فَاٰمُرَبِھِمْ فَیُحَرِّقُوْا عَلَیْھِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ بُیُوْتَھُمْ وَلَوْعَلِمَ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَظْمًا سَمِیْنًا لَشَھِدَھَا یَعْنِیْ صَلَاۃَ الْعِشَآءِ—

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں سے کچھ لوگوں کو غیر حاضر پایا' تو فرمایا' ''میں نے ارادہ کر لیا کہ کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ خود میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نمازوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ لوگوں کو حکم دوں کہ لکڑیوں کے گٹھوں کو آگ لگا کر ان کے گھروں کو جلا دیں۔ ان میں سے کسی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اسے وہاں موٹے تازے پائے ملیں گے تو لازماً نماز عشاء میں حاضر ہو جائیں''۔

مآخذ :۔ ☆مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب فضل الجماعۃ وبیان التشدید فی التخلف عنھا— ☆نسائی' کتاب الامامۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ— ☆ابن ماجہ ابواب المساجد والجماعات باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعۃ— ☆موطا امام مالک' ج ا' ص ۱۱۴' باب فضل صلاۃ الجماعۃ علی صلاۃ الفذ عن ابی ھریرۃ— ☆دارمی کتاب الصلاۃ باب فیمن تخلف عن الصلاۃ دارمی میں لقد ھممت ان امر فتیانی فیجمعوا حطبًا ہے۔ ☆مسند ابی عوانہ' کتاب الصلاۃ بیان ایجاب اتیان الجماعۃ— ☆السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۵۵' کتاب الصلاۃ، باب ماجاء من التشدید فی ترک الجماعۃ من غیر عذر—

ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ماجا فیمن سمع النداء فلا یجیب میں بیان کر کے لکھا ہے۔

وفی الباب عن ابن مسعود وابی الدرداء وابن عباس ومعاذ بن انس وجابر—قال ابو عیسی حدیث ابی ھریرۃ حدیث حسن صحیح وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھم قالوا من سمع النداء فلم یجب فلا صلاۃ لہ وقال بعض اھل العلم ھذا علی التغلیظ والتشدید ولا رخصۃ لاحد فی ترک الجماعۃ الا من عذر قال مجاھد وسئل ابن عباس عن رجل یصوم النھار ویقوم اللیل لا یشھد جمعۃ ولا جماعۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقال هو في النار – ترجمہ :۔"امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت بیان کر کے فرمایا' کہ حدیث حسن صحیح ہے۔اسے بہت سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے۔انہوں نے اپنی رائے یوں بیان کی ہے کہ جو اذان سنے اور اس کا جواب نہ دے یعنی نماز کے لیے مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز نہیں' بعض اہل علم کی رائے اس بارے میں یہ ہے کہ اس انداز بیان کو اظہار شدت پر محمول کیا جائے گا۔عذر [شرعی] کے بغیر کسی کے لیے بھی ترک جماعت کی اجازت و رخصت نہیں ہے"۔مجاہد کا بیان ہے کہ ابن عباس سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے' مگر وہ نہ تو جمعہ میں حاضر ہوتا ہے اور نہ نماز باجماعت میں شریک ہوتا ہے۔ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ وہ تو دوزخ میں جائے گا۔

---------------********---------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۷

امامت صلاۃ

امامت جبریل اور نماز پنجگانہ کے اوقات

["نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا]: "جبریل نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی۔(۱) پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ تھا' پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے اپنے قد کے برابر تھا' پھر مغرب کی نماز ٹھیک اسی وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے' پھر عشاء کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھا دی' اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ دوسرے دن انہوں نے ظہر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا' اور عصر کی نماز اس وقت جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا' اور مغرب کی نماز اس وقت جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے' اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے پر' اور فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر۔ پھر جبریل نے پلٹ کر مجھ سے کہا کہ اے محمدؐ یہی اوقات انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں۔ اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں"۔

(یہاں) یہ بتایا گیا ہے کہ پنج وقتہ نماز' جو معراج کے موقع پر فرض کی گئی تھی' اس کے اوقات کی تنظیم کس طرح کی جائے۔ (قرآن میں) حکم ہوا ہے کہ ایک نماز تو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائے اور باقی چار نمازیں زوال آفتاب کے بعد سے ظلمت شب تک پڑھی جائیں۔ (پھر جبریل علیہ السلام نے حکم الٰہی کی تشریح کی اور) ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔

قرآن مجید میں نماز کے ان پانچوں اوقات کی طرف مختلف مواقع پر اشارے کیے گئے ہیں۔ چنانچہ سورۂ ہود میں فرمایا:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ (آیت ۱۱۴) "نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں پر (یعنی فجر اور مغرب) اور کچھ رات گزرنے پر (یعنی عشاء)"۔

اور سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہوا:

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِھَا وَمِنْ اٰنَآیِٔ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّھَارِ ○ (آیت ۱۳۰) "اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر طلوع آفتاب سے پہلے (فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے (عصر) اور رات کے اوقات میں پھر تسبیح کر (عشاء) اور دن کے سروں پر (یعنی صبح' ظہر اور مغرب)

پھر سورۂ روم میں ارشاد ہوا:

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ

---

(۱) تفہیم القرآن ' ج ۲' ص ۶۳۵ ۔ بنی اسرائیل حاشیہ ۹۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ (آیت ۱۷-۱۸) "پس اللہ کی تسبیح کرو جبکہ تم شام کرتے ہو (مغرب) اور جب صبح کرتے ہو (فجر)۔ اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور اس کی تسبیح کرو دن کے آخری حصے میں (عصر) اور جبکہ تم دوپہر کرتے ہو (ظہر)۔[۱]

---------------*********---------------

تخریج (ا):۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ فُلَانِ بْنِ اَبِیْ رَبِیْعَةَ، قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَیَّاشِ بْنِ اَبِیْ رَبِیْعَةَ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حَکِیْمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَمَّنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّهْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَ کَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ، وَصَلّٰی بِیْ یَعْنِی الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَآءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَ صَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ، فَلَمَّا کَانَ الْغَدُ صَلّٰی بِیَ الظُّهْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ کَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَیْهِ، وَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلّٰی بِیَ الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ هٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ۔

مآخذ :۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، کتاب الصلاۃ باب فی المواقیت۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ابواب الصلاۃ

---

(۱) (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور موطا وغیرہ کتب حدیث میں صحیح سندوں کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ) جبرائیل علیہ السلام نے آپ ؐ کو نمازوں کے صحیح اوقات بتانے کے لیے دو روز تک پانچوں وقت کی نمازیں آپ ؐ کو پڑھائیں۔ ان میں آپ ؐ مقتدی تھے اور جبرائیل امام"۔

بعض لوگ اس مقام پر یہ شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ جبرائیل امین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (امام) کیسے قرار دیا جا سکتا ہے، اس کے معنی تو یہ ہوں گے کہ وہ استاد ہیں اور حضور ؐ شاگرد اور اس سے حضور ؐ پر جبرائیل کی فضیلت لازم آئے گی۔ لیکن یہ شبہ اس لیے غلط ہے کہ جبرائیل اپنے کسی ذاتی علم سے حضور ؐ کو تعلیم نہیں دیتے تھے، جس سے آپ ؐ پر ان کی فضیلت لازم آئے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ تک علم پہنچانے کا ذریعہ بنایا تھا اور وہ محض واسطہ تعلیم ہونے کی حیثیت سے مجازاً آپ ؐ کے معلم تھے۔ اس سے ان کی فضیلت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ (گویا) محض تعلیم کی غرض سے ان کا امام بنایا جانا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ آپ ؐ سے افضل تھے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، ص ۱۹۵، النجم حاشیہ ۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ماجاء في مواقیت الصلاۃ عن النبي — ☆ دارقطنی ' ج ا' کتاب الصلاۃ باب ذکر بیان المواقیت الخ — ☆ المستدرک ' ج ا' کتاب الصلاۃ باب اوقات الصلوات الخمس — ☆ السنن الکبریٰ ' ج ا' ص ۳۶۴ ' کتاب الصلاۃ باب جماع ابواب المواقیت —

---------------*********---------------

تخریج (۲): — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، ثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، اَنَّ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ : اَمَا اَنَّ جِبْرَئِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ : اِعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ ؟ قَالَ : سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ ، يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ، يَحْسَبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوٰتٍ

ترجمہ : — "عمر بن عبدالعزیز نے ایک روز نماز عصر ذرا تاخیر سے پڑھی ' تو عروہ نے کہا جبرائیل نازل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرا کر نماز پڑھائی — عمر بن عبدالعزیز نے متنبہ کیا عروہ! کیا کہہ رہے ہو ' سوچ لو! عروہ نے کہا میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا ہے ' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو مسعود سے سنا ہے ' کہہ رہے تھے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے — حضورؐ ارشاد فرما رہے تھے "جبرئیل نازل ہوا ' اور امامت کرائی — میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی — پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی — پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی — پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی — پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی — آپ نے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار فرمائیں" —

مآخذ : — ☆ بخاری ' ج ا' ص ۴۵۷ ' کتاب بدء الخلق باب ذکر الملٰئکۃ — ☆ مسلم ' ج ا' ص ۲۲۱ ' کتاب المساجد باب اوقات الصلوات الخمس — ☆ ابوداؤد ' ج ا' ص ۱۰۶ ' کتاب الصلاۃ باب في المواقیت — ☆ ترمذی ' ج ا' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في مواقیت الصلاۃ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم مختصر — ☆ ابن ماجہ کتاب الصلاۃ ابواب مواقیت الصلاۃ — ☆ موطا امام مالک ' ج ا' ص ۱۴ ' وقوت الصلاۃ — ☆ مسند احمد ' ج ا' ص ۳۳۲ : ۳۵۴ — ج ۳ ' ص ۳۰ — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ' ج ا' ص ۳۶۴ ' کتاب الصلاۃ باب جماع ابواب المواقیت —

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْاُوْلٰى مِنْهُمَا حِيْنَ كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَاَفْطَرَ الصَّائِمُ ، ثُمَّ صَلّٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْعِشَآءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ بَرِقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّائِمِ وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَآءَ الْآخِرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ اَسْفَرَتِ الْاَرْضُ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ جِبْرَئِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ قال ابو عيسٰى حديث ابن عباس حديث حسن وقال محمد اصح شئى في المواقيت حديث جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم - ترجمہ :۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'بیت اللہ کے پاس جبریل نے دو مرتبہ مجھے نماز پڑھائی۔ پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ سایہ ایک جوتی کے تسمے جتنا تھا۔ پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو گیا' پھر مغرب ایسے وقت پڑھائی جب سورج غروب ہو گیا اور روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے' پھر عشاء کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب شفق غائب ہو گئی' پھر فجر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب فجر روشن ہو گئی اور روزہ دار کے لیے کھانا حرام ہو گیا۔ اور دوسرے روز ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو گیا۔ یعنی جو گذشتہ روز نماز عصر کا وقت تھا' پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا' پھر مغرب اول روز کے وقت پر پڑھائی' پھر عشاء کی آخری نماز ایک تہائی رات گزرنے پر پڑھائی' پھر صبح کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب روشنی اتنی پھیل گئی کہ زمین صاف نظر آنے لگی۔ اس کے بعد جبرائیل نے میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے محمد! آپؐ سے پہلے انبیاء کا یہی وقت تھا ان دونوں اوقات کے مابین نماز کا وقت ہے"۔

ماخذ :- ☆ ترمذی' ج ۱' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في مواقيت الصلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم ☆ نسائی' کتاب المواقیت، باب من ادرك ركعتين من العصر - ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۱' ص ۳۶۶' کتاب الصلاۃ، باب آخر وقت الظهر و اول وقت العصر -

دارقطنی میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی روایت :

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: اَنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُ الصَّلَاةَ، فَجَآءَهُ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَتَقَدَّمَ جِبْرَئِيلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ، وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ جَآءَهُ حِينَ صَارَ الظِّلُّ مِثْلَ قَامَةِ شَخْصِ الرَّجُلِ، فَتَقَدَّمَ جِبْرَئِيلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ جَآءَهُ حِينَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَتَقَدَّمَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِي الحديث — وَقَالَ فِيْهِ : ثُمَّ اَتَاهُ الْيَوْمَ الثَّانِيْ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ لِوَقْتٍ وَاحِدٍ ، فَتَقَدَّمَ جِبْرَئِيْلُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَالنَّاسُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَقَالَ فِيْ آخِرِهِ ثُمَّ قَالَ : مَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَقْتٌ ، قَالَ فَسَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَصَلَّى بِهِمْ كَمَا صَلَّى بِهِ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ : اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الصَّلَاةِ مَا بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَقْتٌ

ترجمہ :۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نماز کی تعلیم دینے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابھی سورج ڈھلا ہی تھا کہ جبرائیل تشریف لے آئے۔ جبرائیل آگے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے اور دوسرے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بستہ ہوگئے تو اس نے نماز ظہر پڑھائی۔ پھر جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے وقت آئے جب سایہ ایک انسان کے قد کے برابر ہوگیا، تو جبرائیل آگے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے اور باقی لوگ آپؐ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر ایسے وقت جبرائیل آئے کہ جو سورج غروب ہوگیا' آگے ہوکر جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے پیچھے صف بستہ لوگوں کو نماز مغرب پڑھائی۔ پھر دوسرے روز اس وقت جبرائیل آئے کہ سورج کے غروب کا ایک ہی وقت۔ جبرائیل آگے ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے اور دوسرے لوگ آپؐ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوئے۔ جبرائیل نے نماز پڑھائی۔ آخر میں فرمایا نمازوں کے ان اوقات کے مابین نماز کا وقت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے انہیں اسی طرح نماز پڑھائی جس طرح جبرائیل نے آپؐ کو پڑھائی تھی۔ پھر فرمایا' نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ [پھر خود فرمایا] "ان دونوں اوقات نماز کے درمیان وقت ہے"۔

انہی سے مروی ایک اور روایت :

قَالَ : جَآءَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ : قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الظُّهْرَ ، فَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ ، ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى كَانَ فَيْئُ الرَّجُلِ مِثْلَهُ ، فَجَآءَهُ الْعَصْرُ ، فَقَالَ : قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الْعَصْرَ ، فَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ، ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ ، فَقَالَ : قُمْ فَصَلِّ الْمَغْرِبَ ، فَقَامَ فَصَلَّاهَا حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ سَوَاءً ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى ذَهَبَ الشَّفَقُ فَجَآءَهُ فَقَالَ : قُمْ فَصَلِّ الْعِشَآءَ ، فَقَامَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَصلَّاهَا ، ثُمَّ جَآءَهُ حِيْنَ سَطَعَ الْفَجْرُ بِالصُّبْحِ فَقَالَ: قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ فَقَامَ فَصَلَّى الصُّبْحَ، ثُمَّ جَآءَهُ مِنَ الْغَدِ حِيْنَ كَانَ فَيْئُ الرَّجُلِ مِثْلَهُ ، فَقَالَ : قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الظُّهْرَ ، فَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ، ثُمَّ جَآءَهُ حِيْنَ كَانَ فَيْئُ الرَّجُلِ مِثْلَيْهِ ، فَقَالَ : قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَصَلِّ الْعَصْرَ ، فَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ جَآءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَقْتًا وَاحِدًا لَمْ يَزُلْ عَنْهُ ، قَالَ : قُمْ فَصَلِّ الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ جَآءَهُ لِلْعِشَآءِ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ ، فَقَالَ : قُمْ فَصَلِّ الْعِشَآءَ فَصَلَّى ، ثُمَّ جَآءَهُ لِلصُّبْحِ حِيْنَ اَسْفَرَ جِدًّا فَقَالَ : قُمْ فَصَلِّ الصُّبْحِ ، ثُمَّ قَالَ : مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ كُلِّهِ وَقْتٌ

ترجمہ :۔ حضرت جابرؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عین اس وقت آئے جب دن ڈھلا ہی تھا' جبریل نے کہا اے محمدؐ اٹھئے اور ظہر کی نماز پڑھئے' آپؐ اٹھے اور دن ڈھلا ہی تھا کہ آپؐ نے نماز ظہر پڑھی۔ پھر اتنی دیر ٹھہرے کہ مرد کا سایہ اس کے قد اتنا ہو گیا۔ پھر عصر کے وقت جبرئیل آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ''اے محمدؐ اٹھئے اور نماز عصر پڑھئے۔ آپؐ اٹھے اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر غروب آفتاب تک آپ ٹھہرے رہے۔ جبرئیل نے آ کر کہا' اٹھئے اور نماز مغرب پڑھئے۔ آپؐ اٹھے کہ سورج پوری طرح جب غروب ہو گیا تو نماز مغرب پڑھی۔ پھر کچھ دیر ٹھہرے کہ شفق غائب ہو گئی تو جبرئیل نے پھر آ کر کہا ''اٹھئے اور نماز عشاء پڑھئے۔ آپؐ اٹھے اور نماز عشاء پڑھی۔ پھر ایسے وقت آئے جب پو پھٹ رہی تھی۔ جبرئیل نے کہا' اٹھئے اے محمدؐ اور نماز پڑھئے۔ آپؐ اٹھے اور صبح کی نماز پڑھی۔ پھر اگلے روز ایسے وقت آئے جب آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو گیا تھا۔ جبرئیل نے کہا ''اٹھئے اے محمدؐ اور ظہر کی نماز پڑھیے۔ آپ اٹھے اور نماز ظہر پڑھی۔ پھر ایسے وقت آئے جب ہر آدمی کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا۔ جبرئیل نے کہا اے محمد! اٹھئے اور نماز عصر پڑھئے''۔ آپؐ اٹھے اور عصر کی نماز پڑھی۔ پھر مغرب کی نماز کے لیے آئے جب سورج غروب ہو گیا وہ ایک ہی وقت ہے۔ کہا' اٹھئے نماز پڑھئے۔ پھر عشاء کے لیے ایسے وقت آئے جب اول رات کی ایک تہائی گزر چکی تھی۔ جبرئیل نے کہا ''اٹھئے اور عشاء کی نماز پڑھئے۔ آپؐ نے نماز عشاء پڑھی۔ پھر صبح کی نماز کے لیے ایسے وقت آئے کہ اچھی طرح روشنی ہو چکی تھی۔ جبرائیل نے کہا' اٹھئے اور صبح کی نماز پڑھئے۔ پھر فرمایا ان اوقات کے مابین وقت ہے''۔

ماخذ :۔ ☆ دارقطنی' ج ا' ص ۲۵۶' کتاب الصلاۃ باب امامۃ جبرئیل ۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ا' ص ۳۶۸' کتاب الصلاۃ باب وقت المغرب ۔

---------------*********---------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امامت کے شرائط و آداب

متقی اور پرہیز گار:- حکم ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جائے جو پرہیز گار ہو، علم میں زیادہ ہو، قرآن زیادہ جانتا ہو، اور سن رسیدہ بھی ہو۔ حدیث میں ترتیب بھی بتا دی گئی ہے کہ ان صفات میں کون سی صفت کس صفت پر مقدم ہے۔(۱)

اکثریت کا نمائندہ:- حکم ہے کہ امام ایسا شخص نہ ہو جس سے جماعت کی اکثریت ناراض ہو، یوں تو تھوڑے بہت مخالف کس کے نہیں ہوتے لیکن اگر جماعت میں زیادہ تر آدمی کسی شخص سے نفرت رکھتے ہوں تو اسے امام نہ بنایا جائے۔(۲)

--------------*********--------------

تخریج (۱): حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ ابْنُ مُثَنّٰی: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ، يَقُوْلُ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتٰبِ اللّٰهِ وَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمُّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَؤُمُّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ فِيْ اَهْلِهِ وَلَا فِيْ سُلْطَانِهِ وَلَا تَجْلِسْ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَكَ اَوْ بِاِذْنِهِ۔

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا، "لوگوں کی امامت نماز ایسا آدمی کرے جس نے قرآن زیادہ پڑھا ہو، اور جسے قرآن پڑھے زیادہ عرصہ گزرا ہو، اگر قراءت [یعنی قرآن خوانی] میں لوگ مساوی المرتبہ ہوں، تو پھر وہ آدمی امامت کرائے جس نے ہجرت پہلے کی ہو، پھر اگر ہجرت میں برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرائے جو ان میں زیادہ سن رسیدہ ہو۔ اور ایک آدمی کو نہ تو دوسرے کے گھر میں امامت کرانی چاہئے نہ دوسرے کے حدود اختیار میں، اور نہ بغیر اجازت اسے صاحب خانہ کے گھر میں اس کی مسند پر بیٹھنا چاہئے۔

مآخذ:- ☆ مسلم کتاب، ج ۱ ص ۲۳۶، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ۔ ☆ ابو داؤد، ج ۱ ص ۱۵۹، کتاب الصلاۃ باب من احق بالامامۃ — ☆ ترمذی، ج ۱ ص ۵۵، ابواب الصلاۃ باب من احق بالامامۃ — ☆ نسائی، ج ۲ ص ۶۷ کتاب الامامۃ باب من احق بالامامۃ — ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب من احق بالامامۃ۔

---

(۱) (یہیں سے یہ تعلیم بھی دے دی گئی کہ سردار قوم کے انتخاب میں کن باتوں کا لحاظ کرنا چاہئے)۔
(۲) (یہاں پر سردار قوم کے انتخاب کا ایک قاعدہ بتا دیا گیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ مسند احمد ' ج ۴ ' ص ۱۱۸۔۱۲۱ ' ج ۵ ' ص ۲۷۲۔

مسلم نے ایک اور روایت بھی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ، فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ سِلْمًا... الخ ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''لوگوں کا [نماز کے لیے] امام ایسا ہو جو قرآن سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر اس میں سب برابر ہوں تو ایسے شخص کو امامت کرانی چاہیے جسے سنت رسول ؐ کا زیادہ علم ہو' پھر اگر سنت کے علم میں برابر ہوں تو ایسا شخص امامت کرائے جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ پھر اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو ایسا آدمی امامت کرائے جس نے اسلام پہلے قبول کیا ہو''۔

دار قطنی نے ابو مسعود سے دو روایتیں نقل کی ہیں ' ایک درج ذیل ہے :

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ، قَالَ، قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَکْثَرُھُمْ قُرْاٰنًا، فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقُرْاٰنِ وَاحِدًا فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ وَاحِدًا فَاَفْقَھُھُمْ فِقْھًا، فَاِنْ کَانَ الْفِقْہُ وَاحِدًا فَاَکْبَرُھُمْ سِنًّا۔ ترجمہ :- حضرت ابو مسعود سے روایت ہے : کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''لوگوں کو نماز وہ آدمی پڑھائے جسے قرآن سب سے زیادہ آتا ہو ' اگر قرآن میں سب یکساں یعنی ایک ہی حیثیت کے ہوں تو ایسا آدمی ہو جس نے ہجرت سب سے پہلے کی ہو۔ پھر اگر ہجرت میں ایک ہی مرتبہ کے ہوں تو پھر ان میں سب سے زیادہ فقیہ پڑھائے۔ اگر فقاہت میں بھی مساوی المرتبہ ہوں تو پھر ایسا آدمی پڑھائے جس کی عمر سب سے زیادہ ہو''۔

ماخذ :- ☆ دار قطنی ' ج ۱ ' ص ۲۷۹ ' کتاب الصلاۃ باب من احق بالامامۃ۔

امام بخاری نے کتاب الاذان کے باب اذا استووا فی القراءۃ فلیومھم اکبرھم کے تحت مالک بن حویرث سے ایک روایت نقل کی ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ : اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ، عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ، عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ، قَالَ : قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَۃٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَہٗ نَحْوًا مِنْ عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِیْمًا فَقَالَ : لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰی بِلَادِکُمْ فَعَلَّمْتُمُوْھُمْ مُرُوْھُمْ فَلْیُصَلُّوْا بِصَلَاۃِ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا وَصَلَاۃِ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاۃُ فَلْیُؤَذِّنْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ ترجمہ :۔ حضرت مالک بن حویرث بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ' ہم نوجوان تھے ' بیس دن رات کے لگ بھگ ہم آپ کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت رحیم و شفیق تھے' اس لیے ارشاد فرمایا' "اگر تم لوگ اپنے گھروں کو واپس پلٹ جاؤ اور انہیں جا کر تعلیم دو اور انہیں بتاؤ کہ فلاں نماز' فلاں وقت اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھیں اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک صاحب اذان کہے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو' وہ امامت کرائے"۔

ماخذ :- ☆ بخاری' ج ا' ص ۹۴' کتاب الاذان باب اذا استووا في القرآن فليومهم اکبرهم۔ ☆ دارمی کتاب الصلاۃ' باب ۴۲ من احق بالامامة۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلٍ الْكُوْفِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ قَاسِمٍ الْاَسَدِيُّ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ دَلْهَمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةً رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَرَجُلٌ سَمِعَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ لَمْ يُجِبْ **ترجمہ** :- "حضرت انس بن مالک کہتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں پر لعنت کی ہے۔ ایک وہ آدمی جو مقتدیوں کی ناپسندیدگی کے باوجود ان کا امام بنے' دوسرے وہ عورت جو ایسی حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو' اور تیسرے وہ آدمی جس نے حی علی الفلاح کی ندا سنی اور نماز کے لیے حاضر نہ ہوا"۔

وفي الباب — عن ابن عباس وطلحة وعبد الله بن عمرو وابی امامة — قال ابو عيسى حديث انس لايصح لانه قد روى هذا عن الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسل

قال ابو عيسى ومحمد بن القاسم تكلم فيه احمد بن حنبل وضعفه وليس بالحافظ — وقد كره قوم من اهل العلم اَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ فَاِذَا كَانَ الْاِمَامُ غَيْرَ ظَالِمٍ فَاِنَّمَا الْاِثْمُ عَلٰى مَنْ كَرِهَهُ وقال احمد واسحاق في هذا اذا كره واحد او اثنان او ثلاثة فلا باس ان يصلى بهم حتى يكرهه اكثر القوم

ترجمہ :- کچھ اہل علم نے اس کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں کی امامت کرائے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں۔ ہاں اگر امام ظالم نہ ہوں تو پھر گناہ اس پر جو اسے ناپسند کرتا ہے۔

امام احمد اور امام اسحاق کی اس بارے میں رائے یہ ہے کہ ناپسند کرنے والے جب ایک یا دو یا تین آدمی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں جب تک کہ اکثریت اسے ناپسند نہ کرے۔

ماخذ :- ☆ ترمذی' ج ا' ص ۸۲' ابواب الصلاۃ باب ماجاء من ام قوما وهم له کارهون۔

اَبُوْ اُمَامَةَ يَقُوْلُ :- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ اٰذَانَهُمْ — اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ، وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَاِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کَارِھُوْنَ قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن غریب من ھذا الوجہ و ابو غالب اسمہ حَزَوَّر۔

ترجمہ :- "حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے کانوں سے آگے تجاوز نہیں کرتی۔ ایک بھگوڑا غلام تاآنکہ واپس آقا کے پاس آجائے۔ دوسرے وہ عورت جس نے رات ایسی حالت میں گزاری کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ تیسرے وہ امام قوم جسے وہ ناپسند کرتی ہو"۔

ماخذ :- ☆ ترمذی، ج ۱ ص ۸۲، ابواب الصلاۃ باب ماجاء من ام قومًا وھم لہ کارھون۔

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ سے جو روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں :

ثَلَاثَۃٌ لَا تُقْبَلُ مِنْھُمْ صَلَاتُھُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ **ترجمہ :-** "تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز کو شرف قبولیت نہیں بخشا جاتا۔ ایک وہ آدمی جو آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائے حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں"۔

ماخذ :- ☆ ابو داؤد، ج ۱ ص ۱۶۲، کتاب الصلاۃ باب الرجل یوم القوم وھم لہ کارھون — ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا باب ۴۳ من ام قومًا وھم لہ کارھون۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس کے حوالہ سے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَا تُرْفَعُ لَھُمْ صَلَاتُھُمْ فَوْقَ رُؤُوْسِھِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ ..... الخ— **ترجمہ :-** "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اونچی اٹھائی نہیں جاتی (ان میں سے ایک) وہ آدمی ہے جو لوگوں کو نماز پڑھائے اس حال میں کہ وہ اسے پسند نہ کرتے ہوں"۔

ماخذ :- ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا باب ۴۳ من ام قومًا وھم کارھون۔

مقتدیوں کا ہمدرد ہو "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھاتے میں کسی بچے کے رونے کی آواز آجاتی تو نماز مختصر کر دیتے تھے تاکہ اگر بچے کی ماں جماعت میں شریک ہے، تو اسے تکلیف نہ ہو"۔(۱)

تشریح :- حکم ہے کہ جو شخص جماعت کا امام بنایا جائے وہ نماز ایسی پڑھائے کہ جماعت کے ضعیف ترین آدمی کو بھی تکلیف نہ ہو۔ محض جوان، مضبوط، تندرست اور فرصت والے آدمیوں کو ہی پیش نظر رکھ کر لمبی لمبی قراءت اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے نہ کرنے لگے، بلکہ یہ بھی دیکھے کہ جماعت میں بوڑھے بھی ہیں، بیمار بھی ہیں، کمزور بھی ہیں اور ایسے مشغول بھی ہیں جو جلدی نماز پڑھ کر اپنے کام پر واپس جانا چاہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں یہاں تک رحم اور شفقت کا نمونہ پیش فرمایا ہے کہ نماز پڑھاتے میں کسی بچے کے رونے کی آواز آجاتی تو نماز مختصر کر دیتے تھے تاکہ اگر بچے کی ماں جماعت میں شریک ہے تو اسے تکلیف نہ ہو۔ یہ گویا سردار قوم کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ جب سردار بنایا جائے تو قوم کے اندر اس کا طرز عمل کیسا ہونا چاہئے۔(۱)

(۱) خطبات ص ۱۶۸، نیا ایڈیشن ص ۱۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

---------------*********---------------

تخریج (۱) :۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ ، قَالَ : اَنَا مَالِکٌ ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ، عَنِ الْاَعْرَجِ ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْھِمُ الضَّعِیْفَ ، وَالسَّقِیْمَ ، وَ الْکَبِیْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِہٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَآءَ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے اگر کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر کر دینی چاہیے۔کیونکہ ان میں کمزور بھی ہیں' بیمار بھی ہیں اور بوڑھے بھی ہیں' البتہ جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو' تو جتنی چاہے لمبی کر لے''۔

مآخذ :۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۹۷' کتاب الاذان باب اذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۹۴' کتاب الامامة باب ما علی الامام من التخفیف۔

ایک اور روایت میں ہے :

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ ، قَالَ ، قَالَ رَجُلٌ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنِ الصَّلَاۃِ فِی الْفَجْرِ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا فُلَانٌ فِیْھَا ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاَیْتُہٗ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَۃٍ کَانَ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْہُ یَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ : یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَمَنْ اَمَّ مِنْکُمُ النَّاسَ فَلْیَتَجَوَّزْ ، فَاِنَّ خَلْفَہُ الضَّعِیْفَ ، وَالْکَبِیْرَ ، وَذَا الْحَاجَۃِ۔ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ سنایا کہ میں فلاں صاحب کی طویل قراءت کی وجہ سے نماز فجر میں شمولیت سے پیچھے رہتا ہوں' [یہ واقعہ سن کر] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ناراض ہوئے کہ اس سے پہلے وعظ و نصیحت کے مواقع پر کبھی میں نے اتنے ناراض نہیں دیکھے تھے۔ پھر ارشاد فرمایا ''لوگو! تم میں یقیناً نفرت پیدا کرنے والے ہیں۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہیے کہ نماز مختصر کر دے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور بھی ہوتے ہیں' بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں جلدی نماز پڑھ کر اپنی حاجت کے لیے جانا ہوتا ہے''۔

مآخذ :۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۹۷ کتاب الاذان باب من شکا امامه اذا طول۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلوة و السنة فیها باب من ام قوماً فلیخفف۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ ، اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ ، حَدَّثَہٗ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلَاۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ اِطَالَتَھَا ، فَاَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُمّہ من بُکائہ ترجمہ :۔ حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "کہ میں نماز میں داخل ہو چکا ہوتا ہوں' ارادہ بھی ہوتا ہے کہ قراءت ذرا لمبی کروں' مگر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں' تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں' اس وجہ سے کہ مجھے اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ بچے کے رونے کی وجہ سے [شریک جماعت] ماں کو تکلیف ہو گی"۔

مآخذ :- ☆ بخاری' ج ا' ص ۹۸' کتاب الاذان باب من اخف الصلاۃ عند بکاء الصبي – ☆ مسلم کتاب الصلاۃ باب امر الائمۃ بتخفیف الصلاۃ في تمام – ☆ ابوداؤد' کتاب الصلاۃ باب تخفیف الصلاۃ للامر یحدث – ☆ ترمذی' ج ا' ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لا سمع بکاء الصبي في الصلاۃ فاخفف – ☆ نسائی' ج ۲' ص ۹۵' کتاب الامامۃ ما علی الامام من التخفیف – نسائی نے اِنِّی لَاَقُوْمُ فِی الصَّلَاۃِ فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاُوْجِزُ فِی صَلَاتِی کَرَاھِیَۃَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّہٖ نقل کیا ہے۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا' باب الامام یتخفف الصلاۃ اذا حدث امر – ☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۱۰۹' ۱۵۳' ۱۵۶' ۱۸۲' ۱۸۸' ۲۰۵' ۲۳۳' ۲۴۰' ۲۵۷۔

حضرت انس بن مالک سے مروی دوسری روایت :

یَقُوْلُ مَا صَلَّیْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلَاۃً وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کَانَ لَیَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفِّفُ مَخَافَۃَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّہٗ – ترجمہ :۔ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی امام کے پیچھے بھی ایسی نماز نہیں پڑھی جس کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مختصر بھی ہو اور پوری بھی ہو۔ [اس کے باوجود] آپ اگر بچے کے رونے کی آواز سنتے' تو نماز مختصر کر دیتے' اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کہیں اس کی ماں فتنہ کا شکار نہ ہو جائے"۔ [آزمائش میں نہ پڑ جائے]

بخاری کی ایک روایت میں ہے :

فاتجوز صلاتی کراھیۃ ان اشق علی امہ

مآخذ :- ☆ بخاری' ج ا ص ۹۸' کتاب الاذان باب من اخف الصلاۃ عند بکاء الصبي – ☆ مسلم کتاب الصلاۃ باب امر الائمۃ بتخفیف الصلاۃ في تمام – ☆ ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لاسمع بکاء الصبي في الصلاۃ فاخفف – ☆ مسند احمد' ج ۲' ص ۲۳۲۔

(۴) معذوری میں جگہ خالی کر دے :- حکم ہے کہ امام کو اگر نماز پڑھاتے میں کوئی حادثہ پیش آ جائے جس کی وجہ سے وہ نماز پڑھانے کے قابل نہ رہے تو فوراً ہٹ جائے اور اپنی جگہ پیچھے کے آدمی کو کھڑا کر دے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سردار قوم کا بھی یہی فرض ہے جب وہ سرداری کے قابل اپنے آپ کو نہ پائے تو اسے خود ہٹ جانا چاہئے اور دوسرے اہل آدمی کے لیے جگہ خالی کر دینی چاہئے۔ اس میں نہ شرم کا کچھ کام ہے اور نہ خود غرضی کا۔

(۵) امام کی کامل اطاعت :- حکم ہے کہ امام کے فعل کی سختی کے ساتھ پابندی کرو۔ اس کی حرکت سے پہلے حرکت کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سخت ممنوع ہے' یہاں تک کہ جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جائے اس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ گدھے کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ یہاں گویا قوم کو سبق دیا گیا ہے کہ اسے اپنے سردار کی اطاعت کس طرح کرنی چاہئے۔

(۲) غلطی پر تنبیہ:۔ امام اگر نماز میں غلطی کرے' مثلاً جہاں اسے بیٹھنا چاہئے تھا وہاں کھڑا ہو جائے یا جہاں کھڑا ہونا چاہئے تھا وہاں بیٹھ جائے تو حکم ہے کہ سبحان اللہ کہہ کر اسے غلطی پر متنبہ کر دو۔ سبحان اللہ کے معنی یہ ہیں "اللہ پاک ہے" امام کی غلطی پر سبحان اللہ کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ غلطی سے تو صرف اللہ ہی پاک ہے۔ تم انسان ہو' تم سے بھول چوک ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ طریقہ ہے امام کو ٹوکنے کا۔ اور جب اس طرح سے اسے ٹوکا جائے تو اس کو لازم ہے کہ بلا کسی شرم و لحاظ کے اپنی غلطی کی اصلاح کرے۔ البتہ اگر ٹوکے جانے کے باوجود امام کو یقین ہو کہ اس نے صحیح فعل کیا ہے تو وہ اپنے یقین کے مطابق عمل کر سکتا ہے اور اس صورت میں جماعت کا کام یہ ہے کہ اس عمل کو غلط جاننے کے باوجود اس کا ساتھ دے۔ نماز ختم ہو جانے کے بعد مقتدی حق رکھتے ہیں کہ امام پر اس کی غلطی ثابت کریں اور نماز دوبارہ پڑھانے کا اس سے مطالبہ کریں۔

---------------*********---------------

تخریج (۵):۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ أَلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ الْحِمَارِ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ

ترجمہ:۔ "محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بیان کرتے سنا ہے: "آیا تم میں سے کسی کو یہ خوف لاحق نہیں ہوتا کہ اگر اس نے اپنا سر امام سے پہلے اٹھا لیا' تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی شکل و صورت بگاڑ کر گدھے ایسی شکل بنا دے"۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۹۶' کتاب الاذان باب اثم من رفع راسه قبل الامام۔ ☆ مسلم کتاب الصلاة باب تحریم سبق الامام برکوع او سجود ... الخ۔ ☆ ابو داؤد' ج ۱' ص ۱۶۹' کتاب الصلاة باب التشدید فیمن یرفع قبل الامام او یضع قبله۔ ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۱۲۹' ابواب السفر' باب ماجاء من التشدید فی الذی یرفع راسه قبل الامام حدیث حسن صحیح۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۹۶' کتاب الامامة باب مبادرة الامام۔ اس میں الا یخشی ہے۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها باب النهی ان یسبق الامام بالرکوع والسجود۔ اس میں الایخشی ہے۔ ☆ دارمی باب النهی عن مبادرة الائمة بالرکوع والسجود۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۹۳' کتاب الصلاة باب اثم من رفع راسه قبل الامام عن ابی هریرة۔

موارد الظمآن میں ایک اور روایت:

عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الامام ان یحول الله

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راسه راس الكلب۔

ماخذ:- موارد الظمآن باب فيمن رفع راسه قبل الامام۔

(٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: اَتُصَلِّي لِلنَّاسِ، فَاُقِيْمُ، قَالَ: نَعَمْ، فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ، فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا اَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ؟ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ اَبِي قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِيْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهُ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ **ترجمہ**:۔ ’’حضرت سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے ہاں ان میں صلح کرانے تشریف لے گئے، تو وہاں نماز کا وقت ہوگیا [آپ واپس تشریف نہ لا سکے] تو موذن حضرت ابوبکرؓ کے پاس آکر کہنے لگے اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو اقامت کہہ دیتا ہوں۔ ابوبکرؓ نے کہا ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھانی شروع کی، اسی اثناء کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے، تو لوگ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صفوں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچ گئے تو لوگوں نے تالی پیٹنا شروع کر دی۔ حضرت ابوبکرؓ نماز کی حالت میں ادھر ادھر ذرہ برابر بھی التفات نہیں کیا کرتے تھے لیکن جب دیکھا کہ اکثر لوگ تالیاں بجا رہے ہیں تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [تشریف لے آئے ہیں] آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ کھڑے رہو، مگر حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے بارے میں ارشاد گرامی پر ہاتھ بلند کر کے اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ گئے [یعنی پچھلی صف میں آ گئے] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صفت میں تشریف لے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہو کر منہ پھیرا تو حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا جب میں نے تمہیں اے ابوبکرؓ اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا تو کس چیز نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجھے اپنے مقام پر کھڑا رہنے سے منع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ زیب ہی نہیں دیتا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھے اور مقتدیوں کی طرف روئے سخن کرتے ہوئے فرمایا کیا ہوا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے تالی بہت بجائی [پیٹی] ہے [یاد رکھو] نماز میں جب کسی کو کوئی ناگہانی چیز پیش آجائے تو اسے سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ اس لیے کہ جب سبحان اللہ کہے گا تو اس کی جانب متوجہ ہوا جائے گا۔ تالی بجانا تو عورتوں کے لیے ہے"۔ [ران پر ہاتھ مار کر تالی بجانا]۔

مآخذ:- ☆بخاری، ج ۱، ص ۹۴، کتاب الاذان، باب من دخل لیوم الناس فجاء الامام الاول، فتاخر الاول او لم یتاخر جازت صلاته- بخاری، ج ۱، ص ۱۶۰، کتاب مایجوز من التسبیح والحمد في الصلاة للرجال- ☆مسلم، ج ۱، ص ۱۷۹، کتاب الصلاة باب تقدم الجماعة من یصلی بھم اذا تاخر الامام . . . . الخ- ☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۲۸، کتاب الصلاة باب التصفيق في الصلاة- ☆نسائی، ج ۲، ص ۷۸، کتاب الامامة، باب اذا تقدم الرجل من الرعیة ثم جاء الوالي، هل یتاخر اور ج ۳، ص ۴ پر بھی ہے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۴۶ کتاب الصلاة باب مایقول اذا نابه شیئی في صلاته- ☆موطا امام مالک، ج ۱، ص ۱۳۶-۱۳۷- الالتفات والتصفیق عند الحاجة في الصلوة عن سهل بن سعد الساعدی-

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت:

اَبُوْهُرَیْرَةَ، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ

مآخذ:- ☆مسلم ج ۱، ص ۱۸۰، کتاب الصلاة باب تسبیح الرجال وتصفیق النساء، اذا نابھما شئی في الصلاة- ☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۴۷، کتاب الصلاة باب التصفیق في الصلاة- ☆ترمذی، ج ۱، ص ۸۵، ابواب المواقیت، باب ماجاء ان التسبیح للرجال والتصفیق للنساء- ☆نسائی، ج ۳، ص ۱۱، کتاب السهو باب التصفیق في الصلاة- ☆نسائی کتاب الامامة، ج ۲، ص ۷۸ باب اذا تقدم الرجل من الرعیة ثم جاء الوالي هل یتاخر- ☆ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیھا باب التسبیح للرجال في الصلاة والتصفیق للنساء- ☆دارمی، ج ۱، ص ۲۵۷، کتاب الصلاة باب التسبیح للرجال، والتصفیق للنسآء- ☆السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۴۶، کتاب الصلاة، باب مایقول اذا نابه شئی في صلاته- ☆مسند احمد، ج ۱، ص ۲۹۰-۵۲۱- ج ۲، ص ۲۴۱، ۲۴۱، ۲۱۷، ۳۱۷، ۲۷۶، ۳۲۲، ۴۴۰، ۴۳۰، ۳۷۳، ۴۷۹، ۴۹۲، ۵۰۷، ۵۲۹- ج ۳، ص ۳۴۰، ۳۴۸، ۳۵۷- ج ۵، ص ۳۳۰، ۳۳۳-

(۷) معصیت میں اطاعت نہیں:- امام کے ساتھ جماعت کا یہ برتاؤ صرف ان حالات کے لیے ہے جبکہ غلطی چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہو۔ لیکن اگر امام سنت نبویؐ کے خلاف نماز کی ترکیب بدل دے یا نماز میں قرآن کو جان بوجھ کر غلط پڑھے یا نماز پڑھاتے ہوئے کفر و شرک یا صریح گناہ کا ارتکاب کرے تو جماعت کا فرض ہے کہ اسی وقت نماز توڑ کر اس امام سے الگ ہو جائے۔ (خطبات ص ۱۶۹-۱۶۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشینی امامت

ریڈیو پر ایک شخص کی امامت میں دور دراز کے مقامات کے لوگوں کا نماز پڑھنا یا گراموفون کے ذریعہ سے نماز کا ریکارڈ بنانا اور پھر کسی جماعت کا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا اصولاً صحیح نہیں ہے۔ اس کے وجوہ پر آپ غور کریں تو خود آپ کی سمجھ میں آ سکتے ہیں۔

امام کا کام محض نماز پڑھانا ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک طرح سے مقامی جماعت کا رہنما ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ اپنے مقام کے لوگوں سے شخصی ارتباط قائم کرے۔ ان کے اخلاق، معاملات اور مقامی حالات پر نظر رکھے اور حسب موقع و ضرورت اپنے خطبوں میں یا دوسرے مفید مواقع پر اصلاح و ارشاد کے فرائض انجام دے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں کی دوسری چیزوں کے ساتھ اس ادارہ میں بھی اب انحطاط رونما ہو گیا ہے لیکن بہرحال نفس ادارہ کو تو اپنی اسی صورت پر قائم رکھنا ضروری ہے۔ اگر ریڈیو پر نمازیں ہونے لگیں۔ اگر گراموفون سے امامت و خطابت کا کام لیا جانے لگے تو امامت کی اصل روح ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گی۔

نماز دوسرے مذاہب کی عبادتوں کی طرح محض "پوجا" نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی امامت سے شخصیت کو خارج کر دینا اور اس میں "مشینیت" پیدا کر دینا دراصل اس کی قدر و قیمت کو ضائع کر دینا ہے۔

علاوہ بریں اگر کسی مرکزی مقام سے کوئی شخص ریڈیو یا گراموفون کے ذریعہ سے امامت و خطابت کے فرائض انجام دے اور مقامی اماموں کا خاتمہ کر دیا جائے تو یہ ایک ایسی مصنوعی یکسانیت ہو گی جو اسلام کی جمہوری روح کو ختم کر دے گی اور اس کی جگہ ڈکٹیٹر شپ کو ترقی دے گی۔ یہ چیز ان نظامات کے مزاج سے مناسبت رکھتی ہے جن میں پوری پوری آبادیوں کو ایک مرکز سے کنٹرول کرنے اور تمام لوگوں کو ایک لیڈر کا بالکلیہ تابع بنا دینے کا اصول اختیار کیا گیا ہے۔ جیسے فاشزم اور کمیونزم۔ لیکن اسلام ایک مرکزی امام یا امیر کے اقتدار کو ایسا ہمہ گیر بنانا نہیں چاہتا کہ مقامی لوگوں کی باگ ڈور بالکل اس کے ہاتھوں میں چلی جائے اور خود ان کے اندر اپنے مفاد کو سوچنے اور اپنے معاملات کو سمجھنے اور ان کو طے کرنے کی صلاحیت ہی نشوونما نہ پا سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرن خیر القرون میں "امام" محض پجاری کی حیثیت نہیں رکھتے تھے جن کا کام چند مذہبی مراسم کو ادا کر دینا ہو بلکہ وہ مقامی لیڈر کے طور پر مقرر کیے جاتے تھے۔ ان کا کام تعلیم و تزکیہ اور اصلاح تمدن و معاشرت تھا اور مقامی جماعتوں کو اس غرض کے لیے تیار کرنا تھا کہ وہ بڑی اور مرکزی جماعت کی فلاح و بہبود میں اپنی قابلیتوں کے مطابق حصہ لیں۔ ایسے اہم مقاصد ریڈیو سیٹ یا گراموفون سے کیونکر پورے ہو سکتے ہیں۔ آلات انسان کا بدل کبھی نہیں ہو سکتے، صرف مددگار ہو سکتے ہیں۔ ان وجوہ سے میں سمجھتا ہوں کہ "مشینی امامت" اسلام کی روح کے بالکل خلاف ہے۔ (رسائل و مسائل، حصہ اول، ص ۱۶۳ تا ۱۶۵)

---------------*********---------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۸

تلاوت

حضورؐ کا طرز تلاوت

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا طریقہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ الفاظ کو کھینچ کھینچ کر پڑھتے تھے۔ مثال کے طور پر انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بتایا کہ آپؐ اللہ، رحمٰن اور رحیم کو مد کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ (۱) (بخاری)

ترجمہ :۔ حضرت ام سلمہؓ سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ حضورؐ ایک ایک آیت کو الگ الگ پڑھتے اور ہر آیت پر ٹھہرتے جاتے تھے، مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھ کر رک جاتے۔ پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر ٹھیرتے اور اس کے بعد رک کر مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتے۔ (۲) (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ :۔ دوسری ایک روایت میں حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضورؐ ایک ایک لفظ واضح طور پر پڑھا کرتے تھے۔ (۳) (ترمذی، نسائی)

ترجمہ :۔ حضرت حذیفہؓ بن یمان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات کی نماز میں حضورؐ کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو آپؐ کی قراءت کا یہ انداز دیکھا کہ جہاں تسبیح کا موقع آتا وہاں تسبیح فرماتے، جہاں دعا کا موقع آتا وہاں دعا مانگتے، جہاں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا موقع آتا، وہاں پناہ مانگتے (۴)۔ (مسلم، نسائی)

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات کی نماز میں جب حضورؐ اس مقام پر پہنچے (ترجمہ :۔ کہ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو غالب اور دانا ہے) تو اسی کو دہراتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی (۵) (مسند احمد، بخاری)۔

تشریح :(گویا کہ حضورؐ کی قراءت تیز تیز رواں دواں نہ ہوتی تھی: بلکہ آپؐ ایک ایک لفظ آہستہ آہستہ زبان سے ادا کرتے تھے اور ہر آیت پر ٹھیرتے) تاکہ ذہن پوری طرح کلام الٰہی کے مفہوم و مدعا کو سمجھے اور اس کے مضامین سے متاثر ہو۔ کہیں اللہ کی ذات و صفات کا ذکر ہے تو اس کی عظمت و ہیبت دل پر طاری ہو۔ کہیں اس کی رحمت کا بیان ہے تو دل جذبات تشکر سے لبریز ہو جائے۔ کہیں اس کے غضب اور اس کے عذاب کا ذکر ہے تو دل پر اس کا خوف طاری ہو۔ کہیں کسی چیز کا حکم ہے یا کسی چیز سے منع کیا گیا ہے تو سمجھا جائے کہ کس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور کس چیز سے منع کیا گیا ہے۔ غرض یہ قراءت محض قرآن کے الفاظ کو زبان سے ادا کر دینے کے لیے نہیں بلکہ غور و فکر اور تدبر کے ساتھ ہونی چاہیے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، ص ۱۲۶، المزمل، حاشیہ ۴)

---------------*********---------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ الْاَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا۔ **ترجمہ**:۔ حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ بن مالک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ "آپؐ الفاظ کو کھینچ کھینچ کر پڑھتے تھے"۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری ج ۲، ص ۷۵۴، کتاب ابواب فضائل القرآن باب مد القراءۃ ☆ ابوداؤد ج ۲، ص ۷۳، کتاب الصلاۃ باب استحباب الترتیل فی القراءۃ۔

حضرت انسؓ سے مروی دوسری روایت:

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَءَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ۔ حضرت قتادہ سے منقول ہے کہ انس بن مالک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا طریقہ پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا آپ الفاظ کو کھینچ کھینچ کر پڑھتے تھے۔ پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمان الرحیم خود پڑھکر بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ، رحمان اور رحیم کو مد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری ج ۲، ص ۷۵۴، کتاب ابواب فضائل القرآن باب مد القراءۃ۔ ☆ المستدرک ج ۱، ص ۲۳۳ نسائی میں ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَاَلْتُ اَنَسًا كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا **ترجمہ**:۔ حضرت قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس ابن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ اپنی آواز کو اچھی طرح کھینچتے تھے۔

ماخذ:۔ ☆ نسائی ج ۲، ص ۱۷۹، کتاب الافتتاح باب مد الصوت بالقراءۃ۔ ☆ ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء فی قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت ام سلمہؓ سے مروی روایت:

(۲) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كَانَ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ ہر آیت کو جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔ مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (یہاں ٹھہرتے) پھر الحمد للہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب العٰلمین (یہاں ٹھہرتے) مٰلك یوم الدین (یہاں ٹھہرتے)۔

(۳) حَدَّثَنَا یزِیْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُوْهِبِ الرَّمْلِیُّ، ثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ، عَنْ یَعْلَی بْنِ مَمْلَكٍ، اَنَّهُ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ صَلَاتِهٖ فَقَالَتْ: وَمَا لَکُمْ وَ صَلَاتَهُ؟ کَانَ یُصَلِّیْ وَیَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰی، ثُمَّ یُصَلِّیْ قَدْرَ مَا نَامَ، ثُمَّ یَنَامُ قَدْرَ مَا صَلّٰی حَتّٰی یُصْبِحَ، وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فَاِذَا هِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ حَرْفًا حَرْفًا **ترجمہ**:۔یعلی بن مملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت اور آپؐ کی نماز کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ کی نماز کے متعلق کیا پوچھتے ہو؟ آپؐ جتنی دیر نماز پڑھتے' اتنی دیر سو بھی لیتے پھر (اٹھ کر) اتنی دیر نماز پڑھتے جتنی دیر آپؐ سو چکے ہوتے' پھر اتنا سو جاتے جتنی دیر نماز پڑھ چکے ہوتے۔ یہ عمل صبح تک رہتا۔ پھر انہوں نے آپؐ کی قراءت کا طریقہ بیان فرمایا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف واضح طور پر پڑھا کرتے تھے"۔

مآخذ:۔ ☆ ابوداؤد' ج ۲'ص ۴۷ کتاب الصلاۃ باب استحباب الترتیل فی القراءۃ۔ ☆ ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء فی قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ☆ نسائی' ج ۲'ص ۱۸۱ کتاب الافتتاح باب تزئین القرآن بالصوت۔ ☆ مسند احمد' ج ۶'ص ۲۹۴ عن ام سلمہ۔ ☆ نسائی اور مسند احمد میں تنعت قراءۃ مفسرۃ حرفًا حرفًا ہے۔

(۴ الف) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ: نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ وَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ جَمِیْعًا عَنْ جَرِیْرٍ کُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَ اللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا اَبِیْ قَالَ: نَا اَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْاَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَیْفَةَ، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ: یَرْکَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضٰی فَقُلْتُ: یُصَلِّیْ بِهَا فِیْ رَکْعَةٍ فَمَضٰی فَقُلْتُ: یَرْکَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ اٰلَ عِمْرَانَ فَقَرَاَهَا یَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا اِذَا مَرَّ بِاٰیَةٍ فِیْهَا تَسْبِیْحٌ سَبَّحَ وَ اِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَکَعَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ فَکَانَ رُکُوْعُهٗ نَحْوًا مِنْ قِیَامِهٖ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَامَ طَوِیْلًا قَرِیْبًا مِمَّا رَکَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی فَکَانَ سُجُوْدُهٗ قَرِیْبًا مِنْ قِیَامِهٖ قَالَ وَفِیْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الزِّيَادِ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

ترجمہ :۔ حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کر دی۔ میرا خیال تھا کہ سو آیات پڑھ کر رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی تو میں نے خیال کیا کہ پوری سورۃ بقرہ ایک ہی رکعت میں پڑھیں گے۔ پھر رکوع کریں گے (مگر میرا یہ اندازہ صحیح نہ نکلا) آپ نے سورۂ بقرہ کے اختتام کے بعد سورۂ نساء پھر سورہ آل عمران شروع کی اور ساری پڑھ لی' آپ نے قراءت آہستہ آہستہ فرمائی۔ جب آپ ایسی آیت پر سے گزرتے جس میں تسبیح کا موقعہ ہوتا' تو وہاں تسبیح فرماتے اور جب ایسی کسی آیت پر سے گزر ہوتا جس میں سوال و دعا کا موقع ہوتا' تو وہاں دعا مانگتے اور جب ایسی کسی آیت پر سے گزر ہوتا جس میں پناہ مانگنے کا موقع ہوتا' تو وہاں پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور اس میں سبحان ربی العظیم پڑھا۔ آپ نے رکوع میں تقریباً اتنا وقت لگایا جتنا عموماً حالت قیام میں لگاتے۔ پھر اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ پھر اتنی دیر کھڑے رہے جتنی دیر رکوع میں رہے تھے۔ پھر اس کے بعد سجدے میں گئے اور سبحان ربی الاعلٰی کہا۔ آپ کا سجدہ بھی حالت قیام جتنا لمبا تھا۔

ماخذ :۔ ☆ مسلم ج ا ص ۲۶۴' کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب استحباب تطویل القراءۃ في صلوۃ اللیل۔

(٤ ب) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَ مَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ وَسَاَلَ وَمَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ قال ابو عیسٰی : وھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ :۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضورؐ نے اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلٰی کہا۔ جب کوئی آیت رحمت آتی تو وہاں ٹھیرتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور جب کسی آیت عذاب پر پہنچتے تو وہاں ٹھیرتے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے"۔

ماخذ :۔ ☆ ترمذی ج ا ص ۵۰' ابواب الصلوۃ باب ماجاء في التسبیح في الرکوع و السجود۔
☆ ابوداؤد' ج ا ص ۲۳۰' کتاب الصلوۃ باب مایقول الرجل في رکوعه ابوداؤد نے عوف بن مالک اشجعی سے بھی روایت نقل کی ہے :

قَالَ : قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَامَ فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ : لَا يَمُرُّ بِاٰيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ فَسَاَلَ وَلَا يَمُرُّ بِاٰيَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ ترجمہ :۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں کہ میں ایک رات نماز میں حضورؐ کے ساتھ کھڑا ہوا۔ آپؐ نے حالت قیام میں سورۂ بقرہ پڑھی۔ کسی ایسی آیت کے پاس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں گزرتے تھے جس میں رحمت باری کا ذکر ہو' مگر وہاں ٹھیرتے اور رحمت کی استدعا فرماتے اور نہ کسی ایسی آیت سے گزرتے تھے جس میں عذاب الٰہی کا تذکرہ ہو' مگر وہاں بھی ٹھیرتے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے۔

مآخذ: ☆ابوداؤد ج ا' ص ۲۳ کتاب الصلوٰۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ ☆ مسند احمد' ج ۵' ص ۳۸۲۔ ۳۸۴۔ ☆ مسند احمد' ج ۶' ص ۲۴' عوف بن مالک اشجعی۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۷۶' کتاب الافتتاح باب تعوذ القاری اذامر بایۃ عذاب اور کتاب التطبیق۔

نسائی کی ایک روایت میں ولا بآیۃ عذاب الا استجار بھی ہے۔
نسائی کی مروی روایت میں ہے نہ آیت عذاب سے گزرتے مگر تحفظ کی استدعا فرماتے۔

(۳ج) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فَكَانَ اِذَا مَرَّ بِاٰيَةِ رَحْمَةٍ سَاَلَ وَ اِذَا مَرَّ بِاٰيَةِ عَذَابٍ ، اسْتَجَارَ ، وَاِذَا مَرَّ بِاٰيَةٍ فِيْهَا تَنْزِيْهٌ لِلّٰهِ سَبَّحَ **ترجمہ:** حضرت حذیفہؓ نے روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پس جب آپؐ کا گزر ایسی آیت پر ہوتا جس میں رحمت الٰہی کا ذکر ہوتا تو دعا فرماتے۔ اور جب ایسی کسی آیت پر گزر ہوتا جس میں عذاب الٰہی کا تذکرہ ہوتا تو اس سے بچنے کی درخواست فرماتے اور جب ایسی آیت پر گزر ہوتا جس میں رب کائنات کی تنزیہہ بیان کی ہوتی تو وہاں تسبیح فرماتے۔

مآخذ: ☆ابن ماجہ' ص ۴۲۹' ج ا کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی القراءۃ فی صلاۃ اللیل ح ۱۳۵۱۔

عَنْ اَبِيْ لَيْلٰى ، قَالَ : صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا فَمَرَّ بِاٰيَةِ عَذَابٍ فَقَالَ : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَوَيْلٌ لِاَهْلِ النَّارِ **ترجمہ:** حضرت ابو لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات جبکہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے' آپؐ کے پہلو میں ساتھ کھڑا ہو گیا۔ لہٰذا آپؐ آیت عذاب سے گزرے تو اعوذ باللہ من النار وویل لاھل النار فرمایا۔

مآخذ: ☆ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی القراءۃ فی صلاۃ اللیل۔

☆ دارمی کتاب الصلوٰۃ باب مایقال فی الرکوع میں حضرت حذیفہ سے مروی روایت کا متن:

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهِ : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ، وَمَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَاَلَ ، وَمَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ عَذَابٍ اِلَّا تَعَوَّذَ **ترجمہ:** حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور آپؐ اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور اپنے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہتے تھے۔ جب آیت رحمت پر پہنچے تو وہاں ٹھیرے اور دعاء رحمت کی اور جب آیت عذاب پر پہنچے تو وہاں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگی۔

(۵ الف) حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدِنِ الْقَطَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دَجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَصْبَحَ بِاٰيَةٍ وَالْاٰيَةُ: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ترجمہ :۔ حضرت ابوذرؓ [غفاری] بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رات کی نماز کے قیام میں صبح تک یہ آیت پڑھتے رہے "کہ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں' اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو غالب اور دانا ہے"۔

ماخذ :۔☆ نسائی' ج ۲'ص ۱۷۷' کتاب الافتتاح باب تردید الآیة۔

مسند احمد میں ہے :

(۵ ب) عَنْ اَبِي ذَرٍّ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَرَاَ بِاٰيَةٍ حَتّٰى اَصْبَحَ يَرْكَعُ بِهَا وَيَسْجُدُ بِهَا اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ فَلَمَّا اَصْبَحَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زِلْتَ تَقْرَاُ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى اَصْبَحْتَ تَرْكَعُ بِهَا وَتَسْجُدُ بِهَا قَالَ: اِنِّي سَاَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ الشَّفَاعَةَ لِاُمَّتِي فَاَعْطَانِيْهَا وَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا ترجمہ :۔ حضرت ابوذرؓ [غفاری] سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز پڑھی۔ صبح تک اپنے رکوع و سجود میں یہی دہراتے رہے' "اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں' اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو غالب اور دانا ہے"۔

صبح میں نے عرض کیا یارسول اللہ صبح تک آپؐ اسی آیت مبارکہ کو اپنے سجدے اور رکوع میں پڑھتے رہے ہیں"۔ حضورؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا' میں اپنے پروردگار سے اپنی امت کی شفاعت کے لیے سوال کرتا رہا ہوں' اس نے مجھے عطا فرما دی ہے اور امت ان شاء اللہ اسے پالے گی 'مگر وہ آدمی اس سے محروم رہے گا' جس نے کسی شے کو اللہ کا شریک ٹھیرایا۔

ماخذ :۔ مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۹' ابوذر غفاری

ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے صرف مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں :

(۵ ج) عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاٰيَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَيْلَةً

ماخذ :۔☆ ترمذی' ج ۱'ص ۱۰۰۔۱۰۱' ابواب صلاة اللیل۔

ابن ماجہ نے حضرت ابوذرؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٥ د) قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاٰيَةٍ حَتّٰى اَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا وَالْاٰيَةُ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ماخذ :- ☆ابن ماجہ كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في القراءة في الليل—
☆المستدرک، ج ا، ص ۲۴۱، كتاب الصلاة، باب قام النبي صلى الله عليه وسلم باية حتى اصبح يرددها—

نماز میں کسی خاص سورہ کا التزام

کسی نماز میں کسی خاص سورت کا التزام کر لینا درست نہیں ہے۔ عادۃً پڑھنے میں مضائقہ نہیں مگر کبھی کبھی اس کے خلاف بھی کر لینا چاہئے تاکہ بدعت کی سی صورت نہ پیدا ہو۔[۱]

نماز میں قرآن اعتدال سے پڑھنے کی ہدایت

ترجمہ :- ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ مکے میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے صحابہؓ نماز پڑھتے وقت بلند آواز سے قرآن پڑھتے تھے تو کفار شور مچانے لگتے اور بسا اوقات گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دیتے تھے۔[۲]
(ان حالات میں حکم الٰہی نازل ہوا کہ) نہ تو اتنے زور سے پڑھو کہ کفار سن کر ہجوم کریں، اور نہ اس قدر آہستہ پڑھو کہ تمہارے ساتھی بھی نہ سن سکیں۔ یہ حکم صرف انہی حالات کے لیے تھا۔ مدینے میں جب حالات بدل گئے تو یہ حکم باقی نہ رہا۔(ا)

---------------*********---------------

تخریج (ا) :- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ : اُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ، فَكَانَ اِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ، وَمَنْ اَنْزَلَهُ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتّٰى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰى يَاْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ ترجمہ :-
حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۱) رسائل و مسائل، حصہ چہارم، ص ۳۵۰
(۲) تفہیم القرآن، ج ۲، ص ۶۵۱ ۔ بنی اسرائیل حاشیہ ۱۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ آیت مبارکہ اس موقع پر نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں چھپ کر عبادت کرتے تھے۔ پس جب آپؐ بلند آواز سے پڑھتے تو مشرک سن کر قرآن' اور اللہ تعالیٰ اور جبریل کو گالیاں دینا شروع کر دیتے' تو اس موقعہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ (اے نبیؐ) آپ اسے اپنی نمازمیں اتنی اونچی آواز سے نہ پڑھیں کہ مشرکین اسے سن لیں اور اتنا پست و دھیمی آواز سے بھی نہ پڑھیں کہ آپؐ کے ساتھی بھی سن نہ سکیں۔ بلکہ دونوں کے مابین راستہ تلاش کریں کہ اپنے ساتھیوں کو سنا سکیں تاکہ وہ آپؐ سے قرآن اخذ کرلیں"۔

مآخذ :۔☆بخاری' ج ۲' ص ۱۱۱۶' کتاب الرد علی الجهمية الخ یعنی کتاب التوحید۔ قوله انزله بعلمه والملائكة يشهدون— ☆بخاری' ج ۲' ص ۶۸۶' کتاب التفسیر' سورہ بنی اسرائیل۔ ☆مسلم' ج ۱' ص ۱۸۳' كتاب الصلاة باب التوسط في القراءة الجهرية بين الجهر والاسرار الخ— ☆ ترمذی ابواب تفسیر القرآن' سورہ بنی اسرائیل حدیث حسن صحیح۔ ترمذی نے شتموا نقل کیا ہے۔ ☆نسائی' ج ۲' ص ۱۷۸' كتاب الافتتاح قوله عز وجل ولا تجهر بصلاتك ولاتخافت بها— ☆مسند احمد' ج ۱' ص ۲۱۵۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲' ص ۱۸۴' كتاب الصلاة باب الاختيار للامام والماموم في ان يخفيا الذكر— مسلم نے مختفی اور نسائی نے مختف بمكة نقل کیا ہے جبکہ بخاری نے متذکرہ بالا روایت میں متوار بمكة بیان کیا ہے۔

اگر امام کوئی آیت پڑھنا بھول جائے

ترجمہ :۔ (صحیح بخاری کی روایت ہے کہ) ایک مرتبہ صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت کے دوران ایک آیت چھوڑ گئے۔ نماز کے بعد حضرت ابی بن کعب نے پوچھا کیا یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں' میں بھول گیا تھا۔(۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱) :۔ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْقَطَ اٰيَةً فِى قِرَاءَتِهِ فِى الصَّلَاةِ وَكَانَتْ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَحَسِبَ اُبَىٌّ اَنَّهَا نُسِخَتْ فَسَاَلَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَقَالَ : نَسِيْتُهَا

ماخذ :— ☆روح المعانی' ج ۳۰' ص ۱۰۶' سورہ الاعلیٰ۔

(۲) حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُبَشِّرٍ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِىُّ، ثَنَا عُمَرُ بْنُ نَجِيْحٍ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاذٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ

(۱) تفہیم القرآن' ج ۶' ص ۳۱۴' الاعلیٰ حاشیہ ۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃً فَقَرَأَ سُوْرَۃً، فَاَسْقَطَ مِنْھَا اٰیَۃً، فَلَمَّا فَرَغَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اٰیَۃُ کَذَا وَکَذَا اُنْسِخَتْ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَاِنَّکَ لَمْ تَقْرَاْھَا قَالَ: اَفَلَا لَقَّنْتَنِیْھَا؟

ترجمہ:۔ حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی۔ اس میں آپؐ نے ایک سورہ تلاوت فرمائی۔ دوران قراءت اس کی ایک آیت چھوڑ گئے۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا فلاں اور فلاں آیت منسوخ ہو چکی ہے"۔ جواب میں ارشاد فرمایا "نہیں"۔ میں نے عرض کیا "آپؐ نے اسے بہرحال پڑھا نہیں ہے"۔ فرمایا "پھر تم نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دیا"۔

ماخذ ☆ دارقطنی، ج ۱ ص ۴۰۰، کتاب الصلاۃ باب تلقین المامو م لامامہ اذا وقف فی قراءتہ۔

--------------*********--------------

تخریج (۳):۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ بْنِ مَیْمُوْنٍ، ثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ، عَنْ ھِشَامٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَقْرَاُ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ: رَحِمَہُ اللّٰہُ لَقَدْ اَذْکَرَنِیْ کَذَا اٰیَۃً اَسْقَطْتُھُنَّ مِنْ سُوْرَۃِ کَذَا وَکَذَا الخ۔ **ترجمہ:**۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک آدمی کو قراءت کرتے سنا تو اس کے حق میں فرمایا "اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو کہ اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی ہیں جنہیں میں فلاں فلاں سورۃ سے چھوڑ گیا تھا"۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱ ص ۳۶۲ کتاب الشھادات باب شھادۃ الاعمی وامرہ الخ۔ ☆ بخاری، ج ۲، ص ۷۵۳ – ۷۵۴ کتاب ابواب فضائل القرآن باب نسیان القرآن بخاری ج ۲ ص ۹۳۸ ☆ کتاب الدعوات باب قول اللہ تعالیٰ وصل علیھم ☆ مسلم، ج ۱ ص ۲۶۷ کتاب صلوۃ المسافرین باب امر من نعس فی صلوتہ الخ۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۷ کتاب الصلوۃ باب رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل

ابوداؤد کتاب الحروف والقراءات میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

(۴) اِنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَقَرَاَ فَرَفَعَ صَوْتَہُ بِالْقُرْاٰنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللّٰہُ فُلَانًا کَائِنٌ مِنْ اٰیَۃٍ اَذْکَرَنِیْھَا اللَّیْلَۃَ کُنْتُ قَدْ اَسْقَطْتُھَا **ترجمہ:**۔ ایک آدمی نے قیام اللیل کیا اور قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کی۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا رحمت فرمائی کہ فلاں صاحب پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہ اس نے رات مجھے وہ آیت یاد دلا دی جسے میں چھوڑ گیا تھا۔

ماخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲ ص ۳۱، کتاب الحروف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۹

جماعت میں شمولیت کے آداب

نماز باجماعت میں شمولیت کے آداب

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نماز کھڑی ہو تو اس کی طرف سکون و وقار کے ساتھ چل کر آؤ۔ بھاگتے ہوئے نہ آؤ، پھر جتنی نماز بھی مل جائے اس میں شامل ہو جاؤ اور جتنی چھوٹ جائے اسے بعد میں پورا کر لو"۔ (صحاح ستہ)(۱)

حضرت ابو قتادہ انصاریؓ فرماتے ہیں 'ایک مرتبہ ہم حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ یکایک لوگوں کے بھاگ بھاگ کر چلنے کی آواز آئی۔ نماز ختم کرنے کے بعد حضورؐ نے ان لوگوں سے پوچھا یہ کیسی آواز تھی؟ ان لوگوں نے عرض کیا ہم نماز میں شامل ہونے کے لیے بھاگ کر آرہے تھے۔ فرمایا ایسا نہ کیا کرو، نماز کے لیے جب بھی آؤ، پورے سکون کے ساتھ آؤ۔ جتنی مل جائے اس کو امام کے ساتھ پڑھ لو، جتنی چھوٹ جائے وہ بعد میں پوری کر لو (۲)۔ (بخاری، مسلم)

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ح وحَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ، قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَیْكُمُ السَّكِیْنَةَ، فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ "جب نماز کھڑی ہو چکی ہو تو اس کی طرف بھاگتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون و وقار کے ساتھ آؤ۔ پھر جتنی نماز بھی مل جائے اتنی پڑھو اور جتنی چھوٹ جائے اسے بعد میں پورا کر لو"۔

---

(۱) تفہیم القرآن، ج ۵، ص ۴۹۵ الجمعہ حاشیہ ۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ: ۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۴' كتاب الجمعة باب المشى الى الجمعة الخ۔ قول الله عز وجل فاسعوا الى ذكر الله الخ۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۲۰' كتاب المساجد و مواضع الصلوة باب استحباب اتيان الصلاة بوقار الخ۔ ☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۵۶' كتاب الصلاة باب السعى الى الصلاة۔ ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۷۱' ابواب الصلاة باب ماجاء فى المشى الى المسجد۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۱۴' كتاب الامامة السعى الى الصلاة۔ ☆ ابن ماجہ كتاب المساجد و الجماعات باب المشى الى الصلاة۔ ☆ موطا امام مالک ج ۱' ص ۶۷۔ باب ماجاء فى النداء ☆ مسند احمد' ج ۲' ص ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۷۰۔ ۲۸۲۔ ۳۱۸۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۴۲۷۔ ۴۵۲۔ ۴۶۰۔ ۴۷۲۔ ۴۸۹۔ ۵۲۹۔ ۵۳۲۔ ج ۵' ص ۳۰۶۔ ۳۱۰۔ ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۱' ص ۴۱۳ باب حظر السعى لاتيان المسجد۔ نسائی نے ابتدا اذا اتيتم الصلاة اور اختتام فاقضوا پر کیا ہے۔ ☆ دارمی' ج ۱' ص ۲۳۶' باب ۵۹ كيف يمشى الى الصلاة۔

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّىْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: مَاشَاْنُكُمْ؟ قَالُوْا: اسْتَعْجَلْنَا اِلَى الصَّلَاةِ قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا، اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضورؐ نے لوگوں کے بھاگ کر چلنے کی آواز سنی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ نے لوگوں سے پوچھا "تمہیں کیا ہوا؟" انہوں نے عرض کیا ہم نے نماز میں شامل ہونے کے لیے جلدی کی۔ فرمایا "ایسا نہ کیا کرو' نماز کے لیے جب آؤ تو پورے سکون کے ساتھ آؤ۔ جتنی مل جائے' اس کو پڑھ لو اور جتنی چھوٹ جائے اسے بعد میں پورا کر لو"۔

مآخذ: ۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۸۸ كتاب الاذان باب قول الرجل فاتتنا الصلاة الخ۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۲۰' كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب استحباب اتيان الصلاة بوقار وسكينة الخ۔ ☆ مسند احمد ابن حنبل' ج ۵' ص ۳۰۶' ابو قتادہ انصاریؓ مسلم اور مسند احمد میں فاتكم کی جگہ ما سبقكم ہے۔ ☆ دارمی' ج ۱' باب ۵۹ كيف يمشى الى الصلاة۔ دارمی میں اذا اتيتم سے آخر تک ہے۔ ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۸۳ نهى النبي عن الاستعجال الى الصلاة۔

بخاری کی ایک روایت میں:

(۳) اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا **ترجمہ:**۔ جب اقامت تمہیں سنائی دے تو نماز کی طرف نہایت سکون و وقار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ آؤ۔ جلدی بھاگ دوڑ کر مت آؤ۔ جتنی مل جائے' اتنی امام کے ساتھ پڑھ لو اور جتنی چھوٹ جائے اسے بعد میں پورا کر لو۔

مآخذ :۔ بخاری ج ا ص ۸۸' کتاب الاذان باب ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا۔

ابو داؤد نے کتاب الصلاۃ کے باب "السعی الي الصلاۃ" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی اس روایت کو نقل کر کے آخر میں راویان حدیث کے لفظی اختلاف کو بیان کیا ہے۔

قال ابو داود، کذا قال الزبیدی، وابن ابی ذئب، وابراهیم بن سعد، ومعمر، وشعیب بن ابی حمزۃ عن الزهری، وما فاتکم فاتموا وقال ابن عیینة عن الزهری وحده فاقضوا— وقال محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرۃ وجعفر بن ربیعة عن الاعرج عن ابی هریرۃ فاتموا— وابن مسعود عن النبي صلی اللہ علیه وسلم وابو قتادۃ وانس عن النبي صلی اللہ علیه وسلم کلهم [قالوا] فاتموا—

مآخذ :۔ ☆ ابوداؤد' کتاب الصلاۃ باب السعی الی الصلاۃ *کنز العمال ج ۷' ص ۶۴۵ تا ۶۴۷ پر مزید روایات یکجا نقل کی گئی ہیں۔

اس روایت پر امام ترمذی کا تبصرہ :

قال ابو عیسی : اختلف اهل العلم في المشي الي المسجد فمنهم من رای الاسراع اذا خاف فوت التکبیرۃ الاولیٰ حتیٰ ذکر عن بعضهم انه کان یهرول إلي الصلاۃ— ومنهم من کره الاسراع— واختار ان یمشی علی تودۃ ووقار— وبه یقول احمد واسحاق— وقالا العمل علی حدیث ابی هریرۃ— وقال اسحاق ان خاف فوت التکبیرۃ الاولیٰ فلا باس ان یسرع في المشي—

ترجمہ :۔ امام ترمذی کہتے ہیں۔ مسجد کی جانب نماز کے لیے جانے کے انداز کے بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو بھاگ کر شامل ہونے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ وہ تیز دوڑ کر شامل ہو سکتا ہے۔ البتہ بعض اہل علم ایسے ہیں جو تیز دوڑ کر جانے کے حق میں نہیں ہیں۔ اور ان کا مختار مسلک یہ ہے کہ سکون و وقار سے چلا جائے۔ یہ رائے امام احمد و اسحاق کی ہے۔ انہوں نے رائے یہی دی ہے کہ ابو ہریرہ والی حدیث کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔

مآخذ :۔ ☆ ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی المشی الی الصلاۃ۔

نماز میں سلام کا جواب اشارہ سے دیا جا سکتا ہے

ترجمہ :۔ ترمذی میں حضرت بلالؓ سے اور نسائی میں حضرت صہیبؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت نماز میں سلام کیا جاتا تو آپ ہاتھ کے اشارے سے جواب دیتے تھے۔ (۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح :اگر آدمی نماز میں ہو اور کوئی سلام کرے تو اشارے سے جواب دینا مفسد صلوۃ نہیں۔

ترجمہ :۔ حضرت عائشہ ؓ کا ارشاد ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ ؐ کے حکم سے حضرت ابوبکر ؓ نماز پڑھانے لگے۔ ایک روز حضور ؐ نے مرض میں کمی محسوس فرمائی اور نماز میں شریک ہونے کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے جب آپ ؐ کے آنے کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ مگر آپ ؐ نے اشارے سے ان کو منع کیا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ کھڑے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بائیں جانب جاکر بیٹھ گئے۔ (۲) (متفق علیہ)

---------------*********---------------

تخریج (ا) :۔ اَخبَرنَا قُتَیبَۃُ بنُ سَعِیدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّیثُ عَن بُکَیرٍ ، عَن نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ ، عَنِ ابنِ عُمَرَ ، عَن صُہَیبٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَرَرتُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّی فَسَلَّمتُ عَلَیہِ ، فَرَدَّ عَلَیَّ اِشَارَۃً وَلَا اَعلَمُ اِلَّا اَنَّہُ قَالَ : بِاِصبَعِہٖ ترجمہ :۔ حضرت صہیب ؓ صاحب رسالت مآب بیان کرتے ہیں کہ میرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت میں گزر ہوا کہ آپ ؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس میں نے آپ ؐ کو سلام کیا اور آپ ؐ نے مجھے اشارہ سے جواب دیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اشارہ آپ ؐ نے اپنی انگشت مبارک سے کیا تھا۔

ماخذ :۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۵ کتاب السھو ، باب رد السلام بالاشارۃ فی الصلاۃ — ☆ ترمذی، ج ا، ص ۸۵، ابواب الصلاۃ ، باب ماجاء فی الاشارۃ فی الصلاۃ — ☆ مسند احمد، ج ۴، ص ۳۳۲، عن صہیب بن سنان۔

(ا ب) اَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ مَنصُورٍ الْمَکِّیُّ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفیَانُ عَن زَیدِ بنِ اَسلَمَ ، قَالَ : قَالَ ابنُ عُمَرَ : دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَسجِدَ قُبَاءَ لِیُصَلِّیَ فِیہِ ، فَدَخَلَ عَلَیہِ رِجَالٌ یُسَلِّمُونَ عَلَیہِ ، فَسَاَلتُ صُہَیبًا وَکَانَ مَعَہُ ، کَیفَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَصنَعُ اِذَا سُلِّمَ عَلَیہِ قَالَ : کَانَ یُشِیرُ بِیَدِہٖ ترجمہ :۔ حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابن عمر ؓ نے بتایا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اتنے میں چند آدمی مسجد میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے آپ ؐ کو سلام کیا۔ میں نے صہیب سے پوچھا کہ آپ ؐ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ان لوگوں نے آپ ؐ کو سلام کیا تو آپ نے کیسے جواب دیا، اس نے بتایا کہ ''آپ ؐ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا''۔

ماخذ :۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۵، کتاب السھو باب رد السلام بالاشارۃ فی الصلاۃ — ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب المصلی یسلم علیہ کیف یرد —

(ا ج) حَدَّثَنَا مَحمُودُ بنُ غَیلَانَ ، نَا وَکِیعٌ ، نَا ھِشَامُ بنُ سَعدٍ عَن نَافِعٍ ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حَيْثُ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ؟ قَالَ: كَانَ يَرُدُّ اِشَارَةً ترجمہ :۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بلال سے پوچھا کہ "نماز میں جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے تھے تو آپ انہیں کس طرح جواب دیتے تھے"۔ بلالؓ نے جواب دیا کہ "آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیتے تھے"۔

امام ترمذی کہتے ہیں حضرت صہیب سے مروی حدیث حسن کے مرتبہ کی ہے۔ مجھے یہ حدیث لیث عن بکیر کے علاوہ اور دوسری سند معلوم نہیں اور یہ روایت زید بن اسلم نے ابن عمر کے حوالہ سے بھی بیان کی ہے۔ اس میں ہے کہ ابن عمر نے بلال سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سلام کا جواب کس طرح دیا جب مسجد بنی عمرو بن عوف میں انہوں نے آپ کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا کہ آپ اشارہ سے ان کے سلام کا جواب دیتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں دونوں حدیثیں صحیح ہیں اگرچہ دونوں کے مواقع الگ الگ ہیں۔ ممکن ہے ابن عمر نے دونوں سے روایت کیا ہو۔

مآخذ :۔☆ ترمذی، ج ۱، ص ۸۵، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء في الاشارۃ في الصلاۃ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۵۹، کتاب الصلاۃ، باب الاشارۃ برد السلام۔

(۱ د) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، اَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ترجمہ :۔ حضرت عمار بن یاسرؓ راوی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں سلام کیا، جب کہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے، تو آپؐ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ ثُمَّ اَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَاَشَارَ اِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِيْ فَقَالَ: اِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ اٰنِفًا وَاَنَا اُصَلِّيْ وَاِنَّمَا هُوَ مُوَجَّهٌ يَوْمَئِذٍ اِلَى الْمَشْرِقِ ترجمہ :۔ حضرت جابرؓ خود روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا [واپسی] پر میں نے آپ کو نماز پڑھتے پایا تو میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے اشارہ کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلا کر فرمایا تو نے ابھی مجھے سلام کیا تھا جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ [اس روز آپ کا رخ مشرق کی طرف تھا]۔

مآخذ ☆ نسائی ج ۳، ص ٦، کتاب السہو باب رد السلام بالاشارۃ في الصلاۃ۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ : اَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ مَرَضِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ : فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ، فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ اسْتَاْخَرَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ كَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَآءَ اَبِيْ بَكْرٍ اِلٰى جَنْبِهٖ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ اَبِيْ بَكْرٍ

ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو حکم دیا کہ آپ کے مرض کے دوران میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

عروۃ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں قدرے افاقہ محسوس فرمایا تو مسجد کی جانب نکلے (تو دیکھا) کہ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں مگر ابوبکر نے جب حضورؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ حضورؐ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر اسی حالت پر قائم رہیں۔ آپؐ ابوبکر کے برابر ایک پہلو میں بیٹھ گئے۔ اب ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے اور دوسرے لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں۔

مآخذ :۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۹۴، کتاب الاذان باب من قام الي جنب الامام لعلة — ☆ بخاری، کتاب الانبیاء — ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۷۷، کتاب الصلاة باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض الخ — ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب ماجاء في صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه — ☆ مسند احمد، ج ۱، ص ۲۱ ـ ۳۹۶ ـ ۲۰۵، ج ۵، ص ۳۶۱۔ [قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ]

خشوع قلب وجوارح

(حضورؐ نے فرمایا) لَوْ خَشَعَ قَلْبُهٗ خَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ

ترجمہ :۔ "اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا (ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور ساتھ ساتھ داڑھی کے بالوں سے کھیلتا جاتا ہے) اس پر آپؐ نے فرمایا

تشریح : خشوع کے اصل معنی ہیں کسی کے آگے جھک جانا، دب جانا، اظہار عجز و انکسار کرنا۔ اس کیفیت کا تعلق دل سے بھی ہے اور جسم کی ظاہری حالت سے بھی، دل کا خشوع یہ ہے کہ آدمی کسی کی ہیبت اور عظمت و جلال سے مرعوب ہو۔ اور جسم کا خشوع یہ ہے کہ جب وہ اس کے سامنے جائے تو سر جھک جائے۔ اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں، نگاہ پست ہو جائے، آواز دب جائے اور ہیبت زدگی کے وہ سارے آثار اس پر طاری ہو جائیں جو اس حالت میں فطرتاً طاری ہو جایا کرتے ہیں جبکہ آدمی کسی زبردست باجبروت ہستی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے حضور پیش ہو۔ نماز میں خشوع سے مراد دل اور جسم کی یہی کیفیت ہے اور یہی نماز کی اصل روح ہے۔

اگرچہ خشوع کا تعلق حقیقت میں دل سے ہے اور دل کا خشوع آپ سے آپ جسم پر طاری ہوتا ہے' جیسا کہ مذکورۂ بالا حدیث سے بھی معلوم ہوا۔ لیکن شریعت میں نماز کے کچھ ایسے آداب بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں جو ایک طرف قلبی خشوع میں مددگار ہوتے ہیں اور دوسری طرف خشوع کی گھٹتی بڑھتی کیفیات میں فعل نماز کو کم از کم ظاہری حیثیت سے ایک معیار خاص پر قائم رکھتے ہیں۔ ان آداب میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی دائیں بائیں نہ مڑے اور نہ سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھے (زیادہ سے زیادہ صرف گوشہ چشم سے ادھر ادھر دیکھا جا سکتا ہے۔ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک نگاہ سجدہ گاہ سے متجاوز نہ ہونی چاہئے' مگر مالکیہ اس بات کے قائل ہیں کہ نگاہ سامنے کی طرف رہنی چاہئے)۔ نماز میں ہلنا اور مختلف سمتوں میں جھکنا بھی ممنوع ہے۔ کپڑوں کو بار بار سمیٹنا' یا ان کو جھاڑنا یا ان سے شغل کرنا بھی ممنوع ہے۔ اس بات سے بھی منع کیا گیا کہ سجدے میں جاتے وقت آدمی اپنے بیٹھنے کی جگہ یا سجدے کی جگہ صاف کرنے کی کوشش کرے۔ تن کر کھڑے ہونا' بہت بلند آواز سے کڑک کر قراءت کرنا یا قراءت میں گانا بھی آداب نماز کے خلاف ہے۔ زور زور سے جمائیاں لینا اور ڈکاریں مارنا بھی نماز میں بے ادبی ہے۔ جلدی جلدی مار امار نماز پڑھنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ حکم یہ ہے کہ نماز کا ہر فعل پوری طرح سکون اور اطمینان سے ادا کیا جائے اور ایک فعل مثلاً رکوع یا سجود یا قیام یا قعود جب تک مکمل نہ ہو لے دوسرا فعل شروع نہ کیا جائے۔ نماز میں اگر کوئی چیز اذیت دے رہی ہو تو اسے ایک ہاتھ سے دفع کیا جا سکتا ہے' مگر بار بار ہاتھوں کو حرکت دینا' یا دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنا ممنوع ہے۔

ان ظاہری آداب کے ساتھ یہ چیز بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ آدمی نماز میں جان بوجھ کر غیر متعلق باتیں سوچنے سے پرہیز کرے۔ بلاارادہ خیالات ذہن میں آئیں اور آتے رہیں تو یہ نفس انسانی کی ایک فطری کمزوری ہے۔ لیکن آدمی کی پوری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ نماز کے وقت اس کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ رہا ہو وہی دل سے بھی عرض کرے۔ اس دوران میں اگر بے اختیار دوسرے خیالات آ جائیں تو جس وقت بھی آدمی کو ان کا احساس ہو اسی وقت اسے اپنی توجہ ان سے ہٹا کر نماز کی طرف پھیر لینی چاہئے۔ (تفہیم القرآن' ج ۳' ص ۲۶۱' المومنون حاشیہ ۲)

---------------*********---------------

تخریج (۱) :- عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَبَانَ، قَالَ: رَاٰی ابْنُ الْمُسَیَّبِ رَجُلًا یَعْبَثُ بِلِحْیَتِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ: اِنِّی لَاَرٰی ھٰذَا لَوْ خَشَعَ قَلْبُہٗ، خَشَعَتْ جَوَارِحُہٗ ترجمہ :- حضرت ابن مسیب نے دیکھا کہ ایک آدمی نماز میں اپنی داڑھی کے بالوں سے کھیلتا ہے۔ تو انھوں نے کہا میں یقیناً اسے دیکھ رہا ہوں۔ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا۔

دوسری روایت :

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: رَاٰی ابْنُ الْمُسَیَّبِ اَعْبَثُ بِالْحَصٰی فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ: لَوْ خَشَعَ قَلْبُہٗ، خَشَعَتْ جَوَارِحُہٗ ترجمہ :- ایک آدمی نے بیان کیا کہ ابن مسیب نے مجھے نماز میں سنگریزوں کے ساتھ بے فائدہ چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھ کر فرمایا'

"اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء و جوارح پر بھی خشوع طاری ہوتا"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۲، ص ۲۶۶-۲۶۷-کتاب الصلاۃ باب العبث في الصلاۃ- ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۲۸۹- کتاب الصلوات باب في مس اللحیۃ في الصلاۃ-

☆ السنن الکبریٰ، للبیہقی، ج ۲، ص ۲۸۵- ☆ کنز العمال، ج ۸، ص ۱۹۷، عن علی العسکری فی المواعظ وفیہ زیاد بن المنذر متروک- ☆ روح المعانی، جز ۱۸، ص ۳، مجلد ۱۶- ۱۸ سورہ مومنین زیر آیت الذین هم في صلاتهم خاشعون کے تحت بیان کرتے ہیں-

وَقَدْ اَخْرَجَ الحکیم الترمذی في نوادر الاصول لکن بسند ضعیف عن ابی هریرۃ عن النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ رَاٰی رَجُلًا يَعْبَثُ بِلِحْيَتِهِ فِي صَلَاتِهِ فَقَالَ: لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا- خَشَعَتْ جَوَارِحُهُ ترجمہ:- ایک ضعیف السند روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ایک آدمی کو اپنی داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا "اگر اس کے قلب میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء و جوارح پر بھی خشوع طاری ہوتا"-

قال الزین العراقی في شرح الترمذی- وسلیمان بن عمر وهو ابوداود النخعی متفق علی ضعفه-

☆ بحوالہ الاحادیث الضعیفہ البانی، ص ۱۰- ☆ کنز العمال، ج ۳، ص ۱۴۶، بحوالہ الحکیم عن ابی ہریرہ-

وانما یعرف هذا عن ابن المسیب- وقال في المغني- سنده ضعیف والمعروف انه من قول سعید، رواه ابن ابی شیبه في مصنفه وفیه رجل لم یسم- وقال الزیلعی: قال ابن عدی: اجمعوا علی انه یضع الحدیث-

قلت: رواه موقوفا علی سعید عبدالله بن المبارك في الزهد، ج ۱، ص ۲۱۳: انا معمر عن رجل عنه به وهذا اسند ضعیف بجهالة الرجل-

قلت: فالحدیث موضوع مرفوعًا ضعیف موقوفًا، بل مقطوعًا-

ماخذ:- ☆ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ، ص ۱۰ احدیث نمبر ۱۱۰

ترمذی نے فضل بن عباس سے ان الفاظ سے روایت بیان کی ہے-

عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشُّعٌ وَتَضَرُّعٌ وَتَمَسْكُنٌ وَتَقْنَعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :۔ حضرت فضل بن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نماز' دو' دو رکعت ہے۔ [یعنی دو' دو رکعات کر کے پڑھنی چاہئے] اور ہر دو رکعت میں تشہد ہے اور خشوع و خضوع' انکساری اور عجز ہے' دست بستہ کھڑا ہونا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ دونوں ہاتھوں کا سیدھے رخ اپنے رب کے حضور بلند کر کے یارب یارب پکارنا ہے۔ جس کسی نے ایسا نہ کیا' وہ ایسا ایسا ہے۔

قال ابو عیسیٰ سمعت محمد بن اسماعیل یقول روی شعبة هذا الحدیث عن عبد ربه بن سعید فاخطا فی مواضع فقال انس بن ابی انیس وهو عمران بن ابی انس وقال عن عبدالله بن الحارث وانما هو عبدالله بن نافع بن العمیا عن ربیعة بن الحارث وقال شعبة عند عبدالله بن الحارث عن المطلب عن النبی صلی الله علیه وسلم وانما هو عن ربیعة بن الحارث بن عبدالمطلب عن الفضل بن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال محمد وحدیث اللیث بن سعد اصح من حدیث شعبة

ماخذ: ۔☆ ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی التخشع فی الصلاة۔

اَخْرَجَ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ طَرِيْقِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ وَالِدَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: رَاٰنِيْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَتَمَيَّلُ فِيْ صَلَاتِيْ فَزَجَرَنِيْ زَجْرَةً، كِدْتُ اَنْصَرِفُ عَنْ صَلَاتِيْ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَسْكُنْ اَطْرَافُهُ لَا يَتَمَيَّلُ تَمَيُّلَ الْيَهُوْدِ، فَاِنَّ سُكُوْنَ الْاَطْرَافِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ

ترجمہ :۔ حضرت ام رومان والدہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا' کہ مجھے ابوبکر نے دیکھ لیا کہ میں نماز میں جھوم رہی ہوں۔ تو انہوں نے مجھے تنبیہہ کرتے ہوئے ذرا ڈانٹ کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہو' تو اس کے اعضاء میں سکون ہونا چاہئے۔ یہود کی طرح ناز و انداز نہ کیا جائے کیونکہ نماز میں اعضاء کا سکون پذیر ہونا بھی نماز کی تکمیل کا ایک حصہ ہے۔

ماخذ: ۔☆ تفسیر روح المعانی' جز ۱۸' ص ۴' سورۃ المومنین۔ زیر آیت الذین هم فی صلاتهم خاشعون۔

--------------********--------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز باجماعت میں آگے پیچھے دیکھنے کی آپؐ کی خصوصیت

يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا (بخاری باب الصدقة في الكسوف)

ترجمہ :۔ ''اے محمدؐ کی قوم! خدا کی قسم اگر تم کو وہ باتیں معلوم ہوتیں جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور بہت روتے''۔(۱)

لا راكم من ورائي كما اراكم (بخاری باب عظة امام الناس)

ترجمہ :۔''میں تم کو پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے دیکھتا ہوں''۔(۲)

تشریح : بکثرت آیات اور روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ رسولوں کو جو علم غیب دیا گیا تھا وہ اس سے بہت زیادہ تھا جو ان کے واسطے سے بندوں تک پہنچا اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ ایسا ہو۔کیونکہ بندوں کو تو غیب کی صرف وہی باتیں معلوم ہونے کی ضرورت ہے، جن کا تعلق عقائد ایمانیہ سے ہے۔ لیکن رسولوں کو ان کے سوا اور بہت سی ایسی معلومات ہونی چاہئیں جو فرائض رسالت انجام دینے میں ان کے لیے مددگار ہوں۔جس طرح سلطنت کی پالیسی اور اس کے اسرار سے نائب السلطنت اور گورنروں کا ایک خاص حد تک واقف ہونا ضروری ہے اور عام رعایا تک ان رازوں کا پہنچ جانا بجائے مفید ہونے کے الٹا مضر ہوتا ہے اسی طرح ملکوت الٰہی کے بھی بہت سے اسرار ہیں جو خدا کے خاص نمائندے اور اس کے رسول جانتے ہیں اور عام رعیت ان سے بے خبر ہے۔یہ علم غیب رسولوں کو تو اپنے فرائض انجام دینے میں مدد دیتا ہے لیکن عام رعایا نہ اس علم کی ضرورت ہی رکھتی ہے اور نہ اس کا تحمل ہی کر سکتی ہے۔زیادہ صحت کے ساتھ جو بات کہی جا سکتی ہے وہ مجملاً بس اس قدر ہے کہ نبی کا علم خدا کے علم سے کم اور بندوں کے علم سے زیادہ ہوتا ہے۔باقی رہی یہ بات کہ وہ کتنا ہوتا ہے اور کتنا نہیں تو اس کو ناپنے کا کوئی پیمانہ ہمارے پاس نہیں ہے۔(رسائل و مسائل، حصہ اول، ص ۳۵۔۳۶)

تخریج :۔ (۱) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ : اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ : يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

مآخذ :۔ ☆ بخاری، ج ۲، ص ۹۸۰ کتاب الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبي صلی الله علیه وسلم۔ بخاری ج ۱ ص ۱۴۲ ☆ کتاب الکسوف باب الصدقة في الكسوف۔ ☆ بخاری کتاب النکاح، ج ۲، ص ۷۸۶، کتاب الرقاق، ج ۲، ص ۹۶۰۔ ☆ مسلم، ج ۲، ص ۲۶۳، کتاب الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم وترك اكثار سواله الخ اور کتاب الکسوف، ج ۱، ص ۲۹۶۔ ☆ ترمذی ابواب التفسیر، ج ۲، ص ۱۴۶ اور ابواب الزھد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆نسائی، ج ۳، ص ۱۳۳، کتاب الکسوف باب نوع آخر منہ عن عائشہ۔ ☆ابن ماجہ، کتاب الزھد باب الحزن والبکاء۔ ☆موطا امام مالک، ج ۱، ص ۱۵۰، العمل فی صلاۃ الکسوف۔ ☆دارمی، ج ۲، ص ۲۱۶، کتاب الرقاق باب لو تعلمون ما اعلم عن انس۔ ☆مسند احمد، ج ۲، ص ۲۱۲، ۳۱۳، ۲۵۸، ۴۱۸، ۴۳۲، ۴۵۳، ۴۶۷، ۴۷۷، ۵۰۲۔ مسند میں والذی نفس محمد بیدہ سے آغاز کیا گیا ہے۔

المستدرک للحاکم نے حضرت ابوذر غفاری سے ایک روایت نقل کی ہے:

(۱ ب) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحَقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ مَافِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَی الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَلَوَدِدْتُ اَنِّیْ کُنْتُ شَجَرَۃً تُعْضَدُ ترجمہ:۔ حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، تمہیں وہ دکھائی نہیں دے رہا اور جو کچھ میں سن رہا ہوں وہ تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔ [میں سن رہا ہوں] کہ آسمان سے چڑچڑاہٹ کی آواز آرہی ہے اسے مناسب یہی ہے کہ وہ چڑچڑائے۔ چپہ بھر جگہ کہیں خالی نظر نہیں آتی کہ ہر جگہ فرشتہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی پیشانی ٹکائی ہوئی ہے۔ بخدا! اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہوتیں جو میں جانتا ہوں تو پھر کم ہنستے اور روتے زیادہ۔ اور اپنی بیویوں سے زن و شو کے تلذذ کو چھوڑ دیتے اور بلند مقامات کی جانب نکل کھڑے ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرتے۔ میری خواہش تھی کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جسے کاٹ ڈالا جاتا۔

ھذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط الشیخین و لم یخرجاہ۔

ماخذ:۔ ☆المستدرک، ج ۴، ص ۵۷۹، کتاب الاھوال۔

(۲ الف) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: اَنَا مَالِکٌ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا؟ فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔ ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''کیا ادھر میرے سامنے سے تمہیں کچھ نظر آتا ہے؟ خدا کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع۔ یقیناً میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے دیکھ رہا ہوتا ہوں۔

حضرت انس بن مالک سے مروی روایت:

(۲ ب) قَالَ: صَلّٰی لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃً ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: فِیْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوۃِ وَفِی الرُّکُوْعِ اِنِّی لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ کَمَا اَرَاکُمْ ترجمہ :۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، نماز کے بعد آپؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا:
"تمہاری نماز اور تمہارے رکوع میں، میں تمہیں پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے سے دیکھتا ہوں"۔

مآخذ :۔ ☆ بخاری، ج ا، ص ۵۹ کتاب الصلوۃ باب عظة الامام الناس في الصلاة و ذكر القبلة ــ بخاری نے کتاب الاذان میں انہی سے ایک روایت نقل کی ہے اَقِیْمُوْا الصُّفُوْفَ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ خَلْفَ ظَھْرِیْ اور اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ ترجمہ :۔ فرمایا صفیں قائم کرو۔ کیونکہ میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ صفیں باندھو اور ترتیب سے ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو کیونکہ میں تم کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔
☆ بخاری، ج ا، ص ۱۰۰، کتاب الاذان باب اقبال الامام علی الناس عند تسویة الصفوف ــ مسلم ج ا ص ۱۸۰ کتاب الصلوۃ باب الامر بتحسین الصلاۃ و اتمامها و الخشوع فیها ــ *موطا، امام مالك، ج ۱، ص ۱۳۹ العمل في جامع الصلاة عن ابی هریرة ــ ☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۳۷۹ اور ج ۳ ص ۲۴۰، پر انس بن مالک سے روایت ان النبي صلی اللہ علیه وسلم قال للناس احسنوا اصلاتکم ــ فانی اراکم خلفی کما اراکم امامی ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرۃ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ لوگوں سے فرمایا اپنی نمازوں میں حسن پیدا کرو [خوب اچھے طریقے سے پڑھو] کیونکہ میں تم کو اپنے پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے سے دیکھتا ہوں۔

خانہ کعبہ میں آپؐ کی نماز کا واقعہ

مسند احمد میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم میں خانہ کعبہ کے اس گوشے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے دیکھا جس میں حجر اسود نصب ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جبکہ ابھی فَاصْدَعْ بِمَا تُوْمَرُ (جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے، اسے ہانکے پکارے کہہ دو) کا فرمان الٰہی نازل نہیں ہوا تھا۔ مشرکین اس نماز میں آپؐ کی زبان سے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کے الفاظ سن رہے تھے"۔ (ص ۳۴۴، ج ۵، الرحمٰن) (ا)

---------------*********---------------

تخریج (ا): ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَحْیَ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَ: انا ابْنُ لَھِیْعَةَ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْرَءُ وَھُوَ یُصَلِّیْ نَحْوَ الرُّکْنِ قَبْلَ اَنْ یَّصْدَعَ بِمَا یُوْمَرُ وَالْمُشْرِکُوْنَ یَسْتَمِعُوْنَ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

مآخذ :۔ ☆ مسند احمد، ج ۶، ص ۳۴۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۰

عورتوں کی نماز باجماعت میں شمولیت

لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ وَلٰکِنْ لِیَخْرُجْنَ وَھُنَّ تَفِلَاتٌ (۱)

ترجمہ :۔ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو، مگر وہ خوشبو لگا کر نہ آئیں۔

---------------*********---------------

تخریج (۱) :۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ وَلٰکِنْ لِیَخْرُجْنَ وَھُنَّ تَفِلَاتٌ

مآخذ :۔ ☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۵۔ کتاب الصلاۃ باب ماجاء في خروج النساء الی المسجد۔ ☆دارمی، ج ۱، ص ۲۳۶۔ کتاب الصلاۃ باب ۵۷ النھی عن منع النساء عن المسجد و کیف یخرجن اذا خرجن۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۳۴۔ ☆مصنف عبدالرزاق، ج ۳، ص ۱۵۱۔ کتاب الصلاۃ باب شھود النساء الجماعۃ۔ ☆کنزالعمال، ج ۱۶، ص ۴۱۴، حدیث ۴۵۱۷۵۔

عبداللہ بن عمر سے مروی روایت :

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ۔ مآخذ: مسلم، ج ۱، ص ۱۸۳۔ کتاب الصلاۃ باب خروج النساء الی المساجد۔ ☆موطا امام مالک، ماجاء في خروج النساء الي المساجد۔ ☆ابن ماجہ میں ابن عمر سے مروی روایت

(۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ اَنْ تُصَلِّیْنَ فِی الْمَسْجِدِ الخ۔

مآخذ: ابن ماجہ المقدمہ باب ۲، تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و التغلیظ علی من عارضہ۔ ☆مسند احمد، ج ۲، ص ۱۶، ۳۶، ۱۵۱۔ ج ۵، ص ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۳۲۔ ☆مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۳۳۔ ☆کنزالعمال، ج ۱۶، ص ۴۱۴۔

بخاری میں ابن عمرؓ سے مروی روایت

---

(۱) تفلات ۔ واحد التفلۃ التي لاطیب لھا (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٤) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِذَا اسْتَأْذَنَتْ امْرَاَۃُ اَحَدِکُمْ فَلَا تَمْنَعْھَا۔

ماخذ:۔ ☆بخاری' ج ۱'ص ۱۲۰' کتاب الاذان، باب استیذان المراۃ زوجھا بالخروج الي المسجد۔ ☆نسائی' ج ۲'ص ۴۲۔ کتاب المساجد، باب النھی عن منع النساء من اتیانھن المسجد۔ ☆دارمی' ج ۱'ص ۲۳۵۔ کتاب الصلاۃ باب ۵۷ – النھی عن منع النساء من المساجد و کیف یخرجن اذا خرجن۔ دارمی میں امراۃ احدکم کے بجائے زوجتہ ہے۔☆مصنف عبدالرزاق' ج ۳'ص ۱۵۱' کتاب الصلاۃ باب شھود النساء الجماعۃ۔

نسائی نے فلا تمنعھا کے بجائے فلا یمنعھا روایت کیا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ایک اور روایت

(٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِذَا اسْتَأْذَنَکُمْ نِسَآءُکُمْ بِاللَّیْلِ اِلَی الْمَسَاجِدِ فَأْذَنُوْا لَھُنَّ۔

ماخذ:۔ ☆بخاری' ج ۱'ص ۱۱۹۔ کتاب الاذان، باب خروج النساء الي المساجد بالليل و الغلس – ☆مسند احمد' ج ۲'ص ۴۹۔السنن الکبریٰ للبیھقی' ج ۳'ص ۱۳۲۔

مسلم میں ابن عمرؓ کی ایک اور روایت

(٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِئْذَنُوْا لِلنِّسَآءِ بِاللَّیْلِ اِلَی الْمَسَاجِدِ

ماخذ☆مسلم' ج ۱'ص ۱۸۳۔ کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الي المساجد– ☆ابوداؤد' ج ۱'ص ۱۵۵۔ کتاب الصلاۃ، باب ماجاء في خروج النساء الي المسجد– ☆ترمذی' ج ۱'ص ۱۲۷' ابواب السفر' باب في خروج النساء الی المساجد۔

عورت کا خوشبو لگا کر مسجد میں آنا

ترجمہ:۔ ایک عورت مسجد سے نکل کر جارہی تھی کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس کے پاس سے گزرے اور انھوں نے محسوس کیا کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے۔انھوں نے اسے روک کر پوچھا "اے خدائے جبار کی بندی کیا تو مسجد سے آرہی ہے۔اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا، "ہاں"۔ بولے میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز اس وقت تک مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ گھر جا کر غسل جنابت نہ کر لے"۔ (۱)

------------*********------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلَى اَبِي رُهْمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَقِيَتْهُ امْرَاَةٌ وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطِّيبِ [ينفح] وَلِذَيْلِهَا اِعْصَارٌ، فَقَالَ: يَا اَمَةَ الْجَبَّارِ جِئْتِ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَاَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ

ماخذ: ۔ ☆ ابو داؤد، ج ۴، ص ۷۹، كتاب الترجل، باب ما جاء في المراة تتطيب للخروج ۔ ☆ نسائی، ج ۸، ص ۱۵۴، كتاب الزينة، باب اغتسال المراة من الطيب ۔ ☆ مسند احمد، ج ۲، ص روايات ابی ہريرہ ۔ ☆ كنز العمال، ج ۱۶، ص ۴۱۵، حديث ۴۵۱۸۳، ابو ہريرہ۔

اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْاَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ كَذَا وَكَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِيْدًا ترجمہ: ۔ جو عورت عطر لگا کر راستے سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ ایسی ایسی ہے۔ آپ نے اس کے لیے بڑے سخت الفاظ استعمال فرمائے۔ (۲)

------------*********------------

تخریج (۲): ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيٰى، اَخْبَرَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنِي غُنَيْمُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ اَبِي مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْاَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ كَذَا وَكَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِيْدًا

ماخذ: ۔ ☆ ابو داؤد، ج ۴، ص ۷۹، كتاب الترجل، باب ما جاء في المراة تتطيب للخروج ۔ ☆ نسائی، ج ۸، ص ۱۵۳، كتاب الزينه، باب ما يكره للنساء من الطيب ۔ ☆ كنز العمال، ج ۱۶، ص ۳۸۳، حديث ۴۵۰۱۰۔ ☆ مسند احمد، ج ۴، ص ۴۰۰، ۴۱۴، ۴۱۸، سنن دارمی، ج ۲، باب ۱۸ كتاب الاستيذان۔

ترمذی نے متذکرہ بالا حدیث کے علاوہ ایک اور روایت بھی نقل کی ہے:

(الف) عَنْ اَبِي مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْاَةُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِیَ کَذَا وَکَذَا یَعْنِیْ زَانِیَةٌ

ترجمہ :۔ حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے آپ کا ارشاد بیان کیا کہ " ہر آنکھ مرتکب زنا ہونے والی ہے اور جب عورت عطر لگا کر راستے سے لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے"۔ یعنی زانیہ ہے۔

ماخذ :۔ ☆ ترمذی' ج ۲' ص ۱۰۷' ابواب الاستیذان، والادب باب ماجاء فی کراھیة خروج المراة متعطرة ۔ حدیث حسن صحیح ۔ نسائی نے فھی زانیة نقل کیا ہے۔ کنز العمال' ج ۱۶' ص ۳۸۴' حدیث نمبر ۴۵۰۱۷۔

مسلم اور نسائی نے زینب ثقفیہ سے ایک اور روایت نقل کی ہے۔

(ب) اِنَّ زَیْنَبَ الثَّقَفِیَّةَ کَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا شَہِدَتْ اِحْدَاکُنَّ الْعِشَآءَ فَلَا تَطَیَّبْ تِلْکَ اللَّیْلَةَ ترجمہ :۔ حضرت زینب ثقفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کرتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جب تم عورتوں میں سے کوئی نماز عشاء میں حاضر ہو تو اس رات خوشبو نہ لگائے"۔

ماخذ :۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۸۳' کتاب الصلوة باب خروج النساء الی المساجد الخ ۔ ☆ نسائی' ج ۸' ص ۱۵۵' کتاب الزینة باب النھی للمراة ان تشھد الصلوة اذا اصابت من البخور ۔ نسائی میں فلا تمس طیبًا ہے۔ ☆ موطا امام مالک' ج ۱' ص ۱۵۶' ماجاء فی خروج النساء الی المساجد ۔

موطا نے فلا تمسن طیبًا روایت کیا ہے (بسر بن سعید سے روایت کیا) کنز العمال' ج ۱۶' ص ۴۱۵' حدیث ۴۵۱۸۲۔

ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْھَدْنَ مَعَنَا الْعِشَاءَ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"جو عورت بخور کی خوشبو لگائے تو وہ ہمارے ساتھ نماز میں کسی صورت بھی حاضر نہ ہو"۔

ماخذ :۔ ☆ ابو داؤد' ج ۴' ص ۷۹' کتاب الترجل باب ماجاء فی المراة تتطیب للخروج ۔ ☆ مسلم' کتاب الصلاة' ج ۱' ص ۱۸۳' باب خروج النساء الی المساجد الخ ۔ ☆ نسائی' ج ۸' ص ۱۵۴' کتاب الزینة باب النھی للمراة ان تشھد الصلاة اذا اصابت عن البخور ۔ ☆ کنز العمال' ج ۶' ص ۴۱۵' حدیث ۴۵۱۸۱

عورت کیسی خوشبو استعمال کرے

ترجمہ :۔ آپ کی ہدایت تھی کہ عورتوں کو وہ خوشبو استعمال کرنی چاہئے جس کا رنگ تیز ہو اور بو ہلکی ہو۔ (ابو داؤد) (۱)

--------------*********--------------

تخریج (۱) :۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ نَا اَبُوْدَاوُدَ الْحَفَرِیُّ عَنْ سُفْیَانَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنِ الْجَرِيْرِيِّ، عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِيَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِيَ رِيْحُهٗ **ترجمہ :-** مردوں کی خوشبو وہ ہے کہ جس کی بو نمایاں ہو اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے کہ جس کا رنگ نمایاں ہو اور بو ہلکی ہو۔

مآخذ :- ☆ ترمذی' ج ۲' ص ۱۰۷' ابواب الاستیذان والادب ماجاء في طيب الرجال والنساء۔
☆ نسائی ج ۸' ص ۱۵۱' کتاب الزينة باب الفصل بين طيب الرجال وطيب النساء عن ابی هريرةَ۔

ابوداؤد نے لمبی حدیث بیان کی ہے۔ اس کے آخری فقروں میں ارشاد ہے۔

(الف) اَلَا وَ اِنَّ طِيْبَ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَلَمْ يَظْهَرْ لَوْنُهٗ اَلَا اِنَّ طِيْبَ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَلَمْ يَظْهَرْ رِيْحُهٗ **ترجمہ :-** "سنو' کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بو تیز ہو اور رنگ تیز نہ ہو۔ اور سنو کہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ تیز یعنی نمایاں ہو اور اس کی بو ہلکی ہو"۔

مآخذ :- ☆ ابوداؤد' ج ۲' ص ۲۵۴' کتاب النکاح، باب ما يكره من ذكر الرجل ما يكون من اصابته اهله۔ ☆ مسند احمد' ج ۴' ص ۴۴۲۔ عمران بن حصین۔

اس کے الفاظ ہیں :

(ب) اَلَا وَطِيْبُ الرِّجَالِ رِيْحٌ لَا لَوْنَ لَهٗ اَلَا وَطِيْبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيْحَ لَهٗ **ترجمہ :-** "سنو' مردوں کی خوشبو کی بو ہوتی ہے۔ اس کی رنگت نہیں ہوتی اور عورتوں کی خوشبو کی رنگت ہوتی ہے' بو نہیں ہوتی"۔

(مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ کے علاوہ دوسرے حواس کو مشتعل کرنے والی چیزوں سے بھی قرآن کی روشنی میں منع فرمادیا کہ یہ اظہار زینت میں شامل ہے) چنانچہ آپؐ نے عورتوں کو حکم دیا کہ (وہ) خوشبو لگاکر باہر نہ نکلیں۔

اسی طرح آپؐ نے اس بات کو بھی ناپسند فرمایا کہ عورتیں بلاضرورت اپنی آواز مردوں کو سنائیں۔ ضرورت پڑنے پر بات کرنے کی اجازت تو خود قرآن میں دی گئی ہے' اور لوگوں کو دینی مسائل خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بتایا کرتی تھیں۔ لیکن جہاں اس کی نہ ضرورت ہو اور نہ کوئی دینی یا اخلاقی فائدہ' وہاں اس بات کو پسند نہیں کیا گیا ہے کہ عورتیں اپنی آواز غیر مردوں کو سنائیں۔ چنانچہ نماز میں اگر امام بھول جائے تو مردوں کو حکم ہے کہ سبحان اللہ کہیں' مگر عورتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مار کر امام کو متنبہ کریں۔ التسبيح للرجال والتصفيق للنساء۔ (بخاری و مسلم) (۱)

اگر کوئی شخص بلاعذر مسجد میں حاضر نہ ہوا اور اپنے گھر میں نماز پڑھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق اس کی نماز مقبول نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' دارقطنی' حاکم بروایت ابن عباس) لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جمعہ کی فرضیت

(۱) (تفہیم القرآن' ج ۳' ص ۳۹۳' النور حاشیہ' ۴۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مستثنیٰ قرار دیا۔ ابوداؤد بروایت ام عطیہ۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، ص ۳۹۵ سورۃ النور، حاشیہ ۴۹)

(ج) لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَکُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُیُوْتُھُنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ ترجمہ :۔ اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روکو نہیں، اگرچہ ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔ (۲)

--------------*********--------------

تخریج (۲) :۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ، اَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنِیْ حَبِیْبُ ابْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَکُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُیُوْتُھُنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ

ماخذ :۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد۔
☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۷۶ روایات ابن عمرؓ۔ ☆ المستدرک، ج ۱، ص ۲۰۹ کتاب الصلاۃ باب لا تمنعوا نساء کم المساجد الخ۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۳۱، کتاب الصلاۃ باب خیر مساجد النساء قعر بیوتھن۔
☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۱۶ پر حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے لا تمنعوا امآء اللہ مساجد۔

عورت کا مسجد کی بجائے اپنے گھر نماز پڑھنا بہتر ہے

ام حمید ساعدیہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ مجھے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بڑا شوق ہے"۔ فرمایا "تمہارا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے میں پڑھنے سے بہتر ہے، اور تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا اپنے محلے کی مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے، اور تمہارا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھنا جامع مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ [احمد، طبرانی] (تفہیم، ج ۳، ص ۳۹۵ سورۃ النور حاشیہ ۴۹) (۱)

--------------*********--------------

تخریج (۱) :۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا ھَارُوْنُ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ دَاوُدُ بْنُ قَیْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سُوَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ عَمَّتِہٖ اُمِّ حُمَیْدٍ امْرَاَۃِ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ، اَنَّھَا جَآءَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلٰوۃَ مَعَکَ قَالَ : قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّیْنَ الصَّلٰوۃَ مَعِیْ وَصَلَاتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ وَصَلَاتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ دَارِکِ وَصَلَاتُکِ فِیْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارِكِ خيرٌ لكِ من صلاتكِ في مسجدِ قومكِ وصلاتكِ في مسجدِ قومكِ خيرٌ لكِ من صلاتكِ في مسجدي، قال: فأمرت فبُنِيَ لها مسجدٌ في أقصى شيءٍ من بيتها وأظلمه فكانت تصلّي فيه حتّى لقيت اللهَ عزّ وجلّ۔

مآخذ:۔☆ مسند احمد، ج ۶، ص ۳۷۱، مرویات ام حمید الساعدیہ۔

ابو داؤد نے کتاب الصلوۃ میں عبداللہ بن مسعود سے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے۔

(۲) عن عبدِ اللهِ، عن النبيِّ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ، قال: صلاةُ المرأةِ في بيتها أفضلُ عن صلاتها في حجرتها، وصلاتُها في مخدعها أفضلُ من صلاتها في بيتها **ترجمہ:**۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ "عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا" اپنے برآمدے میں پڑھنے سے افضل ہے اور اس کا اپنی عقبی کوٹھڑی میں (بڑے کمرے میں جو کوٹھڑی ہوتی ہے) نماز پڑھنا اس کے اپنے ذاتی کمرے میں پڑھنے سے افضل ہے۔

مآخذ:۔☆ ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۵۶، کتاب الصلاۃ باب التشدید في ذالك۔ ☆ المستدرک، ج ۱، ص ۲۰۹۔ کتاب الصلاۃ باب لاتمنعوا نساء المساجد الخ۔ ☆ کنز العمال، ج ۱۶، ص ۴۱۶، حدیث ۴۵۱۸۸۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۳۱۔

خيرُ مساجدِ النّساءِ قعرُ بيوتهنّ [حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں]

ترجمہ:۔ کہ عورتوں کے لیے بہترین مسجد ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں۔ [احمد، طبرانی] (تفہیم، ج ۳، ص ۳۹۵، سورۃ النور، حاشیہ ۴۹) (۳)

---------------*********---------------

تخریج (۳):۔ حدّثنا عبدُ اللهِ، حدّثني أبي، ثنا يحيى بنُ غيلانَ، قال: ثنا رشدينُ، حدّثني عمرٌو، عن أبي السّمحِ عن السّائبِ مولى أمِّ سلمةَ، عن أمِّ سلمةَ، عن رسولِ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ خيرُ مساجدِ النّساءِ قعرُ بيوتهنّ

مآخذ:۔☆ مسند احمد، ج ۶، ص ۲۹۷، مرویات ام سلمہ۔ ☆ المستدرک، ج ۱، ص ۲۰۹۔ کنز العمال، ج ۱۶، ص ۴۱۶، حدیث نمبر ۴۵۱۸۶۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۳۱۔ ☆ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۳۳، عن ام سلمہ۔

مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے داخل ہونے کے لیے ایک الگ دروازہ مخصوص کر دیا تھا۔ (۴)

---------------*********---------------

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تخریج (۴):۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ معمرٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِث، ثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكْنَا هٰذَا الْبَابَ لِلنِّسَآءِ قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى مَاتَ **ترجمہ**:۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان فرمایا: "کاش! ہم اس خاص دروازے کو عورتوں کے لیے مخصوص کر دیں"۔ نافع کہتے ہیں تادم زیست ابن عمر پھر کبھی اس دروازے سے داخل نہیں ہوئے۔

قال ابو داود: رواه اسماعیل بن ابراهیم عن ایوب عن نافع قال عمر وهذا اصح۔

مآخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۶، کتاب الصلوة باب ماجاء في خروج النساء الي المسجد [باب التشديد في ذالك]۔

جماعت میں عورتوں کی صفیں مردوں سے پیچھے رکھی جاتی تھیں اور نماز کے خاتمے پر حضور سلام پھیرنے کے بعد کچھ دیر توقف فرماتے تھے تاکہ مردوں کے اٹھنے سے پہلے عورتیں اٹھ کر چلی جائیں۔ [احمد و بخاری بروایت ام سلمہ] (تفہیم، ج ۳، ص ۳۹۶، سورۃ النور، حاشیہ ۴۹) (۵)

---------------*********---------------

تخریج (۵):۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَآءُ حِيْنَ يَقْضِيْ تَسْلِيْمَهُ وَيَمْكُثُ هُوَ فِيْ مَقَامِهِ يَسِيْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ قَالَ نَرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ لِكَيْ تَنْصَرِفَ النِّسَآءُ قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَهُنَّ مِنَ الرِّجَالِ **ترجمہ**:۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ پوری طرح سلام پھیرتے تو عورتیں اپنی جگہ سے اٹھ جاتی تھیں اور حضورؐ اپنی جگہ پر تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے کہ وہ اٹھ جائیں۔ راوی کہتا ہے ہمارا خیال ہے کہ حضورؐ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ عورتیں اپنی جگہ سے اٹھ جائیں قبل اس کے کہ کسی مرد سے ان کا آمنا سامنا ہو۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۰، کتب الاذان باب صلاة النساء خلف الرجال ☆ مسند احمد، ج ۶، ص ۲۹۶ مرویات ام سلمہ۔

مردوں اور عورتوں کے لیے بہترین صف

آپؐ کا ارشاد تھا کہ مردوں کی بہترین صف سب سے آگے کی صف ہے اور بدترین صف سب سے پیچھے (یعنی عورتوں سے قریب) کی صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف سب سے پیچھے کی صف ہے اور بدترین صف سب سے آگے کی [یعنی مردوں سے قریب کی] صف ہے۔ (۱) [مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد] (تفہیم، ج ۳، ص ۳۹۶، سورۃ النور، حاشیہ ۴۹)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا

ماخذ:۔ ☆مسلم، ج ۱، ص ۱۸۲، کتاب الصلوة باب امر النساء المصليات وراء الرجال الخ۔ ☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۸۱، کتاب الصلوة باب صف النساء و کراهية التاخر عن الصف الاول۔ ☆ترمذی، ج ۱، ص ۵۳، ابواب الصلوة باب ماجاء في فضل الصف الاول۔ ☆نسائی ج ۲، ص ۹۳، کتاب الامامة الخ باب ذكر خير صفوف النساء وشر صفوف الرجال۔ ☆ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوات باب صفوف النساء۔ ☆مصنف عبدالرزاق، ج ۳، ص ۱۴۸، کتاب الصلوة باب شهود النساء الجماعة۔ ☆السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۲۲۔ کتاب الصلاة باب ما يستحب للمراة من ترك التحافي في الركوع والسجود۔ عن ابی سعید خدری۔ صرف پہلا جز نقل کیا ہے۔

(۲) سَاَلَ رَجُلٌ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: هَلْ كُنَّ النِّسَآءُ يَشْهَدْنَ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ اَيْهَا اللّٰه! اِذًا فَلِمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اَلصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَشَرُّ صُفُوفِ النِّسَآءِ اَلصَّفُّ الْمُقَدَّمُ وَخَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَلصَّفُّ الْمُقَدَّمُ وَشَرُّ صُفُوفِ الرِّجَالِ اَلصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ ترجمہ:۔ ایک آدمی نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ آیا عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتی تھیں تو انہوں نے جواب دیا ہاں خدا کی قسم، اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر حضورؐ کے مندرجہ ذیل ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ "عورتوں کی بہترین صف، پیچھے کی صف ہے اور بد ترین صف سب سے آگے کی اور مردوں کی بہترین صف سب سے آگے کی صف ہے اور بد ترین صف سب سے پیچھے کی صف ہے"۔

نماز عیدین میں عورتوں کی شرکت

عیدین کی نماز میں عورتیں شریک ہوتی تھیں مگر ان کی جگہ مردوں سے الگ تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے بعد عورتوں کی طرف جاکر ان کو الگ خطاب فرماتے تھے۔(۱) (ابو داؤد بروایت جابر بن عبداللہ اور بخاری و مسلم بروایت ابن عباس) (تفہیم، ج ۳، ص ۲۹۶، سورۃ النور، حاشیہ ۴۹)

---------------********---------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج (۱): حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلَ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ الخ۔

ترجمہ:۔ حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ عید کے روز حائضہ عورتوں اور کنواریوں کو ساتھ لائیں کہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں موجود ہوں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز پڑھنے کی جگہ سے دور رہیں۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۵۱، كتاب الصلوة باب وجوب الصلوة في الثياب وقول الله خذوا الخ۔ ☆ مسلم، ج ۱ ص ۲۹، كتاب العيدين فصل في اخراج العواتق وذوات الخدور والحيض الي العيد ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۹۶، باب في خروج النساء في العيد۔ ☆ ترمذی ج ۱ ص ۱۲۰، ابواب العيدين باب في خروج النساء فی العیدین ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۸۰۔۱۸۱، كتاب صلوة العيدين۔ خروج العواتق وذوات الخدور في العيدين۔ عن ام عطیه قدرے لفظی اختلاف)۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب ماجاء في خروج النساء في العيدين۔ ترمذی نے قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ روایت نقل کر کے لکھا ہے۔

قال ابو عيسٰى حديث ام عطية حديث حسن صحيح وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَخَّصَ لِلنِّسَآءِ فِى الْخُرُوْجِ اِلَى الْعِيْدَيْنِ وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَرُوِىَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ اَكْرَهُ الْيَوْمَ الْخُرُوْجَ لِلنِّسَآءِ فِى الْعِيْدَيْنِ۔ فَاِنْ اَبَتِ الْمَرْاَةُ اِلَّا اَنْ تَخْرُجَ فَلْيَاْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا اَنْ تَخْرُجَ فِى اَطْمَارِهَا (پرانا لباس) وَلَاتَتَزَيَّنُ فَاِنْ اَبَتْ اَنْ تَخْرُجَ كَذٰلِكَ فَلِلزَّوْجِ اَنْ يَمْنَعَهَا عَنِ الْخُرُوْجِ وَيُرْوٰى عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَوْ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ وَيُرْوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِىِّ اَنَّهُ كَرِهَ الْيَوْمَ الْخُرُوْجَ لِلنِّسَآءِ اِلَى الْعِيْدِ ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیزیں ملاحظہ فرما لیتے جو عورتوں نے ایجاد کر کے اختیار کر لی ہیں تو لازماً انہیں روک دیتے۔ سفیان ثوری سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے اپنے زمانے میں عورتوں کا عید کے لیے نکلنا مکروہ قرار دیا۔ امام ترمذی نے حضرت ام عطیہ سے مروی حدیث کو حسن صحیح قرار دے کر اس مسئلہ میں اہل علم کی مختلف آراء نقل کی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ بعض اہل علم نے اس حدیث کو لیا ہے اور انہوں نے نماز عیدین کے لیے عورتوں کے نکلنے کی رخصت دی ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اسے ناپسند کیا ہے۔ ابن المبارک کا یہ قول منقول ہے کہ آج [یعنی اپنے دور میں] عیدین کے لیے عورتوں کے نکلنے کو میں اچھا نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھا۔ البتہ اگر عورت نکلنے پر بضد ہو اور اصرار کرے تو اس کے شوہر کو اس شرط کے ساتھ اجازت دینی چاہئے کہ وہ اپنے سادہ اور پرانے لباس میں جائے گی اور زیب و زینت سے نہیں نکلے گی۔ اگر یہ شرط اسے منظور نہ ہو تو شوہر اسے روک دے۔

مآخذ :۔☆السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۱۳۲۔

مرد و عورت کی آمد و رفت کے جدا جدا راستے

ایک مرتبہ مسجد نبوی کے باہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ راستے میں مرد اور عورت سب گڈمڈ ہو گئے ہیں۔ اس پر آپ نے عورتوں سے فرمایا:

اسْتَاْخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ **ترجمہ** :۔ "ٹھہر جاؤ' تمہارے لیے سڑک کے بیچ میں چلنا درست نہیں ہے 'کنارے پر چلو"۔ یہ ارشاد سنتے ہی عورتیں کنارے ہو کر دیواروں کے ساتھ چلنے لگیں۔(۱) (ابو داؤد) (تفہیم' ج ۳' ص ۳۹۶' حاشیہ ۴۹)

--------------*********---------------

تخریج (۱) :۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِيْ اِبْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي الْيَمَانِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَبِيْ عَمْرِو بْنِ حَمَّاسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ فِي الطَّرِيْقِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَآءِ اسْتَاْخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ اى "ليس لكن ان تمشى في وسطها" الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا بِهٖ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو اسید انصاری سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ ارشاد فرماتے سنا' جب کہ مرد اور عورتیں سب ایک راستہ میں گڈمڈ ہو گئے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا' ٹھہر جاؤ تمہارے لیے سڑک کے بیچ میں چلنا ٹھیک نہیں ہے۔ کنارے 'کنارے چلو۔ یہ ارشاد سنتے ہی عورتیں کنارے ہو کر دیواروں کے ساتھ ساتھ چلنے لگیں۔ حتیٰ کہ ان کے کپڑے دیوار سے چمٹ جاتے تھے۔

مآخذ :۔☆ابو داؤد' ج ۴' ص ۳۶۹' کتاب الادب باب في مشى النساء مع الرجال في الطريق۔ ☆کنز العمال' ج ۱۶' ص ۳۸۸' حدیث نمبر ۴۵۰۳۶۔

ابو داؤد نے ایک اور روایت ابن عمرؓ سے درج ذیل الفاظ میں نقل کی ہے:

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلُ بَيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المَرْاَتَيْنِ ترجمہ :۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔

مآخذ :۔ ☆ ابو داوٗد' ج ۴' ص ۳۶۹' کتاب الادب باب في مشى النساء مع الرجال في الطريق۔

اسلام عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول اور مخلوط سوسائٹی (Mixed Society) کا قطعی قائل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب عورتوں نے یہ چاہا کہ انہیں مسجد نبوی میں آکر حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے تو آپؐ نے انہیں منع تو نہیں کیا مگر فرمایا کہ :

"تمہارا اپنے گھر میں نماز پڑھنا میری مسجد میں آکر پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا اپنے گھر کے اندر کے کسی حجرے میں پڑھنا اپنے گھر کے دالان میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ پھر جب عورتوں نے اس شوق کا اظہار کیا کہ وہ آپؐ کے پیچھے نماز باجماعت میں شریک ہوں تو آپؐ نے صرف صبح اور عشاء کے وقت آنے کی اجازت دی۔ ان کے آنے جانے کے لیے الگ دروازہ مخصوص کر دیا' اور ان کے لیے مردوں کی صفوں کے پیچھے کی صفیں مقرر فرمائیں۔ اس زمانے میں صبح کی نماز ایسے وقت ختم ہوتی تھی جب نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے واپس جاتے وقت بھی اتنا اندھیرا ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ عشاء کی نماز میں شریک ہونے کی اجازت بھی اس لیے دی گئی تھی کہ اس زمانے میں بجلی کی روشنی نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے پیچھے کی صفوں میں کھڑی ہونے والی عورتیں چھپی رہتی تھیں۔ پھر حکم یہ تھا کہ نماز ختم ہونے کے بعد مرد بیٹھے رہیں اور جب عورتیں چلی جائیں اس وقت اٹھیں۔

جس مذہب کی یہ تعلیمات ہوں اس کے متعلق پوچھنا کہ وہ عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماعات کی اجازت دیتا ہے (نہایت مضحکہ خیز بات ہے)

(تصریحات ص ۲۲۴۔۲۲۵ مرتبہ سید منصور خالد' مطبوعہ انڈیا)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۱

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا شرعاً ممنوع ہے

صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ وَحِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَہُ الْکُفَّارُ۔ ترجمہ :۔ "صبح کی نماز پڑھو اور جب سورج نکلنے لگے تو نماز سے رک جاؤ، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔ کیونکہ سورج جب نکلتا ہے تو شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں"۔ (۱)

ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّھَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ وَحِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَھَا الْکُفَّارُ (مسلم) ترجمہ :۔ "آپؐ نے عصر کی نماز کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا، پھر نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں"۔

تشریح :۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کا یہ نظام مقرر کرنے میں جو مصلحتیں ملحوظ رکھی ہیں ان میں سے ایک اہم مصلحت یہ بھی ہے کہ آفتاب پرستوں کے اوقات عبادت سے اجتناب کیا جائے۔ آفتاب ہر زمانے میں مشرکین کا سب سے بڑا، یا بہت بڑا معبود رہا ہے، اور اس کے طلوع و غروب کے اوقات خاص طور پر ان کے اوقات عبادت رہے ہیں، اس لیے ان اوقات میں تو نماز پڑھنا حرام کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ آفتاب کی پرستش زیادہ تر اس کے عروج کے اوقات میں کی جاتی رہی ہے، لہٰذا اسلام میں حکم دیا گیا کہ تم دن کی نمازیں زوال آفتاب کے بعد پڑھنی شروع کرو اور صبح کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لیا کرو۔ اس مصلحت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود متعدد احادیث میں بیان فرمایا ہے۔

(مندرجہ بالا احادیث) میں سورج کا شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع اور غروب ہونا ایک استعارہ ہے۔ یہ تصور دلانے کے لیے کہ شیطان اس کے نکلنے اور ڈوبنے کے اوقات کو لوگوں کے لیے ایک فتنہ عظیم بنا دیتا ہے۔ گویا جب لوگ اس کو نکلتے اور ڈوبتے دیکھ کر سجدہ ریز ہوتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شیطان اسے اپنے سر پر لیے ہوئے آیا ہے۔ اور سر ہی پر لیے جا رہا ہے۔ اس استعارے کی گرہ حضورؐ نے خود اپنے اس فقرے میں کھول دی ہے کہ "اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں"۔ (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱) :۔ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقَرِیُّ. قَالَ : نَا النَّضْرُ بْنُ

(۱) تفہیم القرآن، ج ۲، ص ۶۳۶۔ بنی اسرائیل حاشیہ ۹۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّد، قَالَ: نَاعِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: نَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوعَمَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ عِكْرِمَةُ: وَلَقِيَ شَدَّادٌ أَبَا أُمَامَةَ وَ وَاثِلَةَ وَصَحِبَ أَنَسًا إِلَى الشَّامِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَضْلًا وَ خَيْرًا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ: كُنْتُ وَ أَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَ أَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ وَ هُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ قَالَ: سَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْفِيًا جُرَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْتَ قَالَ: أَنَا نَبِيٌّ فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي اللّٰهُ فَقُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَ أَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ مَّعَكَ عَلَى هٰذَا؟ قَالَ: حُرٌّ وَّعَبْدٌ قَالَ: وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُوبَكْرٍ وَ بِلَالٌ مِّمَّنْ آمَنَ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرٰى حَالِي وَحَالَ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِي قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلٰى أَهْلِي وَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَ كُنْتُ فِي أَهْلِي فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّرُ الْأَخْبَارَ وَ أَسْأَلُ النَّاسَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيَّ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي قَدِمَ الْمَدِينَةَ؟ فَقَالُوا: النَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ وَقَدْ أَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ فَلَمْ يَسْتَطِيعُوا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْرِفُنِي؟ قَالَ: نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي بِمَكَّةَ قَالَ: فَقُلْتُ بَلٰى فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَ أَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ: صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَّحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَّحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاۃَ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّھَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَ حِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَھَا الْکُفَّارُ قَالَ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِیْ عَنْہُ قَالَ: مَا مِنْکُمْ رَجُلٌ یُقَرِّبُ وَضُوْءَہٗ فَیُمَضْمِضُ وَ یَسْتَنْشِقُ فَیَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْھِہٖ وَفِیْہِ وَ خَیَاشِیْمِہٖ ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْھَہٗ کَمَا اَمَرَہُ اللّٰہُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْھِہٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْیَتِہٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَغْسِلُ یَدَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا یَدَیْہِ مِنْ اَنَامِلِہٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَمْسَحُ رَاْسَہٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رَاْسِہٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِہٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَغْسِلُ قَدَمَیْہِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رِجْلَیْہِ مِنْ اَنَامِلِہٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ ھُوَ قَامَ فَصَلّٰی فَحَمِدَ اللّٰہَ وَ اَثْنٰی عَلَیْہِ وَ مَجَّدَہٗ بِالَّذِیْ ھُوَ لَہٗ اَھْلٌ وَ فَرَّغَ قَلْبَہٗ لِلّٰہِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِیْئَتِہٖ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ الخ

ترجمہ :۔ ''حضرت عمرو بن عبسہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ دور جاہلیت میں' میں سمجھتا تھا کہ لوگ گم کردہ راہ ہیں' ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں' ان کا کوئی دین و مذہب نہیں' بت پرست ہیں۔ میں نے سنا کہ مکہ میں ایک ایسا آدمی ہے جو بڑی عظیم اور عجیب خبریں بتاتا ہے۔ لہٰذا میں اپنی سواری پر سوار ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ آپؐ چھپے ہوئے تھے۔ قوم آپؐ پر جری ہو گئی تھی۔ پس میں حیلہ کر کے مکہ میں آپؐ کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے آپؐ سے پوچھا آپؐ کیا ہیں؟ حضورؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا ''میں نبی ہوں''۔ میں نے اس پر پھر پوچھا کہ ''نبی کیا ہوتا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے''۔ میں نے پھر پوچھا ''کون سی چیز دے کر آپؐ کو بھیجا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا ''مجھے صلہ رحمی' بتوں کو توڑنے اور توحید خالص یعنی اس کے ساتھ کسی شے کو شریک و ساجھی نہ بنایا جائے' اس دعوت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے''۔ میں نے پھر پوچھا اس آواز و دعوت پر آپؐ کا ساتھ کس نے دیا ہے؟'' فرمایا ''آزاد اور ایک غلام نے''۔ راوی کا بیان ہے کہ ''ان دنوں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ آپؐ پر ایمان لانے والوں میں تھے''۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا ''میں بھی آپؐ کی اتباع کرنا چاہتا ہوں''۔ فرمایا' میرا اور میرے رفقاء کا حال تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کن مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ لہٰذا تم اپنے وطن اپنے اہل و عیال کے پاس واپس لوٹ جاؤ۔ جب تجھے یہ خبر ملے کہ میں غالب آ گیا ہوں تو میرے پاس آ جانا۔ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے میں اپنے گھر واپس چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جلوہ افروز ہو گئے۔ میں ان دنوں اپنے اہل و عیال میں گھر ہی پر تھا اور نئی اطلاعات کی ٹوہ میں رہتا تھا۔ آپؐ کی مدینہ تشریف آوری کے متعلق لوگوں سے پوچھتا رہتا تھا حتیٰ کہ اہل مدینہ یعنی یثرب کے کچھ لوگ میرے پاس آئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ مدینہ میں تشریف لانے والے نے کیا کیا ہے؟ وہ بولے کہ لوگ اس کی طرف لپک لپک کر جا رہے ہیں حالانکہ اس کی اپنی قوم کے لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا تھا' مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد میں خود مدینہ میں آیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے مجھے پہچانا؟ فرمایا ''ہاں تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے''۔ میں نے عرض کیا ''جی ہاں'' [حضورؐ میں وہی ہوں]۔ پھر میں نے عرض کیا ''اے رسول الٰہی مجھے وہ کچھ سکھائیں جس کی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تعلیم دی ہے' مجھے اس کا علم نہیں ہے''۔ ایک تو مجھے نماز کے متعلق ارشاد فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا' "صبح کی نماز پڑھ کر رک جاؤ' حتیٰ کہ سورج پوری طرح نکل کر بلند ہو جائے۔ کیونکہ اس بلندی سے پہلے وقت میں سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اسی وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں"۔ پھر نماز پڑھو یہ ایسی نماز ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جسے شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ یہ عمل استواء کے وقت تک ہے۔ استواء کے وقت رک جاؤ کیونکہ اس وقت آتش جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جب زوال ہو جائے تو نماز پڑھ لو۔ یہ نماز بھی ایسی ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شرف قبولیت اسے حاصل ہوتا ہے۔ یہ عمل نماز عصر پڑھنے تک جاری رکھا جا سکتا ہے۔ نماز عصر پڑھ چکنے کے بعد غروب آفتاب تک رکے رہو۔ کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت بھی کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا' "حضورؐ مجھے وضو کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا' "تم میں سے کوئی ایک اپنا وضو کا برتن اپنے قریب نہیں کرتا' پھر کلی کرتا ہے' ناک میں پانی چڑھاتا پھر اسے جھاڑتا ہے مگر اس کے چہرے' منہ اور ناک کے اندر کی رگوں سے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اپنا چہرہ نہیں دھوتا' مگر اس کے چہرہ یعنی داڑھی کے اطراف سمیت پانی کے آخری قطرے کے ساتھ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ کہنیوں تک اپنے بازو نہیں دھوتا کہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کے پور تک کے گناہ پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے سر کا مسح نہیں کرتا مگر اس کے سر کے بالوں کے اطراف سے سارے گناہ پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ ٹخنوں تک اپنے پاؤں نہیں دھوتا مگر اس کے پاؤں کی انگلیوں کے پور تک کے گناہ پانی کے ساتھ ہی جھڑ جاتے ہیں۔ پھر اگر اس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور اس کی بزرگی بیان کی جس کا وہ اہل اور لائق ہے اور اپنے دل کو محض اللہ کے لیے فارغ کر لیا' تو اس کے خطیئات جھڑ جاتے ہیں اور وہ اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے کہ گویا ابھی اس نے شکم مادر سے جنم لیا ہے۔

ماخذ: ۔☆ مسلم ج ۱' ص ۲۷۶' کتاب فضائل القرآن وما یتعلق به باب الاوقات التي نهی عن الصلاة فیها۔ ☆ ابوداؤد' ج ۲' ص ۲۵' کتاب الصلاة باب من رخص فیهما اذا کانت الشمس مرتفعة مختصر ہے۔ ☆ نسائی' ج ۱' ص ۲۸۳' ۲۸۴' کتاب المواقیت اباحة الصلاة الی ان یصلی الصبح۔ ☆ مسند احمد' ج ۴' ص ۱۱۱۔ عمرو بن عبسہ' مختصر۔

(۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ، وَلَا تَحَيَّنُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ اَوِ الشَّيْطَانِ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ هِشَامٌ **ترجمہ**: ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو نماز پڑھنا چھوڑ دیا کرو تا آنکہ اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ نیز جب سورج کا ایک کنارہ ڈوب جائے تو بھی نماز پڑھنا بند کر دیا کرو یہاں تک کہ وہ اچھی طرح چھپ جائے۔ اور طلوع شمس اور غروب کے اوقات میں نماز کا ارادہ نہ کیا کرو کیونکہ ان اوقات میں سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے"۔

ماخذ: ۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۴۶۳' کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنوده۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۷۲' کتاب المساجد' باب اوقات الصلوات الخمس اس میں ہے فامسك عن الصلاة فانها تطلع بین قرنی الشیطان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ، قَالَ: سَاَلَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی سَائِلُکَ عَنْ اَمْرٍ اَنْتَ بِہٖ عَالِمٌ وَّاَنَا بِہٖ جَاھِلٌ، قَالَ: وَمَا ھُوَ؟ قَالَ: ھَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سَاعَۃٌ تُکْرَہُ فِیْھَا الصَّلَاۃُ؟ قَالَ: نَعَمْ اِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فَدَعِ الصَّلَاۃَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بِقَرْنَیِ الشَّیْطَانِ ثُمَّ صَلِّ فَالصَّلَاۃُ مَحْضُوْرَۃٌ مُتَقَبَّلَۃٌ حَتّٰی تَسْتَوِیَ الشَّمْسُ عَلٰی رَاْسِکَ کَالرُّمْحِ فَاِذَا کَانَتْ عَلٰی رَاْسِکَ کَالرُّمْحِ فَدَعِ الصَّلَاۃَ فَاِنَّ تِلْکَ السَّاعَۃَ تُسْجَرُ فِیْھَا جَھَنَّمُ وَتُفَتَّحُ فِیْھَا اَبْوَابُھَا حَتّٰی تَزِیْغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِکَ الْاَیْمَنِ فَاِذَا زَالَتْ فَالصَّلَاۃُ مَحْضُوْرَۃٌ مُتَقَبَّلَۃٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ دَعِ الصَّلَاۃَ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، حضرت صفوان بن معطل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے رسول الہی میں آپؐ سے اس امر کے متعلق پوچھنے والا ہوں جس کا آپ کو علم ہے۔ مجھے اس کا علم نہیں۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ شب و روز میں کوئی ایسی گھڑی بھی ہے جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہو؟'' فرمایا' ''ہاں''۔ جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو پھر طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھو' کیونکہ اس وقت سورج شیطان کے سینگوں کے ساتھ نکلتا ہے۔ پھر نماز پڑھو کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسے شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سورج چڑھ کر نیزے کی طرح سیدھا تمہارے سر پر آجائے۔ تو اس وقت بھی نماز چھوڑ دو کیونکہ اس وقت آتش جہنم کو خوب بھڑکایا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ وقت تمہارے دائیں جانب سورج کے ڈھلنے تک رہتا ہے۔ پس جب وہ زوال پذیر ہو جائے تو پھر نماز پڑھ یہ نماز وہ نماز ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسے شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ یہ وقت تمہارے نماز عصر پڑھنے تک ہے پھر نماز چھوڑ دو حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔

ماخذ:۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی الساعات التی تکرہ فیھا الصلاۃ۔

(۴) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ، قَالَ: اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: ھَلْ مِنْ سَاعَۃٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اُخْرٰی؟ قَالَ: نَعَمْ، جَوْفُ اللَّیْلِ الْاَوْسَطُ فَصَلِّ مَا بَدَالَکَ حَتّٰی یَطْلُعَ الصُّبْحُ ثُمَّ انْتَہِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَمَا دَامَتْ کَاَنَّھَا جَحَفَۃٌ حَتّٰی تُبَشْبِشَ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَالَکَ حَتّٰی یَقُوْمَ الْعَمُوْدُ عَلٰی ظِلِّہٖ ثُمَّ انْتَہِ حَتّٰی تَزِیْغَ الشَّمْسُ فَاِنَّ جَھَنَّمَ تُسْجَرُ نِصْفَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّهَارِ - ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ - ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ

ترجمہ :۔ حضرت عمرو بن عَبَسہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہو کر پوچھا کہ کوئی ایسی گھڑی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو دوسری کے بہ نسبت زیادہ محبوب و پسندیدہ ہو؟ حضورؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا ''رات کا درمیانی حصہ پس جتنی نماز پڑھ سکتے ہو، پو پھٹنے تک پڑھتے رہو، پھر طلوع آفتاب تک رک جاؤ''۔ اس وقت سورج ڈھال کی طرح نظر آتا ہے حتیٰ کہ وہ پورا کشادہ نظر آنے لگتا ہے۔ تو پھر اس وقت تک جتنی نماز پڑھ سکتے ہو، پڑھو کہ ستون اپنے اصلی سایہ پر کھڑا ہو جائے یعنی وقت استواء تک پھر رک جاؤ کہ سورج مائل بہ زوال ہو جائے کیونکہ عین زوال یعنی نصف النہار کے وقت آتش جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جتنی نماز پڑھ سکتے ہو، پڑھو حتیٰ کہ نماز عصر پڑھ لو پھر رک جاؤ اور مغرب تک رکے رہو کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان میں غروب ہوتا اور شیطان کے سینگوں کے درمیان میں سے ہی طلوع کرتا ہے۔

ماخذ :۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في الساعات التي تكره فيها الصلاة۔

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ ترجمہ :۔ ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد جب تک سورج اچھی طرح طلوع نہ ہو جائے اور نماز عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے، نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے''۔

ماخذ :۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۸۲، کتاب مواقیت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۷۵، کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلاة فيها ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۴۵، ابواب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب ماجاء في كراهية الصلاة بعد العصر وبعد الفجر ☆ نسائی، ج ۱، ص ۲۷۶، کتاب المواقيت الساعات التي نهى عن الصلاة فيها ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب النهي عن الصلاة بعد الفجر وبعد العصر

بخاری میں اس سلسلہ کی چند روایات :

ابن عباسؓ سے مروی روایت :

(۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : شَهِدَ عِنْدِيْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِيْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تُشْرِقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ ترجمہ :۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابہ جو نہایت پسندیدہ تھے اور ان میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت حضرت عمرؓ کی تھی، انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آفتاب تک اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

مآخذ: ۔☆ بخاری، ج ا ص ۸۲ کتاب مواقیت الصلاۃ باب الصلاۃ بعد الفجر الخ – ☆ مسلم، ج ا ص ۲۷۵ کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلاۃ فيها – ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ ابن ماجہ میں وفيهم عمر بن الخطاب بھی ہے۔ ☆ نسائی، ج ا ص ۲۷۷ کتاب المواقیت باب النهى عن الصلاۃ بعد الصبح –

ابن عمرؓ سے مروی روایت

(۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا قَالَ : وَحَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ **ترجمہ** :۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب دونوں اوقات میں نماز پڑھنے کی کوشش نہ کیا کرو۔ ابن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا۔ فرمایا ''جب سورج کا کنارہ نظر آئے تو اس کے اچھی طرح بلند ہونے تک نماز کو موخر کیے رکھو اور اسی طرح جب سورج کا کنارہ چھپ جائے تو اس کے اچھی طرح ڈوب جانے تک نماز کو موخر کیے رکھو۔

ابو سعید خدریؓ سے مروی روایت :

(۸) يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، ارشاد فرمارہے تھے کہ ''نماز صبح کے بعد اس وقت تک اور کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج اچھی طرح بلند نہ ہو جائے اور اسی طرح نماز عصر کے بعد اور کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج اچھی طرح غروب نہ ہو جائے''۔

مآخذ: ۔☆ بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ ج ا ص ۸۳ باب لا تتحرى الصلاۃ قبل غروب الشمس – ☆ مسلم، ج ۲، ص ۲۷۶، کتاب فضائل القرآن وما يتعلق به باب الاوقات التي نهى عن الصلاۃ – ☆ نسائی، ج ا ص ۲۷۷، کتاب المواقیت النهى عن الصلاۃ بعد العصر ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ و سننها باب النهى عن الصلاۃ بعد الفجر و بعد العصر –

--------------*********--------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیند کے غلبے کے وقت کی نماز کا حکم

ترجمہ :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے کہ جب کسی شخص پر نیند کا غلبہ ہو رہا ہو اور وہ نماز پڑھنے میں بار بار اونگھ جاتا ہو تو اسے نماز چھوڑ کر سو جانا چاہئے۔(۱)

تشریح :۔ بعض لوگ (قرآن مجید کی) آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء: ۴۳) اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جو شخص نماز کی عربی عبارات کا مطلب نہیں سمجھتا اس کی نماز نہیں ہوتی لیکن یہ ایک بے جا تشدد ہے (مطلب یہ ہے کہ) آدمی کو نماز میں اتنا ہوش رہنا چاہئے کہ وہ یہ جانے کہ وہ کیا چیز اپنی زبان سے ادا کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کھڑا تو ہو نماز پڑھنے اور شروع کر دے کوئی غزل۔

(تفہیم القرآن' ج ۱'ص ۳۵۴' النساء حاشیہ ۶۶)

---------------*********---------------

تخریج :۔(۱) حضرت عائشہ سے مروی روایت

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰي يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰي وَهُوَ نَاعِسٌ لَايَدْرِيْ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ ترجمہ :۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے جب کوئی نماز پڑھتے ہوئے اونگھ جائے تو اسے اس وقت تک سو جانا چاہئے جب تک نیند کا غلبہ اس سے دور نہ ہو جائے۔ کیونکہ تم میں سے کوئی جب نماز پڑھتے ہوئے اونگھ رہا ہو' تو اسے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ شاید وہ استغفار کر رہا ہے کہ اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہے۔

مآخذ :۔ ☆بخاری' ج ۱' ص ۳۴' کتاب الوضوء باب الوضوء من النوم ومن لم یرمن النعسة والنعستین او الخفقة وضوء۔ ☆مسلم' ج ۱' ص ۲۶۷' کتاب المسافرین وقصرها باب امر من نعس في صلاته۔

بخاری میں حضرت انس سے :

(۲) اِذَا نَعَسَ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰي يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ ترجمہ :۔ حضرت انس فرماتے ہیں اگر نماز میں اونگھ آجائے تو اسے اس وقت تک سو جانا چاہئے کہ اسے اپنی قراءت کا علم تو ہو [کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے]۔

مآخذ :۔ ☆بخاری حوالہ متذکرہ بالا۔ ☆ابوداؤد' کتاب الصلاة ابواب التطوع باب النعاس في الصلاة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ترمذی' ج ۱ص ۸۱' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في الصلاۃ عند النعاس حدیث حسن صحیح – ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ وسننها باب ماجاء في المصلی اذا نعس – ☆ دارمی' ج ۱ص ۲۶۲' کتاب الصلاۃ باب کراهیۃ الصلاۃ للناعس – موطا امام مالک صلاۃ اللیل۔ مسند احمد ج ۲ ص ۵۶ – ۲۰۲ – ۲۰۵ – ۲۵۹ ان مقامات پر مندرجہ ذیل الفاظ منقول ہیں۔ لا یدری لعله یستغفر فیسب نفسه

(۳) حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ

مآخذ: – ☆ بخاری' ج ۱ص ۱۵۴' کتاب التهجد باب مایکره من التشدید في العبادة – ☆ مسلم' ج ۱ص ۲۶۶' کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها باب فضیلة العمل الدائم من قیام اللیل – ☆ ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲۔ کتاب الصلوٰۃ ابواب قیام اللیل *نسائی، ج ۳، ص ۲۱۸، ۲۱۹ – الاختلاف علی ع احیاء اللیل – ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیها باب ماجاء في المصلی اذا نعس –

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۲

آداب نماز

لوگوں کو پھاند کر آگے بڑھنے کی ممانعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک شخص لوگوں کے اوپر سے پھاندتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ آپؐ نے پکار کر فرمایا "بیٹھ جاؤ، تم نے لوگوں کو تکلیف دی۔ (ابوداؤد، نسائی) (۱)

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بنُ مَعرُوفٍ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِّيِّ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ صَالِحٍ، عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَهِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ ترجمہ:۔ حضرت ابو زاہویہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک جمعہ کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی عبداللہ بن بسر کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ایک آدمی لوگوں کے اوپر سے ان کی گردنیں پھاندتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اسی حالت میں آپؐ نے اسے پکار کر فرمایا۔ "بیٹھ جاؤ، تم نے لوگوں کو تکلیف دی"۔

ماخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۹۲، کتاب الصلاۃ باب تفریع ابواب الجمعة باب تخطی رقاب الناس یوم الجمعة۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۴، ابواب الجمعة باب ماجاء في كراهية التخطی یوم الجمعة۔
☆ نسائی کتاب الجمعہ، ج ۳، ص ۱۰۳، باب النهی عن تخطی رقاب الناس والامام علی المنبر یوم الجمعة۔
☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة و سننها۔ باب ماجاء في النهی عن تخطی الناس یوم الجمعه ابن ماجہ میں فقد اذیت کے بعد و آنیت بھی ہے ☆ مسند احمد، ج ۴، ص ۱۸۷-۱۹۰، ج ۴، ص ۱۹۰)

نماز میں حرکت کرنا

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اس حال میں نماز پڑھا رہے تھے کہ آپؐ کے کندھے پر ایک بچی (امامہ بنت ابی

---

(۱) تفہیمات، حصہ دوم، ص ۴۱۰، اشاعت پنجم، ۱۹۷۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العاص) (۱)بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپؐ جب رکوع میں جاتے تو اس کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے پھر کندھے پر بٹھا لیتے۔(بخاری و مسلم) (۲)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ـحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ اَبِی قَتَادَہَ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ وَھُوَ حَامِلٌ اُمَامَۃَ بِنْتَ زَیْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِیْ الْعَاصِ ابْنِ رَبِیْعَۃَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَھَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَھَا۔

مآخذ:ـ ☆بخاری، ج ۱، ص ۷۲۔کتاب الصلاۃ، باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ فی الصلاۃ۔ ☆مسلم ج ۱، ص ۲۰۵۔کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جواز حمل الصبیان فی الصلاۃ۔ ☆نسائی، ج ۳، ص ۱۰۔کتاب السھو حمل الصبایا فی الصلاۃ ووضعھن فی الصلاۃ۔ ☆سنن دارمی، ج ۱، ص ۲۵۶، کتاب الصلاۃ، باب العمل فی الصلاۃ۔ ☆موطا امام مالک، ج ۱، ص ۱۴۱، کتاب الصلاۃ، جامع الصلاۃ۔ ☆مسند احمد، ج ۵، ص ۲۹۵، عن ابی قتادۃ انصاری۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۶۲، جامع ابواب الکلام فی الصلاۃ باب حمل الصبی ووضعہ فی الصلاۃ۔ ☆مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۱۲۵، شفقۃ النبی علی ابنۃ ابنتہ۔

ابو داوٗد نے حضرت ابو قتادہ کے واسطہ سے درجہ ذیل روایت بھی نقل کی ہے۔

(۲) بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ جُلُوْسٌ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْمِلُ اُمَامَۃَ بِنْتَ اَبِی الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِیْعِ، وَاُمُّھَا زَیْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ صَبِیَّۃٌ، یَحْمِلُھَا عَلٰی عَاتِقِہٖ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ عَلٰی عَاتِقِہٖ یَضَعُھَا اِذَا رَکَعَ وَیُعِیْدُھَا اِذَا قَامَ، حَتّٰی قَضٰی صَلَاتَہٗ یَفْعَلُ ذٰلِكَ بِھَا **ترجمہ**:ـ ایک مرتبہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ایسی حالت میں تشریف لائے کہ امامہ بنت ابی العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت زینب کی صاحبزادی کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ ابھی بچی ہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو یہ آپؐ کے کندھوں پر سوار تھی۔ رکوع کرتے وقت اسے اتار دیتے پھر جب قیام فرماتے تو اسے اٹھا لیتے۔ اسی عمل کی تکرار میں آپؐ نے اپنی نماز پوری کی۔

---

(۱)یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں۔ حضرت زینب بنت رسول اللہؐ کی بیٹی۔

(۲)تفہیمات حصہ دوم، ص ۲۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ☆ ابوداؤد' کتاب کتاب الصلاۃ باب العمل في الصلاۃ۔

نماز میں 'بچھو مارنا' نماز کو فاسد نہیں کرتا

ترجمہ :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز پڑھا رہے تھے۔ اتنے میں ایک بچھو نے آپؐ کو کاٹ لیا اور اسی حالت میں آپؐ نے اپنی جوتی رکھ کر اس کو مار ڈالا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ وَلَوْ کُنْتُمْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی بچھو اور سانپ کو مارو' خواہ تم نماز ہی میں کیوں نہ ہو۔ (احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی) (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱) :۔ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ الْحَافِظُ، وَ اَبُوْبَکْرٍ الْقَاضِیْ، قَالَا: نَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوْبَ، نَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالْجَبَّارِ الْعَطَارِدِیُّ، نَا اَبِیْ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ الضَّبِّیُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ شَرَفًا، وَاَشْرَفُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِہِ الْقِبْلَۃَ لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ نَائِمٍ وَلَا مُتَحَدِّثٍ وَ اقْتُلُوا الْحَیَّۃَ وَالْعَقْرَبَ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ صَلَاتِکُمْ، وَلَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ بِالثَّوْبِ۔

و ذکر الحدیث و روی ذلک ایضا عن ھشام بن زیاد ابی المقدام عن محمد بن کعب

و روی من وجہ آخر منقطع عن محمد بن کعب و لم یثبت في ذلک اسناد۔

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عباس مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لیے ایک شرف (بلندی و بزرگی) ہوتی ہے اور مجالس کی بزرگی اور بلندی وہ ہے جو اسے قبلہ رخ رکھے۔ تم سوئے ہوئے کی امامت میں نماز نہ پڑھو اور نہ ایسے شخص کے پیچھے پڑھو جو بے وضو ہو اور سانپ اور بچھو کو مار ڈالو خواہ تم نماز پڑھ رہے ہو اور دیواروں پر کپڑوں کے پردے نہ لٹکاؤ۔

☆ السنن الکبریٰ بیہقی' ج ۷' ص ۲۷۲' کتاب الصداق باب ماجاء في تستیر المنازل۔ ☆ المستدرک حاکم' ج ۴' ص ۲۷۰' عن ابن عباس کتاب الادب، باب اشرف المجالس – اُقْتُلُوا الْحَیَّۃَ وَالْعَقْرَبَ وَاِنْ کُنْتُمْ فِی الصَّلَاۃِ *کنز العمال، ج ۱۵، ص ۴۳، حدیث ۴۰۰۰۳، بحوالہ طبرانی، عن ابن عباس۔

---

(۱) تفہیمات' حصہ دوم' ص ۲۶۰' اشاعت پنجم' ۱۹۷۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ ، عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلَاةِ الْحَیَّةَ وَالْعَقْرَبَ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ :"دو کالوں [اسودین] یعنی بچھو اور سانپ کو نماز میں ہی مار ڈالو"۔

ماخذ :۔☆ابوداؤد، ج ا، ص ۲۴۲، کتاب الصلاۃ باب العمل في الصلاۃ۔

نسائی اور مسند احمد میں یہ روایت بایں الفاظ منقول ہے :

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ : اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلَاةِ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسودین یعنی بچھو اور سانپ کو نماز میں مارنے کا حکم دیا ہے"۔

ماخذ :۔☆نسائی، ج ۳، ص ۱۰، کتاب السهو باب قتل الحیة و العقرب في الصلاۃ۔ ☆مسند احمد، ج ۲، ص ۲۳۳ ابو ہریرہ۔☆مسند احمد، ج ۲، ص ۲۸۴ پر حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت کے الفاظ۔

(٤) اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَقْتُلَ الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلَاةِ الْعَقْرَبَ وَالْحَیَّةَ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اسودین یعنی بچھو اور سانپ کو نماز میں مار دیا کریں"۔

ماخذ :۔☆مسند احمد، ج ۲، ص ۲۸۴، ابو ہریرہ، مصنف عبدالرزاق، ج ا، ص ۴۴۹، باب قتل الحیة و العقرب في الصلاۃ۔

(٥) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ : اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلَاةِ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَبِیْ رَافِعٍ ، قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی : حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَغَیْرِهِمْ : وَبِهٖ یَقُوْلُ اَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَکَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ قَتْلَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِی الصَّلَاةِ ، قَالَ اِبْرَاهِیْمُ : اِنَّ فِی الصَّلَاةِ لَشُغْلًا ۔ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ ترجمہ :۔ امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کو حسن صحیح قرار دے کر مختلف مذاہب بیان کیے ہیں "کچھ صحابہ کرام اور دوسرے اہل علم کی رائے یہی ہے جو حضرت ابوھریرہ کی روایت میں بیان ہوئی ہے یہ مسلک امام احمد اور امام اسحاق کا ہے ۔ البتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض اہل علم نے نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنا ناپسند کیا ہے۔ ابراہیم کا قول تو یہ ہے کہ نماز میں بجائے خود ایک مشغولیت ہے۔

مآخذ: ☆ ترمذی' ج ا' ص ۸۹' ابواب الصلاة باب ماجاء في قتل الاسودين في الصلاة — ☆ دارمی' ج ا' ص ۲۹۲' کتاب الصلاة باب قتل الحية والعقرب في الصلاة — ☆ مسند احمد' ج ۲' ص ۲۴۸' ۳' ۲۷۳' ۴۹۰۔

(٦) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمِ الْاَوْدِيُّ وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ الدَّهَّانُ، ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَدَغَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَبٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ الْمُصَلِّيْ وَغَيْرَ الْمُصَلِّيْ اُقْتُلُوْهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ **ترجمہ:** حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں ایک بچھو نے کاٹ لیا' تو اس موقعہ پر فرمایا "اللہ کی لعنت ہو بچھو پر یہ کم بخت نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نمازی کو۔ حرم مکہ کے باہر ہو یا حرم میں اسے مار ڈالو"۔

مآخذ: ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة الخ باب ماجاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة —

في الزوائد: في اسناده الحكم بن عبد الملك، وهو ضعيف لكن لا ينفرد به الحكم — فقد رواه ابن خزيمه في صحيحه عن محمد بن بشار عن محمد بن جعفر، عن شعبة، عن قتادة به — وقال قد رواه الترمذي من حديث ابي هريرة وقال: حديث حسن وفي الباب عن ابن عباس وابي رافع —

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حالت نماز میں بچھو کو مارا ہے:

(٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰ، ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ ثَنَا مَنْدَلٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ عَقْرَبًا وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ في الزوائد، في اسناده مندل، وهو ضعيف **ترجمہ:** ابو رافع سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے' ان کے دادا کی روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بچھو کو خود مارا ہے۔

مآخذ: ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة —

(٨) عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاتِهِ اِذْ ضَرَبَ شَيْئًا فِيْ صَلَاتِهِ، فَاِذَا هِيَ عَقْرَبٌ ضَرَبَهَا فَقَتَلَهَا وَاَمَرَ بِقَتْلِ الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ الخ

مآخذ: ☆ مجمع الزوائد' ج ۳' ص ۲۲۹۔ ☆ رواه البزار وفيه يوسف بن نافع، ذكره ابن ابي حاتم ولم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یجرحه و لم یوثقه و ذکره ابن حبان في الثقات۔

جوتے پہن کر نماز پڑھنا

مسند احمد اور ابو داؤد میں ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جوتے کو پلٹ کر دیکھ لے۔ اگر کوئی گندگی لگی ہو تو زمین سے رگڑ کر صاف کرے اور انہی جوتوں کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لے"۔(۱)

(دوسری روایت) خالفوا الیهود فانهم لا یصلون في نعالهم ولا خفافهم "یہودیوں کے خلاف عمل کرو کیونکہ وہ جوتے اور چمڑے کے موزے پہن کر نماز نہیں پڑھتے"۔(ابو داؤد)

ترجمہ :۔ (ابو ہریرہؓ کی روایت میں حضورؐ کے یہ الفاظ ہیں) اگر تم میں سے کسی نے اپنے جوتے سے گندگی کو پامال کیا ہو، تو مٹی اس کو پاک کر دینے کے لیے کافی ہے"۔(۲)

یطهره مابعده (حضرت ام سلمہؓ کی روایت) ایک جگہ گندگی لگی ہوگی تو دوسری جگہ جاتے جاتے خود زمین ہی اس کو پاک کر دے گی۔(۳)

تشریح (ان احادیث) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضرور جوتے ہی پہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، اس لیے دونوں طرح عمل کرو۔ عمرو بن عاصؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ان کثیر التعداد روایات کی بنا پر امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام اوزاعی اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ جوتا ہر حال میں زمین کی مٹی سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایک قول امام احمد اور امام شافعی کا بھی اس کی تائید میں ہے۔ مگر امام شافعی کا مشہور قول اس کے خلاف ہے۔ غالباً وہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے کو ادب کے خلاف سمجھ کر منع کرتے ہیں، اگرچہ سمجھا یہی گیا ہے کہ ان کے نزدیک جوتا مٹی پر رگڑنے سے پاک نہیں ہوتا (اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسجد نبویؐ میں چٹائی تک کا فرش نہ تھا، بلکہ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) لہٰذا ان احادیث سے استدلال کر کے اگر کوئی شخص آج کی مسجدوں کے فرش پر جوتے لے جانا چاہے تو یہ صحیح نہ ہو گا۔ البتہ گھاس پر یا کھلے میدان میں جوتے پہنے پہنے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو میدان میں نماز جنازہ پڑھتے وقت بھی جوتے اتارنے پر اصرار کرتے ہیں، وہ دراصل احکام سے ناواقف ہیں)(۱)

-------------*********-------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَبِي نَعَامَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ اَبِي نَضْرَةَ، عَنْ اَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاَصْحَابِهِ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ ، فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ الْقَوْمُ اَلْقَوْا

(۱) تفہیم القرآن، ج ۳، ص ۸۹ - ۸۸ - طٰہٰ حاشیہ ۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعالھم ، فلمّا قضی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صلاتہ ، قال : ما حملکم علی القاء نعالکم ؟ قالوا : رأیناک القیت نعلیک ، فالقینا نعالنا ، فقال : رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انّ جبرئیل صلّی اللہ علیہ و سلم اتانی ، فاخبرنی انّ فیھما قذرا ، او قال : اذی ، و قال : اذا جآء احدکم الی المسجد فلینظر ، فان رای فی نعلیہ قذرا او اذی فلیمسحہ و لیصلّ فیھما ترجمہ : ۔حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے ' انہوں نے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھائی ۔ اس دوران میں اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ دیئے ۔ جب آپ کے اس عمل کو صحابہ نے دیکھا تو [جذبہ اتباع میں] انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر لی تو روئے سخن ان کی طرف کر کے فرمایا کہ اپنے جوتے اتارنے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے دیکھا کہ آپؐ نے اپنے جوتے اتار کر رکھ دیئے ہیں تو ہم نے بھی اتار کر رکھ دیئے ' [تاکہ اتباع ہو جائے] ۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابھی جبریل نے آ کر مجھے بتایا کہ میرے دونوں جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے اور فرمایا کہ

"جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جوتے کو پلٹ کر دیکھ لے ۔ اگر ان میں کوئی گندگی اسے نظر آئے تو زمین سے رگڑ لے اور انہی جوتوں کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لے"۔

مآخذ ☆ ابو داؤد' ج ۱' ص ۱۷۵' کتاب الصلاۃ ، باب الصلاۃ فی النعل — ☆ السنن دارمی' ج ۱' ص ۲۶۰' کتاب الصلاۃ ، باب الصلاۃ فی النعلین — ☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۲۰' عن ابی سعید خدری اور ج ۱' ص ۴۶۱ ۔ ج ۵' ص ۸۳ ۔ ج ۶' ص ۲۲۱ ۔

(۲) حدّثنا قتیبۃ بن سعید ، ثنا مروان بن معاویۃ الفزاریّ ، عن ھلال ابن میمون الرّملیّ ، عن یعلی بن شدّاد بن اوس ، عن ابیہ ، قال : قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم : خالفوا الیھود فانّھم لا یصلّون فی نعالھم و لا خفافھم ترجمہ : ۔ حضرت شداد بن اوس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "یہودیوں کے خلاف عمل کرو کیونکہ وہ جوتے اور چمڑے کے موزے پہن کر نماز نہیں پڑھتے"۔

مآخذ ☆ ابو داؤد' ج ۱' ص ۱۷۶' کتاب الصلاۃ ، باب الصلاۃ فی النعل ۔

موارد الظمان الی زوائد ابن حبان کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعلین الخ عن ابی ھریرۃ اس میں خالفوا الیھود و النصاریٰ ہے ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت ہے ' یہودیوں اور نصاریٰ کے خلاف عمل کرو کیونکہ وہ چمڑے کے موزے پہن کر اور جوتوں میں نماز نہیں پڑھتے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ، عَنْ اُمِّ وَلَدٍ لِاِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، اَنَّهَا سَأَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : اِنِّيْ امْرَاَةٌ اُطِيْلُ ذَيْلِيْ ، وَاَمْشِيْ فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ ، فَقَالَتْ : اُمُّ سَلَمَةَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ-

ترجمہ :- ایک خاتون نے بیان کیا کہ اس نے ام سلمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سے پوچھا کہ میرے قمیص کا دامن لمبا ہے اور گندگی والی جگہ چلتی پھرتی ہوں [مجھے کیا کرنا چاہئے] حضرت ام سلمہؓ نے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا دیا: آپ نے فرمایا (اگر ناپاک زمین سے دامن آلودہ ہو' تو دوسری جگہ کی) پاک زمین پر چلنا اسے پاک کر دے گا۔

(۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ، قَالَا : ثَنَا زُهَيْرٌ ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيْسٰى عَنْ مُوْسٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ ، عَنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ، قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِنَّ لَنَا طَرِيْقًا اِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً ، فَكَيْفَ نَفْعَلُ اِذَا مُطِرْنَا ؟ قَالَ : اَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيْقٌ هِيَ اَطْيَبُ مِنْهَا ؟ قَالَتْ : قُلْتُ : بَلٰى ، قَالَ : فَهٰذِهِ بِهٰذِهِ ترجمہ :- بنی عبد الاشہل کی ایک عورت بیان کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی جانب جانے والا ہمارا راستہ بدبودار ہے۔ جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کریں؟ فرمایا' کیا اس کے بعد اس سے اچھا صاف ستھرا راستہ نہیں آتا؟ اس نے عرض کیا ہاں [ایسا تو ہے] حضورؐ نے فرمایا پس یہ اس کے بدلے میں ہے۔

ماخذ ☆ابو داؤد' ج ا' ص ۱۰۴' کتاب الطهارة ، باب في الاذى يصيب الذيل

(۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ، ثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ ح وَثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ مَزْيَدٍ ، اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ ح وَثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا عُمَرُ ــــــ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ ، عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ الْمَعْنٰى قَالَ : اُنْبِئْتُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا وَطِئَ اَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْاَذٰى فَاِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُوْرٌ

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں سے اگر کسی کا جوتے پہن کر گندگی پر سے گزر ہو تو مٹی اس کو پاک کرنے والی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت میں ہے :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) اِذَا وَطِئَ الْاَذٰی بِخُفَّیْہِ فَطُھُوْرُھُمَا التُّرَابُ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے فرمایا "اگر چمڑے کے موزوں کے ساتھ گندگی پر گزرے تو مٹی ان دونوں کو پاک کر دے گی۔

ماخذ ☆ ابوداؤد، ج ۱ ص ۱۰۵ کتاب الطھارۃ باب فی الاذی یصیب النعل۔

ننگے سر نماز پڑھنا

سوال : ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے، جب کہ ٹوپی یا کپڑا موجود ہو؟

جواب : نماز میں سر ڈھانکنے کا کوئی حکم، یا ننگے سر نماز پڑھنے کی کوئی نہی میرے علم میں نہیں ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ عمامہ یا ٹوپی پہنے ہوئے ہی نماز پڑھتے تھے۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد کے حکم کا تقاضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز اچھا لباس پہن کر پڑھی جائے اور ٹوپی یا عمامہ بھی اس میں داخل ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص ننگے سر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱) :۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ھِلَالٍ الصَّوَّافُ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ حُسَیْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ، قَالَ : رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ حَافِیًا وَّمُنْتَعِلًا ترجمہ :۔ حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے حوالہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ [ان کے دادا کا قول ہے] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے پہنے ہوئے بھی اور جوتے اتار کر دونوں حالتوں میں نماز پڑھتے [اپنی آنکھوں سے] دیکھا ہے۔

ماخذ ☆ ابوداؤد، ج ۱ ص ۱۷۶ کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعل۔

ابن ابی اوس روایت کرتے ہیں :

قَالَ جَدِّیْ اَوْسٌ اَحْیَانًا یُصَلِّیْ فَیُشِیْرُ اِلَیَّ وَھُوَ فِی الصَّلَاۃِ فَاُعْطِیْہِ نَعْلَیْہِ وَیَقُوْلُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَیْہِ ترجمہ :۔ ابن ابی اوس نے بیان کیا کہ میرے دادا اوس کبھی کبھار نماز پڑھتے ہوئے مجھے اشارہ کرتے، تو میں ان کو ان کے جوتے دے دیتا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ماخذ ☆ ابوداؤد، ج ۱ ص ۱۷۶ کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعل۔

---

(۱) ترجمان القرآن، ستمبر ۱۹۷۶ء۔ بحوالہ رسائل و مسائل، حصہ پنجم، ص ۲۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز میں چھینک

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت رفاعہ بن رافع کو چھینک آئی اور انہوں نے زور سے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی نماز ختم ہونے کے بعد حضورؐ نے فرمایا "یہ کون تھا جس نے یہ فقرہ کہا تھا؟" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمیں سے زیادہ فرشتے اس قول کو لے جانے کے لیے ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے۔ (ترمذی' ابو داؤد) (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ـ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ، نَا رِفَاعَۃُ بْنُ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِیُّ، عَنْ عَمِّ اَبِیْہِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَطَسْتُ، فَقُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْصَرَفَ فَقَالَ: مَنِ الْمُتَکَلِّمُ فِی الصَّلَاۃِ؟ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ اَحَدٌ، ثُمَّ قَالَہَا الثَّانِیَۃَ مَنِ الْمُتَکَلِّمُ فِی الصَّلَاۃِ؟ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ اَحَدٌ، ثُمَّ قَالَہَا الثَّالِثَۃَ مَنِ الْمُتَکَلِّمُ فِی الصَّلَاۃِ؟ فَقَالَ: رِفَاعَۃُ ابْنُ رَافِعِ بْنِ عَفْرَآءَ: اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: کَیْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی فَقَالَ: النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ابْتَدَرَہَا بِضْعَۃٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ مَلَکًا اَیُّہُمْ یَصْعَدُ بِہَا — وفي الباب عن انس و وائل بن حجر و عامر بن ربيعة قال ابو عيسى حديث رفاعة حديث حسن وكان هذا الحديث عند بعض اهل العلم انه في التطوع لان غير واحد من التابعين قالوا اذا عطس الرجل في الصلاة المكتوبة انما يحمد الله في نفسه و لم يوسعها باكثر من ذلك —

ترجمہ :۔ حضرت رفاعہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز میں چھینک ماری تو میں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی کہا

(۱) تفہیمات ' حصہ دوم ' ص ۲۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر مقتدیوں کی طرف منہ پھیرا تو پوچھا کہ نماز میں یہ بولنے والا کون ہے؟ کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا تو آپؐ نے دوبارہ دریافت فرمایا کہ یہ بولنے والا کون ہے؟ مگر اس دفعہ بھی کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون آدمی تھا جو نماز میں بولا تھا؟ رفاعہ بن رافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضور وہ تو میں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تم نے وہ کلمات کیسے کہے تھے میں نے دوبارہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا الخ پڑھ کر سنا دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تیس سے زیادہ فرشتے اس قول کو لے جانے کے لیے ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے"۔

مآخذ ☆ ترمذی، ج ۱ ص ۹۱، ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی الرجل یعطس فی الصلاۃ — ☆ نسائی، ج ۲، ص ۱۴۵۔ کتاب الافتتاح، باب قول الماموم اذا عطس خلف الامام ☆ مسند احمد، ج ۴، ص ۳۴۰، روایت رفاعہ بن رافع۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۹۵ کتاب الصلاۃ باب القول عند رفع الراس من الرکوع واذا استوی قائماً — ☆ المستدرک للحاکم، ج ۱ کتاب الصلاۃ، ص ۲۲۵۔ ان دونوں میں چھینک کا ذکر نہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْمُجْمِرِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ یَحْیٰ، بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِیِّ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِیِّ، قَالَ: کُنَّا یَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرَّکْعَۃِ قَالَ: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قَالَ رَجُلٌ وَرَآءَہٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَکَلِّمُ قَالَ: اَنَا، قَالَ: رَاَیْتُ بِضْعَۃً وَّثَلَاثِیْنَ مَلَکًا یَبْتَدِرُوْنَهَا اَیُّهُمْ یَکْتُبُهَا اَوَّلُ ترجمہ:۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ایک روز ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ نے رکوع سے سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ پیچھے سے ایک آدمی نے ربنا لك الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کہا۔ جب حضورؐ نماز سے فارغ ہو کر مقتدیوں کی طرف پھرے تو دریافت فرمایا کہ یہ فقرہ کہنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا "حضورؐ وہ تو میں ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس فقرہ کو پہلے لکھنے کے لیے ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے"۔

ماخذ ☆ بخاری، ج ا ص ۱۱ کتاب الاذان باب ————

(۳) عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَجُلًا جَآءَ فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ وَقَدْ حَفَزَہُ النَّفَسُ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاتَہٗ قَالَ اَیُّکُمُ الْمُتَکَلِّمُ الْکَلِمَاتِ؟ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَیُّکُمُ الْمُتَکَلِّمُ بِهَا فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَیُّکُمُ الْمُتَکَلِّمُ؟ فَاِنَّہٗ لَمْ یَقُلْ بَاْسًا، فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِی النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اثْنَی عَشَرَ مَلَکًا یَبْتَدِرُوْنَهَا اَیُّهُمْ یَرْفَعُهَا الخ۔ ترجمہ :۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آکر صف میں شامل ہوا۔ اس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ اسی کیفیت میں اس نے الحمدللہ حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ کہا۔ نماز پوری کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کلمات کہنے والا تم میں سے کون ہے؟" سب لوگ خاموش رہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تم میں سے یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟" سب لوگ خاموش رہے۔ پھر تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا "تم میں سے یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟" گویا آپؐ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، تو ایک آدمی بول اٹھا "میں آیا تو میری سانس پھولی ہوئی تھی اسی حالت میں، میں نے یہ کلمات کہے ہیں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اسے اوپر لے جانے کے لیے ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے ہیں"۔

ماٰخذ :۔ ☆ مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۹۹۔ ☆ نسائی ج ۱ ص ۱۳۲۔ ۱۳۳ کتاب الافتتاح باب نوع آخر من الذکر بعد التکبیر، (نوٹ بخاری اور نسائی دونوں میں چھینک والا واقعہ نہیں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۴

تحویل قبلہ

۱۔ (پہلی روایت) ابن سعد کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر بن براء بن معرور کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ وہاں ظہر کا وقت آ گیا اور آپؐ لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکایک وحی کے ذریعے سے یہ آیت [قد نری تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام] (بقرہ آیت : ۱۴۴) نازل ہوئی اور اسی وقت آپؐ اور آپؐ کی اقتداء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کعبے کے رخ پھر گئے۔ اس کے بعد مدینے اور اطراف مدینہ میں اس کی عام منادی کی گئی۔ (خیال رہے کہ بیت المقدس مدینے سے عین شمال میں ہے اور کعبہ بالکل جنوب میں۔ نماز باجماعت پڑھتے ہوئے قبلہ تبدیل کرنے میں لامحالہ امام کو چل کر مقتدیوں کے پیچھے آنا پڑا ہو گا اور مقتدیوں کو صرف رخ ہی نہ بدلنا پڑا ہو گا' بلکہ کچھ نہ کچھ انہیں بھی چل کر اپنی صفیں درست کرنی پڑی ہوں گی۔ چنانچہ بعض روایات میں یہی تفصیل مذکور ہے۔)

۲۔ (دوسری روایت) براء بن عازب کہتے ہیں کہ ایک جگہ منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ لوگ رکوع میں تھے۔ حکم سنتے ہی سب کے سب اسی حالت میں کعبے کی طرف مڑ گئے۔

۳۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ بنی سلمہ میں اطلاع دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت پہنچی۔ لوگ ایک رکعت پڑھ چکے تھے کہ ان کے کانوں میں آواز پڑی : ''خبردار رہو' قبلہ بدل کر کعبے کی طرف کر دیا ہے''۔ (یہ) سنتے ہی پوری جماعت نے اپنا رخ بدل دیا۔

اور یہ جو فرمایا کہ ''ہم تمہارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں''۔ اور یہ کہ ''ہم اسی قبلے کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں' جسے تم پسند کرتے ہو''۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم آنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے منتظر تھے۔ آپؐ خود یہ محسوس فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل کی امامت کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اور اس کے ساتھ بیت المقدس کی مرکزیت بھی رخصت ہوئی۔ اب اصل مرکز ابراہیمی کی طرف رخ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ (تفہیم القرآن' ج ۱' ص ۱۲۱ البقرہ حاشیہ ۱۴۶)

۴۔ مسجد قبا میں لوگ نماز پڑھ رہے تھے کہ تحویل قبلہ کی منادی ان کے کانوں میں پہنچی اور انہوں نے اسی حالت میں اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کو نہ صرف جائز رکھا بلکہ پسند فرمایا۔

فقہی استنباط : اسی سے فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر کوئی شخص سمت قبلہ سے ناواقف ہو اور گمان غالب کی بنا پر کسی رخ پر نماز پڑھ رہا ہو' پھر اسی حالت میں کوئی اسے قبلہ کی صحیح سمت بتا دے تو اسی وقت اس کو صحیح سمت کی طرف پھر جانا چاہئے۔ (ہدایہ' باب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروط الصلوة التي تتقدمها)
اس طرح اور بھی بکثرت مثالیں آثار و حدیث میں ہیں۔ اور ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اگر غیر مصلی کے ذریعے سے بھی مقتدیوں کو امام کے رکوع و سجود اور قیام و قعود کی اطلاع پہنچے، اور وہ ذریعہ قابل اعتماد ہو، تو اس کے مطابق حرکت کرنے سے نماز میں کوئی قباحت واقع نہیں ہوتی۔ قاطع صلوٰۃ جو چیز ہے وہ دراصل اس نوعیت کا فعل ہے جس میں آپ کو مشغول دیکھ کر ناواقف آدمی یہ گمان کرے کہ آپ نماز نہیں پڑھ رہے ہیں، پھر مصلی اور غیر مصلی کے درمیان ایسا معاملہ ہو جو مکالمہ اور تعلیم و تعلم کی حد تک پہنچا ہوا ہو۔ تفہیمات، حصہ دوم، ص ۴۵۷۔۴۵۹، اشاعت پنجم ۱۹۷۰ء

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ وَيُقَالُ: بَلْ زَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ بِشْرِ بْنِ الْبَرَآءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فِي بَنِيْ سَلِمَةَ فَصَنَعَتْ لَهُ طَعَامًا، وَحَانَتِ الظُّهْرُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَمَرَ أَنْ يُوَجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَاسْتَدَارَ إِلَى الْكَعْبَةِ وَاسْتَقْبَلَ الْمِيْزَابَ فَسُمِّيَ الْمَسْجِدُ مَسْجِدَ الْقِبْلَتَيْنِ ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کے ہاں ام بشر بن البراء بن معرور سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ ام بشر نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا کہ اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کو دو رکعتیں ہی پڑھائی تھیں کہ وحی کے ذریعہ سے حکم آ گیا کہ اپنا رخ کعبہ کی طرف کر لیں۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیا اور میزاب کو اپنے سامنے کر لیا۔ اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین [دو قبلوں والی مسجد] پڑ گیا۔

ماخذ:۔☆ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۲۴۲

۲۔ بخاری نے براءؓ کی ایک روایت میں نماز عصر کے وقت تحویل قبلہ کا ذکر کیا ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ، قَالَ: نَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَآءِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْقِبْلَةِ قَالَ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ يُصَلُّوْنَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ: هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ۔حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ منورہ میں) سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ آپ کی ہمیشہ سے یہ آرزو اور خواہش تھی کہ کسی طرح خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر فرما دیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ اس کے بعد حضورؐ نے اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ یہود کے کچھ نادان لوگوں نے بے جا اعتراض جڑ دیا کہ ان کو اپنے پہلے قبلہ سے دوسرے قبلہ کی طرف کس چیز نے پھیر دیا۔ ان سے کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب سب اللہ کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی فرما دیتا ہے۔ [اس موقعہ پر] ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد وہ وہاں سے نکل کر انصار کے ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس آدمی نے گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور آپؐ نے اپنا رخ خانہ کعبہ کی جانب کر لیا ہے۔ یہ ندا سن کر لوگوں نے اپنے رخ پھیر کر خانہ کعبہ کی طرف کر لیے"۔

ماخذ: ۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۵۷، کتاب الصلاۃ باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان الخ۔ ☆ **طبقات ابن سعد**، ج ۱، ص ۲۴۲۔ قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ۔ ☆ ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۵، ابواب التفسیر سورۃ البقرۃ۔

حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ، سَمِعَ زُهَيْرٌ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّهُ صَلّٰى اَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ صَلّٰى مَعَهُ فَمَرَّ عَلٰى اَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ قَالَ: اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِیْ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ اَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوْا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: ۔حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، حالانکہ آپ کی پسند یہ تھی کہ بیت اللہ قبلہ ہونا چاہئے۔ اور آپ نے نماز عصر پڑھی اور آپ کے ساتھ اور لوگوں نے بھی پڑھی۔ ان نمازیوں میں سے ایک آدمی جس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی نکل کر چلا گیا اور ایک اہل مسجد کے پاس سے اس کا گزر ہوا کہ وہ رکوع میں تھے۔ اس نے اشھد باللہ کہہ کر آواز دی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ یہ ندا سن کر جس حالت وہ میں تھے، اسی میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ البتہ تحویل قبلہ سے پہلے فوت ہونے والوں کے بارے میں تشویش ذہنوں میں پیدا ہوئی کہ ان کی نمازوں کا کیا ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی۔ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرءوف رحیم۔

ماخذ: ۔☆ بخاری، ج ۲، ص ۶۴۴، کتاب التفسیر، باب قولہ سیقول السفہاء من الناس الخ۔
☆ بخاری ج ۱، ص ۱۰، کتاب الایمان باب الصلاۃ من الایمان۔ اس مقام پر روایت کا آغاز ہے: ان النبی صلی اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کان اول ما قدم المدینۃ نزل علی اجدادہ او قال اخوالہ الخ۔ ☆مسلم' ج ا' ص ۲۰۰' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب تحویل القبلۃ من القدس الي الکعبۃ ☆نسائی' ج ا' ص ۲۴۳' کتاب الصلاۃ باب فرض القبلۃ۔ ☆مسند احمد' ج ۴' ص ۲۸۳' روایت براء بن عازب۔ ☆دارقطنی' ج ا' ص ۲۷۴' کتاب الصلاۃ باب التحویل الي الکعبۃ الخ۔ ☆السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۳' کتاب الصلاۃ باب تحویل القبلۃ من بیت المقدس الي الکعبۃ۔

۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ: نَا عَفَّانُ، قَالَ: نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ نَحْوَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ، فَنَزَلَتْ: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضَاھَا، فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سَلَمَۃَ وَھُمْ رُکُوْعٌ فِیْ صَلَاۃِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلَّوْا رَکْعَۃً، فَنَادٰی: اَلَا اِنَّ الْقِبْلَۃَ قَدْ حُوِّلَتْ، فَمَالُوْا کَمَا ھُمْ، نَحْوَ الْقِبْلَۃِ **ترجمہ**: ۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضَاھَا، فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، بنی سلمہ کے ایک آدمی کا گزر اس وقت ہوا جب وہ حالت رکوع میں تھے اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے۔ اس نے زور سے پکار کر کہا سن لو' قبلہ تبدیل کر دیا گیا۔ یہ ندا سنتے ہی لوگ جس حالت میں تھے اس سے قبلہ کی طرف پھر گئے۔

ماخذ: ۔☆مسلم' ج ا' ص ۲۰۰ کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب تحویل القبلۃ من القدس الي الکعبۃ۔ ☆طبقات ابن سعد' ج ا' ص ۲۴۲۔

دارقطنی میں حضرت انسؓ سے مروی روایت میں ہے:

جَآءَ مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ الْقِبْلَۃَ قَدْ حُوِّلَتْ اِلَی الْکَعْبَۃِ، وَالْاِمَامُ فِی الصَّلَاۃِ قَدْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ، فَقَالَ الْمُنَادِیْ: قَدْ حُوِّلَتِ الْقِبْلَۃُ اِلَی الْکَعْبَۃِ فَصَلُّوا الرَّکْعَتَیْنِ الْبَاقِیَتَیْنِ اِلَی الْکَعْبَۃِ **ترجمہ**: ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے بلند آواز سے ندا دی کہ قبلہ کا رخ تبدیل کر کے خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے۔ [جب یہ ندا دی گئی] تو اس وقت امام مقتدیوں کو دو رکعتیں پڑھا چکا تھا۔ جونہی منادی نے ندا دی کہ تحویل قبلہ کا حکم آ گیا۔ اب رخ خانہ کعبہ کی طرف ہے تو باقی دو رکعتیں لوگوں نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھیں۔

ماخذ: ۔☆دارقطنی' ج ا' ص ۲۷۴' کتاب الصلاۃ باب التحویل الي الکعبۃ۔

۴۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُمَرَ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْقِبْلَةِ ترجمہ :۔حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک آنے والا آیا اور اس نے باآواز بلند کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات ہی وحی نازل ہوئی ہے اور اس میں حکم دیا گیا ہے کہ اپنا رخ کعبہ کی طرف کر لو۔ لہٰذا تم بھی اپنے رخ خانہ کعبہ کی طرف کر لو۔ حالانکہ ان کے رخ شام کی طرف تھے۔چنانچہ ندا سنتے ہی انہوں نے بھی اپنے رخ خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیے۔

مآخذ :۔☆ بخاری، ج ۲، ص ۶۴۵، کتاب التفسير باب قوله ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم الى قوله ولعلكم تهتدون۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۰۰، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب تحويل القبلة من القدس ۔ بخاری و مسلم دونوں کی ایک دوسری روایت میں الى الكعبة کے الفاظ بھی منقول ہیں۔☆ نسائی ج ۱ ص ۲۴۵، کتاب الصلاة باب فرض القبلة۔ ☆ السنن الکبریٰ ج ۲، ص ۲، کتاب الصلاة باب تحويل القبلة من بيت المقدس الى الكعبة۔ ☆ دارقطنی، ج ۱، ص ۲۷۳، کتاب الصلاة باب تحويل الي الكعبة الخ۔ ☆ سنن دارمی، ج ۱، ص ۲۲۵، کتاب الصلاة، باب في تحويل القبلة من بيت المقدس الى الكعبة۔

نماز فجر میں طوالت قراءت کی خاص اہمیت

ترجمہ :۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں طویل قراءت کرنے کا طریقہ اختیار فرمایا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے اس کی پیروی کی اور بعد کے ائمہ نے اسے مستحب قرار دیا۔ (فجر کے وقت کی قراءت کو قرآن میں مشہود قرار دیا گیا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے فرشتے اس کے گواہ بنتے ہیں۔ احادیث سے واضح ہے کہ فرشتے ہر نماز کے گواہ بنتے ہیں، لیکن جب خاص طور پر فجر کی قراءت پر ان کی گواہی کا ذکر کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں طویل قراءت کرنے کا طریقہ اختیار فرمایا)[1]

--------------*********--------------

تخریج (۱) :۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ: ثَنِي أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ

[1] تفہیم القرآن، ج ۲، ص ۶۳۵، بنی اسرائیل، حاشیہ ۹۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَةِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا قَالَ: تَشْھَدُہُ مَلَائِکَةُ اللَّیْلِ وَمَلَائِکَةُ النَّھَارِ **ترجمہ:**۔حضرت ابو ہریرہؓ نے قرآن مجید کی آیت وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودًا کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بایں معنی میں بیان کی ہے کہ اس میں دن اور رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

ماخذ:۔☆ابن جریر' ج ۸' ص ۹۴' سورہ بنی اسرائیل۔

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِیْ عَلٰی اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ فَسَاَلْنَاہُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الظُّھْرَ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَیَرْجِعُ الرَّجُلُ اِلٰی اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ وَالشَّمْسُ حَیَّةٌ، وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ، وَلَا یُبَالِیْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَلَا یُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَھَا وَلَا الْحَدِیْثَ بَعْدَھَا، وَیُصَلِّی الصُّبْحَ، فَیَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَیَعْرِفُ جَلِیْسَہُ وَکَانَ یَقْرَاُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ اَوْ اِحْدٰھُمَا مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ **ترجمہ:**۔ سیار بن سلامہ کا بیان ہے کہ میں اور میرے والد دونوں ابو برزہ اسلمی کے پاس گئے اور ان سے اوقات صلاۃ کے بارے میں استفسار کیا۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر سورج کے زوال کے بعد پڑھتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ ایک آدمی نماز عصر پڑھ کر مدینہ سے دور اپنے گھر پہنچ جاتا تھا۔ اس وقت سورج زندہ ہوتا تھا۔ اور مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ نے مغرب کے بارے میں کیا فرمایا۔ نماز عشاء کو تہائی رات تک موخر کرنے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی پروا نہیں کرتے تھے۔ نماز عشاء سے پہلے سونے اور بعد میں (غیر ضروری) باتیں کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ نمازی جب نماز سے فارغ ہو کر پھرتا تو وہ ساتھی کو پہچان لیتا اور آپؐ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے۔

ماخذ:۔☆بخاری' ج ۱' ص ۱۰۶' کتاب الاذان باب القراءة في الفجر — ☆مسلم' ج ۱' ص ۱۸۷' کتاب الصلاة باب القراءة في الصبح اور ج ۱ ' ص ۲۳۰۔ ☆ترمذی' ج ۱' ص ۶۷' ابواب الصلاة، باب ماجاء في القراءة في الصبح — ☆نسائی' ج ۱' ص ۲۶۵' کتاب المواقیت باب ما یستحب من تاخیر العشاء — ☆ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب القراءة في صلاة الفجر — ☆سنن دارمی' ج ۱' ص ۲۴۰' کتاب الصلاة، باب قدر القراءة في الفجر — ☆مسند احمد' ج ۴' ص ۴۲۰' عن ابی برزہ اسلمی۔

ترمذی نے صرف روی عنه انه کان یقرا في الفجر من ستین اٰیة الٰی مائة نقل کیا ہے۔☆السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۳۸۹' کتاب الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الصبح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گرمی میں نماز ظہر کے لیے ابراد کا حکم

(عن ابی ہریرہ رواہ بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب گرمی کا زور ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو (یعنی دیر کر کے پڑھو جب کہ گرمی کی شدت میں کمی ہو جائے)"۔

گرمی کی شدت جہنم کی پھونک سے ہے۔ جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اور کہا کہ اے رب میرے اجزا ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ اس کے رب نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک مرتبہ جاڑے میں اور دوسری مرتبہ گرمی میں۔ گرمی کا سانس اس شدید ترین گرمی جیسا ہوتا ہے جو تم لوگ موسم گرما میں پاتے ہو' اور سردی کا سانس اس شدید ترین سردی جیسا ہوتا ہے جو تم موسم سرما میں پاتے ہو"۔ (١)

تشریح: ۔اس حدیث پر اعتراض کرنے سے پہلے اس امر پر غور کر لیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل مقصد اس بیان سے آخر کیا ہو سکتا تھا؟ کیا یہ کہ آپؐ ایک عالم طبیعیات کی حیثیت سے موسمی تغیرات کے وجوہ بیان فرمانا چاہتے تھے؟ یا یہ کہ آپؐ ایک نبی کی حیثیت سے گرمی کی تکلیف محسوس کرنے والوں کو جہنم کا تصور دلانا چاہتے تھے' جس شخص نے بھی قرآن اور سیرت نبیؐ پر کچھ غور کیا ہو گا وہ بلا تامل کہہ دے گا کہ آپؐ کی حیثیت پہلی نہ تھی' بلکہ دوسری تھی۔ اور گرمی کی شدت کے زمانے میں ظہر کی نماز ٹھنڈی پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے آپؐ نے جو کچھ فرمایا' اس سے آپؐ کا مقصد دوزخ سے ڈرانا اور ان کاموں سے روکنا تھا جو آدمی کو دوزخ کا مستحق بناتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپؐ کا یہ ارشاد قرآن کے اس ارشاد سے ملتا جلتا ہے جو غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا گیا تھا کہ وَقَالُوْا لَا تَنفِرُوْا فِي الْحَرِّ ، قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا انہوں نے کہا کہ اس شدید گرمی میں جہاد کے لیے نہ نکلو۔ اے نبیؐ! ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے زیادہ گرم ہے"۔ جس طرح یہاں قرآن علم طبیعیات کا کوئی مسئلہ بیان نہیں کر رہا ہے' اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی طبیعیات کا درس دینے کے لیے نہیں ہے۔ قرآن دنیا کی گرمی کا جہنم کی گرمی سے مقابلہ اس لیے کر رہا ہے کہ پس منظر میں وہ لوگ موجود تھے جو اس گرمی سے گھبرا کر جہاد کے لیے نکلنے سے جی چرا رہے تھے۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا کی شدید گرمی اور شدید سردی کو دوزخ کی محض دو پھونکوں کے برابر اس لیے بتا رہے ہیں کہ پس منظر میں وہ لوگ موجود تھے جو جاڑے میں صبح کی اور گرمی میں ظہر کی نماز کے لیے نکلنے سے گھبراتے تھے۔ چنانچہ مسند احمد میں زیدؓ بن ثابت کی یہ روایت آئی ہے کہ لم یکن یصلی صلوۃ اشد علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھا ظہر کی نماز سے بڑھ کر کوئی نماز اصحاب رسول اللہؐ پر شاق نہ تھی۔ اور اس کا اندازہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جس نے گرمی کے زمانے میں عرب کی دوپہر کبھی دیکھی ہو۔

اس کے بعد اب حدیث کے اصل الفاظ کی طرف آیئے۔ فان شدۃ الحر من فَیحِ جھنم (گرمی کی شدت جہنم کی پھونک سے ہے) کے معنی لازماً یہی نہیں ہیں کہ دنیا میں گرمی جہنم کی پھونک کی وجہ سے ہوتی ہے' بلکہ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ جہنم کی پھونک کی قسم یا جنس سے ہے۔ اس لیے کہ عربی زبان میں لفظ من بیان جنس کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے اور خود قرآن میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جیسے ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ مھما تاتنا بہ من آیۃ ...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجتنبوا الرجس من الاوثان–

رہا آخری فقرہ تو اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ دنیا میں گرمی اور جاڑے کے موسم دوزخ کی ان دو پھونکوں کے سبب سے آتے ہیں، بلکہ الفاظ یہ ہیں فاذن لھا بنفسین، نفس فی الشتاء ونفس فی الصیف اشد ما تجدون من الحر و اشد ما تجدون من الزمھریر – (پس اس کے رب نے اس کو دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں، جو اس شدید ترین گرمی جیسا ہے جو تم پاتے ہو اور اس شدید ترین سردی جیسا ہے جو تم پاتے ہو)۔

رسائل و مسائل حصہ دوم، ص ۲۷ تا ۳۰

سوال : امام مالک کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سال میں جہنم دو مرتبہ دو مختلف قسم کے سانس لیتی ہے۔ایک سرد، ایک گرم۔ سرد سانس دنیا میں سردی کے اثرات پھیلاتا ہے اور گرم سانس گرمی کی تکلیف کا سبب بن جاتا ہے۔اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ پھر تمام دنیا میں سردی اور گرمی کے اثرات یکساں طور پر کیوں نہیں پھیلتے۔کہیں کم کہیں زیادہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب : اصل میں بڑی ایک مصیبت ہے کہ کلام کے مدعا کو سمجھے بغیر سوالات کئے جاتے ہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب علم موسمیات کا ایک مضمون بیان کرنا نہیں تھا کہ موسم کیسے پیدا ہوتے ہیں اور نہ کوئی علم موسمیات کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلاس کھولی تھی کہ جس میں یہ بتانا آپؐ چاہتے ہیں کہ گرمی دنیا میں کیسے آتی ہے اور سردی کیسے آتی ہے۔ درحقیقت نبیؐ کا کام خلق خدا کو راہ راست دکھانا ہے۔اصل مقصد یہ ہے جس کے لیے آپؐ دنیا کی ہر چیز سے آدمی کو وہ سبق دینے کی کوشش کرتے تھے جو انسان کو راہ راست کی طرف لے آئے۔گرمی اگر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ احساس دلاتے تھے کہ ذرا اس گرمی کو دیکھو اور خود جہنم کا تصور کرو تو جہنم میں کیا حال ہو گا تمہارا۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ جنگ تبوک کے موقع پر سخت گرمی کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو لے کر نکلنے لگے تو بہت سے منافقین نے یہ معذرت کی کہ سخت گرمی کا زمانہ ہے۔ہم سے سفر نہیں ہو سکے گا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے قل نار جھنم اشد حرًا اے نبیؐ ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے زیادہ سخت ہے کہ جو یہاں عرب کے تپتے ہوئے ریگستان میں تم محسوس کرتے ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ احساس دراصل دلایا ہے کہ یہ دنیا کی گرمی جو تم کو پریشان کرتی ہے، یہ جہنم کی گرمی کا ایک ہلکا سا اثر ہے، کم سے کم ہلکی سے ہلکی گرمی جو جہنم کی ہو سکتی تھی یوں سمجھئے کہ اس کی ایک پھونک یہاں آگئی ہے جو تم کو اس شکل میں تکلیف محسوس ہوتی ہے اسی طرح جہنم کے بعض حصے انتہائی سرد ہوں گے، جیسے قرآن مجید میں بھی ارشاد کیا گیا ہے تو جہنم کے بعض انتہائی سرد ہوں گے۔اس کی تکلیف اسی طرح کی ہو گی جیسے کہ آگ کی ہوتی ہے۔ سردی کی شدت قریب قریب وہی اثرات ڈالتی ہے جو آگ کے ہیں تو جاڑے کی سردی میں حضورؐ یہ احساس دلاتے ہیں کہ ذرا جہنم کے ٹھنڈے خطوں کا خیال کرو۔اصل مقصود جہنم سے ڈرانا ہے نہ کہ محکمہ موسمیات کی معلومات فراہم کر کے دینا ہے۔ (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا اَیُّوبُ بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ عَنْ سُلَیْمَانَ، قَالَ صَالِحُ

(۱) کیسٹ نمبر ۱، وقفہ سوالات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابنُ کیسانَ ، حدَّثنا الاعرجُ عبدُالرحمنِ وغیرُہ عن ابی ہریرۃَ ونافعٍ مولٰی عبدِاللّٰہِ بنِ عمرَ، عن عبدِاللّٰہِ بنِ عمرَ، انَّہما حدَّثاہُ عن رسولِ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ ، انَّہُ قالَ : اذا اشتدَّ الحرُّ فابرِدوا بالصلاۃِ فانَّ شدَّۃَ الحرِّ من فیحِ جہنَّمَ ترجمہ :۔عبدالرحمٰن حضرت ابو ہریرہؓ اور نافع مولی عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کیا۔فرمایا "جب گرمی کی شدت ہو تو پھر نماز کو ٹھنڈا کر لو۔کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی پھونک سے ہے۔

مآخذ :۔☆بخاری' ج ا' ص ۷۶'کتاب المواقیت باب الابراد بالظهر في شدة الحر۔ ☆مسلم' ج ا' ص ۲۲۴'کتاب المساجد ومواضع الصلاة۔ ☆ابوداود' ج ا' ص ۱۱۰'کتاب الصلاة، باب في وقت صلاة الظهر۔ ☆ترمذی' ج ا' ص ۴۰' ابواب الصلاة باب ماجاء في تاخير الظهر في شدة الحر۔ ☆نسائی' ج ا' ص ۲۴۸'کتاب المواقیت باب الابراد بالظهر اذا اشتد الحر۔ ☆ابن ماجہ کتاب الصلاة ابواب مواقيت الصلاة باب الابراد بالظهر في شدة الحر۔ ☆موطا امام مالک' ج ا' ص ۳۰'کتاب الصلاة باب النهى عن الصلاة بالهاجرة۔ ☆دارمی' ج ا' ص ۲۱۹'کتاب الصلاة باب الابراد بالظهر۔ ☆مسند احمد' ج ۲'روایات ابی ہریرۃ' ص ۲۲۹' ۲۳۸' ۲۵۶' ۲۸۵' ۳۹۳۔ ☆مسند ابی عوانہ' ج ا' ص ۳۴۸٬۳۴۹۔ ☆موارد الظمان الی زوائد ابن حبان کتاب المواقیت باب وقت صلاة الظهر۔

(۲) حدَّثنا محمدُ بنُ بشارٍ، قالَ : حدَّثنا غندرٌ، حدَّثنا شعبۃُ عنِ المہاجرِ ابی الحسنِ، سمعَ زیدَ بنَ وہبٍ عن ابی ذرٍّ قالَ : اذَّنَ موذِّنُ النبیِّ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ الظُّہرَ، فقالَ : ابرِدْ ابرِدْ اوقالَ انتظِرْ انتظِرْ، وقالَ : شدَّۃُ الحرِّ من فیحِ جہنَّمَ فاذا اشتدَّ الحرُّ فابرِدوا عنِ الصلاۃِ حتّٰی رأینا فیْئَ التلولِ ترجمہ :۔حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن نے ظہر کی اذان کہی تو حضورؐ نے فرمایا "ابھی ٹھنڈا کرو' ابھی ٹھنڈا کرو" یا فرمایا کہ "ابھی انتظار کرو' ابھی انتظار کرو"۔ساتھ ہی فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی پھونک سے ہے۔لہٰذا جب گرمی زوروں پر ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر لو۔[اس ارشاد کی روشنی میں ہم اتنا انتظار کرتے کہ] ہم ٹیلوں کا سایہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے"۔

مآخذ :۔☆بخاری' ج ا' ص ۷۶'کتاب مواقيت الصلوة باب الابراد بالظهر في شدة الحر۔ ☆مسلم' ج ا' ص ۲۲۴'کتاب المساجد ومواضع الصلاة باب استحباب الابراد بالظهر في شدة الحر۔ ☆ابوداود' ج ا' ص ۱۱۰'کتاب الصلاة باب في وقت صلاة الظهر۔ ☆ترمذی' ج ا' ص ۴۰' ابواب الصلاة باب ماجاء في تاخير الظهر في شدة الحر۔

(۳) عن ابی ہریرۃَ عنِ النبیِّ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ ، انَّہُ قالَ : اذا اشتدَّ الحرُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَابْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ، اَكَلَ بَعْضِىْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٌ فِى الشِّتَآءِ وَنَفَسٌ فِى الصَّيْفِ وَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ

ماخذ:۔☆بخاری، ج ۱، ص ۷۶، کتاب مواقیت الصلاة، باب الابراد بالظهر في شدة الحر اور بدا الخلق الخ۔ ☆مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة باب استحباب الابراد بالظهر في شدة۔ ☆موطا امام مالک، ج ۱، ص ۳۰، کتاب الصلاة باب النهی عن الصلاة بالهاجرة۔ ☆ابن ماجہ، کتاب الزهد باب صفة النار۔

(٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ اَبِىْ حَكِيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الزِّبْرِقَانَ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّىْ صَلَاةً اَشَدَّ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا فَنَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقَالَ: اِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ **ترجمہ**:۔حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دن ڈھلنے کے وقت پڑھاتے تھے۔اس نماز سے بڑھ کر کوئی نماز اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق نہ تھی۔پس حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی کی آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ اس نماز سے پہلے دو نمازیں ہیں اور دو اس کے بعد ہیں۔

ماخذ:۔☆مسند احمد، ج ۵، ص ۱۸۳، مرویات زید بن ثابت۔

دلوک الشمس کے معنی

بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوک شمس کی یہی [آفتاب کا نصب النہار سے ڈھل جانا] تشریح منقول ہے، اگرچہ ان کی سند کچھ زیادہ قوی نہیں ہے۔

تشریح:۔"زوال آفتاب" ہم نے دلوک الشمس کا ترجمہ کیا ہے۔اگرچہ بعض صحابہ و تابعین نے دلوک سے مراد غروب بھی لیا ہے، لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے کہ اس سے مراد آفتاب کا نصف النہار سے ڈھل جانا ہے۔حضرت عمرؓ، ابن عمرؓ، انسؓ بن مالک، ابو برزۃ الاسلمی، حسن بصری، شعبی، عطاء، مجاہد اور ایک روایت کی رو سے ابن عباسؓ بھی اسی کے قائل ہیں۔امام محمد باقر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور امام جعفر صادق سے بھی یہی قول مروی ہے۔(۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ، قَالَ : ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ : ثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ : ثَنِی یَحْیٰ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ ثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ حِیْنَ زَالَتْ فَصَلّٰی بِیَ الظُّہْرَ ترجمہ :۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "میرے پاس جبریل علیہ السلام دلوک الشمس یعنی ڈھلے سورج کے وقت آئے اور مجھے ظہر کی نماز پڑھائی"۔

مآخذ :۔ ☆ ابن جریر، ج ۸، ص ۹۳، سورہ بنی اسرائیل، اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل ☆ روح المعانی، ج ۱۳، ص ۱۳۱، ۱۳۲۔ سورہ بنی اسرائیل۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ : دُلُوْکُہَا مَیْلُہَا یَعْنِی الشَّمْسُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِیْ قَوْلِہٖ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ قَالَ : دُلُوْکُہَا مَیْلُہَا ترجمہ :۔ عبد اللہ بن مسعود نے دلوک کے معنی ڈھلنے کے کیے ہیں۔ عبد اللہ نے دلوک کے معنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ کی روشنی میں سورج کے ڈھلنے کے لیے ہیں۔

عَنِ الْحَسَنِ، فِیْ قَوْلِہٖ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ قَالَ : دُلُوْکُہَا زَوَالُہَا۔

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ : فِیْ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ قَالَ : لِزَوَالِ الشَّمْسِ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : دُلُوْکُ الشَّمْسِ زَیْغُہَا بَعْدَ نِصْفِ النَّہَارِ یَعْنِی الظِّلَّ۔

عَنْ قَتَادَۃَ، قَوْلُہٗ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اَیْ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَآءِ لِصَلٰوۃِ الظُّہْرِ

عَنْ مُجَاہِدٍ : قَالَ دُلُوْکُ الشَّمْسِ حِیْنَ تَزِیْغُ۔

قَالَ اَبُوْبَرْزَۃَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الظُّہْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ

---

(۱) تفہیم القرآن، ج ۲، ص ۶۳۴، بنی اسرائیل حاشیہ ۹۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ، تلا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ ترجمہ :۔حسن بصری نے دلوک کو زوال کے معنی میں لیا ہے۔
ابو جعفر سے بھی دلوک الشمس کے معنی زوال آفتاب کے منقول ہیں۔
ابن عباس نے دلوک بمعنی زیغ یعنی نصف دن کے بعد سایہ کا ڈھلنا لیے ہیں۔
قتادہ سے دلوک الشمس کے معنی آفتاب کے نماز ظہر کے لیے بطن آسمان سے ڈھل جانا منقول ہیں۔
مجاہد نے دلوں کے معنی تزیغ لیے ہیں۔ابو برزہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔

مآخذ :۔☆ابن جریر، ج ۸، ص ۹۱، ۹۲۔☆فتح القدیر للشوکانی، ج ۳، ص ۲۵۰۔☆روح المعانی، جزء ۱۵، ص ۱۲۱، ۱۲۲۔☆ابن کثیر، ج ۳، ص ۵۳، ۵۴۔

صلوٰۃ وسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے؟

(جنگ احزاب کے موقع پر) آپؐ نے فرمایا خدا ان لوگوں کی قبریں اور ان کے گھر آگ سے بھرے انہوں نے ہماری صلوٰۃ وسطیٰ فوت کرا دی (۱)۔

وسطیٰ کے معنی بیچ والی چیز کے بھی ہیں اور ایسی چیز کے بھی جو اعلیٰ اور اشرف ہو۔صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد بیچ کی نماز بھی ہو سکتی ہے اور ایسی نماز بھی جو صحیح وقت پر پورے خشوع اور توجہ الی اللہ کے ساتھ پڑھی جائے اور جس میں نماز کی تمام خوبیاں موجود ہوں۔

(صلوٰۃ الوسطیٰ سے) بعض مفسرین نے صبح کی نماز مراد لی ہے، بعض نے ظہر، بعض نے مغرب اور بعض نے عشاء۔لیکن ان میں سے کوئی قول بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔صرف اہل تاویل کا استنباط ہے۔سب سے زیادہ اقوال نماز عصر کے حق میں ہیں اور کہا جاتا ہے کہ نبیؐ نے اسی نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا ہے لیکن جس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے، وہ صرف یہ ہے کہ جنگ احزاب کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے حملے نے اس درجہ مشغول رکھا کہ سورج ڈوبنے کو آگیا اور آپؐ نماز عصر نہ پڑھ سکے اس وقت آپؐ نے (مندرجہ بالا الفاظ فرمائے)۔اس سے یہ سمجھا گیا کہ آپؐ نے نماز عصر کو صلوٰۃ وسطیٰ فرمایا ہے، حالانکہ اس کا یہ مطلب ہمارے نزدیک زیادہ قرین صواب ہے کہ اس مشغولیت نے اعلیٰ درجے کی نماز ہم سے فوت کرا دی، ناوقت پڑھنی پڑے گی، جلدی جلدی ادا کرنی ہوگی، خشوع وخضوع اور اطمینان و سکون کے ساتھ نہ پڑھ سکیں گے۔[۱]

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ ، قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانَ ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبِیْدَۃُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ

(۱) تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۸۲، البقرہ حاشیہ ۲۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابیْ طَالب، کُنَّا مَعَ النَّبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ : مَلَاءَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَ قُبُوْرَھُمْ نَارًا کَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاۃِ الْوُسْطٰی حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ ترجمہ : ۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ آپؐ نے فرمایا ”خدا ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھردے ' انہوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ سے ایسا مشغول رکھا کہ سورج ڈوب گیا“۔

مآخذ : ۔☆ بخاری' ج ۲' ص ۹۴۶' کتاب الدعوات باب الدعاء علی المشرکین ۔ ☆ بخاری' ج ۲' ص ۶۵۰' کتاب التفسیر باب قولہ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی ۔ اور کتاب الاجارہ اور کتاب المواقیت ۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۲۶' کتاب المساجد، ومواضع الصلاۃ باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطی ھی صلاۃ العصر ۔ ☆ دارمی' ج ۱' ص ۲۸۰ کتاب الصلاۃ باب فی صلاۃ الوسطی ۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۱' ص ۴۵۹' کتاب الصلاۃ باب من قال ھو صلاۃ العصر ۔ ☆ مسند احمد' ج ۱' ص ۱۳۵' ۱۴۴' ۱۵۴' ۳۹۲۔

(۲) عَنْ عَلِیٍّ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ : شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاۃِ الْوُسْطٰی حَتّٰی اٰبَتِ الشَّمْسُ، مَلَاءَ اللّٰہُ قُبُوْرَھُمْ نَارًا وَ بُیُوْتَھُمْ اَوْ بُطُوْنَھُمْ شَکٌّ شُعْبَۃُ فِی الْبُیُوْتِ اَوِ الْبُطُوْنِ ترجمہ : ۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”انہوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ سے ایسا غافل کر دیا کہ آفتاب غروب ہو گیا' اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور ان کے گھروں یا ان کے پیٹوں کو آگ سے بھردے“۔

حضرت علی سے متعدد راویوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔ کسی نے غابت الشمس اور کسی نے ابت الشمس اور پھر کسی نے ملاء اللہ قبورھم وبیوتھم اور کسی نے اجوافھم وقبوھم اور کسی نے بیوتھم اوبطونھم روایت کیا ہے ۔ ایک روایت میں ملاء اللہ بیوتھم وقبورھم نارًا ثم صلاھا بین العشاءین بین المغرب و العشاء بیان کیا ۔

مآخذ : ۔☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۲۶' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطی ھی صلاۃ العصر ۔ ☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۱۲ کتاب الصلاۃ باب فی وقت صلاۃ العصر ۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الصلاۃ باب المحافظۃ علی صلاۃ العصر ۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۱' ص ۴۶۲' کتاب الصلاۃ باب من قال ھی صلاۃ العصر ۔

ابن ماجہ میں یوم الاحزاب کی جگہ یوم الخندق ہے اور عبداللہ سے مروی روایت کا آغاز حبس المشرکون سے کیا ہے ۔

☆ مسند احمد' ج ۱' ص ۷۹' ۱۱۳' ۱۵۰' ۱۵۴ ۔ ☆ مسند ابی عوانہ' کتاب الصلاۃ باب فی تشدید فی وقت صلاۃ العصر ص ۳۵۶ ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز سے غفلت برتنے والے لوگ

حضرت سعد بن ابی وقاص سے ان کے صاحبزادے مصعب بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا تھا جو نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت ٹال کر پڑھتے ہیں (ابن جریر' ابویعلیٰ' ابن المنذر' ابن ابی حاتم' طبرانی فی الاوسط' ابن مردویہ' بیہقی فی السنن۔ یہ روایت حضرت سعد کے اپنے قول کی حیثیت سے بھی موقوفاً نقل ہوئی ہے اور اس کی سند زیادہ قوی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی حیثیت سے اس کی مرفوعاً روایت کو بیہقی اور حاکم نے ضعیف قرار دیا ہے۔)

حضرت مصعب کی دوسری روایت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ اس آیت (الذین ہم عن صلوتہم ساہون - (الماعون) پر آپ نے غور فرمایا؟ کیا اس کا مطلب نماز کو چھوڑ دینا ہے؟ یا اس سے مراد نماز پڑھتے پڑھتے آدمی کا خیال کہیں اور چلا جاتا ہے؟ خیال ہٹ جانے کی حالت ہم میں سے کس پر نہیں گزرتی؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں' اس سے مراد نماز کے وقت کو ضائع کرنا ہے اور اسے وقت ٹال کر پڑھنا ہے۔

[ابن جریر' ابن ابی شیبہ' ابویعلیٰ' ابن المنذر' ابن مردویہ' بیہقی فی السنن]

اس مقام پر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ نماز میں دوسرے خیالات کا آجانا اور چیز ہے اور نماز کی طرف کبھی متوجہ بھی نہ ہونا اور اس میں ہمیشہ دوسری باتیں ہی سوچتے رہنا بالکل دوسری چیز۔ پہلی حالت تو بشریت کا تقاضا ہے۔ بلا ارادہ خیالات آہی جاتے ہیں اور مومن کو جب بھی یہ احساس ہوتا ہے کہ نماز سے اس کی توجہ ہٹ گئی ہے تو وہ پھر کوشش کر کے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ دوسری حالت نماز سے غفلت برتنے کی تعریف میں آتی ہے' کیونکہ اس میں آدمی صرف نماز کی ورزش کر لیتا ہے' خدا کی یاد کا کوئی ارادہ اس کے دل میں نہیں ہوتا' نماز شروع کرنے سے سلام پھیرنے تک ایک لمحہ کے لیے اس کا دل خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا' اور جن خیالات کو لیے ہوئے وہ نماز میں داخل ہوتا ہے انہی میں مستغرق رہتا ہے۔[1]

تخریج :- حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ أَبَانَ الْمِصْرِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ طَارِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ، قَالَ: هُمُ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا ترجمہ :- حضرت سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد الذین ہم عن صلاتہم ساہون کے بارے میں عرض کیا کہ ان سے کون لوگ مراد ہیں۔

---

[1] تفہیم القرآن' ج ۶' ص ۴۸۴-۴۸۵' سورہ الماعون' حاشیہ ۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا "یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت ٹال کر پڑھتے ہیں"۔

مآخذ: ۔☆ تفسیر ابن جریر، ج ۱۲، ص ۲۰۲، پ ۳۰، سورہ ماعون۔ ☆ تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۵۵، پ ۳۰، سورہ ماعون۔ ☆ تفسیر فتح القدیر للشوکانی، ج ۵، ص ۵۰۱، سورہ ماعون۔ ابویعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم۔ طبرانی اوسط، ابن مردویہ، بیہقی وغیرہ نے بھی اس روایت کو سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے۔ بحوالہ فتح القدیر، للشوکانی، ج ۵، ص ۵۰۱۔

منافق کی نماز

تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا **ترجمہ:** ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے۔ عصر کے وقت بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے (یعنی غروب کا وقت قریب آجاتا ہے) تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کو کم ہی یاد کرتا ہے"۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد)[1]

--------------*********--------------

تخریج (۱): ۔ کما ثبت في الصحيحين

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ ، قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا

ماخذ: ۔☆ تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۵۴، سورہ ماعون۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، اَنَّهُ قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيْلَ الصَّلٰوةِ اَوْ ذَكَرَهَا ، فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ ، يَجْلِسُ اَحَدُهُمْ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ

---

[1] تفہیم القرآن، ج ۶، ص ۴۸۴، ۴۸۵، سورہ الماعون، حاشیہ ۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ اَوْ عَلٰى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا

ترجمہ :۔علاء ابن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک کی خدمت میں نماز ظہر کے بعد حاضر ہوئے ہی تھے کہ انہوں نے کھڑے ہو کر عصر کی نماز پڑھ لی۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے جلد ہی نماز پڑھنے کا ذکر چھیڑا یا خود انہوں نے اس جلدی پڑھنے کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے'

''یہ منافق لوگوں کی نماز ہے' یہ منافق لوگوں کی نماز ہے' یہ منافق لوگوں کی نماز ہے کہ ان میں سے ایک بیٹھا رہتا ہے' جب آفتاب پیلا پڑ جاتا تو اس وقت وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے۔ تو یہ اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو کم ہی یاد کرتا ہے''۔

مآخذ :۔☆ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۱۳' کتاب الصلوٰۃ باب في وقت صلاۃ العصر — ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۱' ص ۴۴۴' کتاب الصلوۃ، باب کراھیۃ تاخیر العصر — ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۱' ص ۳۵۶۔

(۲) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَقُتَيْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ، قَالُوْا : نَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْ دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ: اَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَقُلْنَا لَهُ، اِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ : فَصَلُّوا الْعَصْرَ، فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا ترجمہ

:۔حضرت علاء بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ وہ حضرت انس بن مالک کے پاس بصرہ میں ان کی قیام گاہ پر گئے۔ ان کا گھر مسجد کے پہلو میں واقع تھا۔ وہ نماز ظہر پڑھ کر واپس آئے تھے۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے جواب میں عرض کیا ''ابھی تو ہم نماز ظہر سے واپس ہوئے ہیں۔ بہرحال انہوں نے کہا کہ تم لوگ عصر کی نماز پڑھ لو لہٰذا ہم نے اٹھ کر نماز پڑھ لی۔ جب ہم واپس جانے لگے تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے' فرماتے تھے ''یہ منافق کی نماز ہے' بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے' یہاں تک جب سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان ہوتا [یعنی غروب کے قریب] تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو کم ہی یاد کرتا ہے۔

مآخذ :۔☆مسلم' ج ۱' ص ۲۲۵' کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر — ☆ترمذی' ج ۱' ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء في تعجيل العصر — قال ابو عیسی هذا حدیث حسن صحیح — ☆نسائی' کتاب المواقیت باب التشدید في تاخیر العصر — نسائی نے یجلس کے بجائے جلس سے بیان کیا ہے۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' کتاب الصلوۃ ج ۱' ص ۴۴۴۔ ☆مسند احمد' ج ۳' ص ۱۸۵ انس بن مالک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارقطنی میں حضرت انسؓ سے منقول روایت :

(۳) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِصَلٰوةِ الْمُنَافِقِ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتْ فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کیا میں تمہیں منافق کی نماز سے باخبر نہ کروں وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ پیلا پڑ جاتا ہے۔ اس وقت وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جس میں ذکر الٰہی کم ہی ہوتا ہے۔

ماخذ :۔☆ دارقطنی ج ۱ ص ۲۵۴۔ کتاب الصلوٰۃ باب ذکر بیان المواقیت ، مسند احمد کی ایک اور روایت :

(۴) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَا وَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ حِيْنَ صَلَّيْنَا الظُّهْرَ فَدَعَا الْجَارِيَةَ بِوَضُوْءٍ فَقُلْنَا لَهُ : اَيَّ صَلٰوةٍ تُصَلِّيْ ؟ قَالَ : الْعَصْرَ، قَالَ : قُلْنَا اِنَّمَا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ الْآنَ فَقَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَتْرُكُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ فِيْ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، اَوْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ صَلّٰى لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا

ترجمہ :۔ حضرت علاء بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں اور ایک انصار کا آدمی دونوں ظہر کی نماز پڑھ کر انس بن مالک کے پاس گئے۔ انہوں نے لونڈی سے کہا کہ "وہ وضوء کا برتن لائے"۔ تو ہم نے پوچھا کہ "یہ کون سی نماز جو آپ پڑھنے لگے ہیں؟" انہوں نے کہا کہ "عصر کی نماز ہے"۔ ہم نے عرض کیا کہ "ہم نے تو ابھی ظہر کی ہی نماز پڑھی ہے"۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے خود سنا ہے "یہ منافق کی نماز ہے' نماز چھوڑ کر بیٹھا رہتا ہے کہ جب سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو نماز پڑھتا ہے' جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کم ہی ہوتا ہے۔

ماخذ :۔☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۱۰۲' ۱۰۳ روایات انس بن مالک۔

ان سے مروی ایک اور روایت میں ہے :

(۵) فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ اَحَدُهُمْ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ اَوْ عَلٰى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا

ترجمہ :۔ حضرت علاء بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے "یہ منافق کی نماز ہے' یہ منافق کی نماز ہے [منافق کا حال یہ ہے] کہ بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کہ سورج زرد پڑ جاتا ہے اور اس وقت یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان ہوتا ہے یا فرمایا سینگوں پر ہوتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو یہ اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جس میں ذکر الٰہی کم ہی ہوتا ہے۔

ماخذ: ☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۱۸۵۔

ایک اور روایت میں ہے:

(۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِصَلٰوةِ الْمُنَافِقِ يَدَعُ الْعَصْرَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ اَوْ عَلٰى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا نَقَرَاتِ الدِّيْكِ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا ترجمہ: ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں منافق کی نماز سے باخبر نہ کروں' نماز عصر چھوڑے بیٹھا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو' اٹھتا ہے اور مرغ کی طرح چند ٹھونگیں مار لیتا ہے جس میں ذکر الٰہی کم ہی ہوتا ہے۔

ماخذ: ☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۲۴۷

قطبین میں نماز

قطبین کے قریب علاقوں کے اوقات عبادات کے معاملہ میں میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ جن علاقوں میں رات اور دن کا الٹ پھیر ۲۴ گھنٹے کے اندر ہو جاتا ہے ان میں روزہ و نماز کے اوقات اسی قاعدے پر ہونے چاہئیں جو خط استوا سے قریب تر مقامات کے لیے ہے' خواہ رات دو ہی گھنٹے کی ہو' یا دن دو ہی گھنٹے کا رہ جائے۔ البتہ اس کے آگے جہاں رات اور دن ۲۴ گھنٹوں سے متجاوز ہو جاتے ہیں' وہاں گھڑیوں کے حساب سے اوقات مقرر کیے جانے چاہئیں' اور ایسے مقامات پر تعین اوقات مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کے معیار پر کیا جانا چاہئے۔ (۱)

انگریزی میں نماز

نماز صرف عربی زبان ہی میں ادا کی جا سکتی ہے' کیونکہ نماز کا سب سے اہم جز قرآن کی تلاوت ہے جو عربی زبان میں نازل ہوا ہے' اور اس کا ترجمہ کتنا ہی صحیح ہو' بہرحال قرآن نہیں ہے' نہ اس پر کلام اللہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ دوسری جو چیزیں نماز میں پڑھی جاتی ہیں وہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی ہیں اور جن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم دی ہے' انہی میں ان کو پڑھنا چاہئے۔ دوسری زبان کے الفاظ اول تو ان کے صحیح معنی ادا نہیں کرتے' اور کسی حد تک وہ ادا کریں بھی تو بہرحال وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سے آج تک کے فقہائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ نماز عربی زبان ہی میں ادا کی جانی چاہئے۔ نہ قرآن کے اصل الفاظ کی جگہ ان کا ترجمہ پڑھا جا سکتا ہے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ کو دوسرے الفاظ سے بدلا جا سکتا ہے۔

---

(۱) رسائل و مسائل' حصہ سوم' ص ۳۲۲ ۔ ۳۲۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ جو غیر عرب انسان نیا نیا مسلمان ہو اور فوراً ہی عربی زبان میں قرآن اور دوسرے اذکار صلوٰۃ پڑھنے کے قابل نہ ہو سکے وہ کیا کرے؟ امام ابو یوسف ؒ اور امام محمد ؒ (امام ابو حنیفہ ؒ کے دو فاضل شاگردوں) کی رائے یہ ہے کہ ایسا شخص اپنی زبان میں ترجمہ پڑھ سکتا ہے، مگر اسے جلدی سے جلدی کوشش کرنی چاہیے کہ عربی زبان میں نماز پڑھنے کے قابل ہو جائے۔ امام ابو حنیفہ ؒ پہلے اس بات کے قائل تھے کہ عربی زبان کے تلفظ کی قدرت رکھنے والے شخص کے لیے بھی غیر عربی میں نماز پڑھنا جائز ہے، مگر بعد میں انھوں نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا اور وہی رائے اختیار کی جو ان کے دونوں جلیل القدر شاگردوں، امام ابو یوسف ؒ اور امام محمد ؒ نے ظاہر کی ہے لیکن امام شافعی ؒ کی رائے یہ ہے کہ نماز کسی حال میں بھی عربی کے سوا دوسری زبان میں ادا نہیں کی جا سکتی۔ جو شخص عربی تلفظ پر قادر نہ ہو وہ نماز میں سبحان اللہ اور الحمد للہ جیسے مختصر الفاظ پڑھتا رہے اور اس امر کی کوشش کرے کہ جلدی سے جلدی عربی میں نماز ادا کرنے کی قدرت اسے حاصل ہو جائے۔ (آپ اس مسئلے کی تحقیق کرنا چاہیں تو ہدایہ کی مشہور شرح فتح القدیر، جلد اول، ص ۱۹۹، ۲۰۱، امام سرخسی کی المبسوط، جلد اول، ص ۳۷، اور بزدوی کی کشف الاسرار، ص ۲۵، ملاحظہ فرمائیں)۔

ایک ایسی زبان میں نماز پڑھنا جس کو آدمی نہ سمجھتا ہو اور جن کے صرف الفاظ ہی وہ زبان سے ادا کر رہا ہو، بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے اور سرسری نگاہ میں آدمی اس کو کچھ غیر فطری سا محسوس کرتا ہے لیکن آپ ذرا گہری نگاہ سے دیکھیں تو اس کی عظیم مصلحتیں آپ کے سامنے واضح ہو جائیں گی۔

ایک مذہب کے اپنی اصلی شکل اور روح کے ساتھ برقرار رہنے کا انحصار زیادہ تر اس بات پر ہے کہ اس کی تعلیم اپنے اصل الفاظ میں محفوظ رہے۔ ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں کبھی اصل کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ نہ اصل کی پوری روح اور اس کی کامل معنویت دوسری زبان میں منتقل کی جا سکتی ہے۔ ترجمہ ہر شخص اپنی فہم کے مطابق کرے گا، اور دو مترجموں کے ترجمے کبھی متفق نہ ہو سکیں گے۔ یہ معاملہ تو انسانی تصنیفوں کے ترجمے میں ہم آئے دن دیکھتے ہیں۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کے کلام اور پیغمبرانہ الفاظ کو پوری روح اور معنویت کے ساتھ دوسری زبان میں منتقل کیا جا سکے اور یہ کہا جا سکے کہ یہ ترجمہ اصل کا قائم مقام ہے۔

دنیا کے مذاہب کو بگاڑنے میں ایک بڑا دخل اس چیز کا ہے کہ ان کی بنیادی کتابیں اپنی اصل زبان میں محفوظ نہیں رہیں اور ان کے پیروؤں کا سارا انحصار مختلف زبانوں کے مختلف ترجموں پر ہو گیا جن میں باہم کوئی موافقت نہیں ہے اور جن کے اندر آئے دن ترمیمیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔

مسلمانوں کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کے مذہب کا مدار جس کتاب پر اور جس پیغمبر کی ہدایات پر ہے، وہ کتاب بھی اپنی اصل زبان میں محفوظ ہے اور اس پیغمبر کی تعلیمات بھی اسی زبان میں محفوظ ہیں، جس میں وہ دی گئی تھیں۔ اب یہ ہماری طرف سے بڑی نادانی ہوگی کہ ہم اس نعمت کی قدر نہ کریں اور اپنے مذہب کا مدار بھی ترجموں ہی پر رکھنے کا دروازہ کھول دیں۔ سب سے بڑی طاقت جو ہمیں قرآن اور تعلیم پیغمبر سے وابستہ رکھتی ہے، یہی نماز ہے جسے ہم روزانہ پانچ وقت پڑھتے ہیں۔ اس کی زبان بدلنے کے بعد مشکل ہی سے اپنے دین کے اصل سرچشموں سے ہمارا رشتہ قائم رہ سکے گا۔

ایک مذہب کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ چیز بھی نہایت ضروری ہے کہ اس کی عبادات اپنی اصل شکل پر قائم رہیں اور لوگ ان کے اندر اپنے حسب منشا رد و بدل کر لینے میں آزاد نہ ہوں۔ مذہب کا سب سے اہم حصہ اس کی عبادات ہوتی ہیں۔ انہی کے اتباع اور احترام اور التزام سے بقیہ تعلیمات دین کو قوت نفاذ حاصل ہوتی ہے۔ اور خود ان عبادات کو جو چیز پیروان مذہب کے لیے مقدس و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و محترم اور واجب الاتباع بناتی ہے' وہ یہ یقین ہے کہ ان کا ہر جزو اور ہر لفظ اس اقتدار اعلیٰ کا مقرر کردہ ہے جس پر وہ ایمان لائے ہیں۔ یہ یقین ایسی صورت میں ختم ہو جائے گا جب کہ عبادت کی شکلیں اور ان کے الفاظ مقرر کرنے میں لوگوں کی اپنی رائے اور مرضی کا دخل شروع ہو جائے۔ اور اس کے متزلزل ہوتے ہی پورے دین کے مسخ ہونے اور اس کے احکام کی پیروی سے لوگوں کے آزاد ہونے کا راستہ کھل جائے گا۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ تمام دنیا میں ہر قوم اور ہر ملک کے لیے اور ہر زبان بولنے والوں کے لیے اذان اور نماز کی ایک ہی زبان ہونا وہ عظیم الشان قوت رابطہ ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک ملت اور ایک عالمگیر برادری بناتی ہے۔ آپ خواہ اس کرۂ زمین کے کسی گوشے میں چلے جائیں۔ اذان کی آواز سنتے ہی محسوس کر لیں گے کہ یہاں آپ کی ملت کا کوئی شخص یا گروہ موجود ہے اور وہ نماز کے لیے بلا رہا ہے۔ نماز کے لیے آپ جہاں بھی جائیں گے' وہی ایک جانی پہچانی آواز سنیں گے خواہ آپ لندن میں ہوں یا نائیجیریا میں یا انڈونیشیا میں۔ اپنے ساتھی مسلمانوں کی زبان کا ایک لفظ بھی چاہے آپ نہ جانتے ہوں مگر نماز میں نہ آپ ان کے لیے اجنبی ہوں گے نہ وہ آپ کے لیے۔ اس کے بجائے اگر نماز ہر ایک اپنی مادری زبان میں پڑھنے لگے اور اذان بھی ہر جگہ مقامی زبان ہی میں دی جانے لگے تو یہ عالمگیر برادری بے شمار چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ برعظیم ہندو پاکستان میں تین سو سے زائد زبانیں ہیں۔ صرف اسی سرزمین میں ایک مسلم ملت کے اتنے ہی ٹکڑے ہو جائیں گے جتنی یہاں زبانیں ہیں اور ایک مسلمان اپنے علاقے سے باہر نکل کر نہ اذان کو پہچان سکے گا' نہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکے گا۔

یہی کیفیت دنیا کے دوسرے خطوں میں پیش آئے گی' اور پھر جگہ جگہ موقع پر تو شاید منارۂ بابل کی سی حالت رونما ہو۔ یہ دراصل مسلمانوں میں اسی (Nationalisation of the Church) کی ابتدا ہوگی جس میں مسیحی دنیا مبتلا ہو کر نبرد آزما قومیتوں میں بٹ گئی ہے۔ کیا آپ کو اس نعمت کا احساس نہیں ہے کہ قوم پرستی' نسل پرستی' رنگ پرستی اور زبان پرستی سے پارہ پارہ ہو جانے والی انسانیت کے لیے اسلام نے عالمگیر وحدت کا یہ کتنا بڑا ذریعہ پیدا کیا ہے جو دنیا کے لیے عربی اذان' عربی نماز' عربی کلمہ اور عربی زبان کی چند معروف اور مشترک مذہبی اصطلاحات کی شکل میں آپ کو نظر آ رہا ہے؟ اسی ''سرکاری زبان'' کی بدولت ہی تو مسلمان ہر جگہ مسلمان کو پہچانتا اور اس کے ساتھ اس طرح مل جاتا ہے جیسے ازل سے ان دونوں کی روحوں میں کوئی قریبی رشتہ ہو۔

جہاں تک نماز کو سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت کا تعلق ہے' اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر یہ ضرورت اس بڑے نقصان کو' جس کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں' انگیز کیے بغیر بھی پوری کی جا سکتی ہے۔ نماز کے لیے قرآن کی چند سورتیں کافی ہیں اور قرآن کے سوا باقی تمام اذکار جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں صرف چند فقروں پر مشتمل ہیں۔ ان کو یاد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا ترجمہ بآسانی ذہن نشین کیا جا سکتا ہے۔ (۱)

بھولی ہوئی نماز کی ادائیگی کا وقت

مَنْ نَسِیَ صَلَاۃً فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا لَا کَفَّارَۃَ لَھَا اِلَّا ذَالِکَ ترجمہ: ۔حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ''جو شخص کسی وقت کی نماز بھول گیا ہو' اسے چاہیے کہ جب یاد آئے ادا کر لے' اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے''۔ (۱) (بخاری' مسلم' احمد)

---

(۱) رسائل و مسائل' حصہ سوم' ص ۲۷۶' ۲۷۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو قتادہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ اگر ہم نماز کے وقت سو گئے ہوں تو کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا "نیند میں کچھ قصور نہیں، قصور تو جاگنے کی حالت میں ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص بھول جائے یا سو جائے تو جب بیدار ہو یا جب یاد آئے نماز پڑھ لے۔" (۲) (ترمذی، نسائی، ابو داؤد)

جس شخص کو بھول لاحق ہو جائے اسے جب بھی یاد آئے نماز ادا کر لینی چاہئے۔ [مندرجہ بالا پہلی روایت کے] معنی میں ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے جسے مسلم، ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے لیا ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۳، ص ۸۹۔ طٰہٰ حاشیہ ۹)

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ وَ مُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ نَسِیَ صَلَاةً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِیْ۔ قَالَ مُوْسٰی: قَالَ هَمَّامٌ: سَمِعْتُهُ یَقُوْلُ بَعْدُ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِیْ وَقَالَ حَبَّانُ: ثَنَا هَمَّامٌ، ثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

ماخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۸۴، کتاب مواقیت الصلاۃ باب من نسی صلاۃ فلیصل اذا ذکر۔ لا یعید الا تلک الصلاۃ وقال ابراھیم من ترک صلاۃً واحدۃً عشیرین سنۃ لم یعد الا تلک الصلاۃ الواحدۃ۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۴۱، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ الخ۔ ☆ ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۲۱، کتاب الصلاۃ، باب فی من نام عن الصلاۃ او نسیھا۔

☆ مسند احمد، ج ۳، ص ۲۶۹، عن انس۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۱۸، کتاب الصلاۃ باب لا تفریط علی من نام عن صلاۃ او نسیھا۔ مسلم میں انس بن مالک سے مروی روایت:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَسِیَ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ یُّصَلِّیَهَا اِذَا ذَكَرَهَا۔ **ترجمہ**:۔ "حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص کسی وقت کی نماز بھول گیا ہو یا اس وقت سو گیا ہو، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے تو اسے چاہئے کہ وہ ادا کر لے"۔

ماخذ:۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۴۱، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائھا۔ ☆ مسند احمد، ج ۳، ص ۱۰۱۔ ۲۸۲، عن انس۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۱۸۔ کتاب الصلاۃ باب لا تفریط علی من نام۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم اور نسائی کی ایک روایت میں ہے :

اِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ اَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا – اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِىْ ترجمہ :۔ "جب تم میں سے کسی کی سونے کی وجہ سے نماز رہ جائے یا اسے یاد نہ رہی ہو' تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے ادا کر لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نماز قائم کرو میرے یاد دلانے پر"۔

ماخذ :۔☆ مسلم' ج ا' ص ۲۴۱' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ۔ ☆ نسائی' ج ا' ص ۲۹۴' کتاب المواقیت باب فیمن نام عن صلاۃ – نسائی نے یرقد اور یغفل یعنی ماضی کے بجائے مضارع کا صیغہ نقل کیا ہے۔☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۱۸۴۔۲۱۶' عن انس۔ ص ۲۱۶ پر یرقد اور یغفل کے الفاظ ہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ، قَالَ : ذَكَرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوْمَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ : اِنَّهُ لَيْسَ فِى النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِى الْيَقْظَةِ – فَاِذَا نَسِىَ اَحَدُكُمْ صَلَاةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَفِى الْبَابِ عن ابن مسعود و ابی مریم و عمران بن حصین و جبیر بن مطعم و ابی جحیفۃ وعمرو بن امیۃ الضمری و ذی مخبر وھو ابن اخی النجاشی – قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ قَتَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ : وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِى الرَّجُلِ يَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ اَوْ يَنْسَاهَا فَيَسْتَيْقِظُ اَوْ يَذْكُرُ وَهُوَ فِىْ غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اَوْ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ : يُصَلِّيْهَا اِذَا اسْتَيْقَظَ اَوْ ذَكَرَ وَاِنْ كَانَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اَوْ عِنْدَ غُرُوْبِهَا وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَالشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ – وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُصَلِّىْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبَ ترجمہ :۔ "حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقت اپنے سونے کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا "نیند میں کچھ قصور نہیں' قصور تو جاگنے کی حالت میں ہے"۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص بھول جائے یا سو جائے تو جب بیدار ہو یا جب یاد آئے تو نماز پڑھ لے"۔

ماخذ :۔☆ ترمذی' ج ا' ص ۴۳' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في النوم عن الصلاۃ – ☆ ابو داؤد' ج ا' ص ۱۲۱' کتاب الصلاۃ باب من نام عن الصلاۃ او نسیھا ☆ نسائی ج ا ص ۲۹۴ کتاب المواقیت باب فیمن نام عن صلاۃ – ☆ دارقطنی' ج ا' ص ۳۸۶' کتاب الصلاۃ باب قضاء الصلاۃ بعد وقتھا الخ – ☆ ابن ماجہ کتاب الصلاۃ، باب من نام عن الصلاۃ او نسیھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم نے ابو ہریرۃ کی روایت قدرے وضاحت سے نقل کی ہے :

(۴) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ، سَارَ لَیْلَۃً - اِذَا اَدْرَکَہُ الْکَرٰی عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِکْلَأْ لَنَا اللَّیْلَ فَصَلّٰی بِلَالٌ مَاقُدِّرَ لَہٗ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابُہٗ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ مُوَاجِہَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَیْنَاہُ وَ ھُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ حَتّٰی ضَرَبَتْھُمُ الشَّمْسُ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَھُمْ اِسْتِیْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ: اَخَذَ بِنَفْسِی الَّذِیْ اَخَذَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِنَفْسِکَ قَالَ: اِقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَھُمْ شَیْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ فَصَلّٰی بِھِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوۃَ قَالَ: مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ فَلْیُصَلِّھَا اِذَا ذَکَرَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ قَالَ یُوْنُسُ: وَکَانَ ابْنُ شِھَابٍ یَقْرَأُھَا لِلذِّکْرٰی ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ خیبر سے لوٹ رہے تھے تو آپؐ نے رات کا سفر اختیار کیا۔ جب نیند نے غلبہ کیا تو آپؐ نے شب بسری کے لیے قیام فرمایا۔ اس موقعہ پر آپؐ نے بلال سے فرمایا "تم آج رات کی ہمارے لیے حفاظت کرو۔ چنانچہ بلال نے تعمیل ارشاد میں جتنی نماز ان کے بس میں تھی، اتنی پڑھی۔ اس دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی سب سو گئے۔ جب پو پھٹنے کا وقت قریب آیا تو بلال طلوع آفتاب کی جانب منہ کر کے اپنی سواری یا پالان سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گئے۔ بس اتنے میں بلال پر نیند غالب آگئی اور پالان سے ٹیک لگاتے ہوئے سو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے نہ بلال اور نہ کوئی دوسرا صحابی بیدار ہو سکا حتیٰ کہ سورج نے انہیں بیدار کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے بیدار ہوئے اور گھبرا گئے۔ فرمایا اے بلال [کیا ہوا؟]۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں، جس نے آپؐ پر غلبہ کیا وہی مجھ پر بھی غالب آگئی [یعنی مجھ پر نیند غالب آگئی]۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہاں سے کوچ کرو۔ لہٰذا صحابہؓ نے وہاں سے تھوڑا آگے کوچ کر لیا۔ پھر یہاں آپؐ نے وضو فرمایا اور بلال کو حکم دیا۔ چنانچہ بلال نے نماز کے لیے اقامت کہی تو آپؐ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "جو شخص بھی نماز بھول گیا ہو، تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے اسے ادا کر لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے میرے یاد دلانے کے وقت نماز قائم کرو۔

ماخذ : -☆ مسلم ج ۱، ص ۲۳۸ کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ - باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ و استحباب تعجیل قضائھا ☆ نسائی ج ۱، ص ۲۹۶ کتاب المواقیت باب اعادۃ مانام عن الصلاۃ لوقتھا من الغد -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ ابن ماجہ کتاب الصلاۃ باب من نام عن الصلاۃ او نسیہا–
نسائی نے اس روایت کو قدرے اختصار سے نقل کیا ہے۔
☆ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۹ کتاب الصلاۃ باب من نام عن صلاۃ او نسیہا– ☆ موطا امام مالک ج ۱ ص ۲۶–۲۷ وفوت الصلاۃ باب النوم عن الصلاۃ– ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲–ص ۲۱۷ کتاب الصلاۃ باب لا تفریط علی من نام عن صلاۃ او نسیہا–

(۵) حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ **ترجمہ**:– حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب جنگ خندق کے روز غروب آفتاب کے بعد تشریف لائے اور کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی کہ سورج ڈوبنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بھی [ابھی تک] نماز نہیں پڑھی ہے"۔ ہم بطحان [یعنی سنگریزے والی جگہ] کی طرف اٹھ کر گئے۔ آپؐ نے وضو فرمایا۔ ہم نے بھی وضو کیا۔ پھر آپؐ نے غروب آفتاب کے بعد نماز عصر پڑھائی۔ پھر اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی۔

مآخذ:– ☆ بخاری، ج ۱ ص ۸۳، کتاب مواقیت الصلاۃ باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت– ☆ مسلم، ج ۱ ص ۲۲۷، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطی ھی الصلاۃ العصر– ☆ ترمذی، ج ۱ ص ۴۲، ابواب الصلاۃ باب ماجاء في الرجل تفوته الصلوات بايتهن يبدا– ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲ ص ۲۱۹، کتاب الصلاۃ باب قضاء الصلوات الاولي فالاولي–

(۶) حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: أَخَافُ أَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ بِلَالٌ: أَنَا أُوْقِظُكُمْ، فَاضْطَجَعُوْا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ: يَا بِلَالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ؟ قَالَ: مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ، قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَآءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰى –

ترجمہ: ۔حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو سفر کر رہے تھے۔کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش کہ آپؐ تھوڑی دیر رات میں آرام کا موقعہ مرحمت فرمادیں۔حضورؐ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ سوتے میں تمہاری نماز نہ رہ جائے"۔بلال نے عرض کیا"حضورؐ میں سب کو بیدار کر دوں گا"۔یہ سن کر سب سوگئے اور بلال اپنی سواری یا پالان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔اتنے میں ان پر نیند کا غلبہ ہوا اور سوگئے۔اچانک نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ سورج کا کنارہ نکل چکا ہے۔بلال سے مخاطب ہوکر فرمایا: بلال اپنی بات کا پاس نہ کر سکے۔عرض کیا جناب ایسی گہری نیند تو آج تک کبھی مجھ پر مسلط نہیں ہوئی تھی۔حضورؐ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے تمہاری روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا تم پر لوٹا دیتا ہے۔لہٰذا بلال اٹھو اور اذان دو کہ لوگ نماز کے لیے آئیں۔پھر آپؐ نے وضو فرمایا پھر جب سورج بلند ہوا اور اچھی طرح روشن ہوگیا تو پھر آپؐ نے نماز پڑھائی"۔

مآخذ: ۔☆ بخاری' ج ا' ص ۸۳' کتاب مواقیت الصلاۃ باب الاذان بعد ذھاب الوقت–

نسائی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے فجر کی سنتیں بھی پڑھیں۔روایت کے آخر میں ہے:

حَتّٰى اَيْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوْا فَقَالَ: تَوَضَّؤُا ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَصَلُّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلُّوا الْفَجْرَ – ترجمہ: ۔نسائی کی روایت میں ہے [اتنے گہرے سوئے] کہ سورج کی حرارت نے انہیں بیدار کیا تو وہ اٹھے' ارشاد فرمایا کہ وضو بنالو۔پھر بلال نے اذان کہی۔آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں تو صحابہ نے بھی فجر کی دو رکعتیں پڑھیں۔اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔

دارقطنی میں اس سے متعلق سارا مواد کتاب الصلاۃ باب قضاء الصلاۃ بعد وقتھا میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

امام ترمذی نے حضرت انسؓ کی روایت سے فقہی مسالک مستنبط کر کے نقل کیے ہیں:

قَالَ اَبُوْعِيْسٰى: حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ – وَيُرْوٰى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ: اَنَّهُ قَالَ فِى الرَّجُلِ يَنْسَى الصَّلَاةَ يُصَلِّيْهَا مَتٰى ذَكَرَهَا فِىْ وَقْتٍ اَوْ فِىْ غَيْرِ وَقْتٍ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ – وَيُرْوٰى عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ: اَنَّهُ نَامَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَاسْتَيْقَظَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اِلٰى هٰذَا – وَاَمَّا اَصْحَابُنَا فَذَهَبُوْا اِلٰى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ ترجمہ: ۔"حضرت علیؓ نے اس شخص کے بارے یہ رائے دی ہے کہ بھول کر نماز ترک کرنے والا جب اسے یاد آئے خواہ وقت ہو یا نہ ہو' اسے ادا کر لینی چاہئے۔یہ امام احمد' اسحاق کا مسلک ہے۔ابوبکرہ سے منقول ہے کہ انہیں نماز عصر کے وقت نیند آگئی۔غروب شمس کے قریب بیدار ہوئے تو انہوں نے نماز نہ پڑھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب تک سورج پوری طرح ڈوب نہ گیا۔ اہل کوفہ کے لوگوں نے اسے اختیار کیا ہے لیکن ہمارے اصحاب کا رجحان حضرت علیؓ کے قول کی جانب ہے۔

ماخذ: ۔☆ ترمذی' ج ا' ص ۴۲' ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی الرجل ینسی الصلاۃ۔

نسائی نے ابن مسعودؓ کی روایت مختلف الفاظ میں روایت کی ہے:

(۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحُبِسْنَا عَنْ صَلَاۃِ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فَاشْتَدَّ ذٰلِکَ عَلَیَّ – فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ: نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِلَالًا فَاَقَامَ فَصَلّٰی بِنَا الظُّھْرَ ثُمَّ اَقَامَ، فَصَلّٰی بِنَا الْعَصْرَ، ثُمَّ اَقَامَ، فَصَلّٰی بِنَا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ اَقَامَ، فَصَلّٰی بِنَا الْعِشَآءَ، ثُمَّ طَافَ عَلَیْنَا، فَقَالَ: مَا عَلَی الْاَرْضِ عِصَابَۃٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ غَیْرُکُمْ –

ترجمہ: ۔حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہمیں ظہر' عصر' مغرب اور عشاء ادا کرنے سے روک دیا گیا۔ [جنگ میں مشغولیت کی وجہ سے نہ پڑھی جا سکیں] یہ مجھ پر بڑی گراں گزری۔ دل ہی دل میں' میں نے کہا ہم رسالت مآبؐ کی معیت میں ہیں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلے ہیں۔ [پھر ایسا کیوں ہوا ہے]۔

اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا۔ اس نے اقامت کہی۔ پھر آپؐ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر بلال نے اقامت کہی اور آپؐ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر اس نے اقامت کہی اور آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر اس نے اقامت کہی اور آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی پھر ہمارے گرد چکر لگا کر فرمایا' روئے زمین پر کوئی گروہ تمہارے سوا ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کر رہا ہو۔

ماخذ: ۔☆ نسائی' ج ا' ص ۲۹۷۔۲۹۸ کتاب المواقیت باب کیف یقضی الفائت من الصلاۃ۔

(۸) قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ: اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِ صَلَوٰتٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰی ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ مَاشَآءَ اللّٰہُ فَاَمَرَ بِلَالًا، فَاَذَّنَ، ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الظُّھْرَ، ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ، ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ، ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّی الْعِشَآءَ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَجَابِرٍ: قَالَ اَبُوْعِیْسٰی: حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ لَیْسَ بِاِسْنَادِہٖ بَاْسٌ اِلَّا اَنَّ اَبَا عُبَیْدَۃَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ وَھُوَ الَّذِیْ اخْتَارَہٗ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ فِی الْفَوَائِتِ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ لِکُلِّ صَلَاۃٍ اِذَا قَضَاھَا – وَاِنْ لَّمْ یُقِمْ اَجْزَاہُ وَھُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ ترجمہ: ۔حضرت عبداللہ [بن مسعود] سے مروی ہے کہ جنگ خندق کے روز مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازوں سے غافل کر دیا۔ یہاں تک اللہ کی مشیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔ اب آپؐ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی۔ پھر اقامت کہی تو آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر بلال نے اقامت کہی تو آپؐ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ بلال نے پھر اقامت کہی اور آپؐ نے نماز مغرب پڑھائی۔ پھر بلال نے اقامت کہی اور آپؐ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔

ماخذ: ۔☆ ترمذی' ج ا'ص ۴۲' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في الرجل تفوته الصلوات بايتهن يبدا۔

چھوٹے ہوئے فرائض شرعیہ کی قضا

کسی عمل کا قبول کرنا یا نہ کرنا انسانوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ خداوند عالم کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی کے ذمے فرضوں کی قضا لازم ہو تو فرض کی قضا ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاص کی بنا پر وہ سنن و نوافل بھی ادا کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس خلوص کو رد فرما دے۔ ہاں' اگر فرض کی قضا سے غافل رہ کر یہ کام کرے تو امید نہیں کہ یہ فعل اللہ کے ہاں مقبول ہو گا کیونکہ فرض کی قضا بمنزلہ قرض کے ہے' اور قرض ادا کرنے سے غفلت برت کر خیرات کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

البتہ جن لوگوں نے اپنی زندگی میں لیک زمانہ حالت جاہلیت میں گزار دیا ہو اور اس میں بے شمار نمازیں چھوڑ دی ہوں ان کے لیے پچھلی قضا بھی ادا کرنا اور سنن و نوافل بھی پڑھنا مشکل ہے۔ اس میں اندیشہ ہے کہ اکثر کسل کی بنا پر وہ قضا ادا کرنے سے رہ جائیں گے۔ اس کے برعکس اس میں بڑی سہولت ہے کہ ہر وقت کی فرض نماز کے بعد جتنی سنتیں بالعموم پڑھی جاتی ہیں ان کو سنت کی نیت سے پڑھنے کے بجائے آدمی پچھلے چھوٹے ہوئے فرائض کی قضا کے طور پر پڑھتا رہے یہاں تک کہ اس امر کا گمان غالب ہو جائے کہ پچھلی سب قضائیں ادا ہو چکی ہیں۔ اس طرح آدمی بغیر کسی دقت کے بآسانی اس فرض سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔

چھوٹی ہوئی نمازوں ہی کی طرح قضا روزوں کا معاملہ بھی ہے جس کے فرض روزے چھوٹ گئے ہوں وہ نفل روزے رکھنے کے بجائے فرض کی نیت سے پچھلی قضا کیوں نہ ادا کرے۔

یہی معاملہ زکوۃ کا بھی ہے۔ آپ خد سوچئے' آخر یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ جس کے ذمہ فرض زکوۃ واجب ہو وہ اسے تو ادا نہ کرے اور یوں خیرات کرتا پھرے۔ آخر کیوں نہیں وہ اسی خیرات کو زکوۃ کا حساب لگا کر ادا کرتا؟ ضائع کرنے یا قبول کر لینے کے اختیارات تو اللہ کو ہیں' مگر جو بات ہماری اور آپ کی عقل میں آجاتی ہے کہ فریضے سے غفلت برت کر نوافل ادا کرنے میں کوئی معقولیت نہیں ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ میاں کی سمجھ میں اتنی بات بھی نہ آئے گی؟ اگر وہ پوچھیں کہ جو کچھ میں نے لازم کیا تھا وہ تو تو نے ادا نہیں کیا اور اپنی خوشی سے یہ سب کچھ دے آیا تو آخر کسی کے پاس اس کا کیا جواب ہو گا؟

تحقیق کے بعد [مجھے] یہ معلوم ہوا کہ اگر آدمی کافر نہ تھا' صرف جہالت اور غفلت کی بنا پر تارک نماز رہا' تو اس کے لیے صرف توبہ کافی نہیں بلکہ پچھلی نمازوں کی قضا بھی کرنی چاہئے۔ ابن تیمیہؒ نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے یہ اصولی بات بیان کی ہے کہ توبہ کے ساتھ سابق کی تلافی اور آئندہ کے لیے اصلاح دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی گناہ ایسا ہو جس کی تلافی کے امکانات ہی نہ ہوں تو بات دوسری ہے۔ اس صورت میں توبہ اور ندامت و شرمساری کافی ہو سکتی ہے۔ لیکن جن گناہوں کی تلافی ممکن ہو' ان پر توبہ کے ساتھ تلافی کیے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مثلاً کسی کا قرض آپ کے ذمہ تھا اور آپ نے مدتوں اسے ادا نہ کیا تو اب اس گناہ کی معافی صرف توبہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ قرض ادا کرنا بھی اس کے ساتھ ناگزیر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا یہ سوال کہ سنتیں فرائض کے نقائص میں جو جبر کسر کا کام کرتی ہیں ' یہ تو قضائے فوائت کی صورت میں نہ ہو سکے گا ' تو اس کا جواب یہ ہے کہ قضائے فوائت کا ثواب انشاء اللہ یہ کسر پوری کر دے گا۔ آدمی کا پچھلے گناہ پر نادم ہو کر اس کی تلافی کے لیے کوشش کرنا اپنے اندر ایک زائد ثواب رکھتا ہے۔ بقیہ عمر کتنی رہ گئی ہے۔ اس کی تو آدمی کو خبر نہیں ہو سکتی لیکن جس وقت بھی آدمی تلافی مافات شروع کر دے ' اللہ تعالیٰ اس کی قدر فرمائے گا۔ اور اگر تمام مافات کی تلافی کرنے سے پہلے اس کی اجل آ جائے تو امید ہے کہ اللہ کے ہاں اس کی یہ کوشش اتنی مقبول ہو گی کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کے مافات کو معاف فرما دے گا۔ (۱)

جمع بین الصلاتین

حنفیہ جمع بین الصلاتین کے جس معنی میں قائل ہیں وہ یہ ہے کہ ایک نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو اور دوسری کا شروع ہو رہا ہو ' اس وقت دونوں وقت کی نمازیں ملا کر پڑھ لی جائیں۔

سفر میں اگر آدمی وقت پر نماز ادا کرنے کا موقع پائے تو ادا کر لے ورنہ مجبوراً قضا کر کے دوسرے وقت کی نماز کے وقت اس کو ادا کرے۔

(مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودی ' حصہ دوم ' ص ۳۲۳)

(۱) رسائل و مسائل ' حصہ سوم ' ص ۲۸۰ تا ۲۸۲ ' ۲۸۷ تا ۲۸۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۴

نماز قصر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سفر میں قصر کیا ہے۔

بعض ائمہ نے یہ سمجھا ہے کہ سفر میں قصر کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ محض اس کی اجازت ہے۔ آدمی چاہے تو اس سے فائدہ اٹھائے ورنہ پوری نماز پڑھے اور یہی رائے امام شافعیؒ نے اختیار کی ہے اگرچہ وہ قصر کرنے کو افضل اور ترک قصر کو ترک اولیٰ قرار دیتے ہیں۔ امام احمدؒ کے نزدیک قصر کرنا واجب تو نہیں ہے مگر نہ کرنا مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قصر کرنا واجب ہے۔ اور یہی رائے ایک روایت میں امام مالک سے بھی منقول ہے۔ کسی معتبر روایت میں یہ منقول نہیں ہے کہ آپؐ نے کبھی سفر میں چار رکعتیں پڑھی ہوں۔ (۱) ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفروں میں رہا ہوں اور کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے قصر نہ کیا ہو۔ اس کی تائید میں ابن عباس اور دوسرے متعدد صحابہؓ سے مستند روایات منقول ہیں۔ (۲)

****

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَاِبْرَاهِيمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ترجمہ: ۔ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ "میں نے نماز ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں چار رکعات [پوری نماز] پڑھیں اور نماز عصر ذوالحلیفہ کے مقام پر دو رکعت [قصر] پڑھی"۔

مآخذ: ۔ ☆ بخاری ج ۱ص ۱۴۸ ابواب تقصیر الصلاۃ، باب یقصر اذا خرج من موضعہ الخ ☆ مسلم ج ۱ص ۲۴۲، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا ۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۴، کتاب الصلاۃ، تفریع ابواب صلاۃ السفر باب صلاۃ المسافر ۔ عن انس ۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۲۲، ابواب السفر باب التقصیر فی السفر، عن انس ۔ ھذا حدیث صحیح ۔ ☆ نسائی، ج ۱، ص ۲۳۵، کتاب الصلاۃ باب عدد صلاۃ الظھر فی الحضر ۔ ☆ سنن دارمی، ج ۱ ص ۲۹۳، کتاب الصلاۃ باب قصر الصلاۃ فی السفر ۔ ☆ مسند احمد، ج ۳، ص ۱۷۷، عن انس ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیھقی، ج ۳، ص ۱۴۶، کتاب الصلاۃ باب لا یقصر الذی یرید السفر حتی یخرج من بیوت القریۃ

(۱) آیت فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ (النساء) سے یہ سمجھا ہے۔
(۲) (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۳۸۹، النساء، حاشیہ ۱۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثم يقصر حتى يدخل ادنى بيوتها — عن انس —

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ اِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَاِنْ زِدْنَا اَتْمَمْنَا — ترجمہ :۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس روز [ایک جگہ] قیام فرمایا تو آپؐ نماز قصر ادا فرماتے رہے۔ اسی بنا پر ہم نے جب انیس روز کے سفر کا عزم کیا تو ہم نے بھی نماز قصر ادا کی البتہ جب انیس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہوا تو پوری نماز پڑھی“۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۴۷، ابواب تقصیر الصلاۃ باب ماجاء في التقصیر وکم يقيم حتي يقصر — ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۲۲، ابواب السفر باب ماجاء في کم تقصر الصلاۃ — ☆ ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ باب کم يقصر الصلاۃ المسافر اذا اقام ببلدة — ☆ سنن دارقطنی، ج ۱، ص ۳۸۸، کتاب الصلاۃ باب قدر المسافة التي تقصر في مثلها — ترمذی اور ابن ماجہ نے اتممنا کے بجائے صلينا اربعًا نقل کیا ہے۔ ☆ نسائی نے کتاب تقصیر الصلاۃ ج ۳، ص ۱۲۱، باب المقام الذی يقصر بمثله الصلاۃ اور ابن ماجہ نے باب کم يقصر الصلاۃ المسافر اذا اقام ببلدة میں ابن عباس سے اقام بمكّة خمس عشرة يُصلّي ركعتين ركعتين نقل کیا ہے۔

حضرت عباسؓ کا اپنا ذاتی عمل، آپؐ پندرہ روز مکہ میں قیام پذیر رہے۔ اس عرصہ میں آپؐ نماز کی دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے۔

نسائی نے اسی باب میں ص ۲۲۲ پر علاء ابن الحضرمی کی روایت میں يمكث المهاجر بمكة بعد يعني نسكه ثلاثًا بھی نقل کیا ہے۔
علاء ابن حضرمی والی روایت مسلم اور بیہقی کبیر دونوں نے بیان کی ہے۔

ماخذ:۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۴۷، کتاب الصلاۃ باب من اجمع اقامة اربع اتم —

۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ يَحْیَى بْنُ اَبِیْ اِسْحَاقَ، سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ: اَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ: اَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا —

ترجمہ :۔ ابن ابی اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انسؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مدینہ سے مکہ کی جانب نکلے تو مدینہ واپسی تک ہم دو دو رکعت نماز [نماز قصر] ہی ادا کرتے رہے۔ میں نے پوچھا۔ آپ لوگ تھوڑا سا ٹھہرے ہوں گے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم وہاں دس روز ٹھہرے تھے۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۴۷، ابواب تقصیر الصلاۃ باب ماجاء في التقصیر وکم يقيم حتي يقصر — ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۴۳، کتاب صلاۃ المسافرين وقصرها — ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۰، کتاب الصلاۃ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تفریع ابواب صلاۃ السفر باب صلاۃ المسافر، عن ابن عباس —

☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۲۲، ابواب السفر، باب ماجاء فی کم تقصر الصلاۃ — ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۲۱، کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر، باب المقام الذی یقصر بمثله الصلاۃ — ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا، باب کم یقصر الصلاۃ المسافر اذا اقام ببلدۃ — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۴۵، کتاب الصلاۃ باب اتمام المغرب فی السفر و الحضر و ان لا قصر فیھا اور کتاب الصلاۃ ص ۱۳۶، باب السفر الذی تقصر فی مثلہ الصلاۃ —

وَرُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهُ، قَالَ مَنْ اَقَامَ عَشَرَةَ اَیَّامٍ اَتَمَّ الصَّلَاةَ، وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ: مَنْ اَقَامَ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا اَتَمَّ الصَّلَاةَ وَرُوِیَ عَنْهُ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ وَرُوِیَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهُ، قَالَ: اِذَا اَقَامَ اَرْبَعًا صَلّٰی اَرْبَعًا وَرَوٰی ذٰلِكَ عَنْهُ قَتَادَةُ وَعَطَاءٌ الْخُرَاسَانِیُّ وَرُوِیَ عَنْهُ دَاءُوْدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ خِلَافَ هٰذَا — وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ بَعْدُ فِیْ ذٰلِكَ فَاَمَّا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ فَذَهَبُوْا اِلٰی تَوْقِیْتِ خَمْسَ عَشَرَةَ وَقَالُوْا: اِذَا اَجْمَعَ عَلٰی اِقَامَةِ خَمْسَ عَشَرَةَ اَتَمَّ الصَّلَاةَ وَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ: اِذَا اَجْمَعَ عَلٰی اِقَامَةِ ثِنْتَیْ عَشَرَةَ اَتَمَّ الصَّلَاةَ، وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ: اِذَا اَجْمَعَ عَلٰی اِقَامَةِ اَرْبَعٍ اَتَمَّ الصَّلَاةَ وَاَمَّا اِسْحَاقُ فَرَاٰی اَقْوَی الْمَذَاهِبِ فِیْهِ حَدِیْثَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لِاَنَّهُ رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَاَوَّلَهُ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰی اِقَامَةِ تِسْعَ عَشَرَةَ اَتَمَّ الصَّلَاةَ ثُمَّ اَجْمَعَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰی اَنَّ لِلْمُسَافِرِ اَنْ یَّقْصُرَ مَالَمْ یُجْمِعْ اِقَامَةً وَاِنْ اَتٰی عَلَیْهِ سُنُوْنٌ ترجمہ: — حضرت ابن عباس ؓ کی روایت کے بموجب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی ایک سفر میں انیس روز ٹھہرے رہے۔ اس قیام میں آپ ؐ دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔ ابن عباس ؓ نے بتایا کہ ہم بھی جب انیس روز کے درمیان ٹھہرے تو ہم نے بھی دو رکعت ہی پڑھیں۔ البتہ اگر اس سے زیادہ قیام کیا تو پوری نماز پڑھی۔ حضرت علی ؓ سے ایک قول بایں الفاظ منقول ہے کہ جو کوئی دس روز قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے۔ ابن عمر سے اس طرح منقول ہے کہ جو کوئی پندرہ روز قیام پذیر رہے، وہ پوری نماز پڑھے اور ان سے ایک قول بارہ دن کا بھی منقول ہے۔ سعید بن مسیب سے ان کی رائے یوں منقول ہے کہ جب چار روز کا قیام ہو تو چار رکعت [پوری نماز] پڑھے۔ اسی طرح کی رائے قتادہ اور عطا خراسانی سے مروی ہے۔ البتہ داؤد بن ابی ہند کی رائے اس کے خلاف ہے۔ بعد میں اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہوا ہے۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کے نزدیک پندرہ دن، کہ جب پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اوزاعی کے نزدیک بارہ دن۔ یعنی جب بارہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی رائے ہے کہ جب چار روز تک قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے۔ امام اسحاق کی رائے یہ ہے کہ ان سب میں ابن عباسؓ کا مسلک زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انیس روز قیام سے دلیل پکڑی ہے کہ انیس روز ٹھہرے تو پوری نماز پڑھے۔ اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ ایک مسافر جب تک کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو پھر نماز قصر ہی پڑھے خواہ کئی سال تک ہو'

ماخذ: ۔☆ ترمذی ابواب السفر باب ماجاء في كم تقصر الصلوة ۔ ☆ دارقطنی کتاب الصلوة باب قدر المسافة في مثلها الخ ۔ فان زدنا اتممنا تک بیان کیا ہے۔

حضرت عمرؓ سے مروی روایت:

(۴) عَنْ عُمَرَ، قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ وَالْعِيدُ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ:** ۔ حضرت عمرؓ سے ان کا قول منقول ہے کہ مسافر کی نماز دو رکعت، جمعہ کی نماز دو رکعت، نماز عید کی دو رکعت یہ پوری نماز ہے، قصر نہیں ہے۔ رسالت مآبؐ کی زبان مبارک سے ہم نے یونہی سنا ہے۔

ماخذ: ۔:۔ ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب تقصير الصلاة في السفر ۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۱۱، کتاب الجمعة باب عدد صلاة الجمعة قال ابو عبد الرحمن: عبد الرحمن بن ابى ليلى لم يسمع من عمر ۔

حضرت عائشہؓ سے مروی روایت

(۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَتْ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ **ترجمہ:** ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض فرمائی تو اس وقت دو دو رکعتیں ہی فرض فرمائی تھیں۔ یعنی سفر میں بھی دو اور حضر میں بھی دو۔ بعد میں سفر کی نماز اسی طرح برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا۔

ماخذ: ۔:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۵۱، کتاب الصلاة باب كيف فرضت الصلاة في الاسراء ۔

امام بخاری نے ابواب تقصير الصلاة، باب يقصر اذا خرج من موضعه الخ ج اول، ص ۱۴۸ پر اَلصَّلَاةُ اَوَّلُ مَا فُرِضَتْ، رَكْعَتَانِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ بیان کیا ہے اور السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۴۳، کتاب الصلاة باب من ترك القصر في السفر غير رغبة عن السنة نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

ترجمہ: ۔ بخاری میں انہی سے مروی روایت میں ہے کہ اول اول جب نماز فرض فرمائی گئی تو دو رکعت ہی تھی۔ البتہ بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں نماز سفر تو اسی حالت پر برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز کو پورا کر دیا گیا۔

ماخذ:۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۴۱، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، عن عائشة۔ ☆ ابو داؤد، ج ۲، ص ۳، کتاب الصلاۃ تفریع ابواب السفر باب صلاۃ المسافر۔ ☆ موطا امام مالک، ج ۱، ص ۱۲۴، قصر الصلاۃ في السفر۔ عن عائشة۔

مسلم نے ثُمَّ اَتَمَّهَا فِی الْحَضَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَی الْفَرِیْضَةِ الْاُوْلٰی **ترجمہ:۔** مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نماز فرض فرمائی تو دو رکعت ہی فرض فرمائی۔ پھر حضر کی نماز پوری کر دی گئی اور نماز سفر پہلی حالت فرضیت پر برقرار رہی۔

ماخذ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۳۵، کتاب الصلاۃ باب رخصة القصر في كل سفر الخ۔

مسلم اور نسائی اور السنن الکبریٰ وغیرہ نے حضرت ابن عباس سے ایک روایت بیان کی ہے جس میں: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ الخ منقول ہے۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر مسافر پر دو رکعت اور مقیم پر چار رکعت فرض فرمائی ہیں اور حالت خوف میں صرف ایک رکعت۔

ماخذ:۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۱۸ پر فُرِضَتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ اور ابن ماجہ نے کتاب اقامة الصلاۃ والسنة میں باب تقصیر الصلاۃ في السفر کے تحت اِفْتَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ روایت کیا ہے۔

نسائی نے فرضت صلاۃ الحضر اور ابن ماجہ نے افترض اللہ علی لسان نبیکم یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضر میں چار اور سفر میں دو اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی ہے۔

---------------*********---------------

عبداللہ بن عمر سے مروی روایت

(۲):۔ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اٰلِ خَالِدِ بْنِ اَسِیْدٍ، اَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِی الْقُرْاٰنِ، وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: یَا ابْنَ اَخِیْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعَثَ اِلَیْنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَیْئًا فَاِنَّمَا نَفْعَلُ کَمَا رَاَیْنَاهُ یَفْعَلُ **ترجمہ:۔** آل خالد بن اسید کے کسی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ ابو عبدالرحمن قرآن مجید میں ہمیں صلاۃ خوف اور صلاۃ حضر کا ذکر تو ملتا ہے مگر نماز سفر کا کہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر نہیں پایا۔ (۱) عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ ہمیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔ ہم تو بس اسی طرح کرتے ہیں جس طرح آپؐ کو ہم نے کرتے دیکھا ہے"۔

مآخذ:۔:۔☆ موطا امام مالک' ج ۱' ص ۱۲۴' کتاب قصر الصلاۃ في السفر — ☆ نسائی' ج ۳' ص ۱۱۷' کتاب کتاب تقصیر الصلاۃ في السفر — ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا باب تقصیر الصلاۃ في السفر —

امام شوکانی نے اپنی تفسیر فتح القدیر' ج ۱' ص ۵۰۹ پر عبد بن حمید' ابن حبان اور بیہقی وغیرہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ساری روایت نقل کر کے آخر میں ابن عمر کی رائے بیان کی ہے۔

وَقَصْرُ الصَّلَاۃِ فِی السَّفَرِ سُنَّۃٌ سَنَّھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حضرت ابن عمرؓ کی حتمی رائے کہ سفر میں قصر نماز پڑھنا سنت ہے۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے۔

مآخذ:۔:۔☆ فتح القدیر للشوکانی' ج ۱' ص ۵۰۹۔

(۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیٰ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ، قَالَ: اَخْبَرَنِی نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَاَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَتِہٖ ثُمَّ اَتَمَّھَا **ترجمہ:**۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر کے ساتھ اور حضرت عثمانؓ کے خلافت کے ابتدائی دور میں نماز قصر ادا کی ہے۔ البتہ حضرت عثمانؓ نے بعد میں پوری نماز پڑھی ہے۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۴۷' ابواب تقیصر الصلاۃ باب الصلاۃ بمنی — ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۴۳' کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا — ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۱۲۲' ابواب السفر باب القصر في السفر — ☆ نسائی' ج ۳' ص ۱۲۱' کتاب تقصیر الصلاۃ في السفر باب الصلاۃ بمني عن ابن عمر —

حارث بن وھب کی روایت:

قَالَ: صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمَنَ مَا کَانَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ **ترجمہ:**۔ حارث بن وھب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت امن ہمیں منیٰ میں دو رکعت پڑھائیں۔

مآخذ:۔:۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۴۷' ابواب تقصیر الصلاۃ باب الصلاۃ بمنی، ☆ مسلم ج ۱ ص ۲۴۳' کتاب تقصیر الصلوۃ في السفر باب الصلوۃ بمنی' ☆ نسائی ج ۳ ص ۱۱۹' کتاب تقصیر الصلوۃ في السفر

---

(۱) سائل کا مدعا غالباً یہ تھا کہ سورۂ نساء میں جس قصر کا ذکر ہے اس میں صرف حالت جنگ اور دشمن سے مقابلے کے لیے نکلنے کی صورت بیان ہوئی ہے۔ ہر حالت اور مطلق سفر کا ذکر نہیں۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب الصلوۃ بمنی۔

ابن عباسؓ کی روایت :

عَنِ ابنِ عبَّاسٍ ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ لَا یَخَافُ اِلَّا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ۔ ھذا حدیث صحیح ترجمہ :۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی جانب نکلے۔ ماسوا رب کائنات کسی کا خوف و ہراس نہیں تھا، پھر بھی آپ نے دو رکعت ہی پڑھیں۔

مآخذ:۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۲۲، ابواب السفر باب ماجاء في کم تقصر الصلاۃ۔ ☆ نسائی ج ۲ ص ۱۱۷، کتاب تقصیر الصلاۃ في السفر، عن ابن عباس۔

قصر کے لیے نصاب مسافت

فقہاء کی آراء اس معاملہ میں مختلف ہیں۔ چنانچہ قصر صلوٰۃ کے لیے کم از کم ۹ میل اور زیادہ سے زیادہ ۴۸ میل کا نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ آنحضورؐ سے اس معاملہ میں کوئی صریح ارشاد منقول نہیں ہے اور نص صریح کی غیر موجودگی میں جن دلائل سے استنباط کیا گیا ہے ان کے اندر مختلف اقوال کی گنجائش ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قصر کے لیے مسافت کا ایسا تعین جس میں ایک نقطہ خاص سے تجاوز کرتے ہی قصر کا حکم لگایا جا سکے، شارع کا منشا نہیں۔ شارع نے سفر کے مفہوم کو عرف عام پر چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ بات ہر شخص خود باسانی جان سکتا ہے کہ کب وہ سفر میں ہے اور کب سفر میں نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم اگر شہر جاتے ہیں تو کبھی مسافر ہونے کا احساس ہمارے ذہن میں نہیں ہوتا، بخلاف اس کے جب واقعتاً سفر درپیش ہوتا ہے تو ہم مسافرت کی کیفیت خود محسوس کرتے ہیں۔ اسی احساس کے مطابق قصر اور اتمام کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ شرعی معاملات میں صرف اس شخص کا فتوائے قلب معتبر ہے جو شریعت کی پابندی کا ارادہ رکھتا ہو نہ کہ بہانہ بازی کا۔ (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، کِلَاھُمَا عَنْ غُنْدُرٍ ، قَالَ اَبُوْبَکْرٍ : نَا مُحَمَّدُ بْنُ جعفرٍ غُنْدُرٌ عَنْ شعبۃَ عَنْ یحیَ بْنِ یزیدَ الْھُنَاءِیْ ، قَالَ : سَاَلْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِکٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاۃِ ، فَقَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مَسِیْرَۃَ ثَلَاثَۃِ اَمْیَالٍ اَوْ ثَلَاثَۃِ فَرَاسِخَ شُعْبَۃُ الشَّکُّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ترجمہ :۔ یحیٰ بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انسؓ بن مالک سے نماز قصر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تین امیال یا تین فرسخ کا سفر کیا تو آپؐ نے نماز قصر یعنی دو رکعت پڑھی۔

---

(۱) رسائل و مسائل حصہ اول، ص ۱۷۳۔ ۱۷۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ :- ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۴۲' کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا — ابوداؤد' ج ۲' ص ۳' کتاب الصلاۃ تفریع ابواب صلاۃ السفر، باب متی یقصر المسافر؟ ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۳۴۶۔

(۲) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، قَالَ خَرَجْتُ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ اِلٰى قَرْيَةٍ عَلٰى رَأْسِ سَبْعَةَ عَشَرَ اَوْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيْلًا، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ، لَهُ : فَقَالَ : رَاَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰى بِذِی الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ : اِنَّمَا اَفْعَلُ كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ **ترجمہ** :- حضرت جبیر بن نفیر نے بیان کیا کہ میں شرحبیل بن سمط کی معیت میں ایک ایسے گاؤں کی جانب نکلا جس کا فاصلہ سترہ یا اٹھارہ میل کے لگ بھگ تھا تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے عمرؓ کو ذی الحلیفہ کے مقام پر دو رکعت پڑھتے دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو اسی طرح کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔

ماخذ :- ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۴۲' کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا — ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۳۴۶۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۱۴۶' کتاب الصلاۃ باب لا یقصر الذی یرید السفر الخ —

(۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَ بِتَبُوْكَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ **ترجمہ** :- حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس روز تبوک میں قیام فرمایا' آپ قصر ہی پڑھتے رہے۔

ماخذ :- ☆ ابوداؤد' ج ۲' ص ۱۱' کتاب الصلاۃ تفریع ابواب صلاۃ السفر، باب اذا اقام بارض العدو یقصر —

(٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَا اَهْلَ مَكَّةَ، لَا تَقْصُرُوْا الصَّلَاةَ فِي اَدْنٰى مِنْ اَرْبَعَةِ بُرُدٍ مِنْ مَكَّةَ اِلٰى عُسْفَانَ **ترجمہ** :- حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار برد [1] سے کم فاصلہ پر یعنی مکہ سے عسفان اتنی مسافت سے کم پر قصر نہ کیا کرو۔

ماخذ :- ☆ دارقطنی' کتاب الصلاۃ — باب قدر المسافۃ التی تقصر فی مثلھا — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۱۳۷' کتاب الصلاۃ باب السفر لا تقصر فی مثلہ الصلاۃ عن ابن عباس —

---

(۱) نہایہ ابن اثیر میں چار برد کو سولہ فرسخ اور ایک فرسخ کو تین میل بیان کیا گیا ہے۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز کی قصر و قضا کے بعض احکام

مسافر کے معاملہ میں امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور ایک روایت کی رو سے امام مالکؒ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ جو شخص کسی مقام پر چار دن یا اس سے زیادہ ٹھیرنے کا ارادہ رکھتا ہو، اسے پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ کا مسلک یہ ہے کہ دس دن یا اس سے زیادہ ٹھیرنے کی نیت مسافر کو مقیم بنا دیتی ہے۔ امام اوزاعیؒ بارہ دن کی اور امام ابو حنیفہؒ پندرہ دن کی حد مقرر کرتے ہیں۔ علماء اسلام میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ اپنے شہر سے باہر نکل کر کسی دوسرے مقام پر کوئی شخص چاہے مہینوں اور برسوں رہے مگر وہ مسافر ہی رہے گا اور قصر کرتا رہے گا۔ البتہ فقہاء یہ ضرور کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی مقام پر اس طرح رکا ہوا ہو کہ ہر وقت اس کے کوچ کر جانے کا امکان ہو اور ٹھہرنے کی نیت نہ ہو، تو خواہ وہاں اسے مہینوں رکا رہ جانا پڑے، وہ قصر کر سکتا ہے۔ انہی وجوہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں پندرہ دن اور فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں اٹھارہ دن قصر فرمایا۔ (مسند احمد و ابو داؤد) اور انہی وجوہ سے صحابہ کرامؓ کا لشکر آذربائیجان کی مہم میں دو مہینے قصر کرتا رہا۔ (مسند احمد)

[قضائے نماز] بکثرت احادیث سے ثابت ہے اور تمام فقہائے اسلام بالاتفاق اس کے قائل ہیں۔ پوری اسلامی تاریخ میں کوئی ایک قابل ذکر فقیہ بھی اس کا قائل نہیں ہوا ہے کہ روزے کی قضا تو واجب ہے مگر نماز کی قضا واجب نہیں۔ بخاری، مسلم، نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور مسند احمد میں متعدد احادیث حضرت انسؓ، ابو ہریرہؓ اور ابو قتادہ انصاریؓ سے مروی ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نماز کو انسان بھول جائے، یا سوتا رہ جائے اور نماز کا وقت نکل گیا ہو، تو جس وقت بھی اسے یاد آئے یا وہ بیدار ہو اسے وہ چھوٹی ہوئی نماز پڑھ لینی چاہئے۔

یہ تو ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قولی حکم۔ رہا آپؐ کا اپنا فعل، تو ابو سعید خدریؓ، جابر بن عبداللہؓ اور عمران بن حصین سے متعدد واقعات مسند احمد، بخاری، مسلم اور نسائی میں منقول ہیں جن میں وہ بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے چھوٹی ہوئی نمازیں ادا کی ہیں۔ ایک سفر میں رات بھر چل کر آخر وقت میں قافلے نے پڑاؤ کیا اور اترتے ہی سب پر نیند غالب ہو گئی۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو لوگ اس کی گرمی سے بیدار ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اذان دلوائی اور جماعت کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی۔ غزوۂ خندق میں ایک روز عصر کی نماز قضاء ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کے وقت ادا کی، ایک اور دن اسی غزوہ میں ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں قضا ہوئیں اور ایسے وقت یہ تینوں نمازیں ادا کی گئیں جب کہ عشاء کا وقت شروع ہو رہا تھا۔ اس کے بعد یہ کہنے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ جو نماز چھوٹ گئی ہے وہ معاف ہے؟ (۱)

--------------*********--------------

تخریج: ۔ابو داؤد نے مدت قصر کے متعلق "كتاب الصلاة باب متى يتم المسافر" کے تحت چند روایات جمع کی

(۱) رسائل و مسائل، حصہ سوم، ص ۲۲۴ تا ۲۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، ح وَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُوْسٰى، اَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، وَهٰذَا لَفْظُهُ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ فَاَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِىَ عَشَرَةَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّىْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ، وَيَقُوْلُ: يَا اَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوْا اَرْبَعًا فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ترجمہ:۔ حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں شریک ہوا ہوں۔ فتح مکہ کے روز بھی میں حاضر تھا۔ آپؐ نے مکہ میں اٹھارہ روز قیام فرمایا۔ اس اثناء میں آپ دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے۔ اہل شہر سے آپ فرما دیا کرتے تھے کہ "ہم مسافر ہیں لہٰذا تم لوگ چار رکعتیں ہی پڑھو"۔

مآخذ:۔☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۰، کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الصلاۃ السفر باب متى يتم المسافر۔ ☆ مسند احمد، ج ۴، ص ۴۳۲، عمران بن حصین۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۵۷، کتاب الصلاۃ باب المسافر يصلى بالمسافرين و المقيمين۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ. الْمَعْنٰى وَاحِدٌ- قَالَا: ثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَ سَبْعَ عَشَرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَنْ اَقَامَ سَبْعَ عَشَرَةَ قَصَرَ وَمَنْ اَقَامَ اَكْثَرَ اَتَمَّ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: قَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَقَامَ تِسْعَ عَشَرَةَ

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سترہ روز قیام فرمایا۔ اس اثناء میں قصر نماز پڑھتے رہے۔ ابن عباس نے بھی اس طرح فتویٰ دیا ہے جو شخص سترہ روز قیام پذیر رہے وہ قصر نماز پڑھے اور جس نے اس سے زیادہ دن قیام کرنا ہو تو وہ پوری نماز پڑھے۔

(۳) حَدَّثَنَا النُّفَيْلِىُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشَرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ- قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَاَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِىُّ وَسَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ ابْنَ عَبَّاسٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :۔ ابن عباس سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر پندرہ روزہ اپنے قیام کے دوران قصر نماز پڑھی ہے۔

(٤) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى ، قَالَا : ثَنَا وُهَيْبٌ ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ، فَقُلْنَا : هَلْ قُمْتُمْ بِهَا شَيْئًا ؟ قَالَ : اَقَمْنَا عَشْرًا ترجمہ :۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے۔مدینہ واپسی تک حضورؐ دو رکعت نماز قصر ہی پڑھتے رہے۔ہم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ وہاں کچھ ٹھہرے بھی تھے۔اس نے جواب دیا کہ ”ہم نے دس روز وہاں قیام کیا تھا“۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد‘ ج ۲‘ ص ۱۰‘ کتاب الصلاۃ تفریع ابواب صلاۃ السفر باب متی یتم المسافر۔

(٥) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ : اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوْكَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ – قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ : غَيْرُ مَعْمَرٍ لَا يُسْنِدُهُ

ترجمہ :۔ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس روز قیام فرمایا (ان ایام میں) آپؐ قصر نماز ہی پڑھتے رہے۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد‘ کتاب الصلاۃ باب اذا اقام بارض العدو یقصر۔

حالت جنگ اور حالت امن میں قصر

صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته – ”یہ قصر کی اجازت ایک انعام ہے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے‘ لہٰذا اس کے انعام کو قبول کرو“۔ (۱)

(۱) فوجی جب اپنی چھاؤنی سے نکلا تو اب اس کے لیے قصر جائز ہے جب تک وہ واپس چھاؤنی میں نہیں آئے گا‘ قصر کرتا رہے گا کیونکہ فوج جب کوچ کرتی ہے تو نہ قافلے کو علم ہوتا ہے کہ کہاں جانا ہے اور نہ میعاد معین ہوتی ہے کہ کتنے روز ایک جگہ پڑاؤ رہے گا۔ البتہ یہ بات ہے کہ ہو سکے تو نماز فجر کی سنتیں اور عشاء کے وتر بھی ادا کیے جائیں۔ دوسرے اوقات کی سنتیں اگر پڑھ سکیں تو پڑھیں اور اگر فوجی ضروریات اس کی اجازت نہ دیں تو صرف فرض قصر کر کے پڑھتے رہیں۔ (۵ اے ذیلدار پارک‘ حصہ دوم‘ ص ۴۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(بعض نے) اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ قصر صرف حالت جنگ (۱) کے لیے ہے اور حالت امن کے سفر میں قصر کرنا قرآن کے خلاف ہے لیکن حدیث میں مستند روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب یہی شبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو حضورؐ نے مندرجہ بالا حدیث ارشاد فرمائی۔ یہ بات قریب قریب تواتر سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امن اور خوف دونوں حالتوں کے سفر میں قصر فرمایا ہے۔ ابن عباس تصریح کرتے ہیں۔ ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج من المدينة الى مكة لا يخاف الا رب العالمين فصلى ركعتين۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے اور اس وقت رب العالمین کے سوا کسی کا خوف نہ تھا، مگر آپؐ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں"۔

قرآن صرف حالت خوف میں قصر کی صورت بتاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حالت میں امام کے سوا دوسروں کے لیے صرف ایک رکعت بھی کفایت کرتی ہے۔ اس حکم میں کہیں حالت امن کے قصر کی نفی نہیں ہے۔ یہ دوسرا حکم ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہنچا ہے اور وہ یہ ہے کہ سفر کی حالت میں صبح اور مغرب کے فرض تو پورے پڑھے جائیں، البتہ ظہر، عصر اور عشاء کے فرضوں میں صرف دو دو رکعتیں پڑھ لی جائیں۔

اس قصر کو جو شخص خلاف قرآن کہتا ہے وہ دو بڑی غلطیاں کرتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ کسی حکم کے قرآن میں نہ ہونے اور خلاف قرآن ہونے کو ایک چیز سمجھتا ہے، حالانکہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ نبیؐ کے واسطے کو درمیان سے ہٹا کر براہ راست قرآن کو لینا چاہتا ہے، حالانکہ قرآن اس کے پاس براہ راست نہیں آیا، بلکہ نبیؐ کے واسطے سے آیا ہے اور خدا نے یہ واسطہ اسی لیے اختیار کیا ہے کہ نبیؐ اسے قرآن کا منشا سمجھائے۔ کیا وہ شخص یہ کہنا چاہتا ہے کہ خدا نے یہ واسطہ فضول ہی اختیار کیا؟ (۲)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، وَاَبُوْ كُرَيْبٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحَاقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا، وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ: نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ؟ فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ ترجمہ: ۔ یعلی بن امیہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے عمر بن خطاب سے قرآن مجید کی آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا ---- الاية کے متعلق پوچھا کہ لوگ تو اب امن وامان میں ہیں۔ [یعنی حالت امن میں فتنہ وفساد باقی نہیں رہا تو کیا اب بھی قصر کرنا چاہیے۔] حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جس نے تمہیں حیرانگی اور تعجب میں ڈال دیا ہے اس نے مجھے بھی تعجب میں مبتلا کیا تھا تو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۳۹۰، النساء حاشیہ ۱۳۲
(۲) رسائل و مسائل، حصہ دوم، ص ۷۱ - ۷۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے اس تشویش کے بارے میں سوال کیا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ قصر کی اجازت ایک انعام ہے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے لہٰذا اس کے انعام کو قبول کرو۔

مآخذ:۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۴۱، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا— ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۳، کتاب الصلاۃ، تفریع ابواب السفر باب صلاۃ المسافر— ☆ ترمذی، ج ۲، ص ۱۳۳، ابواب التفسیر سورہ نساء ۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۱۷، کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر— ☆ ابن ماجہ کتاب الصلاۃ باب تقصر الصلاۃ فی السفر— ☆ دارمی، ج ۱، ص ۲۹۳، کتاب الصلاۃ باب قصر الصلاۃ فی السفر— ☆ مسند احمد، ج ۱، ص ۲۵۔۳۶، ج ۶، ص ۶۳۔ قال علی بن المدینی— ھذا حدیث حسن صحیح من حدیث عمر ولا یحفظ الامن ھذا الوجہ ورجالہ معروفون— ☆ ابن کثیر، ج ۱، ص ۵۴۴، سورہ نساء۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۴۱، کتاب الصلاۃ باب من ترک القصر فی السفر غیر رغبۃ عن السنۃ—

(۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ لَا يَخَافُ اِلَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے، ماسوا رب کائنات کے کسی کا ڈر اور خوف نہیں تھا پھر بھی آپؐ نے دو رکعت [نماز قصر] ہی پڑھیں۔

مآخذ:۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۲۲، ابواب الصلاۃ السفر باب التقصیر فی السفر— ھذا حدیث صحیح— ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۱۷، کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر— ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۳۵، کتاب الصلاۃ باب رخصۃ القصر فی کل سفر—

(۳) حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: انبانا اَبُوْ اِسْحَاقَ، سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنُ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت حارث بن وہب کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت ہی پڑھائیں جبکہ آپؐ ہر طرح کی حالت امن میں تھے۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۴۷، ابواب تقصیر الصلاۃ، باب الصلاۃ بمنیٰ—

ایک نوجوان کا سوال:

"مولانا! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سفر میں نماز قصر کی اجازت اس دور کے لیے تھی جب لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کرتے تھے لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے۔ اب سفر بالعموم ریل گاڑیوں اور بسوں وغیرہ میں ہوتا ہے۔ ان میں اتنی سہولتیں ہوتی ہیں کہ نماز قصر کی رخصت سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ لازم ہے کہ پوری نماز ادا کی جائے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: مولانا محترم نے فرمایا:

"بسوں کے سفر کا حال تو سب پر عیاں ہے۔ یہ سفر جتنی "سہولت" کے ساتھ ہوتا ہے اس سے اکثر لوگوں کو سابقہ پڑتا رہتا ہے۔۔۔ جو لوگ ریل گاڑیوں کی سہولت پر اپنے اس موقف کی بنیاد رکھ رہے ہیں کہ قصر نماز کے بجائے پوری نماز پڑھی جائے انہوں نے شاید کبھی تھرڈ کلاس میں سفر نہیں کیا جس میں بعض مرتبہ تو اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ آدمی اپنی جگہ پر کھڑا حرکت تک نہیں کر سکتا۔ اگر ان کا خیال یہ ہو کہ جب گاڑی کسی اسٹیشن پر کھڑی ہو تو پوری نماز پڑھ لی جائے تو یہ بھی عملاً ممکن نہیں۔ پھر ایسا بھی نہیں ہے کہ گاڑیاں نمازوں کے اوقات کے مطابق ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک پہنچ جاتی ہوں۔ اور اس وقت تک کھڑی رہتی ہوں جب تک لوگ وضو کر کے نماز سے فارغ نہ ہو جائیں۔۔۔ لیکن ان باتوں سے قطع نظر تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیجئے کہ اس سلسلہ میں جملہ سہولتیں میسر آ جاتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو سہولت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دی ہے' اسے ان سے چھیننے کا کسی کو کیا حق ہے؟ کیا خدا کو علم نہ تھا کہ ایک دور ایسا بھی آئے گا جب میرے بندے اونٹوں اور گھوڑوں کے بجائے ریل گاڑیوں اور بسوں اور ہوائی جہازوں سے سفر کرنا شروع کر دیں گے؟۔۔۔ فی الحقیقت "نماز قصر کا تعلق" "سفر کی سہولتوں" سے نہیں بلکہ خود سفر سے ہے۔ سفر میں انسان ایک مقررہ یا محدود وقت میں کوئی کام نمٹانے کے لیے نکلتا ہے۔ اس لیے وہ سفر کے دوران میں ہر بات اور ہر معاملے میں عجلت سے کام لینے پر مجبور ہوتا ہے۔ بعض حالات میں تو ایک ایک منٹ قیمتی ہوتا ہے۔ ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آتی رہتی ہیں کہ کچھ معاملات ادھورے چھوڑ کر واپس ہو جانا پڑتا ہے۔ ایک سفر کی نوعیت دوسرے سفر سے مختلف ہو سکتی ہے لیکن وقت کی کمی' عجلت' گھبراہٹ یا روز مرہ کے معمولات میں فرق پیدا ہو جانے کی کیفیت عام طور پر ہر سفر میں مشترک ہوتی ہے۔ آمدورفت کے ذرائع بدل جانے سے ان حقائق پر ان کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سفر ہر حال میں سفر ہی ہوتا ہے۔

ایک صاحب نے کہا: "گویا سفر میں سہولت ہو تو اس کے باوجود حالت سفر میں ہونے کی جو مدت ہے' اس میں قصر کرنا چاہیے؟"

مولانا نے فرمایا: "اس کی اہمیت کو آپ یوں سمجھ لیں کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قصر کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے تمہارا جی چاہے تو اسے رد کر دو۔۔۔ یہ ارشاد ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رعایت سے فائدہ نہ اٹھانا کوئی پسندیدہ بات نہیں ہے"۔ (۱)

دوران سفر میں سنن و نوافل

آپؐ سفر میں فجر کی سنتوں اور عشاء کے وتر کا تو التزام فرماتے تھے مگر باقی اوقات میں صرف فرض پڑھتے تھے۔ البتہ نفل نمازوں کا جب موقع ملتا' پڑھ لیا کرتے تھے حتیٰ کہ سواری پر بیٹھے ہوئے پڑھتے رہتے تھے۔ (۲)

اس امر میں اختلاف ہے کہ سفر میں صرف فرض پڑھے جائیں یا سنتیں بھی۔ سنتیں پڑھنے کا التزام آپؐ سے ثابت نہیں ہے۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لوگوں کو سفر میں فجر کے سوا دوسرے اوقات کی سنتیں پڑھنے سے منع کیا ہے۔ مگر اکثر علماء ترک اور فعل دونوں کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسے بندے کے اختیار پر چھوڑ دیتے ہیں۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ مسافر جب راستہ طے

---

(۱) ۵-اے ذیلدار پارک' حصہ اول' طبع سوم' ص ۱۶۸ تا ۱۷۰

(۲) تفہیم القرآن' ج ۱' ص ۳۸۸۔ النساء حاشیہ ۱۳۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر رہا ہو تو سنتیں نہ پڑھنا افضل ہے اور جب کسی مقام پر منزل کرے اور اطمینان حاصل ہو تو پڑھنا افضل ہے۔

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا یحیی بن سُلیمان ، قَالَ : حَدَّثَنِی ابْنُ وَھْبٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِی عُمَر بن مُحَمَّد ، اَنَّ حَفْص بْن عَاصِم حَدَّثَہٗ قَالَ : سَاَلْتُ ابنَ عُمَرَ ، فَقَالَ : صَحِبْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَرَہٗ یُسَبِّحُ فِی السَّفَرِ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ **ترجمہ** :۔ حضرت حفص بن عاصم کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عمر سے (دوران سفر سنن و نوافل کے بارے میں) پوچھا : انہوں نے کہا : میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر میں) رہا ہوں میں نے تو آپ کو دوران سفر نوافل پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ذات [اقدس] میں بہترین نمونہ ہے۔

ماخذ :- ☆ بخاری' ج ۱'ص ۱۴۹' ابواب تقصیر الصلاۃ ، باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلوات وقبلھا۔

(۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عِیْسَی بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ : صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ لَا یَزِیْدُ فِی السَّفَرِ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ کَذٰلِکَ **ترجمہ** :۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ آپؐ دوران سفر دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ نیز حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم کا بھی یہی طریقہ تھا۔

ماخذ :۔ ☆ بخاری' ج ۱'ص ۱۴۹' ابواب تقصیر الصلاۃ ، باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلوات وقبلھا۔

(۳) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ ، قَالَ : نَا یَزِیْدُ یَعْنِی ابْنَ زُرَیْعٍ ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ مُحَمَّدٍ : عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ ، قَالَ : مَرِضْتُ مَرَضًا فَجَآءَ ابْنُ عُمَرَ یَعُوْدُنِیْ ، قَالَ : وَسَاَلْتُہٗ عَنِ السُّبْحَۃِ فِی السَّفَرِ فَقَالَ : صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السَّفَرِ ، فَمَا رَاَیْتُہٗ یُسَبِّحُ وَلَوْ کُنْتُ مُسَبِّحًا لَاَتْمَمْتُ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ ... **ترجمہ** :۔ حضرت حفص بن عاصم نے بیان کیا کہ میں کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ ابن عمر میری بیمار پرسی ... ۔ میں ... نے ان سے سفر میں سنن و نوافل پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں ... میں دوران سفر ر... سلم کا ...

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصاحب رہا ہوں۔میں نے تو آپ کو سنن و نوافل پڑھتے کبھی نہیں دیکھا۔اگر میں سنن و نوافل پڑھتا تو پھر نماز پوری پڑھتا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کے رسول میں تمہارے لیے بہترین اسوہ یعنی نمونہ ہے۔

مآخذ: ۔☆مسلم، ج ۱، ص ۲۴۲، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها — ☆مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۳۳۷۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۵۸، کتاب الصلاۃ باب التخفیف فی ترک التطوع فی السفر۔

حفص بن عاصم کہتے ہیں:

(۴) صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّةَ قَالَ : فَصَلّٰی لَنَا الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ اَقْبَلَ وَ اَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتّٰی جَآءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَیْثُ صَلّٰی فَرَاٰی نَاسًا قِیَامًا فَقَالَ : مَا یَصْنَعُ ھٰؤُلَآءِ؟ قُلْتُ : یُسَبِّحُوْنَ، قَالَ : لَوْ کُنْتُ مُسَبِّحًا اَتْمَمْتُ صَلَاتِیْ یَا ابْنَ اَخِیْ اِنِّیْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی السَّفَرِ فَلَمْ یَزِدْ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ اَبَابَکْرٍ فَلَمْ یَزِدْ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ یَزِدْ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ یَزِدْ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ **ترجمہ:** ۔حضرت حفص بن عاصم نے بیان کیا کہ مکہ کی طرف سفر میں، میں ابن عمر کا ساتھی تھا۔انہوں نے ظہر کی ہمیں صرف دو رکعتیں پڑھائیں۔پھر آگے بڑھے اور ہم بھی ان کے ساتھ آگے بڑھے کہ وہ اپنی سواری کے پاس پہنچ کر بیٹھ گئے۔ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔اچانک ان کی نظر اس طرف اٹھ گئی جہاں انہوں نے نماز پڑھی تھی۔انہوں نے کچھ لوگ دیکھے جو کھڑے تھے۔پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔میں نے عرض کیا سنن و نوافل پڑھ رہے ہیں۔فرمایا کہ اگر میں سنن و نوافل پڑھنے والا ہوتا تو اپنی فرض نماز ہی پوری پڑھتا۔بھتیجے! میں دوران سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی رہا ہوں۔آپؐ نے تادم زیست کبھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں۔اسی طرح ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ بھی سفر کیا۔انہوں نے بھی مرتے دم تک دو رکعت پر اضافہ نہیں کیا۔پھر حضرت عثمانؓ کا سفری ساتھی بھی رہا ہوں۔انہوں نے بھی زندگی بھر کبھی دو رکعت سے زائد نہیں پڑھیں۔اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ اللہ کے رسول میں تمہارے واسطے بہترین اسوہ ہے۔

مآخذ: ۔☆مسلم ج ۱، ص ۲۴۲، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها — ☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۸، کتاب الصلاۃ باب التطوع فی السفر — ☆نسائی، ج ۳، ص ۱۲۳، کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر باب ترک التطوع فی السفر — ☆ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاۃ والسنة فیها باب التطوع فی السفر — ☆مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۳۳۷۔☆السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۵۸، کتاب الصلاۃ باب التخفیف فی ترک التطوع فی السفر —

امام ترمذی کا ابن عمرؓ کی روایت پر تبصرہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : سَافَرْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلُّوْنَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ۔ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا اَوْ بَعْدَهَا لَاَ تْمَمْتُهَا وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَنَسٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَعَائِشَةَ ۔ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ ابن عمر حديث حسن غريب لا نعرفه الا من حديث يحى بن سليم مثل هذا ۔

وقال محمد بن اسماعيل وقد روى هذا الحديث عن عبيد الله بن عمر عن رجل من اٰل سراقة عن ابن عمر ـــــــ قال ابو عيسٰى وقد روى عن عطية العوفي عن ابن عمر ۔ ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يتطوع في السفر قبل الصلاة وبعدها وقد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقصر في السفر وابوبكر وعمر وعثمان صدرًا من خلافة والعمل على هذا عند اكثر اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم وقد روى عن عائشة انها كانت تتم الصلاة في السفر والعمل على ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم واصحاب وهو قول الشافعي واحمد واسحاق الا ان الشافعي يقول التقصير رخصة له في السفر فان اتم الصلاة اجزاعنه ۔

ترجمہ :۔ ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ ابن عطیہ کے حوالہ سے ابن عمر سے یہ روایت بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں فرض نماز سے پہلے اور بعد نوافل پڑھا کرتے تھے ۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ ؐ سفر میں ہمیشہ قصر کرتے رہے ہیں اسی طرح ابوبکرؓ و عمرؓ بھی اور عثمانؓ اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں قصر کرتے رہے ہیں ۔

اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے اصحاب علم کا اسی پر عمل رہا ہے ۔ البتہ حضرت عائشہؓ سے ان کا ذاتی عمل اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ وہ دوران سفر پوری نماز پڑھا کرتی تھیں ۔ حالانکہ عمل اسی پر ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐ کے صحابہؓ عملی پیرا رہے ۔ یہی رائے امام شافعی ' امام احمد اور اسحاق کی ہے البتہ امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ قصر حالت سفر میں رخصت (یعنی چھوٹ) ہے ۔ اگر پوری نماز پڑھے تو بھی ادا ہو جائے گی ۔

مآخذ :۔ ☆ ترمذی ' ج ۱ ' ص ۱۲۱ ' ابواب السفر باب التقصير في السفر ۔ ☆ مسند ابی عوانہ ' ج ۲ ' ص ۳۳۶ ۔

حدثنا قتيبة نا الليث بن سعد عن صفوان بن سليم عن ابى بسرة الغفارى عن البراء بن عازب، قال :صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمانية عشر سفرًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فما رايته ترك الركعتين اذا زاغت الشمس قبل الظهر – وفي الباب عن ابن عمر –

قال ابو عيسىٰ حديث البراء حديث غريب قال وسالت محمدا عنه فلم يعرفه الا من حديث

الليث بن سعد ولم يعرف اسم ابی بسرة الغفاری وراه حسنا وروی عن ابن عمر ان

النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يتطوع في السفر قبل الصلوة ولا بعدها وروی عنه عن

النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يتطوع في السفر ثم اختلف اهل العلم بعد النبي صلى الله

عليه وسلم فرای بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ان يتطوع الرجل في السفر وبه

يقول احمد واسحاق ولم ير طائفة من اهل العلم ان يصلی قبلها ولا بعدها –

ومعني من لم يتطوع في السفر قبول الرخصة ومن تطوع فله في ذلك فضل كثير وهو

قول اكثر اهل العلم يختارون التطوع في السفر – ترجمہ :۔ براء بن عازب نے بیان کیا کہ اٹھارہ سفروں میں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا، مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے آپؐ نے دو رکعت ترک کی ہوں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ براء بن عازب کی اس سند کے ساتھ روایت غریب ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے اس کے متعلق محمد بن اسماعیل بخاری سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ لیث بن سعد کی حدیث کے علاوہ مجھے اس کی کوئی روایت معلوم نہیں اور ابوبسرۃ کا نام بھی مجھے معلوم نہیں۔ رہا یہ کہ ابن عمر سے دو روایتیں منقول ہیں۔ ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں فرض نماز سے پہلے اور بعد میں سنت و نفل نہیں پڑھتے تھے اور دوسری روایت ہے کہ آپؐ سفر میں نوافل پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے اہل علم کی آراء مختلف ہوگئیں۔ بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے یہ قرار پائی کہ آدمی سفر میں نوافل پڑھ لے۔

اس رائے کو امام احمد اور اسحاق نے اختیار کیا ہے۔ اہل علم کا ایک گروہ یہ رائے رکھتا ہے کہ فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھ نہیں سکتا۔ جس نے سفر میں نفل نہ پڑھے اس نے رخصت کو قبول کر لیا اور جس نے نوافل پڑھے اسے بہت فضیلت ملے گی۔ یہ قول بہت سے اہل علم حضرات کا ہے۔ انہوں نے سفر میں نوافل پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔

ماخذ:۔☆ ترمذی ابواب السفر باب ماجاء في التطوع في السفر – ☆ ابوداؤد نے براء کی روایت قبل الظهر تک کتاب الصلاۃ باب التطوع في السفر میں نقل کی ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی روایت :

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطِيَّةَ،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِى السَّفَرِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔ ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں نماز ظہر دوران سفر دو رکعتیں پڑھیں اور بعد میں بھی دو رکعت مزید پڑھیں۔

قال ابو عیسیٰ هذا حديث حسن وقد رواه ابن ابی لَيْلٰی عن عطية ونافع عن ابن عمر :

قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءٌ ثَلٰثُ رَكْعَاتٍ لَا يَنْقُصُ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ مَا رَوَى ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى حَدِيْثًا اَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْ هٰذَا۔ ترجمہ :۔

امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے اور ابن ابی لیلیٰ نے عطیہ اور نافع نے ابن عمر سے درج ذیل روایت بھی نقل کی ہے۔

ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضر و سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ نماز ظہر حضر میں پہلے چار رکعتیں اور بعد میں (فرض نماز کے بعد) دو رکعتیں، اور دوران سفر میں دو رکعت (فرض) پہلے پھر بعد میں دو رکعت اور عصر کی نماز میں سفر میں صرف دو رکعت۔ بعد میں کچھ بھی نہیں۔ اور حضر و سفر دونوں میں مغرب کی نماز پوری تین رکعات۔ اس میں دونوں حالتوں میں کوئی کمی بیشی نہیں۔ یہ دن کے وتر ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ میں نے محمد ابن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سنا۔ انہوں نے فرمایا ابی لیلیٰ والی روایت میرے نزدیک بہت عمدہ ہے۔

ماخذ :۔☆ ترمذی ابواب السفر، باب ماجاء في التطوع في السفر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۵

صلوٰۃ خوف اور اس کے احکام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے کہ آپؐ نے غزوۂ خندق کے موقع پر چار نمازیں نہیں پڑھیں اور پھر موقع پا کر علی الترتیب انہیں ادا کیا۔ (۱)

تشریح :۔[جب] جنگ ہو رہی ہو تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک نماز موخر کر دی جائے گی۔ امام مالک" اور امام ثوری" کے نزدیک اگر رکوع و سجود ممکن نہ ہو تو اشاروں سے پڑھ لی جائے۔ امام شافعی" کے نزدیک نماز ہی کی حالت میں تھوڑی سی زدو خورد بھی کی جا سکتی ہے۔

غزوۂ خندق میں آپؐ نے نمازیں قضا کیں۔ اگرچہ اس سے پہلے صلوٰۃ خوف کا حکم آ چکا تھا۔ چنانچہ صلوٰۃ خوف کی ترکیب کا انحصار بڑی حد تک جنگی حالات پر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حالات میں مختلف طریقوں سے نماز پڑھائی ہے اور امام وقت مجاز ہے کہ ان طریقوں میں سے جس طریقہ کی اجازت جنگی صورت حال دے اسی کو اختیار کر لے۔ (۲)

سوال :جو افواج پاکستان اپنے پاک وطن کے دفاع کے لیے محاذ پر بر سرپیکار ہیں' ان کے بارے میں نماز فرض کا کیا حکم ہے؟ موجودہ حالات میں فرض نماز کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب :اگر عملاً لڑائی نہ ہو رہی ہو' بلکہ فوجی دستہ محاذ جنگ کی کسی چوکی پر صرف مدافعت کے لیے مستعد بیٹھا ہو تو ایسی حالت میں صلوٰۃ خوف باجماعت اس طرح ادا کی جائے کہ پہلے آدھے سپاہی ایک جگہ جمع ہو کر فرض نماز قصر ادا کریں اور پھر باقی آدھے نماز ادا کر لیں۔ نماز کے وقت سپاہیوں کو اپنے ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے چاہئیں۔

اگر دشمن کے حملے کا فوری خطرہ ہو اور کوئی سپاہی اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکتا ہو تو پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے' بلکہ جو سپاہی جس جگہ ہو اور جس حال میں ہو۔ بیٹھے کھڑے یا لیٹے ہوئے اشاروں سے' صرف فرض نماز قصر کے ساتھ ادا کر لے۔ اس حالت میں قبلہ رخ ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھی جا سکتی ہو تو صرف نیت قبلے کی طرف منہ کر کے باندھ لی جائے اور پھر جدھر بھی جنگی ضرورت کے لیے رخ کرنا پڑے اسی طرف رخ کر کے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

---

(۱) تفہیم' ج ۱' ص ۳۹۱' النساء حاشیہ ۱۳۵ - ۱۳۶

(۲) "جنگ کے دنوں میں جنگی حالات کے تحت جس طرح بھی مناسب ہو' نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ عام حکم ہے کہ پانی قریب ہو تو تیمم نہیں ہو سکتا۔ لیکن بعض اوقات فوجی مورچوں کے بالکل قریب پانی موجود ہوتا ہے۔ لیکن مورچوں سے باہر نکلنا خطرناک ہوتا ہے۔ اس صورت میں مورچے کے اندر ہی مٹی سے تیمم کر کے نماز ادا کی جا سکتی ہے"۔ (۵ اے ذیلدار پارک' حصہ دوم' ص ۳۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع و سجدہ نہ ہو سکے تو صرف اشاروں سے بھی نماز پڑھ لی جائے۔ دوران نماز میں اگر دشمن حملہ کر دے تو اسی حالت میں فائر کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر اپنی جگہ سے حرکت کرنا اور ساتھیوں سے بات کرنا ضروری ہو تو پھر نماز توڑ دیں اور اس کی قضا بعد میں جب موقع ہو' ادا کر لیں۔

اگر عملاً معرکہ کارزار گرم ہو جائے اور نماز پڑھنے کا بالکل موقع ہی نہ مل رہا ہو تو پھر نماز قضا کی جا سکتی ہے۔ ان حالات میں جتنی نمازیں بھی قضا ہوں انہیں معرکہ ختم ہونے کے بعد ادا کر لیا جائے۔ (۱)

_________*********_________

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَكَبَّرَ، وَكَبَّرُوا مَعَهُ وَرَكَعَ وَرَكَعَ نَاسٌ مِنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَقَامَ الَّذِينَ سَجَدُوا وَحَرَسُوا اِخْوَانَهُمْ وَاَتَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى، فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا مَعَهُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلَاةٍ وَلٰكِنْ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ **ترجمہ**:۔ "حضرت ابن عباس ؓ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ آپ ؐ نے اللہ اکبر کہا تو لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ آپ ؐ نے رکوع فرمایا تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر تھوڑے توقف کے بعد آپ ؐ نے سجدہ کیا' تو لوگوں نے بھی آپ ؐ کے ساتھ سجدہ کیا۔ [ایک رکعت مکمل کر کے] دوسری کے بعد آپ ؐ کھڑے ہوئے تو جن لوگوں نے آپ ؐ کے ساتھ سجدہ کیا وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی حفاظت کرتے رہے۔ اب ایک دوسرا گروہ آیا۔ انہوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا۔ اس صورت حال میں تمام سپاہ حالت نماز میں ہوتے ہوئے ایک دوسرے کی حفاظت کا فریضہ و ذمہ داری بھی نبھاتے رہے۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۹' ابواب صلاۃ الخوف باب یحرس بعضھم بعضا فی صلاۃ الخوف۔ ☆ نسائی ج ۲' ص ۱۷۰' کتاب صلاۃ الخوف۔ ☆ داری باب صفۃ صلاۃ الخوف واقسامھا۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۲۵۸' کتاب صلاۃ الخوف باب العد ویکون وجاہ القبلۃ۔

(۲) حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَاَلْتُهُ هَلْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يعني صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ: اَخْبَرَنَا سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ، فَصَافَفْنَا لَهُمْ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۱) ترجمان القرآن ' نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ رسائل و مسائل' حصہ پنجم' ص ۱۹۳ - ۱۹۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی لَنَا، فَقَامَتْ طَآئِفَۃٌ مَعَہُ، وَاَقْبَلَتْ طَآئِفَۃٌ عَلَی الْعَدُوِّ فَرَکَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَہُ۔ وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَکَانَ الطَّآئِفَۃِ الَّتِی لَمْ تُصَلِّ۔ فَجَآءُوْا فَرَکَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہِمْ رَکْعَۃً وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْہُمْ فَرَکَعَ لِنَفْسِہٖ رَکْعَۃً وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ **ترجمہ**:۔ ’’شعیب نے زہری کے حوالہ سے بیان کیا کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلاۃ خوف پڑھی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں سالم نے خبر دی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نجد کی طرف لڑائی پر گیا۔ ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہو گیا۔ ہم نے ان سے معرکہ آرا ہونے کے لیے صف بندی کی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ ایک جماعت آپؐ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑی ہو گئی اور ایک حریف کے مقابلے میں رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت میں شامل لوگوں کے ساتھ رکوع فرمایا اور دو سجدے بھی کیے۔ پھر یہ لوگ ان کی جگہ پر چلے گئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ وہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے پورے کرائے [یعنی ایک رکعت پڑھائی] پھر آپؐ نے سلام پھیر دیا۔ مقتدیوں میں سے ہر ایک نے اپنے طور پر ایک ایک رکعت الگ الگ پڑھ کر دو دو رکعتیں پوری کیں۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۸۔۱۲۹، ابواب صلاۃ الخوف وقال اللہ عزوجل واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح الی قولہ عذابا مہینا۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۷۱، ۱۷۲، کتاب صلاۃ الخوف۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۶۰، کتاب صلاۃ الخوف باب من قال یصلی بکل طائفۃ ثم یقضون الرکعۃ الاخری بعد سلام الامام۔

(۳) حَدَّثَنَا یَحْیٰ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُبَارَکِ، عَنْ یَحْیَ بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ، قَالَ: جَآءَ عُمَرُ یَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَجَعَلَ یَسُبُّ کُفَّارَ قُرَیْشٍ، وَیَقُوْلُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَا صَلَّیْتُ الْعَصْرَ حَتّٰی کَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغِیْبَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَاَنَا وَاللّٰہِ مَا صَلَّیْتُہَا بَعْدُ، قَالَ: فَنَزَلَ اِلٰی بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ، وَصَلَّی الْعَصْرَ بَعْدَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّی الْمَغْرِبَ بَعْدَہَا **ترجمہ**:۔ ’’حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جنگ خندق کے روز حضرت عمرؓ آئے اور قریشی کافروں کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ اور ساتھ ہی حضورؐ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہؐ میں نے آج نماز عصر ایسے وقت میں پڑھی ہے کہ سورج غروب ہونے کے بالکل قریب تھا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخدا میں نے ابھی تک نہیں پڑھی ہے۔ یہ کہہ کر آپؐ بطحان (پہاڑی نالہ) کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں وضو فرمایا اور غروب آفتاب کے بعد پہلے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر مغرب کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ:۔☆ بخاری' ج ا'ص ۱۲۹' ابواب صلاۃ الخوف، باب الصلاۃ عند مناهضة الحصون ولقاء العدو۔ ☆ مسلم' ج ا'ص ۲۲۷' کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطی هی صلاۃ العصر عن جابر بن عبداللہ۔

امام بخاری نے باب الصلاۃ عند مناهضة الحصون کے تحت لکھا ہے۔

وَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ اِنْ کَانَ تَهَیَّا الْفَتْحُ وَلَمْ یَقْدِرُوْا عَلَی الصَّلَاۃ صَلُّوا اِیْمَآءً کُلُّ امْرِیٍ لِنَفْسِهٖ۔ فَاِنْ لَّمْ یَقْدِرُوْا عَلَی الْاِیْمَآءِ اَخَّرُوا الصَّلَاۃَ حَتّٰی یَنْکَشِفَ الْقِتَالُ اَوْ یَاْمَنُوْا فَیُصَلُّوْا رَکْعَتَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یَقْدِرُوْا صَلُّوْا رَکْعَۃً وَسَجْدَتَیْنِ۔ فَاِنْ لَّمْ یَقْدِرُوْا فَلَا یُجْزِئُهُمُ التَّکْبِیْرُ وَیُؤَخِّرُوْنَهَا حَتّٰی یَاْمَنُوْا وَبِهٖ قَالَ مَکْحُوْلٌ: وَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَضَرْتُ مُنَاهَضَۃَ حِصْنِ تُسْتَرَ عِنْدَ اِضَاءَۃِ الْفَجْرِ وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ یَقْدِرُوْا عَلَی الصَّلَاۃِ فَلَمْ نُصَلِّ اِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَصَلَّیْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ اَبِیْ مُوْسٰی فَفُتِحَ لَنَا قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: وَمَا یَسُرُّنِیْ بِتِلْكَ الصَّلَاۃِ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا

ترجمہ:۔امام اوزاعی کی رائے ہے کہ اگر فتح و کامرانی کے آثار نمایاں ہوں اور لڑنے والے نماز نہ پڑھ سکتے ہوں تو ہر مجاہد سپاہی اپنے طور پر اشارہ سے پڑھ لے۔اگر اشارہ سے پڑھنا بھی ممکن نہ رہے تو لڑائی کے فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہونے یا حالت امن نصیب ہونے تک نماز موخر کر دیں۔پھر دو رکعتیں ہی پڑھیں۔اگر دو رکعت پڑھنے کا موقعہ اور مہلت نہ ملے تو ایک رکعت ہی پڑھ لیں۔اگر جنگی حالات اس کے بھی متقاضی نہ ہوں اور وہ ایسا بھی نہ کر سکیں تو تکبیر پر اکتفا نہ کریں تاوقتیکہ وہ حالت امن میں آ جائیں۔

مکحول کی یہی رائے ہے۔اور انس بن مالک نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت جب کہ قلعہ تستر پر چڑھائی ہو رہی تھی' موجود تھا' جنگ کی آگ بہت مشتعل تھی۔لوگ نماز ادا کرنے پر قادر نہ تھے۔آفتاب کے بلند ہونے کے بعد ہم نماز ادا کرنے پر قادر ہو سکے تو ہم لوگوں نے نماز پڑھی اس وقت ہم ابو موسیٰ کے ساتھ تھے۔پھر وہ قلعہ ہمارے لیے فتح ہو گیا انس بن مالک کا بیان ہے کہ اس نماز کے بدلے میں ہمیں دنیا و مافیھا کے حاصل ہونے سے بھی خوشی نہ ہوتی۔

ماخذ:۔☆ بخاری' ج ا'ص ۱۲۹' ابواب صلاۃ الخوف، باب الصلاۃ عند منا مناهضة الحصون الخ۔

(۴) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِیُّ، قَالَ: نَا اَبِیْ، قَالَ: نَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِاَصْحَابِهٖ فِی الْخَوْفِ۔ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهٗ صَفَّیْنِ۔ فَصَلّٰی بِالَّذِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَلُوْنَهُ رَكْعَةً - ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى صَلَّى الَّذِيْنَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوْا وَتَاَخَّرَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قُدَّامَهُمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتّٰى صَلَّى الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ - ترجمہ :۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کو صلاۃ خوف پڑھائی۔ آپؐ کے پیچھے انہوں نے دو صفیں باندھیں۔ جو لوگ آپؐ کے قریب تھے [یعنی پہلی صف] ان کو ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور اس وقت تک حالت قیام میں رہے جب تک کہ آپؐ کے پیچھے والوں نے ایک رکعت پڑھ نہ لی۔ پھر یہ لوگ آگے ہوئے اور آگے والے پیچھے آئے۔ انہیں بھی آپؐ نے ایک رکعت پڑھائی۔ اس کے بعد آپؐ قعدہ میں بیٹھ گئے۔ اس وقت تک آپؐ اسی حالت میں بیٹھے رہے جب تک کہ پچھلے لوگوں نے ایک رکعت نہ پڑھ لی۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔

مآخذ :۔☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۷۹، باب صلاۃ الخوف۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۲۔ ۱۳، کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الخوف۔ ☆ موطا امام مالک کتاب صلاۃ الخوف۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۵۳، کتاب صلاۃ الخوف باب کیفیۃ صلاۃ الخوف في السفر۔

(۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ - فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ - صَفٌّ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ - فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ - وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ، وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَانْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ، قَامُوْا، ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَاَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ الَّذِيْ كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْوِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّجُوْدَ - وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا قَالَ جَابِرٌ كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَآءِ بِاُمَرَائِهِمْ - ترجمہ :۔ حضرت جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ صلاۃ خوف کے وقت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا۔ ہم نے اپنی سپاہ کو دو صفوں میں بانٹ دیا۔ ایک صف آپؐ کی اقتداء میں کھڑی ہوگئی۔ دشمن اس وقت ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ آپؐ نے رکوع فرمایا، ہم سب نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپؐ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور ہم سب نے بھی اپنے سر اٹھائے۔ پھر آپؐ سجدہ میں چلے گئے اور پہلی صف والے بھی سجدہ میں چلے گئے۔ دوسری صف دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہی۔ پس جب آپؐ نے سجدہ پورا کر لیا اور پہلی صف کھڑی ہو گئی اور دوسری صف سجدہ میں چلی گئی پھر سب کھڑے ہو گئے۔ اب آخری صف والے آگے آ گئے اور پہلی صف والے پیچھے چلے گئے، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع فرمایا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپؐ نے رکوع سے سر اٹھایا۔ ہم سب نے بھی اپنے سر اٹھائے۔ پھر آپؐ سجدہ میں چلے گئے اور پہلی صف جو اس سے پہلے دوسری صف تھی، بھی سجدے میں چلی گئی اور دوسری صف دشمن کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئی۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلی صف نے سجدہ پورا کر لیا تو دوسری صف بھی سجدے میں چلی گئی اور انہوں نے سجدہ کیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور ہم سب نے بھی سلام پھیر دیا۔

جابر کہتے ہیں کہ یہ صورت تو بعینہ وہی صورت ہے جیسی کہ تم لوگ اپنے امراء و حکام کے لیے حفاظتی دستہ متعین کرتے ہو۔

مآخذ :۔☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۷۸، باب صلاۃ الخوف۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۷۱، کتاب صلاۃ الخوف۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا۔ ☆ دارقطنی باب صفۃ صلاۃ الخوف واقسامھا۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۵۷، کتاب صلاۃ الخوف باب العدو یکون وجاہ القبلۃ۔

(۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃَ الْخَوْفِ بِاِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ رَکْعَۃً۔ وَالطَّآئِفَۃُ الْاُخْرٰی مُوَاجِھَۃَ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَقَامُوْا فِیْ مَقَامِ اَصْحَابِھِمْ مُقْبِلِیْنَ عَلَی الْعَدُوِّ وَجَآءَ اُولٰئِکَ ثُمَّ صَلّٰی بِھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَۃً۔ ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَضٰی ھٰؤُلَآءِ رَکْعَۃً وَھٰؤُلَآءِ رَکْعَۃً **ترجمہ** :۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ایک گروہ کو صلاۃ خوف ایک رکعت پڑھائی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا۔ پھر یہ لوگ اپنے ان ساتھیوں کی جگہ پر دشمن کے مدمقابل چلے گئے۔ (جو نماز میں شریک نہ ہوئے تھے) اور یہ لوگ آگے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔ ان دونوں نے اپنی اپنی جگہ ایک ایک رکعت پڑھ لی۔

مآخذ :۔☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۷۸، باب صلاۃ الخوف، ابو داؤد، ج ۲، ص ۱۵، کتاب الصلاۃ باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعۃ الخ۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی صلاۃ الخوف۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۶۰، کتاب صلاۃ الخوف باب من قال یصلی بکل طائفۃ ثم یقضون الرکعۃ الاخری بعد سلام الامام۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت:

فاذا کان خوف اکثر من ذلک فصل راکبا اوقائما تومی ایمآء۔ **ترجمہ** :۔ جب خوف اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے تو پھر پیدل، سوار، اشارہ کنایہ سے جس طرح ممکن ہو، پڑھ لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ☆ دارقطنی' باب صفة صلاة الخوف واقسامها۔ ☆موطا امام مالک' کتاب صلاة الخوف۔

(۷) عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلَاةَ الْخَوْفِ بِاِحْدَی الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰی مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَقَامُوْا فِیْ مَقَامِ اُولٰئِكَ وَجَآءَ اُولٰئِكَ فَصَلّٰی بِهِمْ رَكْعَةً اُخْرٰی ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هٰؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ۔

وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ وَاَبِیْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِیِّ وَاسْمُهٗ زَيْدُ بْنُ صَامِتٍ وَاَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰی - وَقَدْ ذَهَبَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ اِلٰی حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ - وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَقَالَ اَحْمَدُ قَدْ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَاةَ الْخَوْفِ عَلٰی اَوْجُهٍ -- وَهٰكَذَا قَالَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ: ثَبَتَتِ الرِّوَايَاتُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَرَاٰی اَنَّ كُلَّ مَا رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ فَهُوَ جَائِزَةٌ - وَهٰذَا عَلٰی قَدْرِ الْخَوْفِ - قَالَ اِسْحَاقُ وَلَسْنَا نَخْتَارُ حَدِيْثَ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ عَلٰی غَيْرِهٖ مِنَ الرِّوَايَاتِ - وَحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ - وَقَدْ رَوَاهُ مُوْسَی ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ نَحْوَهٗ - **ترجمہ**:۔ حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو صلاۃ خوف ایک رکعت پڑھائی۔ اور دوسرا حصہ دشمن کے مدمقابل کھڑا رہا۔ پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے کی جگہ لی۔ آپؐ نے انہیں بھی ایک رکعت ہی پڑھائی۔ اور سلام پھیر دیا۔ یہ لوگ اٹھے اور اپنی رکعت پوری کی اور وہ اٹھے اور انہوں نے اپنی رکعت پوری کی۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں امام مالکؒ نے سہل بن ابی حثمہ والی حدیث کو اختیار کیا ہے۔ امام شافعیؒ کا ایک قول بھی اسی طرح کا ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ صلاۃ خوف کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ اس باب میں مجھے ایک حدیث صحیح ملی ہے۔ وہ ہے سہل بن ابی حثمہ کی۔ اسی طرح اسحاق بن ابراہیم کا قول ہے کہ صلاۃ خوف کے بارے میں آپؐ سے کئی روایات ثابت ہیں۔ اس بارے میں آپؐ سے جو کچھ مروی ہے وہ سب جائز ہے۔ بس یہ خوف کے اندازے اور مقدار کے اعتبار سے ہے۔ اسحاق کی رائے یہ ہے کہ ہم سہل کی روایت کو دوسری روایات پر ترجیح نہیں دے سکتے۔

ماخذ:۔☆ ترمذی' ج ۱' ص ۱۲۶' ابواب السفر - باب ماجاء فی صلاۃ الخوف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆نسائی کتاب صلاۃ الخوف ج ۳ ص ۱۷۱۔☆ السنن الکبریٰ ج ۳ ص ۲۶۰ کتاب صلاۃ الخوف، باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعۃ الخ۔

(۸) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثنا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، ثنا حَيْوَةُ وَابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَا: اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ، اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ: هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ، فَقَالَ مَرْوَانُ: مَتٰى؟ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ ـ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ، فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ، وَطَائِفَةٌ اُخْرٰى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظُهُوْرُهُمْ اِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرُوْا جَمِيْعًا الَّذِيْنَ مَعَهُ وَالَّذِيْنَ مُقَابِلُو الْعَدُوِّ ثُمَّ رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ مَعَهُ، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ تَلِيْهِ وَالْاٰخَرُوْنَ قِيَامٌ مُقَابِلُو الْعَدُوِّ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ مَعَهُ فَذَهَبُوْا اِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوْهُمْ وَاَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَامُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً اُخْرٰى وَرَكَعُوْا مَعَهُ وَسَجَدَ وَسَجَدُوْا مَعَهُ ثُمَّ اَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِيْ كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمُوْا جَمِيْعًا فَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ

ترجمہ:۔ مروان بن حکم نے ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ کیا آپ نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ خوف بھی پڑھی ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا "ہاں"۔ اس نے پھر پوچھا۔ "کب؟"۔ ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ غزوہ نجد کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کے لیے کھڑے ہوئے ایک جماعت آپؐ کے ساتھ کھڑی ہوئی۔ جبکہ دوسری دشمن کے مقابلے میں کھڑی ہوئی۔ ان کی پشتیں قبلہ رخ تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب لوگوں نے جو آپؐ کے ساتھ شریک جماعت تھے اور جو دشمن کے مقابل کھڑے ہوئے تکبیر تحریمہ کہی۔ پھر آپ نے ایک رکوع کیا اور ان لوگوں نے بھی رکوع کیا جو آپؐ کے قریب تھے۔ پھر آپؐ نے سجدہ کیا تو قریب والی صف نے بھی سجدہ کیا۔ اور دوسری صف والے دشمن کے مقابل کھڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ پھر آپؐ اٹھے اور آپؐ کے ساتھ شریک نماز لوگ اٹھ کر دشمن کے مدمقابل چلے گئے اور جو لوگ دشمن کے مقابلہ میں کھڑے تھے، وہ آگے آئے۔ انہوں نے آکر رکوع سجود کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ حالت قیام میں رہے۔ پھر وہ کھڑے ہوئے تو آپؐ نے دوسری رکعت کا رکوع کیا۔ انہوں نے بھی رکوع کیا۔ آپؐ نے سجدہ کیا۔ انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر دشمن کے مدمقابل گروہ آگے آیا۔ انہوں نے رکوع و سجود خود بخود ادا کیے۔ آپؐ اس وقت قعدہ میں بیٹھے رہے اور آپؐ کے ساتھ والے بھی اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کے ساتھ سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعتیں اور باقی ہر آدمی کی ایک ایک رکعت ہوئی۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۴، کتاب الصلاۃ باب من قال یکبرون جمیعًا الخ۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۶۴۔ ☆ نسائی ج ۳، ص ۱۷۳، کتاب صلاۃ الخوف۔

(۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ، ثَنَا اَبِيْ، ثَنَا الْاَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ، قَالَ : صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَوْفِ الظُّهْرَ، فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ وَبَعْضُهُمْ بِاِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْطَلَقَ الَّذِيْنَ صَلَّوْا مَعَهُ فَوَقَفُوْا مَوْقِفَ اَصْحَابِهِمْ ثُمَّ جَآءَ اُولٰئِكَ فَصَلَّوْا خَلْفَهُ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا وَلِاَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَبِذٰلِكَ كَانَ يُفْتِي الْحَسَنُ **ترجمہ** :۔ حضرت ابوبکرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت خوف میں نماز ظہر پڑھائی۔ کچھ لوگ آپؐ کی اقتداء میں نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور کچھ دشمن کے مدمقابل۔ آپؐ نے شریک جماعت لوگوں کو دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ جنہوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان لوگوں کی جگہ چلے گئے جو دشمن کے مقابلہ میں کھڑے تھے۔ یہ لوگ آگے بڑھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ اس طرح آپؐ کی چار اور آپؐ کے ساتھیوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔ حسن بصری اسی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۷، کتاب الصلاۃ، باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعتین۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۷۹، کتاب صلاۃ الخوف۔ ☆ دارقطنی، باب صفۃ صلاۃ الخوف واقسامہا۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۵۹۔۲۶۰، کتاب صلاۃ الخوف باب الامام یصلی بکل طائفۃ رکعتین ویسلم۔

دارقطنی نے ابوبکرہ سے مغرب کی نماز بھی روایت کی ہے :

(۱۰) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلّٰى بِالْقَوْمِ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ وَجَآءَ الْاٰخَرُوْنَ۔ فَصَلّٰى بِهِمْ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ، فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتُّ رَكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ ثَلٰثٌ ثَلٰثٌ **ترجمہ** :۔ حضرت ابوبکر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (حالت خوف) میں مغرب کی نماز بھی پڑھائی۔ پہلے ایک دستے کو تین رکعات اور دوسرے کو بھی تین رکعات۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس صورت میں آپؐ کی چھ اور لوگوں کی تین تین رکعتیں ہوئیں۔

ماخذ:۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۶۰، کتاب صلاۃ الخوف باب الامام یصلی بکل طائفة رکعتین الخ۔

ابن مسعودؓ سے مروی روایت:

(۱۱) حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، ثَنَا فُضَيْلٌ، ثَنَا خُصَيْفٌ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامُوْا صَفًّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلُ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُوْنَ فَقَامُوْا مَقَامَهُمْ وَاسْتَقْبَلَ هٰؤُلَآءِ الْعَدُوَّ فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ هٰؤُلَآءِ فَصَلُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا، ثُمَّ ذَهَبُوْا، فَقَامُوْا مَقَامَ أُولٰئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُولٰئِكَ إِلٰى مَقَامِهِمْ فَصَلُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا **ترجمہ**:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صلاۃ خوف پڑھائی۔ صحابہ نے ایک صف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے باندھی اور ایک صف دشمن کے مدمقابل کھڑی ہوگئی۔ شریک نماز صحابہؓ کو آپؐ نے ایک رکعت پڑھائی۔ پھر دوسرے اصحاب آگے آئے اور یہ لوگ ان کی جگہ دشمن کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ پھر آپؐ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ یہ لوگ اٹھے اور اپنے طور پر ایک رکعت پڑھ لی اور سلام پھیر دیا اور چلے گئے اور جاکر دشمن کے مقابلے کھڑے حضرات کی جگہ کھڑے ہوگئے اور دوسرے ان کی جگہ پر آگئے اور اپنے طور پر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔

ماخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۶، کتاب الصلاۃ باب من قال یصلی بکل طآئفة رکعة ثم یسلم الخ۔ ☆ دارقطنی باب صفة صلاۃ الخوف واقسامها۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۶۱، کتاب صلاۃ الخوف باب من قال في هذا كبر بالطائفتين جميعاً ثم قضى كل طائفة ركعتها الباقية مناوبة۔

مسلم میں حضرت جابرؓ سے مروی روایت:

(۱۲) أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَصَلّٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِهِمْ بِكُلِّ طَآئِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ۔ ترجمہ :۔حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں صلاۃ خوف پڑھی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے دوگروہ بنائے۔ایک کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر دوسرے کو الگ سے دو رکعتیں پڑھائیں۔اس طرح آپؐ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ہرگروہ نے دو دو رکعتیں۔

مآخذ :۔☆مسلم' ج ا'ص ۲۷۹' باب صلاۃ الخوف ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۲۵۹۔ کتاب صلاۃ الخوف ، باب الامام یصلی بکل طائفۃ رکعتین ویسلم۔

(۱۳) حضرت جابرؓ سے ایک اور روایت :

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ : اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ، قَالَ : كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ، فَاَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَتَخَافُنِيْ؟ قَالَ : لَا قَالَ : فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ قَالَ : اَللّٰهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ، قَالَ : فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَغْمَدَ السَّيْفَ، قَالَ : فَنُوْدِيَ فَصَلّٰى بِطَآئِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَاَخَّرُوْا فَصَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ : فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔ ترجمہ :۔حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ رہے تھے کہ ذات الرقاع نامی جگہ پر پہنچ گئے۔ہم نے یہ طے کر لیا کہ جب کوئی سایہ دار درخت ہمارے سامنے آئے' اسے ہم آپؐ کے لیے چھوڑ دیں۔وہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین میں سے اچانک ایک آدمی آنکلا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی۔اس نے آتے ہی آپؐ کی تلوار اپنے قبضہ میں کر کے بولا کہ کیا تم مجھ سے ڈرتے نہیں۔حضورؐ نے فرمایا" ہرگز نہیں"۔وہ بولا "مجھ سے تمہیں کون بچائے گا"۔ آپؐ نے فرمایا "اللہ" مجھے تجھ سے بچائے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؐ کے صحابہؓ نے اسے خوب دھمکایا ڈرایا تو اس نے تلوار میان میں ڈال دی۔راوی کہتا ہے منادی کر دی گئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں۔یہ پھر پیچھے ہو گئے اور آپؐ نے دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں۔اس طرح آپؐ کی چار اور لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔

مآخذ :۔☆مسلم' ج ا' ص ۲۷۹' باب صلاۃ الخوف ☆ابو داؤد' ج ۲' ص ۱۳' کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الخوف ☆نسائی' ج۳' ص ۱۷۱' کتاب صلاۃ الخوف ☆ دارقطنی' باب صفۃ صلاۃ الخوف و اقسامھا *موطا امام مالک کتاب صلاۃ الخوف۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۲۵۳' کتاب صلاۃ الخوف باب الامام یصلی بکل طائفۃ رکعتین ویسلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(١٤) عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ مَنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ — انَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَآئِفَةٍ وِجَاهَ الْعَدُوِّ — فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَآئِمًا — وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ — وَجَآءَتِ الطَّآئِفَةُ الْاُخْرٰى، فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ — ترجمہ :۔ صالح بن خوات اس شخص سے بیان کرتے ہیں جس نے ذات الرقاع کے روز آپؐ کے ساتھ صلاۃ خوف پڑھی تھی۔اس کا بیان ہے کہ ایک ٹولی نے آپؐ کے ساتھ صف باندھی اور دوسری دشمن کے مدمقابل کھڑی ہوگئی۔ آپؐ نے اپنے ساتھ شریک نماز ساتھیوں کو ایک رکعت پڑھائی اور حالت قیام میں کھڑے رہے۔تاآنکہ انہوں نے دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھ لی اور جاکر دشمن کے مقابل کھڑے ہوگئے۔دوسری صف والے آگے آئے۔انہیں آپؐ نے اپنی ایک باقی رکعت پڑھائی اور حالت تشہد میں بیٹھے رہے تاآنکہ انہوں نے اپنے طور پر دوسری رکعت پوری کرلی۔تب آپؐ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔

مآخذ :۔☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۷۹، باب صلاۃ الخوف — ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۳، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف — ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۷۱، کتاب صلاۃ الخوف — ☆ دارقطنی، باب صفۃ صلاۃ الخوف واقسامھا — ☆ موطا امام مالک، کتاب صلاۃ الخوف — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۵۳، کتاب صلاۃ الخوف، باب کیفیۃ صلاۃ الخوف فی السفر — اذا کان العدو من غیر جھۃ القبلۃ او جھتھا غیر مامونین

(١٥) عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ، اَنَّهُ قَالَ فِيْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ : يَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُوْمُ طَآئِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَآئِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَجُوْهُهُمْ اِلَى الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ — قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : سَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَقَالَ : لِيْ اُكْتُبْهُ اِلٰى جَنْبِهِ وَلَسْتُ اَحْفَظُ الْحَدِيْثَ وَلٰكِنَّهُ مِثْلُ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ : قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَهٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ لَمْ يَرْفَعْهُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ اَصْحَابُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ مَوْقُوْفًا وَرَفَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَرَوٰى مَالِكُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابنُ انَس عَنْ يَزِيْدَ ابنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ مَنْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَبِهِ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَرُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ رَكْعَةً رَكْعَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ ترجمہ :۔حضرت سہل بن ابی حثمہ سے مروی روایت میں صلاۃ خوف کی ایک ترکیب یوں مروی ہے۔امام قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو گا۔ساتھیوں میں سے ایک جماعت آپؐ کے ساتھ کھڑی ہوگی اور ایک جماعت دشمن کی جانب رخ کر کے مدمقابل ہوگی۔ امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا اور دوسری رکعت کھڑے ہوکر از خود پڑھیں گے۔

مآخذ :۔☆ ترمذی' ج ۱' ص ۱۲۶' ابواب السفر باب ماجاء في صلاة الخوف۔ ☆ نسائی' کتاب صلاة الخوف ج ۳' ص ۱۷۸۔۱۷۹۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في صلاة الخوف۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۲۹۳' کتاب صلاة الخوف باب کیفیة صلاة الخوف في السفر۔

ابو عیاش الزرقی سے مروی روایت

(۱۶) قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُسْفَانَ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ وَعَلَى الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ : اَصَبْنَا مِنْهُمْ غِرَّةً وَلَقَدْ اَصَبْنَا مِنْهُمْ غَفْلَةً فَنَزَلَتْ يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَفَرَقْنَا فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِرْقَةٌ يَحْرِسُوْنَهُ فَكَبَّرَ بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَالَّذِيْنَ يَحْرِسُوْنَهُمْ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ هٰؤُلَآءِ وَاُولٰئِكَ جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَتَاَخَّرَ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَتَقَدَّمَ الْاٰخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيْعًا الثَّانِيَةَ بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ وَبِالَّذِيْنَ يَحْرِسُوْنَهُمْ، ثُمَّ سَجَدَ بِالَّذِيْنَ يَعْنِي يَلُوْنَهُ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا فَقَامُوْا فِي مَصَافِّ اَصْحَابِهِمْ وَتَقَدَّمَ الْاٰخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَكَانَتْ لِكُلِّهِمْ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ مَعَ اِمَامِهِمْ وَصَلّٰى مَرَّةً بِاَرْضِ بَنِيْ سُلَيْمٍ۔ ترجمہ :۔ ابو عیاش زرقی بیان کرتے ہیں کہ مقام عسفان پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔آپؐ نے ہمیں وہاں نماز ظہر پڑھائی۔مشرکین کے سپہ سالاری ان دنوں خالد بن ولید کے پاس تھی۔مشرکوں نے سوچا کہ ہم اچانک ان پر حملہ کریں گے۔ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالت بے خبری میں ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اس موقعہ پر یعنی ظہر و عصر کے درمیان صلاۃ خوف کا حکم نازل ہوا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی۔ وہ اس طرح کہ ہم دو ٹولیوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک ٹولی نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسری دشمن کے حملے سے آپؐ کی حفاظت پر مامور ہوگئی۔ آپؐ نے اپنے ساتھ والے اور محافظ دستہ کے لوگوں کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہی۔ پھر آپؐ نے رکوع کیا۔ ان لوگوں نے بھی رکوع کیا۔ رکوع تک سب شامل رہے۔ پھر آپؐ کے قریب والوں نے سجدہ کیا اور پیچھے ہٹ گئے اور پچھلے لوگوں نے آگے بڑھ کر سجدہ کیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور سب کو ملا کر دوسرا رکوع کیا۔ اس میں پہلی صف والوں کے ساتھ حفاظت پر مامور لوگ تھے۔ پھر آپ نے اپنے قریب والوں کے ساتھ سجدہ کیا اور یہ پیچھے ہٹ گئے اور اپنے ساتھیوں کی ڈیوٹی سنبھال لی۔ پچھلے لوگ آگے آئے اور سجدہ کیا۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔ اس صورت میں ہر ایک کی دو دو رکعت امام کی اقتداء میں پڑھی گئیں۔ ایک مرتبہ بنی سلیم کی علاقہ میں بھی صلاۃ خوف پڑھی گئی۔

مآخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۱۔ ۱۲۔ کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ کتاب صلاۃ الخوف۔ ☆ دارقطنی باب صفۃ صلاۃ الخوف و اقسامھا۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۵۴، کتاب صلاۃ الخوف باب کیفیۃ صلاۃ الخوف فی السفر۔

ابو ہریرہ سے مروی روایت:

(۱۷) اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهُنَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَقِيْقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلًا بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ مُحَاصِرَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: اِنَّ لِهٰؤُلَآءِ صَلَاةً اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِنْ اَبْنَآئِهِمْ وَاَبْكَارِهِمْ اَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ ثُمَّ مِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَّاحِدَةً، فَجَآءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَاَمَرَهُ اَنْ يُّقْسِمَ اَصْحَابَهُ نِصْفَيْنِ، فَيُصَلِّيْ بِطَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ، وَطَآئِفَةٌ مُقْبِلُوْنَ عَلٰى عَدُوِّهِمْ، قَدْ اَخَذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ۔ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ يَتَاَخَّرُ هٰؤُلَآءِ وَيَتَقَدَّمُ اُولٰئِكَ، فَيُصَلِّيْ بِهِمْ رَكْعَةً تَكُوْنُ لَهُمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً رَكْعَةً وَلِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضجنان اور عسفان کے درمیان مشرکین کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ مشرکون نے سوچا کہ ان لوگوں کو نماز اپنے بیٹوں اور دوشیزاؤں سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ (لہٰذا) اتفاق کر کے ان پر یکبارگی پل پڑو۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے حضورؐ کو مشورہ دیا کہ اپنے ساتھیوں کو دو جماعتوں میں بانٹ لیں۔ ایک جماعت کو آپ نماز پڑھائیں اور دوسرے گروہ کے لوگ دشمن کے مدمقابل رہیں۔ اور اپنا دفاعی و حفاظتی اسلحہ لے لیں۔ آپؐ نے ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائی۔ یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے آگے آگئے۔ انہیں بھی آپؐ نے ایک رکعت پڑھائی۔ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی ایک ایک رکعت ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماخذ :-☆نسائی، ج ۳، ص ۱۷۴، کتاب صلاۃ الخوف- ☆السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۵۸، کتاب صلاۃ الخوف، باب العدو یکون وجاہ القبلۃ-عن جابر بن عبد اللہ-السنن الکبریٰ کی روایت کے الفاظ مختلف ہیں-☆السنن کے ص ۲۵۴ پر ابو عیاش الزرقی سے بھی ایک روایت منقول ہے-اس میں ھی احب الیھم من ابناھم واموالھم وانفسھم ہے-

(۱۸) اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ :حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ، عَنْ مُجَاھِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلَاۃَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِی السَّفَرِ رَکْعَتَیْنِ وَفِی الْخَوْفِ رَکْعَۃً **ترجمہ** :-حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر حضر میں چار اور سفر میں دو اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض کی ہے-

ماخذ :-☆نسائی، ج ۳، ص ۱۶۹، کتاب صلاۃ الخوف- ☆مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۳۳۵-☆ابو داؤد، ج ۲، ص ۱۷، کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الخوف- ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۶۳-۲۶۴-کتاب صلاۃ الخوف باب من قال صلی بکل طائفۃ رکعۃً و لم یقضوا-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۶

سترہ اور اس کے احکام

مسلم ٬کتاب الصلوۃ٬ باب سترۃ المصلی میں امام مسلم نے وہ پورا مواد جمع کیا ہے جو سترے کے مسئلے سے متعلق ان کو معتبر سندوں سے پہنچا تھا اور اس کے سارے پہلو ہمارے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ اس کی کسی ایک روایت کو لے کر کوئی نتیجہ نکال بیٹھنا صحیح نہیں ہے بلکہ ساری روایتوں پر جامع نگاہ ڈالنے ہی سے آدمی صحیح نتیجہ اخذ کر سکتا ہے۔ اصل بات جو ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کو اپنے آگے سترہ رکھنے کا حکم دیا تھا٬ اور اس کی وجہ سمجھاتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ اگر آدمی سترہ رکھے بغیر نماز کے لیے کسی کھلی جگہ کھڑا ہو جائے گا تو عورتیں٬ کتے٬ گدھے سب اس کے سامنے سے گزریں گے۔ اس بات کو سن کر بعض لوگ اس مسئلے کو یوں بیان کرنے لگے کہ عورت٬ کتے اور گدھے کے گزرنے سے نماز قطع ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں جب حضرت عائشہؓ کو پہنچیں تو انہوں نے فرمایا ان المراۃ لدابۃ سوء (پھر تو عورت بڑی بری جانور ہوئی)۔ عدلتمونا بالکلاب و الحمر (تم لوگوں نے تو ہم کو گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا)۔ ان النبي صلی اللہ علیه وسلم کان یصلی من اللیل و انا معترضة بینه و بین القبلة کاعتراض الجنازہ— (نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں ان کے اور قبلے کے درمیان جنازے کی طرح پڑی ہوتی تھی)۔ (۱) رسائل و مسائل٬ حصہ دوم٬ ص ۴۰۔۴۱

__________*********__________

حضرت عائشہؓ سے مروی روایت:

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ، قَالَا: نَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ: نَا اَبِیْ، قَالَ: نَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِیْ مُسْلِمُ بْنُ صُبَیْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَذُکِرَ عِنْدَهَا مَا یَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْکَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحَمِیْرِ وَالْکِلَابِ وَاللّٰهِ، لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَاِنِّیْ عَلَی السَّرِیْرِ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُوْلِیَ الْحَاجَةُ فَاَکْرَهُ اَنْ

(۱) سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جسے کھلی جگہ پر نماز پڑھتے وقت ایک آدمی اس غرض سے سامنے رکھ لیتا ہے کہ آگے سے گزرنے والوں کے اور اس نمازی کے درمیان آڑ کا کام دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَجلس فَاُوْذِی رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَانْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَیْہِ ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس اس بات کا ذکر کیا گیا کہ کتے، گدھے اور عورت کے نمازی کے آگے گزرنے سے نماز قطع ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا ان لوگوں نے تو ہمیں گدھوں اور کتوں کے ساتھ ملا دیا حالانکہ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم خود دیکھا ہے کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں اس دوران میں چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی۔ میری چارپائی قبلہ اور آپؐ کے درمیان ہوتی تھی۔ اچانک مجھے کوئی ضرورت و حاجت پیش آ جاتی تو میں بیٹھنے کو ناپسند کرتی کہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے لہٰذا میں آپؐ کے پاؤں کی جانب سے کھسک جاتی۔

ماخذ: ۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۹۸، کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی ۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۷۲، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ الی السریر ۔ باب من لا یقطع الصلاۃ شی، ص ۷۳ ۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۷۶، کتاب الصلاۃ باب الدلیل علی ان مرور المراۃ بین یدیہ لا یفسد الصلاۃ ۔

حضرت عائشہؓ ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں:

کُنْتُ اَنَامُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِہٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ، فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ وَاِذَا قَامَ، بَسَطْتُّھُمَا، قَالَتْ: وَالْبُیُوْتُ یَوْمَئِذٍ لَیْسَ فِیْھَا مَصَابِیْحُ

ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی اور میرے پاؤں آپؐ کے قبلہ رخ ہوتے۔ جب آپؐ سجدہ میں جاتے تو مجھے چٹکی بھرتے۔ میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی۔ جب آپؐ کھڑے ہوتے تو پھر پاؤں پھیلا لیتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں دیا تک نہ ہوتا تھا۔

ماخذ: ۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۹۸، کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی و الندب الی الصلاۃ الی سترۃ الخ ۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۷۳، کتاب الصلاۃ باب التطوع خلف المراۃ ۔

ابوداؤد نے کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الصفوف کے تحت طلحہ بن عبید اللہ کی یہ روایت بھی بیان کی ہے:

(۲) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا جَعَلْتَ بَیْنَ یَدَیْکَ مِثْلَ مُؤَخَّرَۃِ الرَّحْلِ فَلَا یَضُرُّکَ مَنْ مَرَّ بَیْنَ یَدَیْکَ ۔ ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تو اپنے سامنے کاٹھی جتنی کوئی چیز رکھ لے تو پھر کسی کے آگے گزرنے سے تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

ماخذ: ۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۸۳، کتاب الصلاۃ ابواب الصفوف باب ما یستر المصلی ۔ ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ما یستر المصلی ۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک روایت:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلقآء وجهه شيئا، فان لم يجد فلينصب عصا فان لم يكن معه عصا فليخطط خطا ثم لا

يضره ما مر امامه ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اپنے قبلہ رخ کوئی چیز کر لے۔ اگر اسے کوئی چیز میسر نہ ہو سکے تو اپنا عصا ہی سامنے گاڑ لے۔ اگر اس کے ساتھ عصا (لاٹھی) بھی نہ ہو تو وہ زمین پر خط کھینچ دے۔ اس صورت میں بھی اس کے آگے گزرنے والی کوئی چیز اس کے لیے ضرر رساں ثابت نہ ہوگی۔

مآخذ:۔ ☆ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۸۳، کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الصفوف باب الخط اذا لم یجد العصا۔ ☆ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ما یستر المصلی — ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۷۰، کتاب الصلاۃ باب الخط اذا لم یجد عصا—

(٤) حدثنا يحيى بن يحيى، وقتيبة بن سعيد، وابوبكر بن ابى شيبة، قال يحيى: انا وقال الآخران: نا ابو الاحوص، عن سماك عن موسى بن طلحة، عن ابيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا وضع احدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل — ولا يبال من مر وراء ذلك ترجمہ:۔ حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے [نماز پڑھتے وقت] کاٹھی کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو پھر اس سے آگے کسی چیز کے گزرنے کی قطعاً پروانہ کی جائے۔

موسیٰؒ بن طلحہ عن ابیہ سے دوسری روایت

(٥) قال: كنا نصلي والدواب تمر بين ايدينا، فذكرنا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: مثل مؤخرة الرحل تكون بين يدى احدكم، ثم لا يضره ما مر بين يديه وقال ابن نمير: فلا يضره من مر بين يديه ترجمہ:۔ حضرت طلحہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ چوپائے ہمارے سامنے سے گزرتے رہتے تھے۔ اس کا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کسی کے سامنے کاٹھی کی مثل اگر کوئی چیز ہوگی تو پھر آگے سے کسی کے گزرنے کا کوئی نقصان نہیں۔

حضرت عائشہؓ سے مروی روایت:

(٦) عن عائشة انها قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن سترة المصلى، فقال: مثل مؤخرة الرحل ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سترہ نمازی کے متعلق پوچھا [کہ اس کی نوعیت و کیفیت کیا ہے] تو آپؐ نے فرمایا بس پالان کی آخری لکڑی کے برابر کوئی سی چیز۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہؓ ایک دوسری روایت میں بیان کرتی ہیں :

(۷) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ عَنْ سُتْرَۃِ الْمُصَلِّیْ، فَقَالَ : کَمُؤَخَّرَۃِ الرَّحْلِ ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر آپؐ سے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپؐ نے جواب دیا تھا کہ کاٹھی کے مثل کوئی چیز ہونی چاہیے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی روایت :

(۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی، قَالَ : نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَاللَّفْظُ لَہٗ، قَالَ : نَا اَبِیْ، قَالَ : نَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ بِالْحَرْبَۃِ فَتُوْضَعُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَیُصَلِّیْ اِلَیْھَا، وَالنَّاسُ وَرَآءَہٗ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السَّفَرِ، فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَھَا الْاُمَرَاءُ ترجمہ :۔ حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے روز نماز کے لیے نکلتے تو نیزہ ساتھ لے جانے کا حکم فرماتے، تاکہ اسے آپؐ کے سامنے رکھا جا سکے۔ اور آپؐ اسی کے پیچھے نماز پڑھاتے۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوتے۔ یہ عمل آپؐ (عموماً) دوران سفر میں فرماتے اسے اب امراء نے اپنا لیا ہے۔

ابن عمرؓ کی ایک دوسری روایت میں :

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْکُزُ وَیُصَلِّیْ اِلَیْھَا بھی منقول ہے۔

ابن عمرؓ کی مروی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیزہ کو زمین میں گاڑ کر اس کی اوٹ میں نماز پڑھتے۔

مآخذ:۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۹۵، کتاب الصلاۃ، باب سترۃ المصلی۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۷۱، کتاب الصلاۃ باب سترۃ الامام سترۃ من خلفہ۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۸۳، کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الصفوف باب مایستر المصلی۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۶۹، کتاب الصلاۃ باب مایکون سترۃ المصلی۔ اس صفحہ پر بیہقی نے موسیٰ بن طلحہ عن ابیہ سے مروی دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور ص ۲۶۸ پر حضرت عائشہؓ سے منقول روایت بیان کی ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو والی روایت بھی ص ۲۶۹ پر نقل کی ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ایک اور روایت :

(۹) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَرِّضُ رَاحِلَتَہٗ وَیُصَلِّیْ اِلَیْھَا ترجمہ :۔ ابن عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری یا کجاوہ کو سامنے رکھتے اور نماز پڑھ لیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت :

(۱۰) اَنَّ النَّبِيَّ صَلّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلّم كَانَ يُصَلِّيْ اِلي رَاحِلَتِه وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ : اَنَّ النَّبِيَّ صَلّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّي اِلي بَعِيْرٍ ترجمہ :۔ ابن نمیر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کو آگے بٹھا کر نماز پڑھ لیتے [اونٹ کو سترہ بنا لیتے؟]

مآخذ :۔ ☆ بخاری ' ج ۱ ' ص ۷۲ ' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الي الراحلة والبعير والشجر والراحل ۔
☆ ابوداؤد ' ج ۱ ' ص ۱۸۴ ' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الي الراحلة ۔

ابو جحیفہ سے مروی روایت :

(۱۱) قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ قَالَ : فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْءِهٖ فَمِنْ نَائِلٍ وَنَاضِحٍ قَالَ : فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلي بَيَاضِ سَاقَيْهِ قَالَ : فَتَوَضَّأَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ : فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا يَقُوْلُ : يَمِيْنًا وَشِمَالًا يَقُوْلُ : حَيَّ عَلَي الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَي الْفَلَاحِ ـ قَالَ : ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّي الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ لَا يُمْنَعُ ثُمَّ صَلَّي الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ حَتّي رَجَعَ اِلَي الْمَدِيْنَةِ ترجمہ :۔ حضرت ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ مقام ابطح پر سرخ رنگ کے چرمی خیمہ میں تشریف فرما تھے ۔ راوی کہتا ہے حضرت بلال آپ کا وضو کا برتن لے کر حاضر ہوئے جس میں آپ کے وضو کا پانی تھا ۔ کچھ لوگ تو اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور کچھ نے اپنے چہروں پر چھینٹے مار لیے ۔ راوی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرخ حلہ زیب تن فرمائے باہر تشریف لائے ۔ میں گویا اب بھی آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں ۔ آپ نے وضو فرمایا ۔ بلال نے اذان کہی ۔ میں اذان کے دوران بلال کے دائیں بائیں حي علي الصلاۃ حي علي الفلاح کہنے کے لیے ان کے منہ کے ادھر ادھر پھرنے پر اپنی نظر رکھنے لگا ۔ پھر آپ کے لیے ایک چھوٹا نیزہ بطور سترہ گاڑا گیا تو آپ نے آگے بڑھ کر ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں ۔ اس دوران میں گدھے اور کتے آپ کے سامنے سے گزرتے رہے ۔ انہیں روکا نہیں گیا ۔ پھر آپ نے نماز عصر کی دو رکعتیں پڑھیں ۔ پھر مدینہ واپسی تک آپ دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے ۔

مآخذ :۔ ☆ مسلم ج ۱ ص ۱۹۵ ۔ ۱۹۶ کتاب الصلاۃ باب سترة المصلي ۔ ☆ ابوداؤد ' ج ۱ ' ص ۱۸۳ (مختصر) ۔ ☆ السنن الکبریٰ ' ج ۲ ' ص ۲۷۰ ۔

ابن عباس کہتے ہیں :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْنَا هَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ ، فَنَزَلْتُ فَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں خچر پر سوار ہو کر آیا۔ ان دنوں میں سن بلوغ کے قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں صف کے آگے سے گزر گیا۔ میں اپنے گدھے سے نیچے اترا اور اسے چرنے کے لیے چھوڑ کر خود صف میں داخل ہو گیا۔ میرے اس فعل پر کسی نے مجھ پر اظہار ناپسندیدگی نہیں کیا۔

مآخذ: ۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۹۶، کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی ۔ ☆ بخاری، کتاب الصلاۃ، ج ۱، ص ۷۱، باب سترۃ الامام من خلفہ ۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۷۸، کتاب الصلاۃ، باب من صلی الی غیر سترۃ ۔

ابو سعید خدریؓ سے مروی روایت :

(۱۳) فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ ۔ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهٖ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ ترجمہ ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے جب کوئی کسی چیز کو اپنے آگے کر کے نماز پڑھے تو اسے لوگوں کے لیے سترہ بنائے ۔ پھر کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنے کی کوشش کرے ۔ اگر وہ نہ رکے اور گزرنے پر اصرار کرے تو اس سے مقاتلہ کرے ۔ کیونکہ وہ شیطان ہے ۔

مآخذ: ۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۹۷، کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی ۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۷۳، کتاب الصلاۃ باب لیرد المصلی من مر بین یدیہ الخ ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۶۷، کتاب الصلاۃ باب المصلی یدفع المار بین یدیہ ۔

ابن عمرؓ سے مروی روایت :

(۱۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّ مَعَهُ الْقَرِيْنَ ترجمہ : ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے آگے سے کسی کو گزرنے نہ دے ۔ ہاں اگر وہ گزرنے پر اصرار کرے تو اس سے مقاتلہ کریں کیونکہ ساتھی (شیطان) اس کے ساتھ ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سہلؓ بن سعد الساعدی سے مروی روایت :

(۱۵) قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ

ترجمہ :۔ حضرت سہلؓ بن سعد ساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے جتنی جگہ کا فاصلہ ہوتا تھا۔

مآخذ: ۔☆ بخاری، ج ا، ص ا۷، کتاب الصلاۃ باب قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی و الامام۔ ☆ مسلم ج ا، ص ۱۹۷، کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۲۷۲، کتاب الصلاۃ باب الدنو من السترۃ۔

(۱۶) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدِ نِ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبَّاسٍ، ثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَامِلٍ، عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ حَجَرِ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهَا، قَالَ : مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى عُوْدٍ وَلَا عَمُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ اِلَّا جَعَلَهُ عَلٰى حَاجِبِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا

(۱) **ترجمہ** :۔ ضباعہ اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کسی لکڑی، ستون، درخت وغیرہ کو سترہ کے طور پر استعمال کر کے نماز پڑھتے دیکھا تو آپؐ نے اسے اپنی دائیں یا بائیں ابرو کے سامنے رکھا۔ کبھی بالکل پیشانی کی سیدھ میں نہیں رکھا۔

مآخذ: ۔☆ ابوداؤد، ج ا، ص ۱۸۵، کتاب الصلاۃ باب اذا صلی الی ساریة او نحوها این یجعلها منه۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۷۲، کتاب الصلاۃ باب السنة في وقوف المصلی اذا صلی الي اسطوانة او سارية اونحوها۔

سہلؓ بن ابی حثمہ سے مروی ہے :

(۱۶) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ ترجمہ :۔ حضرت سہلؓ بن ابی حثمہ جو اپنی روایت کو مرفوع بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے جب کوئی سترہ کھڑا کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے سترہ کے قریب ہو جانا چاہئے۔ اس طرح شیطان اس کی نماز قطع نہیں کر سکتا"۔

---

(۱) یرید ان لا یجعله تلقاء وجهه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ: ۔ ☆ابوداؤد' ج ا' ص ۱۸۵' کتاب الصلاۃ باب الدنو من السترۃ — ☆موارد الظمآن، کتاب الصلاۃ باب السترہ للمصلی —

۔ ☆ابوداؤد نے باب سترۃ الامام، سترۃ من خلفہ، باب من قال المراۃ لا تقطع الصلاۃ باب من قال الحمار لا یقطع الصلاۃ باب من قال الکلب لا یقطع الصلاۃ باب من قال لا یقطع الصلاۃ شئی کے تحت ایسی روایات جمع کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ ☆ابوداؤد' ج ا' ص ۱۸۵' کتاب الصلاۃ ابواب متذکرہ بالا۔ ☆ابن ماجہ' کتاب الصلاۃ و السنۃ فیھا۔ ☆دارقطنی' ج ا' ص ۳۶۶' کتاب الصلاۃ باب صفۃ السھو فی الصلاۃ و احکامہ و اختلاف الروایات و انہ لا یقطع الصلاۃ شئی — ☆موارد الظمآن، کتاب الصلاۃ —

ترمذی نے ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی سترۃ المصلی کے تحت موسیٰ بن طلحہ عن ابیہ کی روایت بیان کی ہے۔

(۱۸) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْہِ مِثْلَ مُؤَخَّرَۃِ الرَّحْلِ فَلْیُصَلِّ وَلَا یُبَالِیْ مَنْ مَرَّ مِنْ وَّرَآءِ ذٰلِکَ **ترجمہ:** ۔ جب کوئی نمازی اپنے سامنے کاٹھی کی مثل کوئی چیز رکھ لے تو پھر نماز پڑھتا رہے۔ اس سترہ کے آگے سے گزرنے والی چیز کی قطعاً پروا نہ کرے۔

ماخذ: ۔ ☆ترمذی' ج ا' ص ۷۶' ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی سترۃ المصلی —

ابوذرؓ سے مروی روایت:

(۱۹) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَاِنَّہٗ یَسْتُرُہٗ اِذَا کَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ مِثْلُ اٰخِرَۃِ الرَّحْلِ، فَاِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْہِ مِثْلُ اٰخِرَۃِ الرَّحْلِ، فَاِنَّہٗ یَقْطَعُ صَلَاتَہُ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَۃُ وَالْکَلْبُ الْاَسْوَدُ قُلْتُ: یَا اَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْکَلْبِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْکَلْبِ الْاَحْمَرِ مِنَ الْکَلْبِ الْاَصْفَرِ؟ قَالَ: یَا ابْنَ اَخِیْ، سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا سَاَلْتَنِیْ، فَقَالَ: اَلْکَلْبُ الْاَسْوَدُ شَیْطَانٌ **ترجمہ:** ۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو اسے سترہ کا انتظام کر لینا چاہئے۔ اور وہ کاٹھی جتنی ہونی چاہئے۔ جب اس کے سامنے ایسی کوئی چیز نہ ہوگی تو پھر اس کی نماز کو گدھا' عورت' کالا کتا قطع کر دیں گے۔ ابوذر کے ایک شاگرد نے پوچھا اے ابوذر یہ کالا کتا کیوں' سرخ پیلا کتا کیوں نہیں؟ ابوذر نے جواب دیا میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری طرح سوال کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔

ماخذ: ۔ ☆مسلم' ج ا' ص ۱۹۷' کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی الخ — ☆ابوداؤد' ج ا' ص ۱۸۷' کتاب الصلاۃ تفریع ابواب ما یقطع الصلاۃ وما لا یقطعھا باب ما یقطع الصلاۃ — ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۲'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ۲۷۴'کتاب الصلاۃ باب من قال یقطع الصلاۃ اذا لم یکن بین یدیه سترۃ المراۃ والحمار والکلب الاسود- ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۷۹' ابواب الصلاۃ باب ماجاء انه لا یقطع الصلاۃ الا الکلب والحمار والمراۃ- ☆ ترمذی میں الکلب الاصفر کی جگہ ومن الابیض ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

قَالَتْ عَائِشَةُ : مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ ؟ قَالَ : قُلْنَا : اَلْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ، فَقَالَتْ : اِنَّ الْمَرْاَةَ لَدَابَّةُ سُوْءٍ لَقَدْ رَاَيْتُنِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَرِضَةً كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ نماز کو کیا چیز قطع کرتی ہے۔ہم نے عرض کیا عورت اور گدھا۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر تو عورت ایک نہایت براجانور ٹھہری۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح لیٹی ہوتی تھی جس طرح جنازہ رکھا ہوتا ہے حالانکہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

ماخذ: ۔☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۹۸' کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی- ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۲۷۵' کتاب الصلاۃ باب الدلیل علی ان مرور المراۃ بین یدیه لا یفسد الصلاۃ-

مسلم میں یہ بھی ہے :

كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ ترجمہ :۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ رات کی نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں آپؐ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی تھی۔

☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۹۷' کتاب الصلاۃ باب سترۃ المصلی- ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۲' ص ۲۷۵' کتاب الصلاۃ، باب الدلیل علی ان مرور المراۃ بین یدیه لا یفسد الصلاۃ-

موطا امام مالک میں ابو سعید خدری ابن عباس کی روایات ابن عمرؓ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب سے موقوف روایات بیان کی گئی ہیں۔(موطا امام مالک 'کتاب قصر الصلاۃ فی السفر)

نسائی نے کتاب القبلة میں سترۃ المصلی کے تحت اس موضوع پر احادیث جمع کی ہیں جن کا مضمون کم و بیش وہی ہے جو دیگر کتب احادیث کی مرویات میں بیان ہوا ہے۔

(۲۰) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ، قَالَ : اَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ؟ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ، فَقَالَتْ : لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهُ فَاَنْسَلُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسلالًا۔ وعن الاعمش، عن ابراھیم، عن الاسود، عن عائشۃ نحوہ ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ ان کے پاس نماز کو قطع کرنے والی چیزوں کا ذکر کیا گیا۔ انہوں نے پوچھا کیا چیز نماز کو قطع کرتی ہے؟ لوگوں نے کہا :کتا، گدھا اور عورت نماز قطع کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر تو تم لوگوں نے ہمیں کتے بنا دیا۔ حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور آپؐ کے اور قبلہ کے درمیان میں چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی۔ جب اچانک مجھے کوئی ضرورت و حاجت پیش آتی تو میں آگے سے گزرنے کو ناپسند کرتی ہوئی پاؤں کی جانب سے کھسک جاتی۔۔

ماخذ:۔☆ بخاری' ج ا' ص ۷۳' کتاب الصلوۃ باب استقبال الرجل الرجل الخ۔

انہی سے مروی دوسری روایت میں جسے امام بخاری نے ج ا' ص ۷۳ پر باب من لا یقطع الصلوۃ شئی کے تحت بیان کیا ہے۔ اس میں شبھتمونا بالحمر و الکلاب کے الفاظ ہیں۔ اور باب الصلوۃ الی السریر کے ضمن میں جو روایت نقل کی ہے اس میں قالت عدلتمونا بالکلب و الحمار کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

قالت بئسما عدلتمونا بالکلب و الحمار ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ سے مروی الفاظ یوں بھی ہیں : کہ تم لوگوں نے تو ہمیں کتوں اور گدھوں کے برابر لاکھڑا کیا ہے۔

ماخذ:۔☆ بخاری' ج ا' ص ۷۲۔۷۳' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الی السریر۔ ☆ ابوداؤد' ج ا' ص ۱۸۹' کتاب الصلاۃ باب من قال المراۃ لا تقطع الصلاۃ۔ ☆ ابوداؤد نے بھی بئسما والی عبارت نقل کی ہے۔

نماز کے متعلق ایک عام شبہ

(نمازوں میں اثر پذیری کیوں نہیں)

اسلامی عبادات کا نظریہ اپنی جگہ بالکل درست ہے۔ عقل حکم لگاتی ہے کہ جس غرض کے لیے یہ عبادات فرض کی گئی ہیں وہ ان سے بدرجہ اتم پوری ہونی چاہئے' کیونکہ انسان کے نفس کو خدا کی طرف متوجہ کرنے اور احکام خداوندی کی اطاعت کا خوگر بنانے کے لیے اس سے بہتر کوئی عملی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ تاریخ گواہ ہے کہ عالم واقعہ میں بھی اس نظریہ کی صحت ثابت ہو چکی ہے۔ قرون اولیٰ میں اسی نماز' روزے اور حج و زکوۃ نے اسلام کے نصب العین کے مطابق عرب و عجم کے لاکھوں کروڑوں انسانوں کی روحانی و اخلاقی تربیت کی تھی اور ان کے اخلاق و سیرت اور کردار پر وہی اثر ڈالا تھا جو اسلام کا مقصود تھا۔ اب اگر ہم کسی شخص یا جماعت کی عملی زندگی میں ان عبادات کے وہ اثرات نہیں دیکھتے' تو ان عبادات کی تاثیر میں شبہ کرنے کے بجائے ہم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ نفوس کی اثر پذیری کی صلاحیت کسی وجہ سے ماؤف ہوگئی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ تجربہ و مشاہدہ کی تکرار نے اس امر میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رکھی ہے کہ آگ کا کام جلانا اور لکڑی کا کام جل جانا ہے۔ اس یقینی علم کے بعد اگر کسی وقت ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لکڑی کو آگ پر رکھا جا رہا ہے اور وہ نہیں جلتی تو ہم کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ آگ میں جلانے کی خاصیت نہیں رہی ہے' بلکہ ہم یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ لکڑی گیلی ہے' اس میں آگ کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح جس طریق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت و ہدایت کے متعلق از روئے عقل ہم جانتے ہیں کہ نفوس پر اس سے ایک خاص اثر مترتب ہونا چاہئے اور اس کی عین فطرت اس کی مقتضی ہے کہ اس سے نفوس پر وہی اثر مترتب ہو اور تجربے سے ثابت بھی ہو چکا ہے کہ مختلف زمانوں اور مختلف حالات میں بے شمار نفوس پر فی الواقع وہی اثر مترتب ہوا ہے' اس کی تاثیر کو اگر ہم بعض نفوس کے حق میں ناکام دیکھتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہمارے دل میں اس کی تاثیر کے متعلق کوئی شک پیدا ہو؟ کیوں نہ ہم سمجھیں کہ گیلی لکڑی کی طرح ان نفوس میں بھی اثر قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے؟

جہاں تک نماز کی ظاہری صورت کا تعلق ہے وہ تو اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کہ اوقات مقررہ پر چند جسمانی حرکات کا اعادہ اور چند مقرر الفاظ کی تکرار ہے۔ اور یہی حال دوسری عبادات کا بھی ہے۔ ایک خاص مہینے میں صبح سے شام تک اکل و شرب اور مباشرت سے مجتنب رہے' اس کا نام روزہ ہو گیا۔ سال میں ایک مرتبہ اپنے مال میں سے ایک مقررہ مقدار مخصوص مصارف کے لیے نکال دی' یہ زکوۃ ہو گئی۔ ایک خاص زمانے میں حجاز کا سفر کر لیا اور مخصوص مقامات پر چند مناسک ادا کر دیے' یہ حج ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ بجائے خود ان افعال میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو انسان کے نفس پر اثر انداز ہو سکتی ہو۔ مجرد افعال ہونے کے لحاظ سے نماز اور ایک جسمانی ورزش' روزے اور فاقے' زکوۃ اور سرکاری ٹیکس' حج اور عام سفروں کے درمیان کچھ بھی فرق نہیں۔ اور کوئی صاحب عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ ورزش جسمانی سے روح میں لطافت پیدا ہوتی ہے' یا فاقہ کرنے سے اخلاقی تربیت ہوتی ہے' یا ٹیکس ادا کرنے اور کسی مقام کا سفر کر آنے سے انسان میں اعلیٰ درجے کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔

مگر جو چیز ان اعمال کو دوسرے افعال سے ممتاز کرتی اور ان کو تہذیب اخلاق و تزکیہ نفس و تصفیہ روح کا ایک بہترین ذریعہ بناتی ہے وہ ایمان ہے۔ ایمان ہی رکوع و سجود اور قیام و قعود کو "نماز" بناتا ہے۔ وہی فاقے کو "روزے" میں تبدیل کر دیتا ہے۔ وہی ٹیکس کی ماہیت میں انقلاب پیدا کر کے اسے "زکوۃ" کا بلند مرتبہ بخشتا ہے اور وہی ایک خاص قسم کے سفر کو سیر و سیاحت کے ادنیٰ مقام سے اٹھا کر "حج" کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ درحقیقت ان تمام عبادات کی روح اور ان کا جوہر وہی ہے۔ اسی سے ارکان عبادت میں معنویت پیدا ہوتی ہے۔ وہی ان ارکان کو تاثیر کی قوت بخشتا ہے۔ اسی کی بدولت نفس میں ان سے متاثر ہونے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص واقعی ایمان رکھتا ہو' خدا کو اپنا خدا سمجھتا ہو' آخرت کی زندگی پر عقیدہ رکھتا ہو' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول مانتا ہو' اور ان کی لائی ہوئی تعلیم کو خدا کی تعلیم سمجھتا ہو تو ممکن ہے کہ وہ دن میں پانچ وقت نماز کا سبق تازہ کرے اور پھر بھی اس کی لوح دل اس سبق کے اثر سے یکسر خالی رہے اور اس کی روز مرہ زندگی میں خوف خدا اور اطاعت احکام الٰہی کا کوئی نشان نمایاں نہ ہو۔ ہر سال پورے ایک مہینے تک سخت ضوابط کے ماتحت پرہیزگاری اور خدا ترسی کی تربیت پاتا رہے۔ اور پھر بھی اس کی زندگی میں قطعاً کوئی انقلاب نہ ہو' حتیٰ کہ وہ بالکل ایسا کورے کا کورا رہ جائے کہ گویا اس نے کوئی تربیت پائی ہی نہیں۔ خالص ایمان بالغیب کی تحریک پر ہر سال اپنے محبوب مال کی قربانی کرتا رہے اور پھر بھی اسی شح نفس اور قساوت قلب اور حرام خوری و خود غرضی کے مرض میں مبتلا رہے جو ایک بے ایمان' خود پرست انسان میں پائی جاتی ہے۔ اپنے رب کی پکار پر لبیک لبیک کہتا ہوا اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے مفید و محبوب مشاغل ترک کر کے فقیرانہ لباس پہن کر نکلے۔ ایک مدت دراز تک اسی شوق اور عشق کی لگن دل میں لیے ہوئے سفر کرے' یہاں تک کہ مرکز اسلام میں پہنچ کر اپنی آنکھوں سے اللہ کی ان روشن نشانیوں کا مشاہدہ کر لے جو خدا کے سچے اور مطیع فرمان بندوں کی سرفرازیوں پر اور سرکشوں کی نامرادیوں پر کھلی گواہی دے رہی ہیں' اور پھر بھی جب واپس آئے تو اس سفر کے آثار اور نتائج سے اس کی سیرت ایسی معرا ہو کہ وہ گویا کہیں گیا ہی نہیں اور اس کی آنکھوں نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب "

www.KitaboSunnat.com

یہ ضرور ہے کہ کمیت و کیفیت کے اعتبار سے ہر نفس پر ان عبادات کی تاثیرات یکساں نہیں ہو سکتیں۔ نفوس کی کم و بیش صلاحیتوں کے لحاظ سے' اور قوت ایمانی کی زیادتی اور کمی کے لحاظ سے ان کا کم و بیش اور شدید و ضعیف ہونا ایک فطری بات ہے۔ لیکن یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ ایمان کے ساتھ جو عبادت کی جائے وہ بالکل ہی بے اثر ثابت ہو۔ ہم یہ بات قطعیت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص نماز کو فحشاء و منکر کے ساتھ جمع کرتا ہے' جس کی زندگی میں روزہ اور فسق ایک ساتھ پائے جاتے ہیں۔ جس کی سیرت میں حرام خوری اور زکوۃ دونوں بہم ہیں' جو حج اور ہتک حرمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا رہا ہے۔ اس کی نماز ''نماز'' نہیں ایک عادی حرکت ہے۔ اس کا روزہ ''روزہ'' نہیں فاقہ ہے۔ اس کی زکوۃ ''زکوۃ'' نہیں چندہ یا ٹیکس ہے۔ اس کا حج' ''حج'' نہیں بلکہ اس کے حق میں ویسا ہی ایک سفر ہے جیسا پیرس اور لندن کا سفر۔

یہ جو کچھ کہا گیا' اس کے مصداق صرف وہی لوگ ہیں جن کی سیرت اور کردار پر عبادات اسلامی کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوتا۔ لیکن مجھے یہ تسلیم کرنے سے قطعی انکار ہے کہ مسلمانوں میں جتنے نمازی' روزہ دار' زکوۃ کے پابند' اور حج ادا کرنے والے ہیں' سب کے سب ایسے ہی ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک قلیل تعداد ایسے منافقین پر بھی مشتمل ہو' لیکن الحمدللہ کہ اکثریت کا یہ حال نہیں ہے۔ اکثریت جس مرض میں مبتلا ہے' وہ نفاق نہیں بلکہ ضعف ایمانی ہے۔ اسی ضعف کا یہ نتیجہ ہے کہ عبادات کی تاثیریں بھی ضعیف ہو گئی ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں' روزے رکھتے ہیں' زکوۃ دیتے ہیں' حج بھی کر آتے ہیں' مگر یہ سب چیزیں دلوں کو مس کرتی ہوئی اس طرح گزر جاتی ہیں جیسے بھاپ آئینے کی سطح پر ایک ہلکی سی نمی چھوڑ کر گزر جائے۔ یہ تاثیر کا عدم نہیں بلکہ اس کا ضعف ہے۔ ایمان کی چنگاریاں دلوں میں دبی چھپی اب بھی موجود ہیں' اور ان کی حرارت سے عبادتیں کچھ نہ کچھ اثر ضرور کر رہی ہیں' لیکن وہ اثر اتنا کمزور ہوتا ہے کہ عبادت گزاروں کی سیرت اور کردار میں اس کے نشانات کچھ بہت زیادہ نمایاں نہیں ہوتے۔

میں یہ ماننے سے بھی انکار کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں جو لوگ عبادات کے پابند ہیں' ان کا حال عبادت نہ کرنے والوں سے بدتر یا ان کے برابر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں اب بھی اگر مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو اخلاقی حیثیت سے وہی عنصر زیادہ بہتر پایا جائے گا جو نماز روزے کا پابند ہے۔ مگر اصل معاملہ یہ ہے کہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں خدافراموش لوگوں کی بہ نسبت عبادت گزاروں کی برائیاں زیادہ کھٹکتی ہیں۔ ایک تارک صوم و صلوٰۃ کی بدسیرتی و بدمعاملگی اتنی زیادہ بری معلوم نہیں ہوتی جتنی ایک پابند صوم و صلوٰۃ کی بدسیرتی و بدمعاملگی۔ بے نمازی سے برائی ہی متوقع ہوتی ہے۔ اس لیے جب وہ برائی کرتا ہے تو اس کی کچھ زیادہ شکایت نہیں ہوتی۔ مگر نمازی سے ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ خدا سے ڈرنے والا اور پرہیزگار ہو گا۔ اس لیے جب اس سے عام توقعات کے خلاف برے اوصاف کا ظہور ہوتا ہے تو یہ معاملہ ہر آنکھ میں کھٹک اور ہر زبان پر شکایت پیدا کر دیتا ہے۔ سفید دیوار پر سیاہی کی ایک چھینٹ بھی ہو تو ہر دیکھنے والا اس عیب پر انگلی اٹھائے گا۔ باورچی خانے کی سیاہ دیواروں پر جتنا چاہے کوئلہ مل دیکھیے کسی کو بھی اس کی پروانہ ہوگی۔

بے جا مبالغہ اگر نہ کیا جائے تو حقیقت صرف اتنی ہی ہے کہ ہمارے درمیان ایک عظیم اکثریت ایسے نمازیوں اور عبادت گزاروں اور حاجیوں کی ہے جو ان عبادات سے اصلاح نفس کے وہ پورے فوائد حاصل نہیں کر رہی ہے جو دراصل ان سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بات کچھ بے سبب نہیں ہے۔ اس کا ایک اہم سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان' جو ان عبادات کی جان اور ان کی تاثیر کا اصل موجب تھا' دلوں میں ضعیف ہو گیا ہے۔

پھر ضعف ایمان کا بھی ایک سبب ہے اور وہ ہے قرآن کی تعلیم سے نابلد ہونا۔ خدا نے ایمان کی دعوت دینے کے لیے جس چیز کو ذریعہ بنایا تھا وہ تو یہی قرآن تھا۔ مگر عام مسلمان اسی کے فہم سے محروم اور اسی کی تعلیم سے ناواقف ہیں۔ اب آخر دلوں میں ایمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نشوونما ہو تو کس طرح؟

ایک اور چیز جس کا ہماری عبادتوں کو ضعیف الاثر بنانے میں بڑا حصہ ہے' دین اور دنیا کی علیحدگی کا غلط تخیل ہے۔ یہ دراصل جاہلیت کا اعتقاد تھا جس کو اسلام نے بالکل مٹا دیا تھا مگر نہ معلوم اس نے کس طرح مسلمانوں میں راہ پالی۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ دین انسانی زندگی کے شعبوں میں سے محض ایک شعبہ ہے جس کا دوسرے شعبوں سے کوئی تعلق نہیں۔ مذہبی رسوم' عبادات اور قربانیاں محض اس لیے ضروری ہیں کہ خدا یا دیوتاؤں کو خوش کیا جائے۔ اور زندگی کے معاملات میں ان کی تائید حاصل کی جائے۔ ان فرائض کو انجام دے کر جب انسان عبادت گاہوں سے باہر نکلے تو مذہب کی طرف سے اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور وہ مختار ہوتا ہے کہ اپنی دنیا کے معاملات جس ڈھنگ پر چاہے' چلائے۔ اسلام نے اس غلط حد بندی کو مٹایا۔ دین کو زندگی کا ایک شعبہ نہیں بلکہ پوری زندگی کا نظام العمل قرار دیا۔ عقائد اور اخلاق کے درمیان' ایمان اور سیرت کے درمیان' عبادات اور معاملات کے درمیان' مذہبی اعمال اور دنیوی اعمال کے درمیان ایک گہرا ربط قائم کیا۔ اور انسان کی دنیوی زندگی ہی کو بالکلیہ دینی زندگی بنا دیا۔ اس نے بتایا کہ دین اس دنیا کے معاملات سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اسی دنیا کے کاروبار میں اللہ تعالیٰ کے قانون کی پیروی اور اس کے مقرر کیے ہوئے حدود کی پابندی' اور اس کی رضا کے اتباع کا نام دین ہے۔ عبادات اور معاملات دو مختلف چیزیں نہیں ہیں بلکہ معاملات ہی میں حدود اللہ کی پابندی اور خوشنودی الٰہی کی طلب' اور تقرب الی اللہ کی سعی کا نام عبادت ہے۔ نماز روزے اور حج و زکوٰۃ کو عبادت اور فرض قرار دینے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ عبادت کو انہی اعمال میں منحصر کر دیا جائے' بلکہ دراصل یہ اعمال انسان کو اس بڑی عبادت کے لیے مستعد کرنے والے ہیں جس کا دائرہ اس کی پوری زندگی پر وسیع ہے۔ مسلمان کی عبادت گاہ پوری کائنات ہے اس کی ساری زندگی عبادت ہے۔ اس کو ہر آن خدا کا عبادت گزار بندہ ہونا چاہئے۔ اس کا معبد صرف اس کی مسجد تک محدود نہیں بلکہ مسجد اس کی تربیت گاہ ہے جہاں وہ عبادت کی قابلیت پیدا کرتا ہے۔ اگر اس کی نماز اور اس کے روزے اور اس کی دوسری عبادتوں کا ربط اس کے معاملات سے منقطع ہو جائے اور وہ اپنی زندگی کے اعمال میں قانون الٰہی کے اتباع سے آزاد ہو تو محض صوم و صلوٰۃ کی پابندی سے وہ دیندار اور عبادت گزار بندہ نہیں بن سکتا۔

افسوس ہے کہ دین کا یہ تصور رفتہ رفتہ مسلمانوں کے ذہن سے محو ہوتا جا رہا ہے اور دین و دنیا کی علیحدگی کا وہی جاہلی تصور اس کی جگہ لے رہا ہے جس کو اسلام نے مٹا دیا تھا اور یہ اسی غلط تصور کا نتیجہ ہے کہ عبادات اور معاملات کا باہمی تعلق منقطع ہو گیا۔ عملی زندگی سے نمازوں کا ربط ٹوٹ گیا۔ معاشیات پر زکوٰۃ کی فرماں روائی باقی نہ رہی۔ سال کے گیارہ مہینے رمضان کی حکومت سے آزاد ہو گئے بلکہ رمضان المبارک غریب خود بھی اپنے حدود میں صرف حلق کا دربان بنا کر رکھ دیا گیا۔ حج کی حیثیت ہندوؤں کی جاترا اور عیسائیوں کے Pilgrimage سے زیادہ نہ رہی۔ اور یہ غلط فہمی عام طور پر لوگوں میں پھیل گئی کہ نماز اور فحشاء و منکر' روزے اور فسق و فجور' زکوٰۃ اور حرام خوری' حج اور ہتک حرمات ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں۔ (۱)

---

(۱) ترجمان القرآن ۔ شعبان ۱۳۵۴ھ بمطابق نومبر ۱۹۳۵ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۷

اذان اور نماز کی دعاؤں کی تشریح

اذان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی شہادت دی جاتی ہے۔ یہ رسالت کی شہادت اس لیے دی جاتی ہے کہ ہم خدا کی عبادت اس عقیدے اور طریقے کے مطابق کر رہے ہیں جو رسول اللہؐ نے ہمیں سکھایا ہے۔ ہم نے خود اپنی فکر سے یہ طریقہ اور عقیدہ ایجاد نہیں کر لیا ہے۔

تشہد کی پوری عبارت پر آپ غور کریں۔ پہلے آپ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا سلام پیش کرتے ہیں، پھر رسولؐ کے لیے رحمت و برکت کی دعا کرتے ہیں۔ پھر اپنے حق میں اور تمام نیک بندوں کے حق میں سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ پھر اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں جو دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے اس امر کی دعا ہے کہ وہ حضورؐ پر اپنی نوازشات کی بارش فرمائے۔ پھر اللہ سے اپنے حق میں اور اپنے والدین کے حق میں بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ یہ ساری دعائیں اللہ تعالیٰ ہی سے ہیں۔

دعا تو روح عبادت ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ ان مشرکین کو جو غیر اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں، غیر اللہ کی عبادت کرنے والا قرار دیا گیا ہے، حتیٰ کہ اکثر مقامات پر یعبدون من دون اللہ کہنے کے بجائے یدعون من دون اللہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور حکم دیا گیا ہے کہ اللہ ہی سے دعا مانگو۔

یہ تشہد جو ہم پڑھتے ہیں، یہ حضورؐ نے صحابہؓ کو سکھایا تھا اور انہیں ہدایت فرمائی تھی کہ تم یہ پڑھا کرو۔ اس لیے ہم کو نماز میں یہی پڑھنا چاہیے۔ رہا حضورؐ کا اپنا تشہد، تو اس کے متعلق احادیث میں کوئی صراحت نہیں ہے کہ حضورؐ خود کیا پڑھتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ آپؐ کے تشہد میں الفاظ کچھ مختلف ہوتے ہوں اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ حضورؐ خود بھی یہی تشہد پڑھتے ہوں۔ اگر ہم نماز میں اپنے لیے دعا کرتے ہیں تو آخر اس پر کیا اعتراض ہے کہ حضورؐ بھی نماز میں اپنے لیے دعا فرماتے ہوں؟ اسی طرح اگر ہم حضورؐ کے نبی ہونے کی شہادت نماز میں دیتے ہیں تو اس میں آخر کیا خرابی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نبوت کی شہادت دیتے ہوں؟

فرض و سنت و نفل کا مفہوم

فرض نماز کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی وہ عبادت جو اس کے عائد کردہ فریضہ صلوٰۃ کو ادا کرنے کے لیے کم سے کم لازم ہے۔ جس کے بغیر حکم کی تعمیل سے ہم قاصر رہ جائیں گے۔ سنت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی وہ عبادت جو فرض کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ادا کیا کرتے تھے۔ اور جس کی آپؐ نے ہمیں تاکید کی ہے۔ نفل سے مراد ہے خدا کی وہ عبادت جو ہم اپنی خوشی سے کرتے ہیں۔ جسے ہم پر نہ لازم کیا گیا ہے اور نہ جس کی تاکید کی گئی ہے۔ "سنت رسول اللہ کی" کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ رسول اللہؐ کی نماز پڑھی جا رہی ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ نماز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض سے زائد پڑھا کرتے تھے اور آپؐ کے اتباع میں ہم بھی پڑھتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلام ۔ نماز کے آخر میں کسی عمل کو ختم کرنے کے لیے آخر اس کی کوئی صورت ہونی چاہیے ۔ نماز ختم کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ جو قبلہ رو بیٹھ کر عبادت کر رہے تھے ' اب دونوں طرف منہ پھیر کر اس عمل کو ختم کر دیں ۔ اب منہ پھیرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ آپ چپکے سے منہ پھیر دیں ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ خدا سے تمام خلق کے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہوئے منہ پھیریں ۔ [1]

عبادات میں تدریج

امام احمد بن حنبلؒ حضرت معاذ بن جبلؓ سے ایک طویل تشریحی بیان نقل کرتے ہیں جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نماز اور روزہ' دونوں کی موجودہ صورت بتدریج قائم کی گئی ہے ۔ نماز میں پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کیا جاتا تھا ۔ پھر کعبے کی طرف رخ پھیرا۔ پہلے لوگ ایک دوسرے کو نماز کے وقت اطلاع دیتے تھے پھر اذان کا طریقہ مقرر کیا گیا ۔ پہلے طریقہ یہ تھا کہ اگر ایک شخص بیچ کے کسی مرحلے پر آکر جماعت میں شریک ہوتا تھا تو پہلے اپنی نماز کا چھوٹا ہوا حصہ ادا کرنے کے بعد امام کی پیروی شروع کرتا تھا ۔ پھر یہ طریقہ مقرر کیا گیا کہ جماعت جس مرحلے پر بھی ہو' آکر شریک ہو' امام کی پیروی میں نماز پڑھنی شروع کر دو ۔ پھر امام کے سلام پھیر دینے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز پوری کرو ۔ اسی طرح روزے کے احکام بھی بتدریج آئے ہیں ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپؐ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھتے تھے ' اور ایک روزہ محرم کی دسویں کو رکھا کرتے تھے ۔ پھر اللہ نے رمضان کے روزے فرض کیے ۔ مگر یہ رعایت رکھی کہ جو روزہ نہ رکھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دے ۔ اس کے بعد یہ حکم آیا کہ رمضان کے روزے ضرور رکھے جائیں ۔ اور تندرست مقیم آدمی کے لیے فدیے کی رعایت منسوخ کر دی ۔ پہلے لوگ افطار کے بعد اس وقت تک کھانا پینا' مباشرت کرنا جائز سمجھتے تھے جب تک سو نہ جائیں ۔ سونے کے بعد وہ سمجھتے تھے کہ دوسرے دن کا روزہ شروع ہو گیا ۔ اگرچہ اس باب میں کوئی صریح حکم نہ تھا مگر لوگ ایسا ہی سمجھے ہوئے تھے ۔ بعد میں حکم آیا کہ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نساء کم ...... الی قولہ ثم اتموا الصیام الی اللیل (ابن کثیر' ج ۱' ص ۲۱۴)

اس مضمون کی تائید میں بخاری' مسلم' ابو داؤد اور دوسرے محدثین نے متعدد روایات نقل کی ہیں ۔ جو حضرت عائشہؓ' حضرت عبداللہ بن عمرؓ' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے مروی ہیں ۔ مشہور مفسر ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے پوری سند کے ساتھ جن صحابہؓ اور تابعینؒ سے اس کی تائید میں روایات نقل کی ہیں ان کے نام یہ ہیں : معاذ بن جبلؓ' ابن عمرؓ' ابن عباسؓ' سلمہ بن اکوع' علقمہ' عکرمہ' حسن بصریؒ' شعبیؒ' عطاءؒ' زہریؒ ۔ ان میں سے ایک روایت میں وہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی یہ تصریح نقل کرتے ہیں کہ پہلے چونکہ اہل عرب روزوں کے عادی نہ تھے اور روزہ ان پر سخت گراں گزرتا تھا ۔ اس لیے ان کو یہ رعایت دی گئی تھی کہ رمضان میں جس دن روزہ نہ رکھیں اس دن کسی مسکین کو کھانا کھلا دیں ۔ بعد میں تاکیدی حکم آگیا کہ پورے مہینے کے روزے رکھو' الا یہ کہ تم مریض ہو یا سفر پر ہو ۔ ایک اور روایت میں وہ ابن عباسؓ کی یہ تصریح نقل کرتے ہیں کہ پہلے سال کے روزوں میں اللہ تعالیٰ نے فدیے کی رخصت رکھی تھی' مگر دوسرے سال جو حکم آیا اس میں مریض و مسافر کی رعایت تو بحال تھی' لیکن مقیم کے لیے فدیے کی رعایت کا ذکر نہ تھا' اس لیے یہ رعایت منسوخ ہو گئی ۔ [2]

---

(۱) رسائل و مسائل ' حصہ سوم ' ص ۳۰۴ ۔ ۳۰۶

(۲) رسائل و مسائل ' حصہ دوم ' ص ۵۰ تا ۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

---------------*********---------------

تخریج :-(۱) وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ: حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اُحِیْلَتِ الصَّلٰوۃُ ثَلَاثَۃَ اَحْوَالٍ وَاُحِیْلَ الصِّیَامُ ثَلَاثَۃَ اَحْوَالٍ - فَاَمَّا اَحْوَالُ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ وَھُوَ یُصَلِّیْ سَبْعَۃَ عَشَرَ شَھْرًا اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ - ثُمَّ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَنْزَلَ عَلَیْہِ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضَاھَا الآیۃ فَوَجَّھَہُ اللّٰہُ اِلٰی مَکَّۃَ ھٰذَا حَوْلٌ قَالَ: وَکَانُوْا یَجْتَمِعُوْنَ لِلصَّلٰوۃِ وَیُؤْذِنُ بِھَا بَعْضُھُمْ بَعْضًا حَتّٰی نَقَسُوْا اَوْکَادُوْا یَنْقُسُوْنَ - ثُمَّ اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَہُ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّہٖ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اِنِّیْ رَاَیْتُ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ وَلَوْ قُلْتُ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ نَائِمًا لَصَدَقْتُ اِنِّیْ بَیْنَا اَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ اِذْ رَاَیْتُ شَخْصًا عَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ، فَقَالَ: اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مَثْنٰی حَتّٰی فَرَغَ مِنَ الْاَذَانِ، ثُمَّ اَمْھَلَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ مِثْلَ الَّذِیْ قَالَ غَیْرَ اَنَّہُ یَزِیْدُ فِیْ ذٰلِکَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ مَرَّتَیْنِ - قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِّمْھَا بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ بِھَا فَکَانَ بِلَالٌ اَوَّلُ مَنْ اَذَّنَ بِھَا قَالَ: وَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ طَافَ بِیْ مِثْلُ الَّذِیْ طَافَ بِہٖ غَیْرَ اَنَّہُ سَبَقَنِیْ فَھٰذَانِ حَالَانِ قَالَ: وَکَانُوْا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَقَدْ سَبَقَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِھَا فَکَانَ الرَّجُلُ یُشِیْرُ اِلَی الرَّجُلِ اِذْنْ کَمْ صَلّٰی؟ فَیَقُوْلُ: وَاحِدَۃً اَوِ اثْنَیْنِ، فَیُصَلِّیْھِمَا ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلَاتِھِمْ، قَالَ: فَجَآءَ مُعَاذٌ - فَقَالَ: لَا اَجِدُہُ عَلٰی حَالٍ اَبَدًا اِلَّا کُنْتُ عَلَیْھَا ثُمَّ قَضَیْتُ مَا سَبَقَنِیْ، قَالَ: فَجَآءَ وَقَدْ سَبَقَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِھَا - قَالَ: فَثَبَتَ مَعَہُ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقَضٰی - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّہُ سَنَّ لَکُمْ مُعَاذٌ فَھٰکَذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاصْنَعُوْا فَهٰذِهٖ ثَلَاثَةُ اَحْوَالٍ: وَاَمَّا اَحْوَالُ الصِّيَامِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ- وَصَامَ عَاشُوْرَآءَ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِ الصِّيَامَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى [يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ]- فَكَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَطْعَمَ مِسْكِيْنًا فَاَجْزَاَ ذٰلِكَ عَنْهُ- ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْزَلَ الْاٰيَةَ الْاُخْرٰى شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ اِلٰى قَوْلِهٖ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ- فَاَثْبَتَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ عَلَى الْمُقِيْمِ الصَّحِيْحِ وَرَخَّصَ فِيْهِ الْمَرِيْضَ وَالْمُسَافِرَ وَثَبَتَ الْاِطْعَامُ لِلْكَبِرِ الَّذِىْ لَا يَسْتَطِيْعُ الصِّيَامَ، فَهٰذَانِ حَالَانِ قَالَ: وَكَانُوْا يَاْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَاْتُوْنَ النِّسَآءَ مَالَمْ يَنَامُوْا، فَاِذَا نَامُوْا، امْتَنَعُوْا ثُمَّ اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ صِرْمَةٌ كَانَ يَعْمَلُ صَآئِمًا حَتّٰى اَمْسٰى فَجَآءَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَصَلَّى الْعِشَآءَ ثُمَّ نَامَ فَلَمْ يَاْكُلْ وَلَمْ يَشْرَبْ حَتّٰى اَصْبَحَ صَائِمًا فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَهِدَ جَهْدًا شَدِيْدًا فَقَالَ: مَالِىْ اَرَاكَ قَدْ جَهِدْتَ جَهْدًا شَدِيْدًا؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّىْ عَمِلْتُ اَمْسِ، فَجِئْتُ حِيْنَ جِئْتُ فَاَلْقَيْتُ نَفْسِىْ، فَنِمْتُ، فَاَصْبَحْتُ حِيْنَ اَصْبَحْتُ صَآئِمًا- قَالَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ اَصَابَ مِنَ النِّسَآءِ بَعْدَ مَانَامَ فَاَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ- وَاَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاوُدَ فِىْ سُنَنِهٖ وَالْحَاكِمُ فِىْ مُسْتَدْرَكِهٖ مِنْ حَدِيْثِ الْمَسْعُوْدِىِّ بِهٖ وَقَدْ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِىُّ وَمُسْلِمٌ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَآءُ يُصَامُ فَلَمَّا نَزَلَ فَرْضُ رَمَضَانَ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ وَرَوَى الْبُخَارِىُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَبْنِ مَسْعُوْدٍ مِثْلَهٗ

ترجمہ (ا): ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ نماز اور روزے کی تین تین حالتیں بدلی گئیں ۔ جہاں تک نماز کی تبدیلیوں کا تعلق ہے تو وہ اس طرح ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو وہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر قد نرٰی الخ والی آیت نازل فرمائی تو اللہ نے آپؐ کا رخ مکہ کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھیر دیا۔ ایک تبدیلی تو یہ ہوئی۔ اور دوسری تبدیلی یہ کہ لوگ جب نماز کے لیے اکٹھے ہوتے تو ایک دوسرے کو کیفیت نماز سے آگاہ کر دیتے یہاں تک کہ انہوں نے اسے معیوب سمجھا یا قریب تھا کہ اسے معیوب سمجھتے کہ ایک انصاری حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے رسول خدا میں نے خواب میں دیکھا وہ خواب گویا بیداری کی سی حالت میں تھا کہ ایک شخص ہے جس کے جسم پر دو سبز رنگ کے کپڑے ہیں (گویا سبز سوٹ میں ملبوس ہے) روبقبلہ ہو کر اللہ اکبر، اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے۔ دو بار کہا اور اذان سے فارغ ہوا تو چند ساعت کے بعد اس نے تکبیر کہی جس میں دو مرتبہ قد قامت الصلاۃ کا اضافہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال کو یہ کلمات سکھا دو کہ وہ اذان کہے۔ چنانچہ حضرت بلالؓ پہلے شخص ہیں جن کو اذان کہنے کا شرف حاصل ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ آگئے۔ انہوں نے کہا اے رسول خدا خواب میں میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ عبداللہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔

یہ تھیں دو تبدیلیاں۔ اور تیسری تبدیلی کی نوعیت یہ تھی کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز باجماعت میں ایسی حالت میں شریک ہوتے جب کہ آپؐ کچھ نماز پڑھ چکے ہوتے تو آنے والا نمازی سے دریافت کرتا کہ کتنی رکعتیں ہو چکی ہیں۔ وہ نماز کی حالت ہی میں کہتا کہ ایک رکعت یا کہتا دو رکعت (ہو چکی ہیں) تو وہ بعد میں شریک نماز ہونے والا پہلے دو رکعتیں الگ سے پڑھتا پھر جماعت کے ساتھ شریک ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت معاذؓ آئے اور کہنے لگے کہ میں تو حضورؐ کو جس حالت میں پاؤں گا اسی میں شامل ہو جاؤں گا اور جتنی نماز رہ جائے گی اسے حضورؐ کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کر لوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ معاذؓ ایک مرتبہ اس وقت جماعت میں شامل ہوئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نماز پڑھا چکے تھے۔ جب آپؐ نماز پوری کر کے سلام پھیر چکے تو معاذ اٹھے اور باقی نماز پوری کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ نے تمہارے لیے اچھا طریقہ نکالا ہے لہٰذا تم بھی اب اسی طرح کیا کرو۔ یہ تو تھیں تین تبدیلیاں نماز کی۔

اب روزوں کی تین تبدیلیاں ملاحظہ ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے اور عاشورہ کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کتب علیکم الصیام الایۃ نازل فرما کر رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔ اور جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ انہیں روزے کی جگہ مسکین کو فدیہ دینے کی گنجائش رکھ دی۔ پس جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے اور فدیہ دے دے تو یہ اس کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن الخ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ — اس طرح مقیم اور تندرست آدمی کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور مسافر اور بیمار آدمی کو رخصت دے دی اور جو بوڑھا روزہ نہ رکھ سکے اس کے لیے کھانا دینے کی گنجائش باقی رکھی۔ یہ تھیں روزہ کے متعلق دو تبدیلیاں۔ اور تیسری صورت یہ تھی کہ ابتداء میں سونے سے پہلے کھانا پینا اور ازدواجی تعلق قائم کرنا جائز تھا۔ سونے کے بعد یہ رعایت نہیں تھی۔ ہوا یہ کہ صرمہ نامی ایک انصاری دن بھر محنت مزدوری اور کام کاج کر کے تھکے ہوئے شام کو اپنے گھر آیا۔ نماز عشاء ادا کر کے لیٹ گئے کہ نیند نے ایسا غلبہ پایا کہ دوسرے روز بغیر کچھ کھائے پیئے روزہ رکھا جس کی وجہ سے دن کو ان کی حالت بہت خراب ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے۔ اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ ادھر یہ واقعہ رونما ہوا اور دوسری طرف حضرت عمرؓ سو جانے کے بعد اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھے اور صبح حضورؐ کی خدمت میں حسرت اور ندامت کی حالت میں پیش ہو کر اپنے قصور کا اعتراف و اقرار کیا۔ اس پر احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نساء کم ــــــ ثم اتموا الصیام الی اللیل تک آیت نازل ہوئی (اور مغرب کے بعد سے صبح صادق تک رمضان کی راتوں میں کھانے پینے اور اپنی بیویوں کے پاس جانے کی رخصت مل گئی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ: ۔☆تفسیر ابن کثیر' ج ۱' ص ۲۱۴۔☆مسند احمد' ج ۵' ص ۲۴۶' روایت معاذ بن جبلؓ۔

(۲) حَدَّثَنَا زُهَيرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُرَيْشٌ تَصُومُ عَاشُورَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ اِلَى الْمَدِينَةِ، صَامَهُ وَاَمَرَهُ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ، قَالَ: مَنْ شَآءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ

(۳) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا اَبِيْ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، اَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَآءَ وَاَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ اَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ عَاشُورَآءَ يَوْمٌ مِّنْ اَيَّامِ اللّٰهِ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ۔

(٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: دَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَاْكُلُ يَوْمَ عَاشُورَآءَ، فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اِنَّ الْيَوْمَ، يَوْمُ عَاشُورَآءَ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَاِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاطْعَمْ **ترجمہ (۲):۔**

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ قریش جاہلیت کے دور میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس روزے کو رکھا کرتے تھے۔ جب آپؐ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو خود بھی یہ روزہ رکھا اور اپنے صحابہؓ کو بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن جب رمضان کے روزے فرض قرار دیے گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ جو رکھنا چاہے' رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔

(۳) عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ دور جاہلیت کے لوگ عاشورہ [دسویں محرم] کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ رمضان کی فرضیت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی بھی یہ روزہ رکھتے تھے۔ لیکن جب رمضان کی فرضیت نازل ہوئی تو آپؐ نے اجازت دے دی کہ جو چاہے رکھے اور جو نہ چاہے' نہ رکھے۔

(۴) حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں کہ اشعث بن قیس ابن مسعود کے پاس گئے۔ عاشورہ کا دن تھا اور وہ کچھ نوش فرما رہے تھے۔ اشعث بن قیس نے ان سے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن آج تو عاشورہ کا دن ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رمضان کی فرضیت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزول سے پہلے یہ روزہ رکھا جاتا تھا۔جب رمضان کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو اسے ترک کر دیا گیا۔اگر تم روزہ افطار کرنا چاہتے ہو تو کھانا تناول فرمائیں۔

مآخذ :۔☆مسلم، ج ۱، ص ۳۵۸، کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء۔ ☆ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۲۶، کتاب الصیام باب في صوم یوم عاشوراء۔ ☆السنن الکبریٰ، ج ۴، ص ۲۸۸، کتاب الصیام باب في صوم یوم عاشوراء۔

(۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ ـ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهُ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ صَوْمَهُ **ترجمہ** :۔حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا ہے اور اس کے رکھنے کا آپؐ نے حکم بھی فرمایا ہے۔لیکن جب رمضان فرض کر دیا گیا تو اسے ترک کر دیا گیا۔ عبداللہ بذات خود یہ روزہ نہیں رکھتے تھے الا یہ کہ معمول کے روزوں میں یہ دن آجائے۔

مآخذ :۔☆بخاری، ج ۱، ص ۲۵۴، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان الخ۔ ☆مسلم، ج ۱، ص ۳۵۸، کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء۔

(۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ ـ اَنَّ عِرَاكَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ـ ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ **ترجمہ** :۔حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ دور جاہلیت میں قریش عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رکھنے کا فرمان جاری کر دیا۔یہ فرمان رمضان کی فرضیت تک تو رہا مگر جب فرضیت رمضان کا حکم نازل ہوا تو آپؐ نے رخصت دے دی کہ جو رکھنا چاہے رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے وہ چھوڑ دے۔

مآخذ :۔☆بخاری، ج ۱، ص ۲۵۴، کتاب الصوم باب وجوب صوم رمضان وقول اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ـ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۴، ص ۲۸۸، کتاب الصیام، باب من زعم ان صوم عاشوراء کان واجبا ثم نسخ وجوبه۔

ابوداؤد میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت :

(۷) عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْجَاهِلِيَّةِ – وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ – فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيْضَةَ – وَتَرَكَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ عاشورہ کا دن ایسا دن ہے جس میں قریش جاہلیت کے ایام میں روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعثت سے پہلے اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ جب آپؐ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو خود بھی یہ روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ لیکن جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو آپؐ نے عاشورہ کا روزہ ترک کر دیا۔ جو چاہتا تھا' رکھ لیتا تھا اور جو چھوڑنا چاہتا' چھوڑ دیتا۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد' ج ۲'ص ۳۲۶'کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء۔

(۸) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ اِسْرَائِيْلَ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ : كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَآئِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ – فَنَامَ قَبْلَ اَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَاْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ صَآئِمًا – فَلَمَّا حَضَرَ الْاِفْطَارُ اَتٰى امْرَاَتَهُ فَقَالَ لَهَا اَعِنْدَكِ طَعَامٌ ؟ قَالَتْ : لَا، وَلٰكِنْ اَنْطَلِقُ وَاَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَجَآءَتْ امْرَاَتُهُ فَلَمَّا رَاَتْهُ، قَالَتْ : خَيْبَةً لَّكَ – فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ، غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرْحًا شَدِيْدًا – وَنَزَلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ترجمہ :۔ حضرت براء سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تھا کہ جب کوئی روزے سے ہوتا اور افطاری کا وقت ہو جاتا' مگر وہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر وہ شب و روز کچھ نہ کھاتا پیتا حتیٰ کہ شام ہو جاتی۔ (اسی طرح کا ایک واقعہ) کہ قیس بن صرمہ انصاری روزے سے تھے۔ افطاری کے وقت اپنی اہلیہ کے پاس آئے۔ دریافت کیا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ وہ بولی فوری طور پر تو کچھ نہیں۔ تاہم میں جاتی ہوں اور آپ کے لیے کچھ تلاش کرتی ہوں۔ چونکہ وہ سارا دن محنت مزدوری کرتے رہے تھے لہٰذا نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا۔ ان کی اہلیہ آئیں تو خاوند کو سویا پا کر افسوس سے بولیں وائے رے تیری محرومی! [معمول کے مطابق وہ اپنے کام پر چلے گئے] جب آدھا دن گزرا تو کمزوری کی شدت سے غشی کے دورے پڑنے لگے۔ اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الایۃ۔

ماخذ :۔☆ بخاری' ج ۱'ص ۲۵۶'کتاب الصوم، باب قول اللہ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هن لباس لکم وانتم لباس لهن الخ– ☆ابوداؤد' ج ا' ص ۲۹۵' کتاب الصیام، باب مبدء فرض الصیام– ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۴' ص ۲۰۱' کتاب الصیام، باب ما کان علیه حال الصیام–

عبادات کس صورت میں برائی سے بچنے کا ذریعہ ہیں

نماز' روزہ وغیرہ اعمال صرف اسی صورت میں برائی سے بچنے کا بہترین ذریعہ اور معاشرے کو صحیح ڈگر پر چلانے کا آلہ ہو سکتے ہیں جبکہ انہیں خلوص کے ساتھ کیا جائے' اور خلوص کے ساتھ آدمی ان پر اسی صورت میں کاربند ہو سکتا ہے جب وہ ایمانداری سے یہ سمجھتا ہو کہ خدا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسول ہیں اور کوئی آخرت آنے والی ہے جس میں مجھے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ان سب باتوں کو خلاف واقعہ سمجھتا ہو' اور یہ خیال کرتا ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اصلاح کے لیے یہ ڈھونگ رچایا ہوا ہے تو کیا اس صورت میں بھی یہ عبادات برائی سے بچنے کا ذریعہ اور معاشرے کو صحیح ڈگر پر چلانے کا آلہ بن سکیں گی۔ ایک طرف ان عبادات کے یہ فوائد بیان کرنا اور دوسری طرف ان فکری بنیادوں کو خود ڈھا دینا جن پر ان عبادات کے یہ فوائد منحصر ہیں۔ بالکل ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی کارتوس سے سارا گن پاؤڈر نکال دیں اور پھر کہیں کہ یہ کارتوس شیر کے شکار میں بہت کارگر ہے۔ (۱)

---

(۱) رسائل و مسائل' حصہ چہارم' ص ۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابِ دوم

وہ مسائل جن میں رائے کا اختلاف موجود ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱-

فاتحہ خلف الامام

فاتحہ خلف الامام کے بارے میں جو کچھ میں نے تحقیق کیا ہے' اس کی رو سے زیادہ صحیح مسلک یہ ہے کہ جب امام باواز بلند پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموش رہیں اور جب امام آہستہ پڑھ رہا ہو تو مقتدی بھی فاتحہ پڑھیں ۔ اس طرح کسی حکم قرآنی اور کسی حدیث کی خلاف ورزی کا اندیشہ نہیں رہتا اور تمام مختلف دلائل دیکھ کر یہ ایک متوسط طریقہ اخذ کیا جاسکتا ہے ۔ امام مالک اور امام احمد نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ۔ لیکن جو شخص امام کے پیچھے کسی صورت میں بھی فاتحہ نہیں پڑھتا یا ہر حال میں پڑھتا ہے' ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی ۔ کیونکہ دونوں مسلکوں کی تائید میں دلائل موجود ہیں اور وہ شخص جان بوجھ کر حکم کی خلاف ورزی نہیں کر رہا ہے' بلکہ جو حکم اس کے نزدیک دلیل سے ثابت ہے اسی پر عمل کر رہا ہے ۔ لہٰذا اس پر وہ الزام نہیں رکھا جاسکتا جو حکم شرعی کی بالقصد مخالفت کرنے والے پر رکھا جاتا ہے ۔ (رسائل و مسائل' حصہ اول' صفحہ ۱۹۳)

---------------*********---------------

تخریج: ۔(۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُوْدِ ابْنِ الرَّبِيْعِ ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ **ترجمہ** :۔ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس نے فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) نہ پڑھی' اس کی نماز نہیں ہوئی ۔

مآخذ :۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۰۴' کتاب الاذان ، باب وجوب القراءۃ للامام و الماموم في الصلوات كلها في الحضر و السفر وما يجهر فيها وما يخافت ۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۶۹' کتاب الصلاۃ ، باب وجوب قراءۃ الفاتحة في كل ركعة الخ ۔ ☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۱۷' کتاب الصلاۃ ، باب ترک القراءۃ في صلاته **بفاتحة الکتاب** ۔ ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۵۷' ابواب الصلاۃ ، باب ما جاء انه لا صلاۃ **الابفاتحة الکتاب** ۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۳۷' کتاب الافتتاح ، باب ایجاب قراءۃ **فاتحة الکتاب فی الصلاۃ** ۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاۃ و السنة فیها ، باب القراءۃ خلف الامام ۔ ☆ دارقطنی' ج ۱' ص ۳۲۱' کتاب الصلاۃ باب وجوب القراءۃ ام الکتب في الصلاۃ وخلف الامام ۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۱۶۴' کتاب الصلاۃ ، باب من قال یقرا خلف الامام فیما ۔ یجهر فیه و یسر فیه اور ج ۲' ص ۳۸ پر بھی مذکور ہے ۔

(۲) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ ، قَالَ : اَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ فَقَالَ : اِقْرَاْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : قَالَ اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَعَالٰی قَسَمْتُ الصَّلَاۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ : اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ : اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ فَاِذَا قَالَ : مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ، قَالَ : مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَقَالَ مَرَّۃً فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ فَاِذَا قَالَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ قَالَ ھٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ : اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ، قَالَ لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ ترجمہ : ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی ۔ اس میں ام القرآن یعنی سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز خداج ہے یعنی ناتمام، ادھوری ہے ۔ ابو ہریرہؓ سے کسی نے پوچھا کہ ہم تو امام کے پیچھے ہوتے ہیں (اس میں کیسے پڑھیں) فرمایا، اپنے جی میں پڑھ لے ۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے ۔ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے اپنے اور بندے کے درمیان نماز (یعنی سورہ فاتحہ) کو نصف نصف حصہ میں تقسیم کر دیا ہے ۔ میرا بندہ جو سوال کرے وہ اس کا پورا ہو گا ۔ (تقسیم یوں ہے) جب میرا بندہ الحمدللہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد کی ۔ اور جب وہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری مدح و ثنا کی اور جب وہ مالك یوم الدین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ۔ میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا ۔ اور جب بندہ ایاك نعبد و ایاك نستعین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ یہ میرے اور میرے بندے کے مابین ہے ۔ میرے بندے کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے مانگا ۔ اور جب اھدنا المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضآلین پڑھتا ہے تو ارشاد الٰہی ہوتا ہے کہ میرے بندے کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے طلب کیا ہے ۔

ماخذ : ۔☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۶۹ ۔ ۱۷۰، کتاب الصلاۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ الخ ۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۱۶، ۲۱۷، کتاب الصلاۃ باب من ترك القراءۃ فی صلاتہ بفاتحۃ الکتٰب ۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۵۷، ابواب الصلاۃ باب ماجاء انہ لاصلاۃ الا بفاتحۃ الکتٰب ۔ ☆ نسائی، ج ۲، ص ۱۳۵، ۱۳۶، کتاب الافتتاح باب قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی فاتحۃ الکتٰب ۔ ☆ ابن ماجہ، کتاب الادب، باب ۵۲ ثواب القرآن ۔ ☆ موطا امام مالک، ج ۱، ص ۸۱، کتاب الصلاۃ، ترك القراءۃ خلف الامام فیما لا یجھر فیہ بالقراءۃ ۔ ☆ مسند احمد، ج ۲، ص ۲۴۱، ۲۸۵، ۴۶۰ ۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۶۷، کتاب الصلاۃ، باب من قال یقرا خلف الامام فیما یجھر فیہ بالقراءۃ بفاتحۃ الکتٰب وفیما یسر فیہ بفاتحۃ الکتٰب فصاعدا اور ج ۲، ص ۳۸ پر بھی مذکور ہے ۔ ☆ دارمی، ج ۱، ص ۲۲۷، کتاب الصلاۃ باب لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتٰب عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : من لم یقرا بام الکتٰب فلا صلاۃ لہ ۔ ☆ موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، کتاب الصلاۃ باب القراءۃ فی الصلاۃ ۔

ابوداؤد نے باب من ترك القراءۃ فی صلاتہ بفاتحۃ الکتٰب کے تحت کافی مواد یکجا بیان کیا ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ، قَالَ: اُمِرْنَا اَنْ نَقْرَاَ بِفَاتِحَةِ الْکِتٰبِ وَمَا تَیَسَّرَ۔

(۲) اَبُوْهُرَیْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اُخْرُجْ فَنَادِ فِی الْمَدِیْنَةِ اَنَّهُ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتٰبِ فَمَا زَادَ۔

(۳) دوسری روایت: اَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِیَ اَنَّهُ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْکِتٰبِ فَمَا زَادَ۔

(۴) عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْکِتٰبِ فَصَاعِدًا قَالَ سُفْیَانُ: لِمَنْ یُّصَلِّیْ وَحْدَهُ۔

(۵) دوسری روایت: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ۔قَالَ: کُنَّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ ۔فَقَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَثَقُلَتْ عَلَیْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَعَلَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ اِمَامِکُمْ ۔قُلْنَا نَعَمْ، نَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْکِتٰبِ فَاِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْ بِهَا

(۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: هَلْ قَرَاَ مَعِیَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اٰنِفًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ: اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ؟

قَالَ: فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِکَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

قال ابوداود: روی حدیث ابن اکیمة هذا معمر ویونس واسامة بن زید عن الزهری علی معنی مالک ۔ (۱)

ترجمہ: ۔(۱) حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) کے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور مزید بر آں جتنا آسانی سے پڑھا جا سکے 'یا جتنا کچھ اسے میسر ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ہریرہؓ باہر نکل کر مدینہ میں منادی کر دو کہ فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) کے بغیر کوئی نماز نہیں اور اس پر مزید اضافہ بھی کر لیا جائے۔

(۳) دوسری روایت ہے کہ مجھے آپؐ نے حکم دیا کہ میں اس بات کی منادی کر دوں کہ فاتحۃ الکتاب کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور مزید کچھ اضافہ بھی۔

(۴) حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں یعنی مرفوع روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ اور اس پر کچھ زیادہ بھی پڑھے۔ سفیان نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ یہ حکم مفرد نمازی کے لیے ہے۔

(۵) عبادہ بن صامت سے دوسری روایت میں ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صبح کی نماز میں تھے۔ آپؐ نے قراءت فرمائی تو آپ کو دقت پیش آئی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو مقتدیوں کی طرف رخ کر کے فرمایا شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہو۔ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ فرمایا ایسا نہ کیا کرو' البتہ فاتحۃ الکتاب پڑھا کرو کیونکہ جس نے اسے نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہوئی۔

(۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر مقتدیوں کی طرف پھرے۔ یہ نماز وہ تھی جس میں آپؐ نے جہراً قراءت فرمائی تھی۔ آپؐ نے اپنے مقتدیوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا تھا۔ ایک مقتدی بولا' یا رسول اللہ میں نے پڑھا تھا۔ فرمایا میں کہہ رہا تھا کہ کیا ہوا۔ تلاوت قرآن میں میرے ساتھ کشاکشی ہو رہی ہے۔ راوی کا قول ہے کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا بند کر دیا۔ یہ بات ان نمازوں میں تھی جن میں آپ جہری قراءت فرماتے تھے اور مقتدی آپ کی قراءت سنتے ہوتے تھے۔

مآخذ: — ☆ابوداود' ج ۱' ص ۲۱۸' کتاب الصلاۃ باب من کرہ القراءۃ بفاتحۃ الکتٰب اذا جھر الامام — ☆نسائی' ج ۲' ص ۱۴۱' کتاب الافتتاح، باب ترک القراءۃ خلف الامام فیما جھر بہ — ☆ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب القراءۃ خلف الامام — ☆موطا امام مالک' ج ۱' ص ۸۲' کتاب الصلاۃ ترک القراءۃ خلف الامام فیما یجھر فیہ — ☆دارقطنی' ج ۱' ص ۳۱۸' ۳۱۹' کتاب الصلاۃ باب وجوب قراءۃ ام الکتب فی الصلاۃ وخلف الامام — ☆موارد الظمآن' کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی الصلاۃ — ☆دارمی' ج ۱' ص ۲۲۷' کتاب الصلاۃ باب لاصلاۃ الا بفاتحۃ الکتٰب — ☆دارمی نے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من لم یقرا بام الکتٰب فلا صلاۃ لہ بیان کیا ہے۔ ☆السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۱۵۸' کتاب الصلاۃ باب من قال یترک الماموم القراءۃ فیما جھر فیہ الامام بالقراءۃ—

حضرت انسؓ سے ایک روایت اس مفہوم کی بھی مروی ہے کہ امام کے پیچھے اپنے جی میں فاتحہ پڑھی جائے۔

عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: اَتَقْرَءُوْنَ فِىْ صَلَاتِكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ وَالْاِمَامُ يَقْرَاُ؟ فَسَكَتُوْا — قَالَهَا

(۱) یعنی علی معنی حدیث مالک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ قَائِلٌ اَوْ قَائِلُوْنَ : اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ : لَا تَفْعَلُوْا وَلْيَقْرَاْ اَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فِيْ نَفْسِهٖ۔ ترجمہ :۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز پوری کر لی تو اپنا رخ مبارک مقتدیوں کی جانب پھیر کر دریافت فرمایا۔ کیا تم امام کے پیچھے جبکہ امام قراءت جہری کر رہا ہو' کچھ پڑھا کرتے ہو؟ سب خاموش رہے۔ آپؐ نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تو ایک یا زیادہ کہنے والوں نے عرض کیا ہاں ہم ضرور ایسا کرتے ہیں۔ فرمایا "ایسا مت کرو۔ البتہ تم میں سے ہر ایک سورہ فاتحہ اپنے جی میں ضرور پڑھا لیا کرے۔

ماخذ :۔☆ موارد الظمآن 'کتاب الصلاۃ باب القراءۃ فی الصلاۃ۔

ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ۔ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑھی کہ اس میں ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھی تو وہ نماز خداج رہی یعنی ناتمام و نامکمل۔

ماخذ ☆ ابن ماجہ 'کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا، باب القراءۃ خلف الامام۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجَزَرِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَاُ فِيْهَا بِاُمِّ الْكِتٰبِ فَهِيَ خِدَاجٌ۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَاُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ فَهِيَ خِدَاجٌ، فَهِيَ خِدَاجٌ۔ ترجمہ :۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: "ہر وہ نماز جس میں ام الکتاب (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی جاتی ہو' وہ خداج ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر ایسی نماز جس میں فاتحہ الکتاب نہ پڑھی جاتی ہو' وہ خداج ہے' وہ خداج ہے (یعنی ناقص ہے)۔

ماخذ :۔☆ ابن ماجہ 'کتاب اقامۃ الصلوٰۃ و السنۃ فیھا باب القراءۃ خلف الامام۔

امام ترمذی نے "باب ماجاء في القراءة خلف الامام" اور "باب ماجاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر الامام بالقراءة" میں اچھی اور مفید بحث کی ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ : صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ۔ فَثَقُلَتْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عَلَيْهِ الْقِرَاۃُ – فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : اِنِّیْ اَرَاكُمْ تَقْرَءُوْنَ وَرَآءَ اِمَامِكُمْ، قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِیْ وَاللّٰهِ – قَالَ : لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ – فَاِنَّهٗ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِهَا –

قَالَ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَاَبِیْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَبُوْعِيْسٰى : حَدِيْثُ عُبَادَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ الزُّهْرِیُّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ – وَهٰذَا اَصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فِی الْقِرَاۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ – وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ يَرَوْنَ الْقِرَاۃَ خَلْفَ الْاِمَامِ **ترجمہ** :۔حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی۔ آپ کو قراءت میں دقت محسوس ہوئی۔ جب نماز سے فارغ ہوکر مقتدیوں کی طرف منہ پھیرا تو دریافت فرمایا" میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے رہتے ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بخدا ہم ایسا کرتے ہیں۔ فرمایا" ام القرآن (سورہ فاتحہ) کے ماسوا اور کچھ نہ پڑھا کرو۔ یہ اس لیے کہ جس نے اسے نماز میں نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہوئی۔

مآخذ :۔☆ ترمذی' ج ا' ص ۴۹' ابواب الصلاۃ، باب ماجاء في القراءة خلف الامام – ☆ السنن الکبریٰ' للبیہقی' ج ۲' ص ۱۶۴' کتاب الصلاۃ باب من قال يقرا خلف الامام فيما يجهر فيه وفيما يسر فيه –

قراءۃ خلف الامام کا دوسرا رخ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاۃِ فَقَالَ : هَلْ قَرَاَ مَعِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ : نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ : فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاۃِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَجْهَرُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَوٰتِ بِالْقِرَاۃِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَجَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ – قَالَ اَبُوْعِيْسٰى : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَابْنُ اُكَيْمَةَ اللَّيْثِیْ اِسْمُهٗ عُمَارَةُ وَيُقَالُ عَمْرُو بْنُ اُكَيْمَةَ – وَرَوٰى بَعْضُ اَصْحَابِ الزُّهْرِیِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَذَكَرُوْا هٰذَا الْحَرْفَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يَدْخُلُ عَلٰى مَنْ رَاٰى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ- لِاَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِيْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ- وَرَوٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ، قَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ- فَقَالَ لَهُ حَامِلُ الْحَدِيْثِ اِنِّيْ اَكُوْنُ اَحْيَانًا وَرَاءَ الْاِمَامِ قَالَ: اقْرَاْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ وَرَوٰى اَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِيَ اَنْ لَّا صَلَاةَ اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتٰبِ- وَاخْتَارَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا يَقْرَءَ الرَّجُلُ اِذَا جَهَرَ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ وَقَالُوْا: يَتَّبِعُ سَكَتَاتِ الْاِمَامِ وَقَدِ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فَرَاٰى اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ التَّابِعِيْنَ وَ مَنْ بَعْدَهُمْ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَبِهِ يَقُوْلُ مَالِكٌ وَ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَ الشَّافِعِيُّ وَ اَحْمَدُ وَ اِسْحَاقُ وَ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ اَنَّهُ قَالَ اَنَا اَقْرَاُ خَلْفَ الْاِمَامِ وَ النَّاسُ يَقْرَءُوْنَ اِلَّا قَوْمٌ مِنَ الْكُوْفِيِّيْنَ- وَ اَرٰى اَنَّ مَنْ لَّمْ يَقْرَاْ صَلَاتُهُ جَائِزَةٌ- وَشَدَّدَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ تَرْكِ فَاتِحَةِ الْكِتٰبِ وَاِنْ كَانَ خَلْفَ الْاِمَامِ- فَقَالُوْا لَا تُجْزِيْ صَلَاةٌ اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتٰبِ وَحْدَهُ كَانَ اَوْ خَلْفَ الْاِمَامِ وَذَهَبُوْا اِلٰى مَا رَوٰى عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَاَ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَتَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَبِهِ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاِسْحَاقُ وَغَيْرُهُمَا- وَاَمَّا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَقَالَ: مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتٰبِ اِذَا كَانَ وَحْدَهُ- وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَيْثُ قَالَ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ- قَالَ اَحْمَدُ: فَهٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَوَّلَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْکِتٰبِ – اِنَّ ھٰذَا اِذَا کَانَ وَحْدَہٗ وَاخْتَارَ اَحْمَدُ مَعَ ھٰذَا الْقِرَاۃَ خَلْفَ الْاِمَامِ وَاَنْ لَّا یَتْرُكَ الرَّجُلُ فَاتِحَةَ الْکِتٰبِ وَاِنْ کَانَ خَلْفَ الْاِمَامِ ترجمہ :۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز سے فارغ ہو کر مقتدیوں کی جانب منہ پھیرا۔ اس میں جہری قراءت فرمائی تھی۔ کیا تم میں سے کسی نے اس نماز میں میرے ساتھ کچھ پڑھا تھا؟ ایک مقتدی نے عرض کیا۔ ہاں' اے اللہ کے رسولؐ۔ آپؐ نے فرمایا! میں بھی دل میں کہہ رہا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ قرآن کی تلاوت میں میرے ساتھ تکرار ہو رہا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جن نمازوں میں آپؐ جہری قراءت فرماتے تھے ان میں لوگوں نے آپؐ کے پیچھے پڑھنا چھوڑ دیا۔

اس باب میں ابن مسعود' عمران بن حصین' جابر بن عبداللہ وغیرہ سے روایات منقول ہیں۔ امام ترمذی کی رائے ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ابن اکیمہ للیثی کا نام عمارۃ ہے اور کبھی عمرو بن اکیمہ بھی بولا جاتا تھا

اس حدیث کو امام زھری کے بعض شاگردوں نے بایں الفاظ بھی روایت کیا ہے کہ زھری نے کہا ہے کہ جس وقت لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سنتے تھے تو خود رک جاتے تھے۔

اس حدیث میں ایسی بات نہیں جو قراءت خلف الامام کے لیے راستہ نہ نکالتی ہو۔ کیونکہ ابوھریرہؓ اس کے راوی ہیں اور ان کی روایت میں صاف طور پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے کوئی نماز پڑھی جس میں اس نے ام القرآن کو نہ پڑھا۔ وہ نماز خداج یعنی ناتمام ہے۔ ایک صاحب نے ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ اکثر اوقات میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ ابو ہریرہؓ نے جواب دیا کہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے ابو عثمان نہدی نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں یہ منادی کر دوں کہ فاتحہ الکتاب کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔

اصحاب الحدیث نے اس کو مختار مسلک قرار دیا ہے کہ جب امام جہراً پڑھ رہا ہو تو پھر مقتدی کو کچھ نہ پڑھنا چاہئے۔ ان کی یہ رائے ہے کہ امام جہاں جہاں سکتہ یعنی وقفہ کرے وہاں پڑھ لیا کرے۔ اہل علم کے مابین قراءۃ خلف الامام کے مسئلہ میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صاحب علم صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کی اکثریت اس طرف ہے کہ فاتحہ خلف الامام پڑھی جائے۔ امام مالکؒ ابن مبارک' امام شافعی' امام احمد اسحاق وغیرہ کی یہی رائے ہے۔ عبداللہ بن مبارک سے یہ منقول ہے کہ میں خود بھی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہوں اور دوسرے لوگ بھی سوائے اہل کوفہ کے ایک گروہ کے۔ اور میرا خیال ہے کہ جس نے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز جائز ہے۔ اہل علم میں سے بعض نے فاتحہ خلف الامام کے ترک کے سلسلے میں سخت رویہ اختیار کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ انسان تنہا ہو یا جماعت کے ساتھ دونوں صورتوں میں فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ انہوں نے دلیل کے لیے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت کو بنیاد بنایا ہے۔ عبادہ بن صامت نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی لا صلاۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتٰب کو انہوں نے بنیاد بنایا ہے۔ امام شافعی اور امام اسحاق وغیرہ کی یہی رائے ہے لیکن امام احمد بن حنبل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معنی یہ لیا ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اس نے اگر فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ جابر بن عبداللہ کی روایت سے انہوں نے دلیل پکڑی ہے۔ جس نے کوئی رکعت پڑھی ام القرآن اس نے نہ پڑھی تو اس نے نماز بھی نہیں پڑھی۔ الا یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ امام احمد کا قول ہے۔ یہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔ انہوں نے لاصلاۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکتٰب کی تاویل اس طرح کی ہے اس سے مراد وہ صورت ہے جس مین انسان تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔

امام احمد کا مختار مسلک یہ ہے کہ فاتحہ خلف الامام پڑھی جائے اور انسان خواہ امام کی اقتداء میں ہو' فاتحہ الکتاب نہ چھوڑے۔

ماخذ:۔☆ ترمذی' ج ا' ص ۷۱' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر الإمام بالقراءة۔

جابر بن عبداللہ سے مروی روایت:

اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ هذا حديث حسن صحيح **ترجمہ**:۔حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے ایک رکعت میں پڑھی۔ اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو اس نے کوئی نماز نہ پڑھی' الا یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

ماخذ:۔☆ ترمذی' ج ا' ص ۷۱' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر الامام بالقراءة۔

مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ

یہ دارقطنی کی رائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ غَيْرُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ وَهُمَا ضَعِيْفَانِ **ترجمہ**:۔حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کا امام ہو تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

ماخذ:۔☆ دارقطنی ج ا ص ۳۲۳ کتاب الصلاۃ ۔ باب ذکر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له امام فقراءة الامام له قراءة و اختلاف الروايات في ذلك

اس کے علاوہ اور روایات بھی جمع کی ہیں مزید بر آں ہر ایک پر روایت نقد و جرح بھی کی ہے' ص ۱۲۲ ج ا سے آگے'

ماخذ:۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۲ ص ۱۶۰۔ کتاب الصلاۃ باب من قال لا يقرا خلف الامام على الاطلاق، ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ۱۳ اذا قرا الامام فانصتوا۔

في الزوائد في اسناده جابر الجعفي كذاب، والحديث مخالف لما رواه الستة

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

رفع یدین اور آمین بالجہر

"رفع یدین" اور "آمین بالجہر" کے فعل اور ترک (پر) دونوں کی تائید میں دلائل مجھ کو تقریباً مساوی الوزن نظر آتے ہیں۔ اس لیے جو ان افعال کو کرتا ہے وہ بھی حدیث کی خلاف ورزی نہیں کر رہا ہے اور جو انہیں ترک کرتا ہے اسے بھی مخالفت حدیث کا الزام نہیں دیا جا سکتا۔ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ صاحب شریعت علیہ السلام نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے عمل کیا ہے، اور اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی۔ اب ایک شخص جس طریقہ کی بھی پیروی کرتا ہے وہ صاحب شریعت ہی کا مطیع ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے غیرت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے، یا اسے اپنے ہی پسندیدہ طریقہ کی طرف تشدد سے کھینچا جائے۔ ہاتھ اٹھانا یا نہ اٹھانا، اور آمین زور سے کہنا یا آہستہ کہنا کوئی ایسی اہمیت نہیں رکھتا کہ ایک کا التزام اور دوسرے کے ترک کا اہتمام کیا جائے۔ (رسائل و مسائل، حصہ اول، صفحہ ۱۹۴)

رفع یدین کی فقہی حیثیت

رفع یدین کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ مختلف طرز عمل منقول ہیں:

(الف) ابن عمرؓ کی روایت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ تین مواقع پر رفع یدین کرتے تھے۔ افتتاح صلوٰۃ کے وقت، رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھ کر۔

(ب) مالک بن حویرث کی روایت جس میں دو موقعوں پر رفع یدین کا ذکر ملتا ہے، افتتاح صلوٰۃ کے وقت اور رکوع سے اٹھ کر۔(۱)

(ج) وائل بن حجر کی روایت، جس میں چار مواقع پر اس کا ہونا مذکور ہے۔ افتتاح صلوٰۃ کے وقت، رکوع میں جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے، سجدہ کے موقع پر۔

(د) ابو حمید ساعدی کی روایت۔ اس میں بھی چار موقع پر رفع یدین کا ذکر ہے، مگر چوتھا موقع سجدہ کے بجائے تیسری رکعت میں قعدہ سے اٹھنے پر بیان کیا گیا ہے۔

(ر) عبداللہ بن مسعود اور براء بن عازب کی روایت جس میں صرف ایک مرتبہ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے یعنی افتتاح صلوٰۃ کے موقع پر۔

تشریح: ان مختلف روایات میں سے (الف) کو (امام) شافعی، احمد اور ابوثور نے، نیز اہل الحدیث اور اہل الظاہر کی اکثریت

---

(۱) مالک بن حویرث سے بھی تین مواقع پر رفع یدین منقول ہے۔ یعنی افتتاح صلوۃ کے وقت رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھ کر۔ (مرتب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اختیار کیا اور ایک روایت امام مالک سے بھی یہی ہے کہ وہ اس کو ترجیح دیتے تھے۔ (د) کو اہل حدیث کے ایک گروہ نے مرجح ٹھہرایا اور (ر) کو ابراہیم نخعی، شعبی، سفیان ثوری، ابو حنیفہ، اور تمام فقہائے کوفہ نے ترجیح دی۔ لیکن یہ واضح رہے کہ سوال صرف ترجیح کا ہے نہ کہ رد و قبول کا۔ ائمہ سلف میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ جن مختلف طریقوں کا ذکر مذکورہ بالا احادیث میں آیا ہے ان میں سے کسی پر حضورؐ نے عمل نہیں کیا تھا، بلکہ کہتے صرف یہ ہیں کہ جس خاص طریقہ کو ہم نے مرجح ٹھہرایا ہے وہ حضورؐ کا عام معمول تھا اور دوسرے طریقوں پر آپؐ کبھی کبھی عمل کر لیتے تھے۔ پس جب معاملہ کی حقیقت یہ ہے تو ان طریقوں میں سے جس پر بھی کوئی عمل کر رہا ہے، حدیث ہی کی پیروی کر رہا ہے اور اس پر نکیر کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اتباع پیغمبر پر نکیر کی جاتی ہے جس کی جرات مقلدین کو بھی زیبا نہیں۔ کجا کہ اہل حدیث اس کا ارتکاب کریں۔ پھر اگر کوئی شخص ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر جامد ہونے کے بجائے وقتاً فوقتاً ان سب طریقوں پر عمل کرتا رہے جو حدیث میں مذکور ہیں تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ صحیح و مکمل پیروی ہوگی، اور لفظ عمل بالحدیث کا اطلاق اس طرز عمل پر زیادہ صحیح معنی میں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ابتداء میں ایک طریقہ کو ترجیح دینے اور باقی سب طریقوں کو ترک کر دینے کے بجائے ان سب طریقوں کو نماز میں اختیار کرنے کی گنجائش رکھی جاتی تو شاید بعد کے ادوار میں وہ جمود و تعصب پیدا ہی نہ ہوتا جس کی بدولت نوبت یہ آگئی ہے کہ لوگ نماز کی جس صورت کے عادی ہیں اس سے ذرا سی بھی مختلف صورت بھی جہاں انہوں نے دیکھی اور بس وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اس شخص کا دین بدل گیا ہے اور ہماری امت سے نکل کر دوسری امت میں جا ملا ہے۔

یہ رائے صرف میری انفرادی رائے ہی نہیں ہے بلکہ پہلے بھی متعدد اہل تحقیق اسی خیال کا اظہار کر چکے ہیں۔ اس وقت میرے پاس سفر(۱) میں کتابیں موجود نہیں ہیں۔ اس لیے میں زیادہ وسیع پیمانہ پر شواہد پیش نہیں کر سکتا، لیکن حجۃ اللہ البالغہ خوش قسمتی سے مل گئی ہے۔ اس سے چند حوالے یہاں نقل کرتا ہوں۔ شاہ صاحب پہلے تو یہ اصولی بات ارشاد فرماتے ہیں کہ:

الاصل ان یعمل بکل حدیث الا ان یمتنع العمل بالجمیع للتناقض (باب القضاء فی الاحادیث المختلفه)

"اصولی بات یہ ہے کہ آدمی ہر حدیث پر عمل کرے، الا یہ کہ کسی مسئلہ میں سب حدیثوں پر عمل کرنا تناقض کی وجہ سے غیر ممکن ہو"۔

پھر آگے چل کر فصل فی عدۃ امور مشکلہ من التقلید و اختلاف المذاهب میں فرماتے ہیں۔

ان اکثر صور الاختلاف بین الفقهاء لا سیما فی المسائل التی ظهر فیها اقوال الصحابة فی الجانبین کتکبیرات التشریق وتکبیرات العیدین ونکاح المحرم وتشهد ابن عباس و ابن مسعود و الاخفاء بالبسملة وبآمین و الاشفاع والایتار فی الاقامة ونحو ذلك انما هو فی ترجیح احد القولین وکان السلف لا یختلفون فی اصل المشروعیة وانما کان خلافهم فی اولی الامرین ونظیره اختلاف القراء فی وجوه القراءة وقد عللوا کثیرا من هذا الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جمیعا علی الهدیٰ

(۱) اس خط کا جواب دہلی میں دیا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعہ یہ ہے کہ فقہاء کے درمیان اختلاف کی اکثر صورتیں' بالخصوص ان مسائل میں جن میں صحابہ کے اقوال دونوں طرف پائے جاتے ہیں' مثلاً تکبیرات تشریق' تکبیرات عیدین' نکاح محرم' تشہد ابن عباس و ابن مسعود' بسم اللہ اور آمین کا اخفاء' تکبیر اقامت میں کلمات کو ایک ایک مرتبہ یا دو دو مرتبہ پڑھنا وغیرہ۔ ان میں اختلاف دراصل اس امر میں ہے کہ دو اقوال میں سے کس کو کس پر ترجیح ہے۔ ورنہ ان مختلف طریقوں کے بجائے خود مشروع ہونے میں سلف کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا۔ ان کا اختلاف تو صرف اس اعتبار سے تھا کہ دو مختلف امور میں سے اولیٰ کون سا ہے اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسے قراءت کی مختلف صورتوں میں قاریوں کے درمیان اختلاف ہے۔ اس معاملہ میں بیشتر امور کے اختلاف کی وجہ سلف نے یہ بتائی ہے کہ صحابہ کرام خود ان میں مختلف تھے اور ظاہر ہے کہ صحابہ سب کے سب ہدایت پر تھے۔ پھر باب اذکار الصلوۃ وھیئاتھا المندوب الیھا میں فرماتے ہیں:

وھو (ای رفع الیدین) من الھیأت وفعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ وترکہ مرۃ والکل سنۃ واخذ بکل واحد جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم وھذا احد المواضع التی اختلف فیھا الفریقان اھل المدینۃ والکوفۃ ولکل واحد اصل اصیل والحق عندی فی مثل ذلک ان الکل سنۃ۔

اور وہ (یعنی رفع الیدین) نماز کی ان ہیئتوں میں سے ہے۔ جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا۔ اور یہ دونوں طریقے سنت ہیں' صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے ایک ایک جماعت نے ان میں سے ایک ایک طریقے کو اختیار کیا ہے اور یہ من جملہ ان معاملات کے ہیں جن میں اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ لیکن ہر ایک کے لیے ایک ثابت شدہ اصل شریعت میں موجود ہے اور ایسے مسائل میں میرے نزدیک حق یہ ہے کہ سب مختلف طریقے سنت ہیں۔

شاہ صاحب کی ان تصریحات کے بعد اس امر کی ضرورت نہیں رہتی کہ میں آمین کے مسئلہ کے متعلق الگ بحث کروں۔ تاہم اس معاملہ میں صاحب الجوہر النقی کا یہ قول نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ: والصواب ان الخبرین بالجھر بھا والمخافۃ صحیحان وعمل بکل من فعلیہ جماعۃ من العلماء۔ اور صحیح یہ ہے کہ آمین زور سے کہنے اور آہستہ کہنے دونوں کی روایتیں صحیح ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر علماء کی ایک ایک جماعت نے عمل کیا ہے۔

(رسائل و مسائل' حصہ اول' ص ۲۰۸' ۲۱۲)

--------------*********--------------

تخریج:۔ (ا) ابن عمر سے مروی روایت حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ، وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا، وَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ **ترجمہ:۔** حضرت سالم اپنے والد [عبداللہؓ بن عمر] کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتتاح صلاۃ کے موقع پر اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھایا کرتے تھے اور جب رکوع کے لیے تکبیر فرماتے اور جب رکوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سر اٹھاتے دونوں موقعوں پر بھی رفع الیدین کرتے تھے اور یہ کلمات پڑھتے تھے جس نے اس کی حمد کی اس کی اس نے دعا سن لی۔ اور حمد تیرے ہی لیے سزاوار ہے۔ سجدہ کی حالت میں ایسا نہ کرتے تھے۔

مآخذ :۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۰۲' کتاب الاذان، باب رفع الیدین فی التکبرة الاولی مع الافتتاح سواء۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۹۵' کتاب الافتتاح، باب مایقول الامام اذا رفع راسه من الرکوع۔ ☆ موطا' امام مالک' ج ۱' ص ۷۲' باب ماجاء فی افتتاح الصلاة۔ ☆ سنن دارمی' ج ۱' ص ۲۲۹' کتاب الصلاة، باب ٤١ فی رفع الیدین فی الرکوع والسجود۔ ☆ السنن الکبریٰ' للبیہقی' ج ۲' ص ۶۹۔ کتاب الصلاة، باب رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الراس منه عن ابن عمرؓ

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ : رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ فِی الصَّلَاةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی تَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ وَکَانَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ حِیْنَ یُکَبِّرُ لِلرُّکُوْعِ، وَیَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ وَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی السُّجُوْدِ **ترجمہ** :۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے جب آپؐ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ دونوں کندھوں تک ہوتے' اور یہ فعل آپؐ رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے وقت بھی کرتے تھے اور رکوع سے سر اوپر اٹھاتے وقت بھی اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ سجدے کی حالت میں ایسا نہ کرتے تھے۔

مآخذ :۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۰۲' کتاب الاذان، باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۶۸' کتاب الصلاة، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین۔ ☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۹۲' کتاب الصلاة، ابواب تفریع استفتاح الصلاة، باب رفع الیدین فی الصلاة۔ ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۵۹' ابواب الصلاة، باب رفع الیدین عند الرکوع۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۲۱' کتاب الافتتاح، باب رفع الیدین حیال الاذنین۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها باب رفع الیدین اذا رکع۔ ☆ السنن الکبریٰ' للبیہقی' ج ۲' ص ۶۹۔۷۰ اور ص ۷۳۔ کتاب الصلاة، باب رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الراس منه۔

(۳) اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ : رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلَاةِ، فَرَفَعَ یَدَیْهِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْکِبَیْهِ، وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ فَعَلَ مِثْلَهُ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَعَلَ مِثْلَهُ، وَقَالَ : رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ حِیْنَ یَسْجُدُ وَلَا حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ۔ **ترجمہ** :۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا ہے کہ آپ نماز کے آغاز کے لیے جب تکبیر تحریمہ کہتے تو ساتھ اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کرتے کہ کندھوں کے برابر ہو جاتے' اور جب رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے تو بھی اسی طرح کرتے۔ اور جب رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو بھی اسی طرح کرتے اور ساتھ ہی ربنا ولك الحمد بھی کہتے۔ ایسا آپؐ سجدے میں اور سجدے سے سر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اٹھاتے وقت نہ کرتے تھے۔

مآخذ :۔☆بخاری' ج ا' ص ۱۰۲' کتاب الاذان باب الی این یرفع یدیہ۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۷۰' کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الراس منہ۔

(٤) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ [بْنُ مُحَمَّدِ] بْنِ حَنْبَلٍ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ، وَاَكْثَرُ مَا كَانَ يَقُوْلُ: وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا ہے جب آپ نماز کا آغاز فرماتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے یہاں تک کہ اپنے کندھوں کے برابر تک لے جاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح کرتے۔

ابن عمر نے اپنی حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ سجدوں کے درمیان آپ اس طرح نہ کرتے تھے۔

مآخذ :۔☆ابوداؤد' ج ا' ص ۱۹۲' کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین فی الصلاۃ۔ ☆ ترمذی' ج ا' ص ۵۹' ابواب الصلاۃ باب رفع الیدین عند الرکوع۔ ☆نسائی' ج ۲' ص ۱۹۵' کتاب الافتتاح باب رفع الیدین حذو المنکبین عند الرفع من الرکوع۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۲' ص ۶۹' کتاب الصلاۃ باب رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الراس منہ۔

امام ترمذی نے روایت نقل کرنے کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ میں تبصرہ فرمایا ہے۔

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَبِهٰذَا يَقُوْلُ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٌ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَغَيْرُهُمْ۔

وَمِنَ التَّابِعِيْنَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَطَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ وَ نَافِعٌ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَغَيْرُهُمْ وَبِهٖ يَقُوْلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِيْثُ مَنْ يَّرْفَعُ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ، وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرۃ۔ ترجمہ :۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ ابن عمر کی روایت حسن صحیح ہے۔ اہل علم صحابہ کرامؓ میں سے ابن عمر، جابر ابن عبداللہ، ابو ہریرہ، انس، ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر وغیرہ اسی کے قائل تھے۔ تابعین میں سے حسن بصری، عطاء طاؤس، مجاہد، نافع، سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر وغیرہ بھی اسی کے قائل تھے۔ آئمہ میں سے عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق نے بھی اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ رفع الیدین کی حدیث ثابت ہو چکی ہے۔ زہری نے سالم عن ابیہ کے حوالہ سے بیان کی ہے۔ البتہ ابن مسعود کی یہ روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف افتتاح صلاۃ کے وقت ہی رفع الیدین کیا ہے، ثابت نہیں ہے۔

(۵) اَخبرَنَا مُحمَّدُ بنُ عَبدِالْاَعْلٰی الصَّنْعَانِیُّ، قَالَ : حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ : سَمِعْتُ عُبَیْدَاللّٰہ وَھُوَ ابنُ عُمَرَ، عَنِ ابنِ شِھَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہُ کَانَ یَرفَعُ یَدَیْہِ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلَاۃِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَرْکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہُ مِنَ الرُّکُوْعِ، وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ یَرْفَعُ یَدَیْہِ کَذٰلِکَ حَذْوَ الْمَنْکِبَیْنِ ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو آپ رفع الیدین کرتے اور جب رکوع میں جانے کا ارادہ فرماتے تب بھی اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اور دو رکعت کے [تشہد کے] بعد اٹھتے وقت بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ اور دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔

ماخذ :۔☆ نسائی، ج ۳، ص ۳، کتاب السھو، باب رفع الیدین للقیام الی الرکعتین الاخرین حذو المنکبین۔

مالک بن الحویرث سے مروی روایت :

(۶) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ، قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ اَبِی قِلَابَۃَ، اَنَّہُ رَاٰی مَالِکَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ، وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہُ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَنَعَ ھٰکَذَا ترجمہ :۔ ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرث کو دیکھا ہے کہ وہ جب نماز پڑھنے لگتے تو اللہ اکبر کہتے اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ اوپر اٹھاتے اور جب رکوع کرنا چاہتے تو بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھاتے (رفع الیدین کرتے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الدین کرتے اور مالک بن حویرث نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔

ماخذ :۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۰۲، کتاب الاذان باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۶۸، کتاب الصلاۃ باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین الخ ☆ السنن الکبری، ج ۲، ص ۲۵، کتاب الصلاۃ باب من قال یرفع یدیہ حذو منکبیہ ☆ دارمی، ج ۱، ص ۲۲۹، کتاب الصلاۃ باب فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رفع اليدين في الركوع والسجود — ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۹۴۔
نسائی نے اس روایت کو درج ذیل عبارت میں روایت کیا ہے :

(۷) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ ، وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حِيَالَ اُذُنَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ **ترجمہ** :۔ حضرت مالک بن حویرث سے مروی ہے (اور مالک بن حویرث صحابیؓ ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو تکبیر (اللہ اکبر کہنے کے ساتھ) اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر اٹھاتے اور رکوع کرنا چاہتے اس وقت بھی اور رکوع سے سر اٹھانے کے موقع پر بھی رفع الدین کرتے تھے۔

مآخذ :۔☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۲۲' کتاب الافتتاح باب رفع اليدين حيال الاذنين — ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب رفع اليدين اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع — ☆ دارقطنی ج ۱ ص ۲۹۲ کتاب الصلاۃ باب ذکر التکبیر و رفع الیدین ☆ ابوداؤد اور نسائی نے مالک بن الحریث سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے۔

(۸) رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ ، وَاِذَا رَكَعَ ، وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ ، مِنَ الرُّكُوْعِ ، حَتّٰى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ — **ترجمہ** :۔ حضرت مالک بن حویرث کا بیان ہے کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر [تحریمہ] کہتے تب بھی اور جب رکوع کرتے تب بھی اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ آپؐ اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کی کنپٹیو ں تک اٹھاتے تھے۔

مآخذ :۔☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۹۹' کتاب الصلاة ، باب —————————— ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۸۲' کتاب الافتتاح باب رفع اليدين للركوع حذاء فروع الاذنين اور نسائی' ج ۲' ص ۲۰۶ پر باب رفع اليدين للسجود کے تحت بھی بیان کی ہے اور ج ۲' ص ۱۹۴' باب رفع اليدين حذو فروع الاذنين عند الرفع من الركوع پر بھی منقول ہے۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۷۱' کتاب الصلاة باب رفع اليدين عند الركوع وعند رفع الراس منه —

وائل بن حجر سے مروی روایت :

(۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ابْنُ سَعِيْدٍ ، قَالَ : ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْجَبَّارِ ابْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ : كُنْتُ غُلَامًا لَا اَعْقِلُ صَلَاةَ اَبِيْ ، قَالَ : فَحَدَّثَنِيْ وَائِلُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ، قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَالَ : ثُمَّ الْتَحَفَ ثُمَّ اَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ، قَالَ: فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ سَجَدَ وَ وَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ اَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰي فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ فَقَالَ: هِيَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ

قال ابو داؤد: روي هذا الحديث همام عن ابن جحادة لم يذكر الرفع مع الرفع من السجود — ترجمہ :۔ عبد الجبار وائل ابن حجر کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ میں بچہ ہی تھا اپنے ابا جان کی نماز نہیں سمجھتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وائل بن علقمہ نے وائل بن حجر کے حوالہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آپ جب اللہ اکبر کہتے تھے تو رفع الیدین بھی کرتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر انہوں نے اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لیا اور دائیں ہاتھ سے بایاں کو پکڑ لیا اور اپنا ہاتھ کپڑے میں چھپا لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب رکوع جانے کا ارادہ ہوتا تو ہاتھ کپڑے سے باہر نکال کر رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھانے کا ارادہ ہوتا تو بھی رفع الیدین کرتے۔ پھر آپ نے سجدہ کیا' اپنا چہرہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع الیدین کیا۔ تاآنکہ نماز سے فارغ ہوگئے۔ محمد کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر حسن بن ابی الحسن سے کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ جس نے اس کے مطابق کیا اس نے سنت کے مطابق کیا اور جس نے اسے ترک کر دیا اس نے سنت ترک کی۔ ابو داؤد نے کہا کہ اس حدیث کو ابن جحادہ کے واسطہ سے ہمام نے بھی روایت کیا ہے اس نے تو سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔

مآخذ :۔☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۹۲' کتاب الصلاۃ ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ باب رفع الیدین في الصلاۃ — ☆ دارمی' ج ۱' ص ۲۲۹' کتاب الصلاۃ باب في رفع الیدین في الرکوع والسجود انه صلي مع رسول اللہ صلي اللہ علیه وسلم فکان یکبر اذا خفض واذا رفع الخ۔

(۱۰) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: لَاَنْظُرَنَّ اِلٰي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّيْ فَقَامَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰي حَاذَتَا بِاُذُنَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ ترجمہ :۔ حضرت وائل بن حجر سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے تہیا کر لیا تھا کہ میں آپ کی نماز ضرور اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا کہ آپ کس طرح پڑھتے ہیں۔ آپ نماز کے لیے قبلہ رخ کھڑے ہوئے۔ اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کیے کہ کانوں تک پہنچ گئے۔ جب آپ نے رکوع کیا تو اسی طرح رفع یدین کیا۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھایا تو پھر بھی پہلے کی طرح رفع الیدین کیا۔

مآخذ :۔☆ ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا — ☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۹۳' کتاب الصلاۃ، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ باب رفع الیدین في الصلاۃ۔

ابوداؤد نے قدرے تفصیل سے ذکر کی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

☆ دارقطنی' ج ا' ص ۲۹۰' کتاب الصلاۃ باب ذکر التکبیر و رفع الیدین عند الافتتاح الخ (اختلاف الفاظ کے ساتھ)۔ ☆ موارد الظمآن' باب صفۃ الصلاۃ — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۲' ص ۱۱۱' کتاب الصلاۃ باب این یضع یدیہ فی السجود اور ص ۷۲ پر بھی ہے۔

ابن عمر کا ذاتی عمل

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلَاۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : رَوَاہُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ اَیُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَرَوَاہُ ابْنُ طَھْمَانَ عَنْ اَیُّوْبَ وَمُوْسٰی بْنِ عُقْبَۃَ مُخْتَصَرًا ترجمہ :۔ حضرت نافع ابن عمر کا اپنا معمول بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کے ساتھ ہی رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی رفع الیدین کرتے اور جب تشہد سے اٹھتے تو بھی رفع الیدین کرتے۔ ابن عمر اس عمل کو مرفوع بیان کرتے تھے (یعنی یہ فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے)۔

مآخذ :۔ ☆ بخاری' ج ا' ص ۱۰۲۔ کتاب الاذان باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین — ابوداؤد ج ا' ص ۱۹۵' ۱۹۶' کتاب الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ — ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۱۳۶' کتاب الیدین عند القیام من الرکعتین اور ص ۷۰ پر بھی ہے۔

ابوداؤد نے عن ابن عمر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من الرکعتین و رفع یدیہ بھی بیان کیا ہے۔ ترجمہ :۔ عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود جب دو رکعت کے بعد تشہد پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

مآخذ :۔ ☆ ابوداؤد' ج ا' ص ۱۹۸' کتاب الصلاۃ باب من ذکر انہ یرفع یدیہ اذا قام من ثنتین — ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۹۲' ذکر الاخبار المتضادۃ الخ۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روایت :

(۱۱) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَیَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِکَ اِذَا قَضٰی قِرَاءَتَہٗ وَاَرَادَ اَنْ یَرْکَعَ وَیَصْنَعُہٗ اِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّکُوْعِ وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ صَلَاتِہٖ وَھُوَ قَاعِدٌ وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ کَذٰلِکَ وَکَبَّرَ ترجمہ :۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو، تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے اور دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ جب آپؐ قراءت پوری فرما لیتے تب بھی اسی طرح رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کو جاتے تب بھی اور جب رکوع سے اٹھتے تب بھی رفع الیدین کرتے۔ قعدے کی حالت میں نماز کے کسی حصے میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور جب دو سجدوں سے اٹھتے تو بھی رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے۔

ماخذ ۔☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۹۱، کتاب الصلاۃ ابواب تفریع استفتاح الصلوۃ باب رفع الیدین فی الصلوٰۃ – *السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۷۲، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین عند القیام من الرکعتین

ابو حمید الساعدی سے مروی روایت :

(۱۲) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيٰ وَ هٰذَا حَدِيْثُ اَحْمَدَ قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ: اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا: فَلِمَ؟ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ بِاَكْثَرِنَا لَهُ تَبْعَةً وَلَا اَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً قَالَ: بَلٰى، قَالُوْا: فَاعْرِضْ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصُبُّ رَاْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ فَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ، يَهْوِيْ اِلَى الْاَرْضِ فَيُجَافِيْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِيْ فِيْهَا التَّسْلِيْمُ اَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ قَالُوْا: صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ: ـ

محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ میں نے ابو حمید ساعدی کو دس صحابہؓ کی موجودگی میں جن میں ابو قتادہ بھی تھے، یہ بیان کرتے خود سنا ہے کہ رسول اللہ کی نماز کا مجھے تم حضرات سے زیادہ علم ہے [کہ کس طرح پڑھتے تھے] دوسرے صحابہؓ نے پوچھا وہ کس طرح؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں رہے اور ہم سے زیادہ قدیم آپ کی مصاحبت بھی نہیں ہے۔ ابو حمید نے کہا ہاں! (ایسا ہی ہے) انہوں نے کہا اچھا تو پھر پیش کرو۔ ابو حمید نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے۔ یہاں تک کہ جسم کا ہر عضو اپنی اپنی اصل جگہ پر اعتدال کے ساتھ سکون پذیر ہو جاتا۔ پھر آپؐ قراءت فرماتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے اور تقریباً ساتھ ہی رفع الیدین کرتے کہ دونوں ہاتھ کندھوں تک لے جاتے۔ پھر رکوع میں جاتے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ اس طرح رکوع کرتے کہ نہ تو سر پیٹھ سے اونچا اٹھا ہوا ہوتا اور نہ نیچے ہوتا۔ اعتدال و توازن کے ساتھ پشت کی سطح برابر ہوتی۔ پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھاتے کہ کندھوں کے برابر ہو جاتے اور حالت اعتدال میں کھڑے ہوتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے زمین کی طرف جھک جاتے یعنی سجدہ میں چلے جاتے۔ دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے ذرا ہٹا کر رکھتے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ اس طرح اعتدال و سکون سے بیٹھتے کہ جسم کا ہر عضو اپنی جگہ پر سکون پذیر ہو جاتا۔ پھر اسی طرح دوسری رکعت کرتے جب دو رکعت کے تشہد سے اٹھتے تو پھر رفع الیدین کرتے اور دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اپنے کندھوں تک اوپر اٹھاتے جس طرح افتتاح صلاۃ کے وقت اٹھاتے تھے۔ پھر اپنی باقی نماز بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔ البتہ جب نماز کا آخری سجدہ ہوتا تو پھر اس طرح بیٹھتے کہ بایاں پاؤں دائیں ران کے نیچے سے بڑھا کر اپنی سیرین پر بیٹھ جاتے۔ سب بولے آپؐ نے بالکل سچ اور درست بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے رہے تھے۔

مآخذ:۔☆ ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۹۴، کتاب الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ— ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا— ☆ موارد الظمآن، باب صفۃ الصلاۃ— ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۷۲، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الراس منہ اور ص ۱۳۷، باب رفع الیدین عند القیام من الرکعتین—

عبداللہؓ بن مسعود سے مروی روایت:

(۱۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، یَعْنِیْ اِبْنَ کُلَیْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ:

اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا مَرَّةً

قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: هٰذَا مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ وَلَیْسَ هُوَ بِصَحِیْحٍ عَلٰی هٰذَا اللَّفْظِ—

ترجمہ:۔ حضرت علقمہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں (یہ کہہ کر) انہوں نے نماز پڑھائی اور رفع الیدین ایک ہی موقعہ پر کیا۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ ان الفاظ سے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

مآخذ:۔☆ ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۹۹، کتاب الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع— ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۷۸، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح—

نسائی نے اسے اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَامَ فَرَفَعَ یَدَیْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ یُعِدْ ترجمہ :۔ نسائی کی روایت ہے کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں' یہ کہہ کر کھڑے ہوئے پہلے موقع پر رفع الیدین کی پھر اس کا اعادہ نہیں کیا۔

مآخذ :۔☆نسائی' ج ۳' ص ۱۸۲' کتاب الافتتاح باب ترك ذلك — ☆ السنن الکبریٰ نے الامرۃ واحدۃ نقل کیا ہے۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱' ص ۲۳۶' کتاب الصلوات باب من كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود —

(۱٤) عَنْ عَلْقَمَةَ ، قَالَ : قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُودٍ : اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ وَفِی الْبَابِ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ : قَالَ اَبُوْعِيْسٰى : حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ —

ترجمہ :۔ علقمہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں' پھر نماز پڑھی رفع الیدین صرف افتتاح الصلاۃ کے وقت کیا۔

امام ترمذی نے ابن مسعود کی روایت کو حسن کہا ہے۔ بہت سے اہل علم صحابہؓ' تابعین مثلاً سفیان اور اہل کوفہ نے اسی کو اختیار کیا۔

مآخذ :۔ ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۵۹' ابواب الصلاة باب رفع اليدين عند الركوع ، وقال عبدالله بن المبارك قد ثبت حديث من يرفع وذكر حديث الزهرى عن سالم عن ابيه و لم يثبت حديث ابن مسعود : اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ — ☆ ترمذی حوالہ مذکورہ بالا۔

عبداللہ بن مبارک نے کہا رفع الیدین والی حدیث ثابت ہے یعنی ایک سے زیادہ مواقع والی۔ ابن مسعود کی حدیث ثابت نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف افتتاح صلاۃ کے وقت ہی رفع الیدین کیا ہے۔

براء بن عازب کی روایت :

(۱۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ ، ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِیْ زِيَادٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَيْلٰى ، عَنِ الْبَرَآءِ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُ — قَالَ سُفْيَانُ : قَالَ لَنَا بِالْكُوْفَةِ بَعْدُ ، ثُمَّ لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعُوْدُ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ : وَرَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ وَابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ يَزِيْدَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا ثُمَّ لَا يَعُوْدُ ترجمہ :۔ حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا افتتاح فرماتے تو اپنے دونوں کانوں کے قریب تک رفع الیدین کرتے۔ مگر پھر دوبارہ ایسا نہ کرتے تھے۔

سفیان نے کہا' بعد میں کوفہ میں ہم سے ثم لا یعود بیان کیا۔

ابوداؤد کی رائے کہ یزید سے ابن ادریس خالد اور ہشیم نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے مگر انہوں نے ثم لا یعود تو ذکر نہیں کیا۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۰۰' کتاب الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع۔

(۱۶) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ، قَالَ اَبُوْدَاوُدَ : هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ۔

ترجمہ :۔ براء بن عازب سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افتتاح صلاۃ کے موقع پر رفع الیدین کرتے دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ اختتام نماز تک آپؐ نے کسی موقع پر رفع الیدین نہیں کیا۔

ابوداؤد کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۰۰' کتاب الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع۔ ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۵۹' ابواب الصلاۃ باب رفع الیدین عند الرکوع۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۷۶' ۷۷' کتاب الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱' ص ۲۳۶' کتاب الصلوات باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتّٰى يَفْرُغَ منقول ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افتتاح صلاۃ کے وقت تو رفع الیدین کرتے تھے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی روایت :

(۱۷) عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ ، اَنَّ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ ، كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَفَعَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ اِلٰى اُذُنَيْهِ۔ ترجمہ :۔ حضرت ابوالزبیر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جابر جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے۔ جب رکوع میں جاتے اس وقت بھی اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین کرتے اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم بن طہمان نے بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کانوں تک رفع الیدین کیا ہے۔

ماخذ :۔☆ ابن ماجہ ،کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا۔

ابن جریج سے مروی روایت :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ – **ترجمہ** :۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اٹھاتے کہ کندھوں کے برابر ہو جاتے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے۔

ماخذ :۔☆ مسلم، ج ا، ص ۱۶۸، کتاب الصلاۃ باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین۔ ☆ ابو داؤد، ج ا، ص ۱۹۲، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین في الصلاۃ عن وائل بن حجر۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت کا متن :

(۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَسْجُدُ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آغاز نماز، اور رکوع میں جاتے وقت اور سجدہ کرتے وقت اپنے کندھوں تک رفع الیدین کرتے خود دیکھا ہے۔

عمیر بن حبیبؓ کہتے ہیں :

(۱۸) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ **ترجمہ** :۔ حضرت عمیر بن حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

ماخذ :۔☆ ابن ماجہ ،کتاب اقامۃ الصلوات و السنۃ فیھا۔

ابن عباسؓ کی بھی ایک روایت ہے :

(۱۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ **ترجمہ** :۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

ماخذ :۔☆ ابن ماجہ ،کتاب اقامۃ الصلوات و السنۃ فیھا۔

حضرت انسؓ سے مروی روایت :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۰) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ وَاِذَا رَکَعَ ترجمہ :۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

ماخذ :۔☆ابن ماجہ 'کتاب اقامۃ الصلوات و السنۃ فیہا۔

آمین بالجہر : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ : اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّہُمَا اَخْبَرَاہُ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّہُ مَنْ وَافَقَ تَامِیْنُہُ تَامِیْنَ الْمَلَائِکَۃِ غُفِرَلَہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ پس جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے ہم آہنگ ہوگئی تو اس کے پہلے کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امین کہا کرتے تھے۔

ماخذ :۔☆ بخاری' ج ا' ص ۱۰۷' باب کتاب الاذان جہر الامام بالتامین ☆مسلم' ج ا' ص ۱۷۶' کتاب الصلاۃ باب التسمیع و التحمید و التامین۔ ☆ابوداؤد' ج ۲' ص ۱۴۲' کتاب الافتتاح، باب جہر الامام بآمین۔ ☆ ترمذی' ج ا' ص ۵۸' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في فضل التامین۔ ☆موطا امام مالک' ج ا' ص ۸۲' ماجاء في التامین خلف الامام۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۴۲' کتاب الافتتاح، باب جہر الامام بآمین۔ ☆ ابن ماجہ 'کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیہا باب ۱۴، الجہر بآمین۔

اسی باب کے تحت امام بخاری نے لکھا ہے :

وَقَالَ عَطَاءٌ : اٰمِیْنَ دُعَاءٌ۔ اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَرَآءَہٗ حَتّٰی اَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّۃً۔ وَکَانَ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ یُنَادِی الْاِمَامَ لَاتَفُتْنِیْ بِاٰمِیْنَ وَقَالَ نَافِعٌ : کَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یَدَعُہٗ وَیَحُضُّہُمْ وَسَمِعْتُ مِنْہُ فِیْ ذٰلِکَ ترجمہ :۔ عطاء کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے۔ ابن زبیر نے آمین کہی۔ مقتدیوں نے بھی ان کے پیچھے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ امام سے کہا کرتے تھے کہ آمین نہ چھوڑ دینا۔ نافع کہتے ہیں ابن عمر اسے نہیں چھوڑتے تھے' بلکہ وہ دوسرے لوگوں کو ابھارتے تھے میں نے اس بارے میں ان سے سنا ہے۔

ماخذ :۔☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۲' ص ۵۵' کتاب الصلاۃ، باب التامین۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

☆السنن نے حتی ان للمسجد للحۃ ج ۲' ص ۵۹ پر نقل کئے ہیں۔

ابو ہریرہؓ سے فضل التامین کے باب میں ایک اور روایت :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ اٰمِیْن وَقَالَتِ الْمَلٰئِکَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰاهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ترجمہ :۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں۔دونوں کی آمین ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ماخذ :۔☆بخاری' ج ۱' ص ۱۰۸' کتاب الاذان، باب فضل التامین۔ ☆مسلم' ج ۱' ص ۱۷۶' کتاب الصلاۃ باب التسمیع والتحمید والتامین۔ ☆موطا امام مالک' ج ۱' ص ۸۳' ماجاء فی التامین خلف الامام۔ ☆نسائی' ج ۲' ص ۱۴۵' کتاب الافتتاح، باب فضل التامین عن ابی ھریرۃ۔ ☆دارمی' ج ۱' ص ۲۲۸' کتاب الصلاۃ باب فی فضل التامین۔

دارمی کے الفاظ :

اِذَا قَالَ الْقَارِیءُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهٗ اٰمِیْن۔فَوَافَقَ ذٰلِكَ اَهْلَ السَّمَآءِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ترجمہ :۔جب قاری غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتا ہے اس کے مقتدی اس کے پیچھے آمین کہتے ہیں۔تو یہ اہل آسمان کی آمین سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے اور اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

جھر الماموم بالتامین کے باب میں ابو ہریرہؓ سے مروی ایک روایت :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَآئِکَةِ غُفِرَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔تَابَعَهٗ محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم ونعیم المجمر عن ابی هریرة عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم ترجمہ :۔حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کہے تو تم آمین کہو۔جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ماخذ :۔☆بخاری' ج ۱' ص ۱۰۸' کتاب الاذان باب جھر الماموم بالتامین۔ مسلم' ج ۱' ص ۱۷۶' کتاب الصلاۃ باب التسمیع والتحمید والتامین۔ ☆نسائی' ج ۲' ص ۱۴۴' کتاب الافتتاح، باب الامر بالتامین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الامام۔ ☆السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۵۵۔ موطا امام مالک ج ۱' ص ۸۳' ماجاء فی التامین خلف الامام۔ ابوداؤد نے کتاب الصلوۃ میں باب التامین وراء الامام کے زیر عنوان وائل بن حجر' ابوہریرہؓ وغیرہ کی روایات نقل کی ہیں:

عَنْ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ اَنَّهُ صَلّٰی خَلفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَهَرَ بِآمِيْن وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِه وَعَنْ شِمَالِه حَتّٰى رَاَيْتُ بَيَاضَ خَدِّه ترجمہ:۔ حضرت وائل بن حجر سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپؐ نے آمین جہراً کہا۔ دائیں' بائیں سلام پھیرا تو مجھے آپؐ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آگئی۔

ابوہریرہؓ سے مروی روایت:

عَن اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، قَالَ: آمِيْن حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غیر المغضوب علیہم پڑا تو آمین اتنی بلند آواز سے کہی کہ ساتھ والی پہلی صف والوں نے آپؐ کی آواز سنی۔

دوسری روایت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْن، فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین کہے تو تم سب آمین کہو جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے موافق ہوگئی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ماخذ:۔☆ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۴۶' کتاب الصلاۃ، باب التامین وراء الامام۔

ابوزہیر نمیری سے مروی روایت: ابومصبح مقرائی کہتے ہیں:

كُنَّا نَجْلِسُ اِلٰى اَبِیْ زُهَيْرٍ النُّمَيْرِیِّ - وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ فَيَتَحَدَّثُ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ فَاِذَا دَعَا الرَّجُلُ مِنَّا بِدُعَآءٍ قَالَ: اخْتِمْهُ بِآمِين - فَاِنَّ آمِين مِثْلُ الطَّابِعِ عَلَى الصَّحِيْفَةِ - قَالَ اَبُوْ زُهَيْرٍ: اُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِى الْمَسْاَلَةِ فَوَقَفَ النَّبِیُّ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِعُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ بِاَیِّ شَیْءٍ يَخْتِمُ ؟ قَالَ بِآمِين -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاِنَّهُ اِنْ خَتَمَ بِاٰمِین فَقَدْ اَوْجَبَ - فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِیْ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَی الرَّجُلَ فَقَالَ اخْتِمْ یَافُلَانُ بِاٰمِین وَاَبْشِرْ وَهٰذَا لفظ محمود - قال ابو داود المقری قبیل من حمیر - ترجمہ :- ہم ابوزہیر نمیری کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے - یہ صحابی تھے اور حدیث بہت عمدہ بیان کیا کرتے تھے - جب ہم میں سے کوئی دعا مانگتا تو اسے آمین کہہ کر ختم کرنے کی ہدایت کرتے تھے - آمین کی حیثیت صحیفہ پر مہر کی سی ہے - ابوزہیر بولے کہ میں تمہیں اس بارے میں کچھ سناتا ہوں - کسی رات میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے کہ ایک آدمی کے پاس پہنچے جو بڑے اصرار و انہماک سے دعا کر رہا تھا - آپ ؐ اس کی دعا سننے کے لیے کھڑے ہوگئے - اس کی دعا سن کر آپ ؐ نے فرمایا واجب ہوگئی اگر اس نے مہر لگا دی - ایک آدمی نے اس پر عرض کیا حضور ؐ کس چیز سے مہر لگائے ؟ پھر فرمایا آمین کہہ کر - اس لیے کہ اگر دعا آمین پر ختم کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے - جس آدمی نے آپ ؐ سے سوال کیا وہ اٹھ کر دعا مانگنے والے کے پاس گیا اور اسے کہا اے فلاں آمین کہہ کر دعا ختم کرو اور بشارت لے لو -

نسائی نے عبدالجبار بن وائل عن ابیہ سے ایک روایت نقل کی ہے :

عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ : صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْهِ اَسْفَلَ مِنْ اُذُنَیْهِ فَلَمَّا قَرَاَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْن فَسَمِعْتُهُ وَاَنَا خَلْفَهُ الحدیث - ترجمہ :- حضرت وائل بن حجر سے ان کے صاحبزادے عبدالجبار روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے [اقتداء] میں نماز پڑھی - جب آپ نے اللہ اکبر کہا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے نچلے حصہ تک اٹھا کر رفع الیدین کیا اور جب آپ ؐ نے غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین کہا تو آمین کہا - میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کیونکہ میں آپ ؐ کے بالکل پیچھے تھا -

ماخذ :- ☆ نسائی، ج ۲، ص ۱۴۵، کتاب الافتتاح، باب قول المأموم اذا عطس خلف الامام -

موارد الظمآن باب القراءة فی الصلاۃ میں ابو ہریرہ سے مروی روایت :

عَنْ نُعَیْمِ الْمُجْمِرِ، قَالَ : صَلَّیْتُ وَرَآءَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ قَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ - قَالَ : اٰمِیْنَ وَقَالَ النَّاسُ اٰمِیْنَ الحدیث — حضرت نعیم المجمر سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے ابی ھریرۃ کی اقتداء میں نماز پڑھی - انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم (جہراً) پڑھی - پھر ام القرآن پڑھی - جب غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین پر پہنچے تو آمین کہی اور مقتدیوں نے بھی آمین کہی -

ماخذ :- ☆ موارد الظمآن الجماعة باب القراءة فی الصلاۃ - ☆ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۸۵، کتاب الصلاۃ، باب جهر الامام بالتامین -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السنن نے قال آمین کے بعد ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَشْبَھُکُمْ صَلَاۃً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نقل کیا ہے۔

نسائی میں ابو ہریرہؓ سے مروی ایک اور روایت :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْن – فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ تَقُوْلُ اٰمِیْن – وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْن – فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُہٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰئِکَۃِ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین کہے تو تم آمین کہو۔ کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے۔ جس کی آمین کی آواز فرشتوں کی آمین کی آواز سے ہم آہنگ ہوگئی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ماخذ :۔ ☆ نسائی، ج ۲، ص ۱۴۳، کتاب الافتتاح، باب جھر الامام بآمین – ☆ دارمی، ج ۱، ص ۲۲۸، کتاب الصلاۃ باب فی فضل التامین –

ایک اور روایت جو انہی سے مروی ہے :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ اٰمِیْن وَقَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْن فَوَافَقَتْ اِحْدَاھُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَلَہٗ، مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں یہ دونوں ایک دوسری سے ہم آہنگ ہو جاتی ہیں تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ماخذ :۔ ☆ نسائی، ج ۲، ص ۱۴۴، کتاب الافتتاح باب فضل التامین –

ابو ہریرہؓ سے مروی ایک اور روایت :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ : تَرَکَ النَّاسُ التَّاْمِیْنَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْن حَتّٰی یَسْمَعَھَا اَھْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَیَرْتَجُّ بِھَا الْمَسْجِدُ **ترجمہ** :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے آمین کہنا ترک کر دیا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین کہتے تو آمین اپنی آواز سے کہتے کہ پہلی صف والے آپ کی آواز سن لیتے اور اس سے مسجد گونج اٹھتی۔

ماخذ :۔ ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا باب الجھر بآمین –

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباس دونوں کی روایت الفاظ کی کمی و بیشی کے باوجود دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا حَسَدَتْکُمُ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ مَا حَسَدَتْکُمْ عَلٰی اٰمِیْنَ فَاَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ اٰمِیْنَ ترجمہ: ۔حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔یہود تمہارے امین کہنے پر جتنا حسد کرتے ہیں اتنا اور کسی پر نہیں کرتے' لہٰذا تم بکثرت آمین کہا کرو۔

حضرت عائشہؓ سے مروی روایت میں عَلَی السَّلَامِ وَالتَّامِیْنِ ہے۔

ماخذ: ۔☆ ابن ماجہ 'کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب الجھر باٰمین۔

امام ترمذی نے باب ماجاء فی التامین کے تحت وائل بن حجر کی روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ وَقَالَ اٰمِیْن وَمَدَّبِھَا صَوْتَہٗ۔ وفی الباب عن علی و ابی ھریرۃ۔ ترجمہ: ۔حضرت وائل بن حجر سے مروی ہے ۔کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین کے بعد آمین کہتے خود سنا ہے اور آمین کہتے ہوئے آپؐ نے اپنی آواز کو لمبا کیا۔

ماخذ: ۔☆ ترمذی' ج ۱' ص ۵۷' ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی التامین۔ ☆ دارقطنی' ج ۱' ص ۳۳۴' کتاب الصلاۃ باب التامین فی الصلاۃ الخ۔ ☆ دارمی' ج ۱' ص ۲۲۸' کتاب الصلاۃ الجھر بالتامین۔ دارمی میں مدبھا صوتہ کے بجائے یرفع بھا صوتہ ہے۔☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۵۸' کتاب الصلاۃ باب جھر الامام بالتامین۔

علقمہ بن وائل اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں:

عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْن خَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ حَدِیْثُ سُفْیَانَ اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ فِیْ ھٰذَا۔ وَاَخْطَاَ شُعْبَۃُ فِیْ مَوَاضِعَ مِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ۔ فَقَالَ: عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ وَاِنَّمَا ھُوَ حُجْرُ بْنُ الْعَنْبَسِ وَیُکَنّٰی اَبَا السَّکَنِ، وَزَادَ فِیْہِ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ۔ وَلَیْسَ فِیْہِ عَنْ عَلْقَمَۃَ وَاِنَّمَا ھُوَ حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَقَالَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ۔ وَاِنَّمَا ھُوَ مَدَّبِھَا صَوْتَہٗ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: وَسَاَلْتُ اَبَا زُرْعَۃَ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ۔ فَقَالَ حَدِیْثُ سُفْیَانَ فِیْ ھٰذَا اَصَحُّ۔ قَالَ رَوَی الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ الْاَسَدِیُّ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ سُفْیَانَ عَنْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَلَمَةَ بْنِ کُھَیْلٍ ترجمہ :۔ علقمہ اپنے والد وائل سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہہ کر آمین کہا اور اپنی آواز کو دھیما رکھا۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو یہ کہتے سنا ہے کہ سفیان کی حدیث شعبہ کے مقابلہ میں اس باب میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ نے بہت سے مقامات پر خطا کی ہے۔ اس نے عن حجر ابی العنبس روایت کیا حالانکہ وہ حجر بن العنبس ہے۔ اور اس کی کنیت ابو السکن ہے۔ اور سند میں مزید اضافہ یہ کیا ہے۔ عن علقمہ بن وائل حالانکہ اس سند میں عن علقمہ نہیں ہے۔ وہ تو صرف حجر بن عنبس عن وائل بن حجر ہے اور اس نے روایت متن میں خفض بھا صوتہ نقل کیا ہے۔ حالانکہ وہ مدبھا صوتہ ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق میں نے ابو زرعہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی رائے دی کہ سفیان کی حدیث اصح ہے۔ سفیان عن سلمہ بن کھیل کی سند سے مروی حدیث کی طرح کی حدیث علاء بن صالح اسدی نے سلمہ بن عنبس عن وائل بن حجر کے حوالہ سے آپ ؐ سے روایت کی ہے۔

دارقطنی نے کتاب الصلاۃ باب التامین في الصلاۃ بعد فاتحۃ الکتٰب و الجھر بھا کے تحت وائل بن حجر اور ابو ہریرہ ؓ کی روایات جمع کر کے ان کی حیثیت متعین کی ہے۔

ماخذ :۔ ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۵۷' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في التامین۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۵۷' کتاب الصلاۃ، باب جھر الامام بالتامین۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُہٗ حِیْنَ قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْن وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَسَلَّمَ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ۔ کَذَا قَالَ شُعْبَۃُ۔ وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ وَیُقَالُ اِنَّہٗ وَھَمَ فِیْہِ لِاَنَّ سُفْیَانَ الثَّوْرِیَّ وَمُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَۃَ بْنِ کُھَیْلٍ وَغَیْرَھُمَا رَوَوْہُ عَنْ سَلَمَۃَ فَقَالُوْا وَرَفَعَ صَوْتَہٗ بِاٰمِیْن وَھُوَ الصَّوَابُ ترجمہ :۔ حضرت وائل بن حجر سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ؐ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتے تو میں نے آپ ؐ کو آمین کہتے خود سنا ہے مگر آواز آپ نے مخفی رکھی اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور دائیں' بائیں دونوں جانب سلام پھیرا۔ اسی طرح شعبہ نے کہا کہ آپ ؐ نے اپنی آواز آمین کہتے وقت مخفی رکھی۔

اور کہا جاتا ہے کہ شعبہ کو اس بارے میں وہم ہوا ہے کیونکہ سفیان ثوری اور محمد بن سلمہ بن کھیل وغیرہ نے اسے سلمہ سے جو روایت کیا ہے اس میں ہے کہ آپ ؐ نے آمین کہتے وقت آواز کو اونچا کیا اور یہی صحیح ہے۔

ماخذ :۔ ☆ دارقطنی' ج ۱' ص ۳۳۴' کتاب الصلاۃ باب التامین في الصلاۃ۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۲' ص ۵۷ پر اس روایت پر بحث کی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافی مسائل پر امت سازی کا فتنہ

اصولی حیثیت سے یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ شرعی مسائل میں کسی شخص یا گروہ کا کسی خاص طریق تحقیق و استنباط یا کسی مخصوص مذہب فقہی کی پیروی کرنا اور چیز ہے اور اس کا اپنے خاص طریقہ یا مذہب کے لیے متعصب ہونا اور اس کی بنا پر جتھہ بندی کرنا اور اس سے مختلف مذہب رکھنے والوں سے مغایرت و منافرت برتنا اور اس کی پابندی ترک کرنے والوں کو اس طرح ملامت کرنا کہ گویا ان کے دین میں کوئی نقص آگیا ہے۔ بالکل ایک دوسری چیز ہے۔ پہلی چیز کے لیے تو شریعت میں پوری گنجائش ہے، بلکہ خود صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اور دین میں اس سے کوئی خرابی رونما نہیں ہوتی۔ لیکن دوسری چیز بعینہٖ وہ تفرق فی الدین ہے جس کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے، اور اس تفرق کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ لوگ فقہی مسائل ہی کو اصل دین سمجھ بیٹھتے ہیں، پھر ان مسائل میں ذرا ذرا سے اختلاف پر ان کے درمیان الگ الگ امتیں بنتی ہیں، پھر ان فروعی بحثوں میں وہ اس قدر الجھتے اور ایک دوسرے سے بیگانہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے لیے امت مسلمہ کی زندگی کے اصل مقصد (یعنی اعلائے کلمۃ اللہ) اور اقامت دین کی خاطر مل کر جدوجہد کرنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔

مسلک فقہی کے اعتبار سے کسی کا طریق اہل حدیث یا طریق حنفی یا شافعی وغیرہ پر چلنا بجائے خود کسی قباحت کا موجب نہیں ہے لیکن اگر یہ چیز آگے بڑھ کر یہ صورت اختیار کر لے کہ مسلمان فی الحقیقت ایک امت نہ رہیں بلکہ اہلحدیث، احناف، شوافع وغیرہ ناموں کے ساتھ الگ الگ مستقل امتیں بن جائیں اور شرعی اعمال کی جو خاص صورتیں ان مختلف گروہوں نے اختیار کر رکھی ہیں، وہ ہر ایک گروہ کے مخصوص شعائر قرار پا جائیں جن کی بنا پر ان گروہوں میں مغائرت اور امتیاز واقع ہو، تو پھر یقیناً یہ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے اور میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دین اسلام میں اس تقسیم اور تعصب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ رفع یدین کرنا یا نہ کرنا، آمین زور سے کہنا یا آہستہ کہنا، اور ایسے ہی دوسرے امور صرف اسی وقت تک شرعی اعمال ہیں جب تک کوئی شخص ان کے ترک یا فعل کو اس بنا پر اختیار کرے کہ اس کی تحقیق میں صاحب شریعت سے ایسا ہی ثابت ہے یا یہ کہ ایسا کرنا دلائل شرعیہ کی بنا پر راجح اور اولیٰ ہے۔ مگر جب یہی اعمال کسی مخصوص فرقے کے شعار بن جائیں اور ان کا ترک یا فعل وہ علامت قرار پائے جس کی بنا پر یہ فیصلہ کیا جانے لگا کہ آپ کس فرقہ میں داخل اور کس سے خارج ہیں اور پھر انہی علامتوں کے لحاظ سے یہ طے ہونے لگے کہ کون اپنا ہے اور کون غیر؟ تو اس صورت میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا یا آمین زور سے کہنا یا آہستہ کہنا ایسے ہی دوسرے امور کا ترک اور فعل دونوں یکساں بدعت ہیں۔ اس لیے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بجائے خود تو ان اعمال کا ثبوت ملتا ہے، لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ان اعمال کو مسلمانوں کے اندر گروہ بندیوں اور فرقہ سازیوں کے لیے علامات اور شعائر بنایا جائے۔ ایسا کرنا دراصل حدیث کا نام لے کر صاحب حدیث علیہ السلام کے منشا کے بالکل برعکس کام کرنا ہے اور اس اصل کام کو غارت کرنا ہے جس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے۔ (رسائل و مسائل، حصہ اول، ص ۲۰۶، ۲۰۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشہد

عبداللہؓ بن مسعود سے مروی تشہد:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ وَالسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ — فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ: فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں تھے تو ہم نے (تشہد میں) کہا: سلامتی ہو اللہ پر اس کے خاص بندوں کی طرف سے۔ اور سلامتی ہو فلاں فلاں پر۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا' یوں مت کہا کرو کہ سلامتی ہو اللہ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس تو خود سراپا سلامتی ہے بلکہ اس طرح کہا کرو ہماری سلامیاں' ہماری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک و صالح بندوں پر۔ پس جب تم نے یہ کہہ لیا تو آسمان اور زمین کے ہر بندے کو پہنچ گیا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر تمہیں اختیار ہے جو دعا تمہیں پسند ہو' وہ پڑھو' یا وہ دعا مانگو۔

ابو داؤد میں ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں بیٹھتے تو کہتے تھے: اللہ تعالیٰ پر سلام اس کے بندوں سے پہلے۔

مآخذ:۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۱۵' کتاب الاذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد ليس بواجب—

☆ ابو داؤد' ج ۱' ص ۲۵۴' کتاب الصلاۃ باب التشہد—

ابو داؤد میں كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ سے روایت کا آغاز ہوا ہے۔

☆ نسائی' ج ۳' ص ۱۵۰' کتاب السهو باب تخيير الدعاء بعد الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ج ۲'ص ۲۳۸' کتاب الافتتاح باب کیف التشهد الاول — ☆ المصنف لعبد الرزاق' ج ۲' ص ۱۹۹' کتاب الصلاۃ باب التشهد ابوداؤد اور نسائی دونوں نے یہ عوبہ نقل کیا ہے۔ ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۲۳۰۔ ☆ دارمی' ج ۱' ص ۲۵۱' کتاب الصلاۃ باب فی التشهد — ☆ السنن الکبریٰ' للبیہقی' ج ۲' ص ۱۵۳' کتاب الصلاۃ باب الدعاء فی الصلاۃ — ☆ مسند احمد' ج ۱' ص ۴۳۱۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: کُنَّا نَقُوْلُ التَّحِیَّۃُ فِی الصَّلٰاۃِ وَنُسَمِّیْ وَیُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَسَمِعَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قُوْلُوْا — التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا، وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَاِنَّکُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِکَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ لِّلّٰہِ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ — **ترجمہ**:۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ ہم نماز میں نام بنام سلام بھیجتے تھے اور ایک دوسرے کو السلام علیکم بھی دوران نماز میں کہتے تھے۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سن لیا تو فرمایا [اس کے بجائے] اس طرح کہا کرو۔

ہماری سب سلامیاں' ہماری سب نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک و صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پس جب تم نے اس طرح کر لیا تو تم نے زمین و آسمان کے ہر صالح بندے پر سلام بھیج دیا۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۶۰' کتاب التهجد باب من سمّٰی قومًا او سلم فی الصلاۃ الخ —

نوٹ: نسائی ج ۲' ص ۲۳۸ تا ۲۴۱ پر کتاب الافتتاح باب کیف التشهد الاول میں عبداللہؓ بن مسعود سے مروی تشہد کو متعدد سندوں سے نقل کیا گیا ہے۔ (مرتب)

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَۃَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ: کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا، وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ، فَاِنَّکُمْ اِذَا قُلْتُمُوْھَا اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدٍ لِّلّٰہِ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ترجمہ :- شقیق بن سلمہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ عبد اللہ ابن مسعود کا بیان ہے کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ہوتے تھے تو اس طرح کہتے : سلام جبریل اور میکائیل پر، سلام فلاں فلاں پر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ منور ہماری طرف پھیر کر فرمایا' اللہ' وہ تو خود سلام [سراپا سلامتی] ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یوں کہا کرے : ہماری ساری سلامیاں' ہماری ساری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک وصالح بندوں پر۔ پس جب تم نے اسے کہہ لیا تو یہ زمین و آسمان میں اللہ کے ہر صالح بندے کو پہنچ گیا۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

مآخذ :- ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۱۵' کتاب الاذان باب التشهد في الآخرة- ☆ نسائی' ج ۳' ص ۴۰' کتاب السهو باب كيف التشهد الاول - باب ايجاب التشهد- *ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في التشهد- ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في التشهد- ☆ دارمی' ج ۱' ص ۲۵۱' کتاب الصلاة باب في التشهد- ☆ مسند احمد' ج ۱' ص ۴۱۳۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۲' ص ۱۳۸' کتاب الصلاة باب مبتدء فرض التشهد- ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۲۲۹' باب ايجاب اختيار الدعاء- ☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۲ ص ۲۰۰' کتاب الصلاة باب التشهد ۔

نسائی کے باب ایجاب التشهد میں كنا نقول في الصلاة قبل ان يفرض التشهد سے روایت شروع ہوئی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ : كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَي اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ ، اَلسَّلَامُ عَلٰي جِبْرَئِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰي مِيْكَائِيْلَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰي اِسْرَافِيْلَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰي فُلَانٍ وَفُلَانٍ ، قَالَ : فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰي هُوَ السَّلَامُ ، فَاِذَا جَلَسْتُمْ فِي الصَّلَاةِ فَقُوْلُوْا : اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا ، وَعَلٰي عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ، فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مَاشَآءَ ترجمہ :- حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو یوں کہا کرتے کہ سلام ہو اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں سے پہلے۔ سلام ہو جبرائیل و میکائیل پر سلام ہو اسرافیل پر۔ سلام ہو فلاں فلاں پر۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے مبارک ہماری طرف موڑ کر فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو خود سراپا سلامتی ہے۔ اس لیے جب تم نماز کی حالت میں بیٹھے ہوتے ہو تو اس طرح کہا کرو:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہماری ساری سلامیاں، ہماری ساری نمازیں اور ہماری ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ پس جب تم نے اسے کہہ لیا تو زمین و آسمان کے ہر صالح بندے کو پہنچ گیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہے جو چاہو، دعا مانگو۔

ماخذ:۔☆ دارمی، ج ا، ص ۲۵۱، کتاب الصلاۃ باب في التشهد۔ ☆ مسند احمد، ج ا، ص ۳۸۲، ۴۱۳، ۴۲۳، ۴۲۸، ۴۳۱۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا قَعَدَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، اِذَا قَالَهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْئَلَةِ مَاشَآءَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ہوتے تو کہتے تھے: سلام ہو اللہ پر، سلام ہو فلاں فلاں پر۔ ایک روز یہ سن کر آپؐ نے ہمیں فرمایا جب تم میں سے کوئی قعدہ کی حالت میں ہو تو اسے اس طرح کہنا چاہئے:

ہماری ساری سلامیاں، ہماری ساری نمازیں، ہماری ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ پس جب اس نے ان کلمات کو کہہ لیا تو زمین و آسمان کے ہر صالح بندے کو سلام پہنچ گیا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے بعد جو مانگنا چاہے، مانگے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْمَسْئَلَةِ مَاشَآءَ اَوْ اَحَبَّ.

ایک روایت میں ہے: ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الدُّعَآءِ۔

ماخذ:۔☆ مسلم، ج ا، ص ۱۷۳، کتاب الصلاۃ باب التشہد في الصلاۃ۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۴۱، کتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السھو باب کیف التشھد ☆ دارقطنی، کتاب الصلاۃ باب صفۃ التشھد و وجوبہ الخ ☆ السنن الکبریٰ للبیھقی، ج ۲، ص ۱۳۸، کتاب الصلاۃ باب مبتدء فرض التشھد۔

قَالَ : عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدْنَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ اَنْ نَقُوْلَ : اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا، وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ

قال وفي الباب عن ابن عمر وجابر وابی موسی وعائشۃ قال ابو عیسی : حدیث ابن مسعود قد روی عنہ من غیر وجہ وھو اصح حدیث عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم في التشھد : والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدھم من التابعین وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک واحمد واسحاق۔

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سکھایا کہ جب ہم قعدہ میں دو رکعت کے بعد بیٹھے ہوں تو یوں کہیں :

ہماری ساری سلامیاں، ہماری ساری نمازیں اور ہماری ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک و صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابن عمرؓ، جابرؓ، ابوموسیٰؓ اور عائشہؓ سے روایات منقول ہیں۔

عبداللہؓ بن مسعود کی روایت کئی طرح سے مروی ہے۔ تشہد کے بارے میں آپ سے جو روایات مروی ہیں ان میں سے یہ صحیح ترین ہے۔ اہل علم صحابہ کرامؓ کی اکثریت کا اسی پر عمل تھا۔ بعد میں تابعین نے بھی اسے معمول بہ بنایا۔ سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد، اسحاق کا یہی مسلک ہے۔

ترجمہ :۔ ☆ ترمذی، ابواب الصلاۃ باب ماجاء في التشھد ☆ نسائی، ج ۲، ص ۲۳۷، کتاب الافتتاح، باب کیف التشھد الاول ☆ مسند احمد، ج ۱، ص ۳۷۶، ۴۰۸، عبداللہ بن مسعود۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا سَیْفُ بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ : سَمِعْتُ مُجَاھِدًا یَقُوْلُ : حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَخْبَرَۃَ اَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ : عَلَّمَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْہِ التَّشَھُّدَ کَمَا یُعَلِّمُنِی السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْآنِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا، وَعَلٰی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ وَھُوَ بَیْنَ ظَھْرَ نَیْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلٰی یَعْنِیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ

:۔ ابو معمر کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں میرا ہاتھ تھا۔ آپؐ نے مجھے تشہد کی تعلیم اس طرح دی جس طرح قرآن مجید کی سورہ کی تعلیم دیتے تھے کہ یوں کہوں :

ساری سلامیاں' ساری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں تو ہم اس طرح کہتے رہے۔ مگر جب آپؐ کی روح قبض کر لی گئی تو پھر ہم السلام علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے۔

مآخذ :۔☆ بخاری' ج ۲' ص ۹۲۶' کتاب الاستیذان باب الاخذ بالیدین وصافح حماد بن زید ابن المبارك بیدیه۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیھقی' ج ۲' ص ۱۳۸' ۱۳۹۔ کتاب الصلاۃ باب مبتدء فرض التشھد۔ ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۲۲۹۔

حضرت عائشہؓ سے مروی تشہد :

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَنَّھَا کَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا تَشَھَّدَتْ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا، وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ترجمہ :۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہؓ تشہد میں یوں کہا کرتی تھیں :

ساری سلامیاں' ساری پاکیزہ باتیں' ساری نمازیں اور ساری عمدہ ارتقاء پذیر باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک و صالح بندوں پر۔ السلام علیکم۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت میں :

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ الخ۔ ایک دوسری روایت میں انہی سے یوں بھی منقول ہے : میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ اس روایت میں عبدہ کے بجائے عبداللہ ہے۔

مآخذ :۔☆ موطا امام مالک' کتاب الصلاۃ التشھد في الصلاۃ۔ ☆ مسند احمد' ج ٦' ص ۱۲٦ پر مندرجہ ذیل تشہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منقول ہے۔

قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ!

عمرؓ ابن الخطاب سے مروی تشہد :

مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ يَقُوْلُ قُوْلُوْا:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

ترجمہ :۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس حال میں سنا جبکہ وہ منبر پر جلوہ افروز تھے لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے، فرماتے تھے لوگو، اس طرح کہا کرو: ساری سلامیاں اللہ کے لیے ہیں، ساری عمدہ باتیں اللہ کے لیے ہیں۔ ساری پاکیزہ باتیں، ساری نمازیں اللہ کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک و صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

مآخذ :۔☆ موطا امام مالک، کتاب الصلاۃ التشہد فی الصلاۃ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۱۴۳، کتاب الصلاۃ باب من استحب اواباح التسمیۃ قبل التحیۃ۔ ☆ المستدرک للحاکم، ج ۱، ص ۲۶۶، کتاب الصلاۃ التشہد فی الصلاۃ۔ ☆ المصنف لعبد الرزاق، ج ۲، ص ۲۰۲، کتاب الصلاۃ باب التشہد۔

عبداللہؓ بن عمر سے مروی تشہد :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيْهَا وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ زِدْتُ فِيْهَا وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے تشہد کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ [یوں کہا کرو]۔
ساری سلامیاں، ساری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔
راوی کا بیان ہے کہ ابن عمر نے بتایا کہ میں نے اس میں وبرکاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين کا اضافہ خود کیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ الا اللہ کے بعد وحده لاشريك له کا اضافہ بھی میں نے خود کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں۔

مآخذ :۔☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۵۵، کتاب الصلاة باب التشهد — ☆ دارقطنی، کتاب الصلاة باب صفة التشهد ووجوبه — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۲، ص ۱۳۹، کتاب الصلاة باب مبتدء فرض التشهد —

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ يَتَشَهَّدُ فَيَقُوْلُ : بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَيَدْعُوْا اِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهُ بِمَا بَدَا لَهُ الخ — ترجمہ :۔ حضرت نافع کے حوالہ سے ابن عمر کا یہ فعل بھی منقول ہے کہ وہ تشہد اس طرح پڑھا کرتے تھے: آغاز اللہ کے بابرکت نام سے۔ ساری سلامیاں، ساری نمازیں اللہ کے لیے ہیں۔ ساری عمدہ باتیں اللہ کے لیے ہیں۔ سلام ہو نبیؐ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک و صالح بندوں پر۔ میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نے گواہی دی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ پہلے تشہد میں کہتے تھے۔ دوسرے تشہد کو پورا کرنے کے بعد جو چاہتے، دعا کرتے تھے۔

مآخذ :۔ ☆ موطا امام مالک، کتاب الصلاة التشهد في الصلاة — ☆ السنن الکبریٰ، للبیہقی، ج ۲، ص ۱۴۲۔ ☆ المستدرک للحاکم، ج ۱، ص ۲۶۶، کتاب الصلاة باب التشهد في الصلاة — ☆ المصنف لعبد الرزاق، ج ۲، ص ۲۰۲، کتاب الصلاة باب التشهد —

عبداللہؓ بن عباس سے مروی تشہد :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُوْلُ : اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورہ پڑھاتے تھے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے :

ساری سلامیاں' بابرکت کلمات' ساری نمازیں' ساری پاکیزہ باتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

مآخذ :۔☆ مسلم' ج ا' ص ۱۷۴' کتاب الصلاۃ باب التشهد في الصلاۃ — ☆ ابوداؤد' ج ا' ص ۲۵۶' کتاب الصلاۃ باب التشهد — ☆ ترمذی' ابواب الصلاۃ باب ماجاء في التشهد —

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ حُمَيْدٍ الرُّوَاسِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ نَحْوَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ ابْنِ سَعْدٍ وَرَوٰى اَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ الْمَكِّيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ — وَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ اِلٰى حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِى التَّشَهُّدِ

مآخذ :۔☆ نسائی' ج ۲' ص ۲۴۲' کتاب السهو باب نوع آخر من التشهد — ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاۃ و السنة فيها —

ابن ماجہ نے واشهد ان محمداً عبده و رسوله نقل کیا ہے۔

☆ دارقطنی' کتاب الصلاۃ باب صفة التشهد و وجوبه الخ — ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۲۲۸۔ ☆ المصنف' لعبد الرزاق' ج ۲' ص ۲۰۳' کتاب الصلاۃ باب التشهد — ☆ مسند احمد' ج ا' ص ۲۹۲ عن ابن عباس۔

جابرؓ بن عبداللہ سے مروی تشہد :

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ترجمہ :۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کی تعلیم اسی طرح دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورہ کی تعلیم دیا کرتے تھے [تشہد یہ تھا]۔

آغاز اللہ کے بابرکت نام سے اسی کے ساتھ ہر قسم کی وابستگی ہے۔ ساری سلامیاں اللہ ہی کے لیے ہیں ساری نمازیں اور ساری پاکیزہ باتیں بھی اللہ کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نیک و صالح بندوں پر۔میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

ماخذ :۔☆نسائی، ج ۲، ص ۲۴۳، کتاب الافتتاح، باب نوع آخر من التشهد — ☆ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها — ☆المستدرک للحاکم، ج ۱، ص ۲۶۷، کتاب الصلاة باب التشهد في الصلاة — ☆السنن الکبریٰ للبیهقی، ج ۲، ص ۱۴۱، کتاب الصلاة باب من استحب او اباح التسمية قبل التحية —

نسائی نے اس حدیث کو ایک دوسرے باب نوع آخر من التشهد میں بیان کر کے اس کی سند پر جرح کی ہے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : لَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ اَيْمَنَ بْنَ نَابِلٍ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَاَيْمَنُ عِنْدَنَا لَابَاْسَ بِهٖ وَالْحَدِيْثُ خَطَاءٌ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ —

ابو موسیٰ اشعری سے مروی تشہد :

طویل حدیث ہے اس کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

وَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمْ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ :۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جب کوئی قعدہ میں بیٹھے تو اس کا پہلا قول یہ ہونا چاہئے :

ساری سلامیاں (قولی عبادتیں)، ساری پاکیزہ باتیں اور ساری نمازیں (بدنی اور مالی عبادتیں) اللہ ہی کے لیے ہیں۔سلام ہو آپؐ پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک و صالح بندوں پر۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

ماخذ :۔☆مسلم، ج ۱، ص ۱۷۴، کتاب الصلاة باب التشهد في الصلاة — ☆ابو داؤد، ج ۱، ص ۲۵۶، کتاب الصلاة باب التشهد — ☆نسائی، ج ۲، ص ۲۴۲، کتاب الافتتاح، باب کیف التشهد الاول — ☆ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها — ☆دارقطنی، کتاب الصلاة باب صفة التشهد ووجوبه — ☆السنن الکبریٰ للبیهقی، ج ۲، ص ۱۴۱، کتاب الصلاة باب الدليل على انه لايبدا بشئی قبل كلمة التحية — ☆بیہقی نے التحيات الطيبات الزاكيات لله سے آغاز کیا ہے۔☆مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۲۲۷، فضیلة التشهد — ☆مسند احمد، ج ۴، ص ۴۰۹، عن ابی موسیٰ اشعری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

درود

(۱) کعبؓ بن عجرہ سے مروی درود: اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید (یہ درود تھوڑے تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ کعب بن عجرہؓ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، امام احمدؒ، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے روایت کیا ہے)۔

(۲) ابن عباسؓ سے مروی درود: (ابن عباس سے بھی بہت خفیف فرق سے وہی درود مروی ہے جو اوپر نقل ہوا ہے۔ابن جریر)

(۳) ابو حمیدؓ ساعدی سے مروی درود: اللهم صل علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی ابراهیم وبارك علی محمد وازواجه وذریته کما بارکت علی آل ابراهیم انك حمید مجید (ابوحمید ساعدیؓ سے مالک، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۴) ابو مسعودؓ بدری سے مروی درود: اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم في العالمین انك حمید مجید۔ (ابومسعودؓ بدری سے مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد، ابن جریر، ابن حبان، حاکم)

(۵) ابو سعید خدریؓ سے مروی درود: اللهم صل علی محمد عبدك ورسولك کماصلیت علی ابراهیم وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم (ابوسعید خدریؓ سے احمد، بخاری، نسائی، ابن ماجہ)

(۶) بریدہؓ خزاعی سے مروی درود: اللهم اجعل صلوتك ورحمتك وبرکاتك علی محمد وعلی آل محمد کما جعلتها علی ابراهیم انك حمید مجید (بریدہؓ الخزاعی سے احمد، عبدبن حمید، ابن مردویہ)

(۷) ابو ہریرہؓ سے مروی درود: اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وبارکت علی ابراهیم وآل ابراهیم في العالمین انك حمید مجید (ابوہریرہؓ سے نسائی)

(۸) طلحہؓ سے مروی درود: اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علٰی ابراھیم انك حمید مجید وبارك علٰی محمد وعلٰی آل محمد کما بارکت علٰی ابراھیم انك حمید مجید (طلوعؒ سے ابن جریر)

(تفہیم القرآن ج ۴، ص ۱۲۵، الاحزاب، حاشیہ ۱۰۷)

---------------********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ حَفْصٍ وَمُوْسَی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ ثَنَا اَبُوْ قُرَّةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْھَمْدَانِیُّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عِیْسٰی، اَنَّہٗ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی، قَالَ: لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ: اَلَا اُھْدِیْ لَكَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: بَلٰی، فَاَھْدِھَا لِیْ، فَقَالَ: سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، کَیْفَ الصَّلَاۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ؟ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ترجمہ: ۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ کعب بن عجرہ سے میری ایک ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ میں تمہیں ایک ہدیہ و تحفہ پیش نہ کروں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سن کر حاصل کیا ہے ۔ میں نے عرض کیا ہاں ضرور عنایت فرمائیں ۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ آپؐ پر اہل بیت پر صلاۃ (درود) کس طرح بھیجا جائے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں سکھا دیا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں کہا کرو:

خدایا رحمت فرما محمدؐ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر ۔ یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے ۔

اور خدایا برکت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے ۔

مسلم نے اپنی روایت میں قد علمنا کی جگہ قد عرفنا نقل کیا ہے ۔

مآخذ: ۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۴۷۷، کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی ۔ ☆ بخاری، ج ۲، ص ۷۰۸، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب ۔ ☆ بخاری، ج ۲، ص ۹۴۰، کتاب الدعوات، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۱۷۵، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۵۷، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۰، ابواب الوتر، باب ماجاء فی صفۃ الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نسائی، ج ۳، ص ۴۸، کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السھو، باب کیف الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم– ☆ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا– ☆ابن جریر، ج ۱۰، سورۃ الاحزاب، ص ۳۱– ☆مسند احمد، ج ۴، ص ۲۴۱، کعب بن عجرۃ – ☆مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۲۱۲– ☆سنن دارمی، ج ۱، ص ۲۵۱، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم– ☆السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلاۃ، الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم– ☆المصنف، عبدالرزاق، ج ۲، ص ۲۱۲، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم– ☆مصنف، ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۵۰۷، کتاب الصلوات باب الصلاۃ علی النبي کیف ھی–

حبر الامۃ عبداللہ بن عباس سے مروی درود :

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ، قَالَ : ثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، قَالَ : ثَنَا اَبُوْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ یُوْنُسَ ابْنِ خَبَّابٍ، قَالَ : خَطَبَنَا بِفَارِسَ فَقَالَ : اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ الآیۃ فَقَالَ: اَنْبَانِیْ مَنْ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ ھٰکَذَا اُنْزِلَ فَقُلْنَا اَوْ قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَلِمْنَا السَّلَامُ عَلَیْكَ فَکَیْفَ الصَّلَاۃُ عَلَیْكَ؟ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ– وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ترجمہ :۔حضرت ابن عباسؓ سے جس کسی نے سنا اس نے بیان کیا۔ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم، یا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں آپ پر سلام کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے۔صلاۃ کس طرح پڑھا جائے۔فرمایا، کہو :

خدایا رحمت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم ...... اور آل ابراہیم پر، یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے۔

خدایا، برکت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

مآخذ :۔☆تفسیر ابن جریر طبری، ج ۱۰، سورہ احزاب، ص ۳۱، زیر آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبي الخ–

ابوحمیدؓ ساعدی سے مروی درود :

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ، اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ حُمَیْدِنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّاعِدِیُّ اَنَّھُمْ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ترجمہ:۔ حضرت ابو حمیدؓ ساعدی نے خبر دی کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپؐ پر صلاۃ کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپؐ نے فرمایا' یوں کہا کرو:

خدایا' رحمت نازل فرما محمدؐ' ازواج محمدؐ اور ذریت محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمدؐ' ازواج محمد اور ذریت محمد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

مآخذ:۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۴۷۷' کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان في المشي ☆ بخاری' ج ۲' ص ۹۴۱' کتاب الدعوات باب ھل یصلی علی غیر النبي صلی اللہ علیہ وسلم ☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۷۵' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم ☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۵۷' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم ☆ نسائی' ج ۳' ص ۴۹' کتاب السھو باب نوع آخر ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا ☆ ابن ماجہ نے کما صلیت علی آل ابراھیم کے بجائے کما صلیت علی ابراھیم اور آخر میں في العالمین انك حمید مجید نقل کیا ہے۔ ☆ موطا امام مالک' ج ۱' ص ۱۳۷' ۱۳۸' کتاب الصلاۃ' باب ماجاء في الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم ☆ مسند احمد' بن حنبل' ج ۵' ص ۴۲۴' روایت ابو حمید الساعدی' ج ۵' ص ۴۲۴' ۴۲۷' ۴۲۳' ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۲۳۴۔

ابو حمیدؓ ساعدی سے مروی ایک اور درود:

قَالَ: قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا السَّلَامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ ترجمہ:۔ حضرت ابو حمیدؓ ساعدی نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ پر یہ سلام تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ آپؐ پر صلاۃ کیسے پڑھیں؟ فرمایا' اس طرح کہا کرو:

خدایا' رحمت نازل فرما اپنے بندے اور رسول محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔

مآخذ:۔☆ بخاری' ج ۲' ص ۹۴۱' کتاب الدعوات باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو مسعود انصاری سے مروی ایک درود:

(۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ زَيْدٍ هُوَ الَّذِيْ كَانَ أُرِيَ النِّدَآءَ بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ وَقَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْئَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ **ترجمہ:**۔ حضرت ابو مسعود انصاری سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس جلوہ افروز ہوئے۔ بشیر بن سعد نے عرض کیا۔ اے رسول خدا ' اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر صلاۃ کا حکم دیا ہے تو اس کی صورت کیا ہے۔ ہم کس طرح آپ پر صلاۃ پڑھیں۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا سی دیر خاموش رہے۔ تو ہم میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ سے نہ ہی پوچھتے [تو اچھا ہوتا] تھوڑے سے توقف کے بعد آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو:

خدایا رحمت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح تو نے عالمین میں برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے۔

ماخذ ۔☆مسلم' ج ۱'ص ۱۷۵'کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علي النبي۔ ☆ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۵۸'کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علي النبي صلي اللہ علیہ وسلم بعد التشهد۔ ☆ترمذی ابواب التفسیر' سورۃ احزاب۔ ☆نسائی' ج ۳' ص ۴۵'کتاب السهو، باب الامر بالصلاۃ علي النبي صلي اللہ علیہ وسلم۔ ☆موطا امام مالک' ج ۱' ص ۱۳۸'کتاب الصلاۃ باب ماجاء في الصلاۃ علي النبي صلي اللہ علیہ وسلم۔ ☆دارمی' ج ۱' ص ۲۵۲'کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علي النبي صلي اللہ علیہ وسلم۔ ☆ابن جریر' ج ۱۰' سورہ احزاب' ص ۳۲' زیر آیت ان اللہ وملائکته يصلون علي النبي الخ۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی' ج ۲' ص ۱۴۶' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علي النبي صلي اللہ علیہ وسلم في التشهد۔ ☆المصنف' لعبد الرزاق' ج ۲' ص ۲۱۲'کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علي النبي صلي اللہ علیہ وسلم۔ ☆مسند احمد' ج ۴' ص ۱۱۸۔ ☆ابن خزیمہ' ابن حبان' بحوالہ دارقطنی' ج ۱'کتاب الصلاۃ باب ذکر وجوب الصلاۃ علي النبي صلي اللہ علیہ وسلم في التشهد بالفاظ مختلفة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆موارد الظمآن کتاب الصلاۃ (الجماعۃ) باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیه وسلم۔

ابو مسعودؓ انصاری سے ایک اور درود:

(۵)عَنْ اَبِی مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ : اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَکَیْفَ نُصَلِّی عَلَیْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلَاتِنَا ؟ قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْاَلْهُ ثُمَّ قَالَ : اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ : ۔حضرت ابو مسعودؓ انصاری سے مروی ہے ۔انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ہم بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے ۔اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ کس طرح بھیجا جائے مگر صلاۃ 'جب کہ ہم نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اس کے دوران میں کس طرح پڑھا جائے ۔راوی کا بیان ہے کہ کہ آپ نے قدرے توقف فرمایا 'تو ہمیں یہ اچھا معلوم ہوا کہ وہ آدمی آپ سے سوال ہی نہ کرتا [تو اچھا ہوتا] قدرے سکوت کے بعد فرمایا جب تم مجھ پر صلاۃ بھیجو تو یوں کہا کرو :

خدایا' رحمت نازل فرما محمدؐ نبی امی اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر اور [خدایا] برکت نازل فرما محمدؐ نبی امی اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر ۔یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے ۔

مآخذ : ۔☆ دارقطنی 'ج ۱'ص ۳۵۵'کتاب الصلاۃ باب ذکر وجوب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیه وسلم في التشهد ۔ ☆ مسند احمد 'ج ۴'ص ۱۱۹' ابو مسعود انصاری ۔ ☆ مسند ابی عوانہ 'ج ۲'ص ۲۱۱' باب ایجاب الصلاۃ ۔ ☆ المستدرک للحاکم 'ج ۱'ص ۲۶۸'کتاب الصلاۃ باب التشهد في الصلاۃ ۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ 'ج ۲' ص ۵۰۷'۵۰۸'کتاب الصلوات باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیه وسلم کیف هی ؟

عبدالرحمانؓ بن بشر سے مروی درود:

(۶)عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّلَامُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ؟ قَالَ: قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ **ترجمہ**:۔عبدالرحمٰنؓ بن بشر بن مسعود انصاری سے مروی ہے۔انہوں نے بتایا کہ جب آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی وسلموا تسلیماً نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سلام تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے مگر صلاۃ کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو خدایا' رحمت نازل فرما محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔خدایا برکت نازل فرما محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔

ماخذ:۔☆ابن جریر' ج ۱۰' سورہ الاحزاب' ص ۳۲' زیر آیت ان اللہ وملائکتہ ... الخ۔

ابو سعیدؓ خدری سے مروی درود:

(۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هٰذَا التَّسْلِیْمُ عَلَیْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَیْفَ الصَّلَاةُ عَلَیْكَ ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰى اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِیْمَ **ترجمہ**:۔حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہؐ آپؐ پر یہ سلام تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے مگر صلاۃ آپؐ پر کس طرح ہے؟ فرمایا' یوں کہا کرو:

خدایا رحمت نازل فرما اپنے بندے اور اپنے رسول محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور (خدایا) برکت نازل فرما محمد اور آل محمدؐ پر جس طرح برکت نازل فرمائی ابراہیم پر۔

ماخذ:۔☆بخاری' ج ۲' ص ۷۰۸' کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب۔ ☆بخاری' ج ۲' ص ۹۴' کتاب الدعوات باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ☆نسائی' ج ۳' ص ۴۹' کتاب السھو باب نوع آخر۔ ☆ابن ماجہ' کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۲' ص ۱۴۷' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التشھد۔ ☆مسند احمد' ج ۳' ص ۴۷' ابو سعید خدری۔☆مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۲' ص ۵۰۷' کتاب الصلوات، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف ھی؟

بریدہ خزاعیؓ سے مروی درود:

(۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، اَنَا اِسْمَاعِیْلُ، عَنْ اَبِیْ دَاوُدَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرَّاعِيّ عَنْ بُرَيْدَةَ الْخُزَاعِيّ، قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ : قَالَ قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتَكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ **ترجمہ** :۔ حضرت بریدہؓ خزاعیؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے عرض کیا اے رسول خدا آپ پر سلام کا علم تو ہمیں ہو گیا ہے۔ صلاۃ کا کیا طریقہ ہے۔ فرمایا' یوں کہا کرو:

خدایا' اپنی عنایات' اپنی رحمتیں' اور اپنی برکات محمدؐ اور آل محمدؐ پر نازل فرما جس طرح تو نے یہ سب ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل فرمائیں۔ یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

ماخذ :۔☆ مسند احمد' ج ۵' ص ۳۵۳' مرویات بریدہ الاسلمی (الخزاعی)۔☆ ابن جریر' ج ۱۰' ص ۳۱ سورہ الاحزاب' زیر آیت ان اللہ وملائکتہ..... الخ۔

(یہ تمام درود تفسیر ابن کثیر' ج ۳' ص ۵۰۷ تا ۵۰۹ پر بھی منقول ہیں)

ابو ھریرۃؓ سے مروی درود۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى اِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے پورا پورا وزن ملے جبکہ وہ ہم اور اہل بیت پر صلاۃ پڑھے تو اسے اس طرح کہنا چاہیے:

خدایا' رحمت نازل فرما' محمد نبیؐ اور آپؐ کی ازواج مطہرات امہات المومنین پر اور آپؐ کی ذریت پر اور آپؐ کے اہل بیت پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

ماخذ :۔☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۲۵۸' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد۔

موسیٰ بن طلحہؒ سے مروی درود:

(۱۰) عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ : قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ ؟ قَالَ قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ـــ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ترجمہ :۔حضرت موسیٰ بن طلحہ نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر صلاۃ کی کیفیت کیا ہے؟ فرمایا' یوں کہا کرو :

خدایا' رحمت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

خدایا' برکت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

ماخذ :۔☆نسائی' ج ۳' ص ۴۸' کتاب السهو، باب نوع آخر۔ ☆ابن جریر' ج ۱۰' سورہ احزاب' ص ۳۱' زیر آیت ان الله وملائكته يصلون على النبي۔ ☆مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۲' ص ۵۰۷' کتاب الصلوات باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم كيف هى؟

نسائی کی ایک دوسری روایت میں ہے : ان رجلا اتى نبي الله صلى الله عليه وسلم فقال كيف نصلى عليك يانبي الله .... الخ۔ ☆مسند احمد' ج ۱' ص ۱۶۲' طلحہ بن عبید اللہ۔

ابن طلحہؓ سے مروی ایک اور درود :

(۱۱) حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ، قَالَ : ثَنَا هَارُوْنُ عَنْ عَنْبَسَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوْسَى ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ : اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : سَمِعْتُ، اللّٰهُ یَقُوْلُ : اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الایة فَكَیْفَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ؟ فَقَالَ : قُلِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ترجمہ :۔حضرت طلحہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں...الخ۔ آپؐ پر درود کس طرح بھیجا جائے؟ فرمایا' یوں کہو :

خدایا' رحمت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر یقیناً تو بہترین صفات کا مالک ہے اور بزرگ ہے۔

خدایا' برکت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر بے شک تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے۔

ماخذ :۔☆ابن جریر' ج ۱۰' ص ۳۱' سورۂ احزاب۔

عبد اللہؓ بن مسعود سے مروی درود :

(۱۲) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَیَانٍ۔ ثَنَا زِیَادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، ثَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ، عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ، عَنْ اَبِی فَاخِتَۃَ، عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَاَحْسِنُوْا الصَّلَاۃَ عَلَیْہِ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِکَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ قَالَ: فَقَالُوْا لَہٗ فَعَلِّمْنَا، قَالَ: قُوْلُوْا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا یَغْبِطُہٗ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ فِی الزوائد: رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔ اِلَّا اَنَّ الْمَسْعُوْدِیَّ اخْتَلَطَ بِآخِرِ عُمْرِہٖ وَلَمْ یتمیز حدیثہ الاول من الآخر فاستحق الترک کما قال ابن حبان۔ **ترجمہ:**۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد ہے کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و درود پڑھو۔ تو نہایت احسن طریقہ سے پڑھو۔ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ ممکن ہے یہ آپؐ کے سامنے پیش کیا جاتا ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ سامعین نے عرض کیا پھر آپ ہی وہ سکھائیں۔ ابن مسعود نے کہا اچھا اس طرح کہا کرو:

خدایا' اپنی صلاۃ' اپنی رحمت اور اپنی برکات سید المرسلین' امام المتقین' خاتم النبیین' امام الخیر' قائد الخیر اور رسول رحمتؐ اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما۔ خدایا' انہیں مقام محمود پر کھڑا فرما جس پر اگلے پچھلے سبھی رشک کرتے ہیں۔ خدایا' رحمت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔ خدایا' برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر یقیناً تو بہترین صفات والا اور بزرگ ہے۔

مآخذ:۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
☆ المصنف' لعبد الرزاق' ج ۲' ص ۲۱۳' کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی۔

ابن مسعودؓ سے مروی ایک اور درود:

(۱۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَنَّہٗ قَالَ: اِذَا تَشَھَّدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاۃِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ– ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تشہد کی حالت میں ہو تو اسے اس طرح کہنا چاہئے :

خدایا، رحمت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور برکت نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت اور برکت اور اپنی خاص رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر، یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

☆ المستدرک للحاکم، ج ۱، ص ۲۶۹، کتاب الصلاۃ باب التشھد في الصلاۃ–

ایک اور درود

(۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ– اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ– اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ترجمہ :۔ خدایا، رحمت نازل فرما محمدؐ اور محمدؐ کے اہل بیت پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

خدایا، ان کے ساتھ ہم پر بھی اپنی رحمت کا نزول فرما۔ خدایا، برکت نازل فرما محمدؐ اور محمدؐ کے اہل بیت پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔ خدایا، ان کے ساتھ ہم پر بھی اپنی برکت کا نزول فرما۔ اللہ کی رحمتیں اور مومنین کی دعائیں محمدؐ نبی امی پر۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن مجاہد (عبدالوہاب) ہے جسے دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

ماخذ :۔ ☆ دارقطنی، کتاب الصلاۃ باب ذکر وجوب الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیه وسلم في التشهد.... الخ–

ایک نامعلوم نام صحابیؓ سے مروی درود :

(۱۵) عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلٰى اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ– وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ترجمہ :۔ ایک نامعلوم نام صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود مندرجہ ذیل صلاۃ پڑھا کرتے تھے :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدایا' رحمت نازل فرما محمدؐ اور محمدؐ کے اہل بیت پر اور ازواج محمدؐ اور ذریت محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر' یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

اور برکت نازل فرما محمدؐ اور محمدؐ کے اہل بیت پر' ازواج محمدؐ اور ذریت محمد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ یقیناً تو بہترین صفات والا ہے اور بزرگ ہے۔

ماخذ: ۔☆ المصنف لعبد الرزاق' ج ۲' ص ۲۱۱' کتاب الصلاة باب الصلاة علی النبي صلی الله علیه وسلم۔

صلوٰۃ کا لفظ جب علیٰ کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے تین معنی ہوتے ہیں۔ ایک کسی پر مائل ہونا' اس کی طرف محبت کے ساتھ متوجہ ہونا اور اس پر جھکنا۔ دوسرے کسی کی تعریف کرنا۔ تیسرے کسی کے حق میں دعا کرنا۔ یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جائے گا تو ظاہر ہے کہ تیسرے معنی میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاً ناقابل تصور ہے۔ اس لیے لامحالہ صرف پہلے دو معنوں میں ہو گا۔ لیکن جب یہ لفظ بندوں کے لیے بولا جائے گا' خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان' تو وہ تینوں معنوں میں ہو گا۔ اس میں محبت کا مفہوم بھی ہو گا' مدح و ثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کا مفہوم بھی۔ لہٰذا اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صلوا علیہ کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ' ان کی مدح و ثنا کرو اور ان کے لیے دعا کرو۔

دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو' جن کو محمدؐ رسول اللہ کی بدولت راہ راست نصیب ہوئی ہے' تم ان کی قدر پہچانو اور ان کے احسان عظیم کا حق ادا کرو۔ تم جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے' اس شخص نے تمہیں علم کی روشنی دی۔ تم اخلاق کی پستیوں میں گرے ہوئے تھے۔ اس شخص نے تمہیں اٹھایا اور اس قابل بنایا کہ آج محسود خلائق بنے ہوئے ہو۔ تم وحشت اور حیوانیت میں مبتلا تھے۔ اس شخص نے تم کو بہترین انسانی تہذیب سے آراستہ کیا۔ کفر کی دنیا اسی لیے اس شخص پر خار کھا رہی ہے کہ اس نے یہ احسانات تم پر کیئے' ورنہ اس نے کسی کے ساتھ ذاتی طور پر کوئی برائی نہ کی تھی۔ اس لیے اب تمہاری احسان شناسی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جتنا بغض وہ اس خیر مجسم کے خلاف رکھتے ہیں اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ محبت تم اس سے رکھو' جتنی وہ اس سے نفرت کرتے ہیں' اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کے گرویدہ ہو جاؤ' جتنی وہ اس کی مذمت کرتے ہیں' اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کی تعریف کرو۔ جتنے وہ اس کے بدخواہ ہیں' لتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کے خیرخواہ بنو اور اس کے حق میں وہی دعا کرو' جو اللہ کے فرشتے شب و روز اس کے لیے کر رہے ہیں کہ اے رب دو جہاں! جس طرح تیرے نبیؐ نے ہم پر بے پایاں احسانات فرمائے ہیں' تو بھی ان پر بے حد و بے حساب رحمت فرما' ان کا مرتبہ دنیا میں سب سے زیادہ بلند کر اور آخرت میں بھی انہیں تمام مقربین سے بڑھ کر تقرب عطا فرما۔ (تفہیم القرآن ج ۴' ص ۱۲۴' الاحزاب حاشیہ ۱۰۷)

چند اہم نکات

یہ تمام درود (جو حدیث میں وارد ہوئے ہیں) الفاظ کے اختلاف کے باوجود معنی میں متفق ہیں۔ ان کے اندر چند اہم نکات ہیں' جنہیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

اولاً: ان سب میں حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے خدا' تو محمدؐ پر درود بھیج۔ نادان لوگ جنہیں معنی کا شعور نہیں ہے۔ اس پر فوراً اعتراض جڑ دیتے ہیں کہ یہ تو عجیب بات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تو ہم سے فرما رہا ہے کہ تم میرے نبی پر درود بھیجو' مگر ہم الٹا اللہ سے کہتے ہیں کہ تو درود بھیج۔ حالانکہ دراصل اس طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ تم مجھ پر ''صلوٰۃ'' کا حق ادا کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ اس لیے اللہ ہی سے دعا کرو کہ وہ مجھ پر ''صلوٰۃ'' فرمائے۔ ظاہر بات ہے کہ ہم حضورؐ کے مراتب بلند نہیں کر سکتے' اللہ ہی بلند کر سکتا ہے۔ ہم حضورؐ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے' اللہ ہی ان کا اجر دے سکتا ہے۔ ہم حضورؐ کے رفع ذکر کے لیے اور آپؐ کے دین کو فروغ دینے کے لیے خواہ کتنی ہی کوشش کریں' اللہ کے فضل اور اس کی توفیق و تائید کے بغیر اس میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی' حتیٰ کہ حضورؐ کی محبت و عقیدت بھی ہمارے دل میں اللہ ہی کی مدد سے جاگزیں ہو سکتی ہے۔ ورنہ شیطان نہ معلوم کتنے وساوس دل میں ڈال کر ہمیں آپؐ سے منحرف کر سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلك — لہٰذا حضورؐ پر صلوٰۃ کا حق ادا کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ اللہ سے آپؐ پر صلوٰۃ کی دعا کی جائے۔ جو شخص 'اللھم صل علیٰ محمد کہتا ہے وہ گویا اللہ کے حضورؐ اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ خدایا' تیرے نبیؐ پر صلوٰۃ کا جو حق ہے' اسے ادا کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ تو ہی میری طرف سے اس کو ادا کرے اور مجھ سے اس کے ادا کرنے میں جو خدمت چاہے' لے لے۔

ثانیاً: حضورؐ کی شان کرم نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ تنہا اپنی ذات کو اس دعا کے لیے مخصوص فرما لیں' بلکہ اپنے ساتھ اپنی آل اور ازواج اور ذریت کو بھی آپؐ نے شامل کر لیا۔ ازواج اور ذریت کے معنی تو ظاہر ہیں۔ رہا آل کا لفظ' تو وہ محض حضورؐ کے خاندان والوں کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس میں وہ سب لوگ آ جاتے ہیں جو آپؐ کے پیرو ہوں اور آپؐ کے طریقے پر چلیں۔ عربی لغت کی رو سے آل اور اہل میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کی آل وہ سب لوگ سمجھے جاتے ہیں جو اس کے ساتھی' مددگار اور متبع ہوں' خواہ وہ اس کے رشتہ دار ہوں' یا نہ ہوں۔ اور کسی شخص کے اہل وہ سب لوگ کہے جاتے ہیں جو اس کے رشتہ دار ہوں' خواہ وہ اس کے ساتھی اور متبع ہوں یا نہ ہوں۔ قرآن مجید میں ۱۴ مقامات پر آل فرعون کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ان میں سے کسی جگہ بھی آل فرعون سے مراد محض فرعون کے خاندان والے نہیں ہیں' بلکہ وہ سب لوگ ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں اس کے ساتھی تھے۔ (مثال کے طور پر ملاحظہ ہو سورۃ بقرۃ: ۴۹-۵۰' آل عمران: ۱۱' الاعراف: ۱۳۰' المومن: ۴۶) پس آل محمدؐ سے ہر وہ شخص خارج ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نہ ہو' خواہ وہ خاندان رسالت ہی کا فرد ہو اور اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو حضورؐ کے نقش قدم پر چلتا ہو' خواہ وہ حضورؐ سے کوئی دور کا بھی نسبی تعلق نہ رکھتا ہو۔ البتہ خاندان رسالت کے وہ افراد بدرجہ اولیٰ آل محمدؐ ہیں جو آپؐ سے نسبی تعلق بھی رکھتے ہیں اور آپؐ کے پیرو بھی ہیں۔

ثالثاً: ہر درود جو حضورؐ نے سکھایا ہے' اس میں یہ بات ضرور شامل ہے کہ آپؐ پر ویسی ہی مہربانی فرمائی جائے جیسی ابراہیم اور آل ابراہیم پر فرمائی گئی ہے۔ اس مضمون کو سمجھنے میں لوگوں کو بڑی مشکل پیش آئی ہے۔ اس کی مختلف تاویلیں علماء نے کی ہیں۔ مگر کوئی تاویل دل کو نہیں لگتی۔ میرے نزدیک صحیح تاویل یہ ہے' (و العلم عند اللہ) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایک خاص کرم فرمایا ہے جو آج تک کسی پر نہیں فرمایا' اور وہ یہ ہے کہ تمام وہ انسان جو نبوت اور وحی اور کتاب کو ماخذ ہدایت مانتے ہیں' وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشوائی پر متفق ہیں' خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا یہودی۔ لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے پیروؤں کا مرجع بنایا ہے اسی طرح مجھے بھی بنا دے۔ اور کوئی ایسا شخص جو نبوت کا ماننے والا ہو' میری نبوت پر ایمان لانے سے محروم نہ رہ جائے۔

درود کے مسنون و مستحب ہونے میں علماء امت کا اختلاف:

یہ امر کہ حضورؐ پر درود بھیجنا سنت اسلام ہے' جب آپؐ کا نام آئے' اس کا پڑھنا مستحب ہے' اور خصوصاً نماز میں اس کا پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس امر پر بھی اجماع ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ' حضورؐ پر درود بھیجنا فرض ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں اس کا حکم دیا ہے لیکن اس کے بعد درود کے مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام شافعیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں آخری مرتبہ جب آدمی تشہد پڑھتا ہے تو اس میں صلوٰۃ علی النبیؐ پڑھنا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص نہ پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔ صحابہؓ میں سے ابن مسعودؓ، ابو مسعود انصاریؓ، ابن عمرؓ اور جابرؓ بن عبداللہ، تابعین میں سے شعبی، امام محمد باقر، محمد بن کعب قرظی اور مقاتل بن حیان۔ اور فقہاء میں سے اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک تھا اور آخر میں امام احمد بن حنبل نے بھی اسی کو اختیار کر لیا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ درود عمر میں صرف ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ یہ کلمہ شہادت کی طرح ہے کہ جس نے ایک مرتبہ اللہ کی الٰہیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر لیا، اس نے فرض ادا کر دیا۔ اسی طرح جس نے ایک مرتبہ درود پڑھ لیا وہ فریضہ صلوٰۃ علی النبیؐ سے سبکدوش ہو گیا۔ اس کے بعد نہ کلمہ پڑھنا فرض ہے، نہ درود۔

ایک اور گروہ نماز میں اس کا پڑھنا مطلقاً واجب قرار دیتا ہے مگر تشہد کے ساتھ اس کو مقید نہیں کرتا۔

ایک دوسرے گروہ کے نزدیک ہر دعا میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ کچھ اور لوگ اس کے قائل ہیں کہ جب بھی حضورؐ کا نام آئے، درود پڑھنا واجب ہے اور ایک گروہ کے نزدیک ایک مجلس میں حضورؐ کا ذکر خواہ کتنی ہی مرتبہ آئے، درود پڑھنا بس ایک دفعہ واجب ہے۔

درود کی فضیلت:

یہ اختلافات صرف وجوب کے معاملہ میں ہیں، باقی رہی درود کی فضیلت اور اس کا موجب اجر و ثواب ہونا اور اس کا ایک بہت بڑی نیکی ہونا تو اس پر ساری امت متفق ہے۔ اس میں کسی ایسے شخص کو کلام نہیں ہو سکتا جو ایمان سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو۔ درود تو فطری طور پر ہر اس مسلمان کے دل سے نکلے گا، جسے یہ احساس ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ اسلام اور ایمان کی جتنی قدر انسان کے دل میں ہوگی، اتنی ہی زیادہ قدر اس کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کی بھی ہوگی اور جتنا زیادہ آدمی ان احسانات کا قدر شناس ہوگا، اتنا ہی زیادہ وہ حضورؐ پر درود بھیجے گا۔ پس درحقیقت کثرت درود ایک پیمانہ ہے جو ناپ کر بتا دیتا ہے کہ دین محمدؐ سے ایک آدمی کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے اور نعمت ایمان کی کتنی قدر اس کے دل میں ہے، اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من صلی علی صلوۃ لم تزل الملئکۃ تصلی علیہ ما صلی علی (احمد و ابن ماجہ) جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے ملائکہ اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔(۱) من صلی علی واحدۃ صلی اللّٰہ علیہ عشرا (مسلم)۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔ اولی الناس لي یوم القیمۃ اکثرھم علی صلٰوۃ (۲) (ترمذی)۔ قیامت کے روز میرے ساتھ رہنے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔ البخیل الذی ذکرت عندہ فلم یصل علی (۳) (ترمذی)۔ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (تفہیم القرآن، جلد ۴، ص ۱۲۶، سورۃ الاحزاب حاشیہ ۱۰۷)۔ (پمفلٹ درود و سلام، ص ۸ تا ۱۵)

------------------******------------------

تخریج (۱) :- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ :

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَا شُعْبَةُ وَحَجَّاجٌ، قَالَ : حَدَّثَنِی شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ ، یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ یَقُوْلُ : مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَةُ تُصَلِّی عَلَیْهِ مَا صَلّٰی عَلَیَّ، فَلْیُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ اَوْ لِیُکْثِرْ ترجمہ : ۔حضرت عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے سنا ہے جس نے مجھ پر درود بھیجا۔ فرشتے اس پر اس وقت تک درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے۔اب بندے پر منحصر ہے کہ زیادہ درود پڑھے یا کم۔

ماخذ : ۔☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۴۴۵

ابن ماجہ نے اس روایت کے الفاظ اس طرح نقل کیے ہیں :"

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصَلِّی عَلَیَّ اِلَّا صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلٰئِکَةُ مَا صَلّٰی عَلَیَّ۔ فَلْیُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ اَوْ لِیُکْثِرْ ترجمہ : ۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے' نہیں ہے کوئی مسلمان جو مجھ پر درود بھیجتا ہے مگر فرشتے اس پر اس وقت تک درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔اب بندے پر منحصر ہے کہ وہ کم درود پڑھے یا زیادہ۔

في الزوائد — اسناده ضعیف لان عاصم بن عبید اللہ قال فیه البخاری وغیرہ۔ منکر الحدیث

ماخذ : ۔☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة والسنة فیها باب الصلوة علی النبي صلی اللہ علیه وسلم

(۲) حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَیُّوْبَ، وَقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا : نَا اِسْمَاعِیْلُ، وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا ترجمہ : ۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں دس مرتبہ اس پر درود بھیجتا ہے [یعنی اپنی رحمت اس پر نازل فرماتا ہے]۔

مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی روایت :

فانه من صلی علی صلوة صلی اللہ علیه بها عشرًا — الخ

ماخذ : ۔☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۷۵' کتاب الصلوة باب الصلوة علی النبي صلی اللہ علیه وسلم بعد التشهد— ☆ مسلم' ج ۱' ص ۱۶۶' کتاب الصلوة باب استحباب القول مثل قول الموذن لمن سمعه الخ— ☆ ابوداود ج ۱' ص ۱۴۴' کتاب الصلاة' باب ما یقول اذا سمع الموذن— ☆ ترمذی' ج ۱' ص ۱۱۰' ابواب الوتر' باب ماجاء في فضل الصلوة علی النبي صلی اللہ علیه وسلم— ☆ مسند ابی عوانہ' ج ۲' ص ۲۳۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترمذی نے واحدۃ کی جگہ صلاۃ بیان کیا ہے اور ایک روایت میں او کتب لہ عشر حسنات بھی نقل کیا ہے۔
ترمذی میں دس مرتبہ بھیجنے کے بجائے دس نیکیاں اس کے کھاتے میں درج کر دی جاتی ہیں، منقول ہے۔

-------------*********-------------

(۲):۔ اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْکَوْسَجُ، قَالَ: اَنْبَانَا عَفَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، قَالَ: قَدِمَ عَلَیْنَا سُلَیْمَانُ مَوْلَی الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ زَمَنَ الْحَجَّاجِ، فَحَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبُشْرٰی فِیْ وَجْھِہٖ فَقُلْنَا: اِنَّا لَنَرَی الْبُشْرٰی فِیْ وَجْھِکَ فَقَالَ: اِنَّہٗ اَتَانِی الْمَلَکُ، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ: اَمَا یُرْضِیْکَ اَنَّہٗ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ کا چہرہ مبارک ہشاش بشاش تھا (یہ دیکھ کر) ہم نے عرض کیا آج تو ہم آپ کے رخ انور پر بشارت ملاحظہ کر رہے ہیں (یہ سن کر) آپؐ نے فرمایا: ”ابھی فرشتہ آیا تھا“۔ اس نے کہا: ”اے محمدؐ! آپ کا پروردگار فرماتا ہے ”کیا تجھے یہ پسند ہے کہ جو کوئی تجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو کوئی تجھ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا“۔

ماخذ:۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۴۴ کتاب السھو۔ باب فضل التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَۃَ، قَالَ: ثَنَا مُوْسَی بْنُ یَعْقُوْبَ الزَّمْعِیُّ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ کَیْسَانَ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ شَدَّادٍ اَخْبَرَہٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً۔

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔ ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز میرے ساتھ رہنے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔

ماخذ:۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۰، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(٤) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ مُوْسٰی، نَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ غَزِیَّۃَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ

”محکم دلائل سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ ترجمہ:۔حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے“۔

ماخذ:۔☆ ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۴، ابواب الدعوات، جامع الدعوات، باب..... هذا حديث حسن غريب صحيح۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدنصیب ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ماخذ:۔☆ ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۴، ابواب الدعوات، جامع الدعوات، باب-----

غیر انبیاء پر درود:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔ایک صحابیؓ کے لیے حضورؐ نے دعا فرمائی کہ ”اے اللہ، آل ابی اوفی پر درود بھیج“۔(۱)

صلی اللہ علیک وعلٰی زوجک ترجمہ:۔”حضرت جابر بن عبداللہ کی بیوی کی درخواست پر فرمایا کہ ”اللہ تجھ پر اور تیرے خاوند پر درود بھیجے“۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھِمْ جو لوگ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتے ان کے حق میں آپؐ فرماتے ”اے اللہ ان پر درود بھیج“۔(۲)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَکَ وَرَحْمَتَکَ عَلٰی اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ ترجمہ:۔[حضرت سعد بن عبادہؓ کے حق میں آپؐ نے فرمایا]”اے اللہ تو سعد بن عبادہ کی آل پر درود بھیج اور رحمت کر“(۳)۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰی جَسَدِکَ (مومن کی روح کے متعلق حضورؐ نے خبر دی کہ ملائکہ اس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ)”تجھ پر اور تیرے جسم پر اللہ کا درود ہو“(۴)۔(تفہیم القرآن، جلد ۴، ص ۱۲۸، الاحزاب حاشیہ ۱۰۷)

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّۃَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِھِمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے مروی ہے ' انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب لوگ آپ کی خدمت میں اپنے صدقات لے کر آتے تو آپؐ ان کے لیے یوں دعا فرماتے ' خدایا! آل فلاں پر اپنی رحمت نازل فرما۔ چنانچہ میرے والد صاحب بھی اپنا صدقہ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کے لیے بھی دعا فرمائی : خدایا! آل ابی اوفیٰ پر اپنی خاص رحمت نازل فرما۔

ماخذ :۔ ☆ بخاری ' ج ۱ ' ص ۲۰۳ ' کتاب الزکوٰۃ باب صلاۃ الامام و دعائه لصاحب الصدقة وقوله تعالٰی خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم الاية۔

بخاری نے کتاب الدعوات میں اذا اتی رجل بصدقة قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ فاتاه ابی فقال اللهم صل علی آل ابی اوفی . . . . باب قول الله تعالٰی وصل عليهم ☆ مسلم ' ج ۱ ' ص ۳۴۶ ' کتاب الزکوٰۃ ' باب الدعاء لمن اتى بصدقة ☆ ابو داؤد ' ج ۲ ' ص ۱۰۶ ' کتاب الزکوٰۃ ' باب دعاء المصدق لاهل الصدقة ☆ نسائی ' ج ۵ ' ص ۳۱ ' کتاب الزکوٰۃ ' باب صلاة الامام على صاحب الصدقة ☆ ابن ماجه ' کتاب الزکوٰۃ ' باب ما يقال عند اخراج الزكوٰة ☆ مسند احمد ' ج ۴ ' ص ۳۵۳ ۔ ۳۵۴ ۔ ۳۵۵ ۔ ۳۸۱ ۔ ۳۸۳ ۔ عبداللہ ابی اوفیٰ ☆ المصنف لعبد الرزاق ' ج ۴ ' ص ۵۸ ' کتاب الزکوٰۃ ' باب وصل عليهم ☆ ابن کثیر ' ج ۳ ' ص ۵۰۷ ' سورہ احزاب۔ ☆ ابن ماجہ میں كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتاه الرجل بصدقة ماله صلى عليه . . . . الخ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ' ج ۲ ' ص ۱۵۲ ' کتاب الصلوٰۃ باب من زعم ان آل النبي صلى الله عليه وسلم هم اهل دينه عامة۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، ثَنَا وَكِيْعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ ، عَنْ نُبَيْحٍ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَعِيْنُهٗ فِیْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِیْ ، قَالَ : فَقَالَ اٰتِيْكُمْ ، قَالَ : فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ لِلْمَرْاَةِ : لَا تُكَلِّمِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْاَلِيْهِ ، قَالَ : فَاَتَانَا فَذَبَحْنَا لَهٗ دَاجِنًا كَانَ لَنَا فَقَالَ : يَا جَابِرُ كَاَنَّكُمْ عَرَفْتُمْ حُبَّنَا اللَّحْمَ ، قَالَ : فَلَمَّا خَرَجَ ، قَالَتْ لَهُ الْمَرْاَةُ صَلِّ عَلَیَّ وَعَلٰى زَوْجِیْ اَوْ صَلِّ عَلَيْنَا قَالَ : فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ قَالَ : فَقُلْتُ لَهَا : اَلَيْسَ قَدْ نَهَيْتُكِ ؟ قَالَتْ : تَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَلَا يَدْعُوْ لَنَا۔ ترجمہ :۔ "حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ ان سے اپنے والد کے قرض کی ادائیگی میں مدد و تعاون کی درخواست کروں۔ راوی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان ہے آپؐ نے فرمایا میں تمہارے ہاں آؤں گا۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میں واپس گھر پہنچا اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مطالبہ نہ کرنا اور نہ کچھ دریافت کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ آپؐ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے اپنی پالتو بکری آپ کی ضیافت کے لیے ذبح کر لی۔ آپؐ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہو گیا کہ گوشت ہمیں محبوب و پسند ہے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے جب آپؐ فارغ ہو کر نکلے تو جابرؓ کی اہلیہ نے عرض کیا حضورؐ میرے اور میرے شوہر کے لیے دعائے رحمت فرمائیں۔ جابرؓ کا بیان ہے آپؐ نے دعا فرمائی' خدایا ان پر رحمت کا فیضان فرما۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تمہیں منع نہیں کر دیا تھا۔ وہ بولی دیکھتے ہو آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے تھے مگر ہمارے لیے دعا نہ فرماتے۔

ماخذ: ۔☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۳۰۳' جابر بن عبداللہ۔

مسند کے ص ۳۹۸ پر جابر سے مروی روایت کے الفاظ:

(۲) قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَیَّ وَعَلٰی زَوْجِیْ صَلَّ اللّٰهُ عَلَیْكَ۔ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكِ وَعَلٰی زَوْجِكِ...... الخ۔

ماخذ: ۔☆ ابوداؤد' کتاب الصلاۃ' ج ۲' ص ۸۸' ۸۹۔ ☆ السنن الکبرٰی للبیھقی' ج ۲' ص ۱۵۳' کتاب الصلاۃ' باب من زعم ان آل النبي صلی اللہ علیه وسلم هم اهل دینه عامة۔

(۳) وَقَوْلِهٖ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ رَفَعَ یَدَیْهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔ ترجمہ: ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی' خدایا! اپنی عنایات اور اپنی رحمت کا آل سعد ابن عبادہ پر نزول فرما۔

ماخذ: ۔☆ روح المعانی' ج ۲۲' ۲۴' ص ۷۹' سورۃ الاحزاب۔

(۴) اَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُوْلُ لِرُوْحِ الْمُؤْمِنِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَعَلٰی جَسَدِكَ ملائکہ مومن کے حق میں دعا کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے جسم پر اپنی رحمت نازل فرمائے"۔

ماخذ: ۔☆ روح المعانی' ج ۲۲' ۲۴' ص ۷۹' سورۃ الاحزاب۔

س: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ازراہ اختصار بعض لوگ "صلعم" لکھ دیتے ہیں اور بعض جگہ صرف "ص" لکھا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: "صلعم لکھنا تو صحیح نہیں اور آں حضورؐ کے نام کے ساتھ لکھنا نامناسب ہے۔ البتہ "ص" لکھا جا سکتا ہے لیکن زیادہ مناسب یہی ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم مکمل لکھا جائے"۔ (۵۔ اے زیلدار پارک' حصہ دوم' ص ۱۹۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسروں کے لیے اللھم صل علی فلان یا صلی اللہ علیہ وسلم ——— یا اسی طرح کے دوسرے الفاظ کے ساتھ صلوٰۃ جائز ہے یا نہیں۔ اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک گروہ جس میں قاضی عیاض سب سے زیادہ نمایاں ہیں' اسے مطلقاً جائز رکھتا ہے۔ ان لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خود غیر انبیاء پر صلوٰۃ کی متعدد مقامات پر تصریح کی ہے۔ مثلاً اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (البقرہ: ۱۵۷) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (التوبہ:۱۰۳) هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّی عَلَيْكُمْ وَ مَلٰئِكَتُهٗ (الاحزاب:۴۳) اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر لفظ صلوٰۃ کے ساتھ غیر انبیاء کو دعا دی ہے۔

لیکن جمہور امت کے نزدیک ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کے لیے تو درست تھا مگر ہمارے لیے درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب یہ اہل اسلام کا شعار بن چکا ہے کہ وہ صلوٰۃ و سلام کو انبیاء علیہم السلام کے لیے خاص کرتے ہیں اس لیے غیر انبیاء کے لیے اس کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اسی بنا پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مرتبہ اپنے ایک عامل کو لکھا تھا کہ "میں نے سنا ہے کہ واعظین نے یہ نیا طریقہ شروع کیا ہے کہ وہ صلوٰۃ علی النبیؐ کی طرح اپنے سرپرستوں اور حامیوں کے لیے بھی صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرنے لگے ہیں۔ میرا یہ خط پہنچنے کے بعد ان لوگوں کو اس فعل سے روک دو اور انہیں حکم دو کہ وہ صلوٰۃ کو انبیاء کے لیے مخصوص رکھیں اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں دعا پر اکتفا کریں"۔ (روح المعانی) اکثریت کا یہ مسلک بھی ہے کہ حضورؐ کے سوا کسی نبی کے لیے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا استعمال درست نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، ص ۱۲۴ تا ۱۲۸، الاحزاب حاشیہ ۱۰۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۴

نماز کے درود میں سیدنا و مولانا کے اضافہ پر اہم اصولی مباحث

سوال :" آپ نے "خطبات" میں نماز کی تشریح کرتے ہوئے جو درود درج کیا ہے اس میں سیدنا و مولانا کے الفاظ مسنون و ماثور درود سے زائد ہیں۔ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو درود منقول ہوا ہے اس میں یہ الفاظ نہیں پائے جاتے۔ ایک عالم دین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ مسنون درود سے زائد ان الفاظ کو نماز میں پڑھنا مکروہ ہے۔ آپ کے پاس اس کے لیے کیا سند جواز ہے؟

جواب :اس اضافے کو جو بزرگ مکروہ قرار دیتے ہیں وہ غالباً مسئلے کی نوعیت سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ تشہد کے پورے مسئلے کی تحقیق کی جائے۔

تشہد کے متعلق صحیح ترین روایت وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہوئی ہے۔ اس کو بیس سے زیادہ سندوں کے ساتھ محدثین نے نقل کیا ہے، اور تمام راویوں نے اَلتَّحِیَّاتُ سے لے کر عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ تک پوری عبارت یکساں نقل کی ہے، کسی روایت کے الفاظ دوسری روایت کے الفاظ سے مختلف نہیں ہیں۔ اس کے باوجود یہ فیصلہ نہیں کر دیا گیا کہ نماز میں صرف یہی تشہد پڑھا جائے۔ امام شافعیؒ ابن عباسؓ کے تشہد کو، اور امام مالکؒ حضرت عمرؓ کے تشہد کو افضل قرار دیتے ہیں، حالانکہ ان کے الفاظ باہم بھی مختلف ہیں اور ابن مسعودؓ کی روایت سے بھی مختلف۔ ان کے علاوہ تشہد کی بہت سی مختلف عبارتیں حضرت جابرؓ بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت سمرۃؓ بن جندب، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابوحمیدؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت حسین بن علیؓ، حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ، حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت ابوسعیدؓ خدری اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے احادیث میں روایت ہوئی ہیں۔ ان میں سے جس تشہد کو بھی آدمی پڑھے، اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ ابن عبدالبر اور ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ یہ مباح میں اختلاف ہے، یعنی ان مختلف تشہدات میں سے کوئی بھی غیر مباح نہیں ہے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ علماء کی ایک بڑی جماعت ہر اس تشہد کے پڑھنے کو جائز قرار دیتی ہے جو احادیث سے ثابت ہو۔

تخریج (ا) :۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ، سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيْهَا وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيْهَا وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ :-☆ ابو داؤد، ج ۱، ص ۲۵۵، کتاب الصلاۃ باب التشہد- ☆ دارقطنی، کتاب الصلاۃ باب صفة التشهد ووجوبه واختلاف الروايات فيه هذا اسناد صحيح-

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ الْحُرِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ- قَالَ: اَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِى فَحَدَّثَنِى اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَخَذَ بِيَدِهِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِى الصَّلَاةِ فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ: اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ

ماخذ :-☆ ابو داؤد، کتاب الصلاۃ باب التشہد-

دارقطنی نے یہ بھی نقل کیا ہے:

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَاِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَاِذَا شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ، وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ- وقد فصل آخر الحديث جعله من قول ابن مسعود وهو اصح من رواية من ادرج آخره في كلام النبي صلى الله عليه وسلم-

ماخذ :-☆ دارقطنی، کتاب الصلاۃ، باب صفة التشهد ووجوبه واختلاف الروايات فيه-

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، قَالَ: اَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِى، وَزَعَمَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ اَخَذَ بِيَدِهِ وَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِهِ، فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: اِذَا قَضَيْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَجْلِسَ فَاجْلِسْ

ماخذ :-☆ دارقطنی، کتاب الصلاۃ، باب صفة التشهد ووجوبه واختلاف الروايات فيه- ☆ مسند احمد، ج ۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ۴۲۲، ابن مسعود۔

ایک دوسری روایت میں ہے :

ثُمَّ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ : اِذَا فَرَغْتَ مِنْ هٰذَا فَقَدْ فَرَغْتَ مِنْ صَلَاتِكَ فَاِنْ شِئْتَ فَاثْبُتْ وَاِنْ شِئْتَ فَانْصَرِفْ

ماخذ :۔☆ دارقطنی حوالہ مذکورہ بالا۔

لیکن بات صرف یہیں تک نہیں رہتی کہ جو تشہدات حدیث سے ثابت ہیں ان میں سے کسی ایک کو پڑھ لینا جائز ہے۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ایک جلیل القدر صحابی حضورؐ سے تشہد کی ایک عبارت خود نقل کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں دو جگہ اضافہ کیا ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر ہیں۔ ابو داؤد اور دارقطنی میں ان کا یہ ارشاد موجود ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کے بعد میں نے وَبَرَكَاتُه کا، اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ کا اضافہ کر دیا مگر یہ بات میرے علم میں نہیں ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس فعل کو قابل اعتراض ٹھہرایا ہو۔

اب رہا تشہد کے بعد کا مضمون، تو اس کے متعلق سب سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ اس کا پڑھنا سرے سے لازم ہی نہیں ہے۔ ابو داؤد، مسند احمد، ترمذی [1] اور دارقطنی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے عبدہ و رسوله تک تشہد کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا: اذا قلت هذا (او قضيت هذا) فقد قضيت صلوتك، ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد — ”جب تم نے یہ پڑھ لیا (یا اس کو پورا کر لیا) تو تم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد اٹھ جانا ہو تو اٹھ جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھے رہو“۔ یہ ارشاد اس باب میں بالکل صریح ہے کہ عبدہ و رسوله پر نماز مکمل ہو جاتی ہے، اس کے بعد آدمی کچھ نہ پڑھے تب بھی اس کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، اور درود و دعا تشہد میں داخل نہیں ہے بلکہ اس سے زائد ایک چیز ہے۔

اس زائد چیز کا پڑھنا یقیناً مستحب ہے، لیکن اس کے لیے شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے کوئی عبارت مخصوص نہیں کی ہے جس کے الفاظ مقرر ہوں اور ان میں کمی بیشی جائز نہ ہو۔ بخاری و مسلم اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی جو روایت منقول ہوئی ہے اس میں تشہد کی عبارت بیان کرنے کے بعد وہ حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ثم ليتخير من المسالة ماشاء— ”پھر آدمی جو دعا چاہے، مانگے“۔ مسند احمد اور نسائی کی ایک روایت میں حضورؐ کے الفاظ یہ ہیں کہ ثم ليتخير احدكم من الدعاء اعجبه اليه فليدع به ربه عز وجل — ”پھر تم میں سے ایک شخص کوئی دعا انتخاب کر لے جو اسے سب سے زیادہ پسند ہو، اور وہی اپنے رب عزیز و جلیل سے مانگ لے“۔ اسی سے ملتے جلتے الفاظ بخاری اور ابو داؤد کی روایات میں آئے ہیں۔ ان ارشادات سے یہ بات صاف ظاہر ہو رہی ہے کہ حضورؐ یہ تو پسند فرماتے ہیں کہ تشہد کے بعد آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے (جس میں درود شامل ہے کیونکہ وہ بھی ایک دعا ہی ہے) لیکن اس کے الفاظ کا انتخاب خود دعا مانگنے والے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

اب درود شریف کے مسئلے کو لیجئے۔ معترض کا کہنا ہے کہ حضورؐ سے اس کے جو الفاظ ماثور ہیں ان میں کوئی کمی بیشی کرنا مکروہ

---

[1] ترمذی میں یہ عبارت نہیں۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لیکن کیا واقعی فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ متفق علیہ ہے؟

امام ابوبکر بن مسعود کاسانی، جن کی کتاب بدائع الصنائع فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے، اس مسئلے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ولا یکرہ ان یقول فیھا وارحم محمدا عند عامة المشائخ وبعضھم کرھوا ذلک ..... والصحیح انہ لا یکرہ "اور درود میں وارحم محمداً کہنا اکثر اکابر علماء کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور بعض اسے مکروہ کہتے ہیں..... مگر صحیح یہ ہے کہ وہ مکروہ نہیں"۔

درود میں سیدنا کا لفظ بڑھانے کے متعلق مشہور شافعی فقیہ شمس الدین الرملی، جو چھوٹے شافعی کہلاتے تھے، اپنی کتاب نہایتہ المحتاج الٰی شرح المنہاج میں لکھتے ہیں والافضل الاتیان بلفظ السیادة ..... لان فیہ الاتیان بما امرنا بہ وزیادة الاخبار بالواقع الذی ھو ادب، فھو افضل من ترکہ "اور افضل یہ ہے کہ (درود میں) لفظ سیادت لایا جائے.......کیونکہ یہ ایسی چیز کا لانا ہے جس کے لیے ہم مامور ہیں اور اس میں اس امر واقعی کا مزید بیان ہے جو ادب ہے، لہٰذا اس کو چھوڑنے سے اس کا ادا کرنا افضل ہے"۔ صرف درود ہی نہیں، تشہد تک میں شوافع نے لفظ سیدنا کے اضافے کو نہ صرف جائز رکھا ہے بلکہ اسی پر ان کا عمل بھی ہے۔ چنانچہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں شافعی مذہب کا جو تشہد درج کیا گیا ہے وہ ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے۔ واشھد ان سیدنا محمدا رسول اللہ حالانکہ ابن عباس کے جس تشہد کو امام شافعی ؒ نے اختیار کیا ہے، اس میں لفظ سیدنا نہیں پایا جاتا۔

علامہ ابن عابدین شامی کی کتاب ردالمحتار فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں سے ہے۔ اس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت کی دعا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے اللھم ارحم محمداً کہنے کو ناجائز کہا ہے اور بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور اسی دوسرے قول کو امام سرخسی نے ترجیح دی ہے۔ پھر درود میں لفظ سیدنا کے استعمال پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے (یعنی حنفیہ کے) مسلک کے خلاف ہے اور اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہ ؒ نے تشہد میں کمی بیشی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض کمزور ہے، کیونکہ درود و دعا تشہد پر زائد ایک چیز ہے، اس میں شامل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص تشہد میں اشھد ان سیدنا محمداً عبدہ ورسولہ کہے تو یہ ضرور مکروہ ہے، لیکن تشہد کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے اس میں یہ لفظ بڑھایا جا سکتا ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے اس کا درود کے ماثور الفاظ ہی میں پڑھا جانا لازم نہیں ہے، اور ان ماثور الفاظ میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر درود میں اللھم ارحم محمداً اور اللھم صل علی سیدنا محمد کہنا مکروہ نہیں ہے تو سیدنا کے ساتھ مولانا کہہ دینے میں کراہت کی کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے؟

سوال: "آپ نے ماہ مارچ (1) کے "ترجمان القرآن" میں کسی سائل کو جواب دیتے ہوئے نماز میں درود کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اس پر حسب ذیل اعتراضات وارد ہوتے ہیں:

ا) آپ نے ابوداؤد اور دارقطنی کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے تشہد میں "رحمة اللہ" کے بعد "وبرکاتہ" کا، اور اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بعد

---

(1) ۱۹۷۵ء (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ کا اضافہ کر دیا۔ اس سے آپ ماثور الفاظ پر اضافے کا جواز ثابت کرتے ہیں' لیکن یہ آپ کے لیے مفید طلب نہیں ہے' کیونکہ یہ الفاظ مرفوع حدیث میں بھی وارد ہوئے ہیں۔

۲) تشہد کے متعلق آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ نے ان کو عبدہ و رسولہ تک تعلیم دینے کے بعد فرمایا کہ "جب تم نے یہ پڑھ لیا (یا اس کو پورا کر لیا) تو تم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے' اس کے بعد اٹھ جانا چاہو تو اٹھ جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھے رہو"۔ اس سے آپ نے یہ استدلال کیا ہے کہ عبدہ و رسولہ پر نماز مکمل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد آدمی کچھ نہ پڑھے تب بھی اس کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا' اور درود و دعا تشہد میں داخل نہیں ہے بلکہ اس سے زائد ایک چیز ہے۔ مگر آپ کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے' کیونکہ حفاظ حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ عبدہ و رسولہ کے بعد کا مضمون دراصل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے جسے ایک راوی نے بے احتیاطی سے اس طرح حدیث میں درج کر دیا ہے کہ وہ حضورؐ کا ارشاد معلوم ہوتا ہے۔

۳) بالفرض اگر وہی روایت صحیح تسلیم کر لی جائے جس سے آپ استدلال کرتے ہیں' تو یہ امر واقعہ ہے کہ تشہد کی تعلیم حضورؐ نے ابتدائی دور ہی میں دے دی تھی۔ جب نماز فرض ہوئی تھی' لیکن قرآن مجید میں حضورؐ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم غزوۂ خندق اور غزوۂ بنی قریظہ کے زمانے یعنی ۵ ہجری میں نازل ہوا تھا' کیونکہ وہ سورۂ احزاب میں درج ہے' اور وہ انہی غزوات کے زمانے میں نازل ہوئی تھی۔ اس لیے لامحالہ بعد کی چیز نے پہلے کی چیز کو منسوخ کر دیا۔

۴) نماز تعبدی اعمال میں سے ہے' اور ان اعمال کے بارے میں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ شارع نے ان کی تعلیم جس طرح دے دی ہے اسی طرح ان کی تعمیل کی جانی چاہئے' ان کے اندر اپنی طرف سے کوئی تصرف نہیں کیا جا سکتا۔ علماء اصول اس بات پر متفق ہیں کہ عبادات میں اصل' حکم کی پیروی اور شارع کے بتائے ہوئے طریقے کا اتباع ہے' اور اس سے تجاوز بدعت ہے۔ لیکن آپ درود کے ماثور الفاظ پر اکتفا نہیں کرتے' بلکہ ان میں اضافے ہی نہیں رد و بدل [1] اور کمی بیشی تک کے قائل ہیں۔ حالانکہ نماز کے تمام اوراد توقیفی ہیں' ان میں نہ کچھ گھٹانا جائز ہے نہ بڑھانا۔

۵) درود کے الفاظ میں سیدنا و مولانا کا اضافہ متعدد وجوہ سے ناجائز ہے۔ اولاً احادیث سے جتنے درود ثابت ہیں ان میں کہیں یہ الفاظ مستعمل نہیں ہوئے ہیں بلکہ بقول حافظ ابن حجرؒ کسی صحابی و تابعی نے بھی یہ الفاظ درود میں استعمال نہیں کیے ہیں۔

ثانیاً' احادیث سے ثابت ہے کہ لفظ سید کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لیے اس دنیا میں بالکل غیر مشروع ہے اور حضورؐ نے اپنے لیے اس کے استعمال کو منع فرمایا ہے۔ رہا آپ کا ارشاد کہ "انا سید ولد آدم" تو یہ قیامت کی حکایت ہے' جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو یہ اعزاز دنیا میں عبدیت کا شیوہ اختیار کرنے کے صلے میں عطا کیا جائے گا' چنانچہ قاضی عیاض نے شفا میں روایت نقل کی ہے کہ اسرافیل نے حضورؐ سے کہا "اللہ تعالیٰ نے اس تواضع (انکساری) کے صلے میں جو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور اختیار کی ہے آپ کو یہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ آپؐ قیامت کے روز اولاد آدم کے (سید) سردار ہوں گے"۔ نیز حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جبریل علیہ السلام کی موجودگی میں ایک فرشتے نے حضورؐ کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوچھا "آپ کو بادشاہ رسول بناؤں یا عبد رسول؟" جبریل علیہ السلام نے حضورؐ کو اشارہ کیا کہ "آپ اپنے رب سے تواضع سے پیش

---

[1] میں نے رد و بدل کے الفاظ کہیں استعمال نہیں کیے ہیں۔ صرف کمی بیشی کا ذکر کیا ہے۔ تاہم اگر معترضین کو اصرار ہو کہ میں رد و بدل کا بھی قائل ہوں تو میں اپنے جواب میں اس کی نظیر بھی پیش کر دوں گا۔ (مودودی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیئے"۔ تب آپؐ نے اس فرشتے کو جواب دیا "بلکہ عبد رسول"۔ اسی لیے حضورؐ نے اپنے لیے لفظ سید کا استعمال پسند نہیں فرمایا اور اپنی دعاؤں میں انتہائی عاجزی اختیار کی۔

ثالثاً حضورؐ نے غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر جب حضرت سعدؓ بن معاذ کے لیے لوگوں سے کہا قوموا الی سید کم (اپنے سردار کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاؤ) تو حضرت عمرؓ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ السید ھو اللہ (سید تو اللہ ہی ہے)۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حضرت سعدؓ بن معاذ والا واقعہ ۵ ہجری کا ہے' اور حضورؐ نے اپنے لیے لفظ سید کے استعمال پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے السید اللہ ۹ ہجری میں فرمایا تھا جب بنی عامر کا وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

رابعاً' درود اصل میں ایک دعا ہے اور دعا میں مدعولہ' کے لیے سید کا لفظ استعمال کرنا روح دعا کے خلاف ہے۔ درخواست اور دعا میں تو عاجزی و انکساری اور عبدیت کا اظہار ہونا چاہئے جس کے حق میں دعا کی جاتی ہے اس کے لیے تو یوں کہا جاتا ہے کہ ایک عبد مسکین حاضر خدمت ہے' نہ یہ کہ ہمارا آقا اور سردار حاضر ہو رہا ہے"۔

جواب: آپ نے جو اعتراضات پیش فرمائے ہیں وہ بلاشبہ قابل توجہ ہیں اور میں ایسے اعتراضات پر بحث کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ ذیل میں ان کا سلسلہ وار جواب حاضر ہے:

تشہد میں ابن عمرؓ کا تصرف:

میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے جس بات پر استدلال کیا ہے اس پر اعتراض کرنے سے پہلے اگر آپ نے دو منٹ بھی غور کر لیا ہوتا تو یہ نہ فرماتے کہ "یہ حدیث آپ کے لیے مفید مطلب نہیں ہے' کیونکہ یہ الفاظ مرفوع حدیث میں بھی وارد ہوئے ہیں"۔ براہ کرم ایک مرتبہ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے الفاظ کو پڑھیے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ کے بعد وَبَرَكَاتُهٗ اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ کا اضافہ میں نے خود کر دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جس وقت انہوں نے یہ اضافہ کیا تھا اس وقت ان کے علم میں وہ حدیث مرفوع نہیں تھی جس کے متعلق آپ کہہ رہے ہیں کہ اس میں بھی یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے علم میں کبھی نہ آئی ہو' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے علم میں اس وقت آئی ہو جبکہ وہ پہلے ہی بطور خود ان الفاظ کا اضافہ کر چکے ہوں۔ یہ بھی تحقیق فرما لیجئے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ دارقطنی نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ھذا اسناد صحیح (یہ سند صحیح ہے) اور حافظ ابن حجرؒ نے ابوداؤد کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ صریح طور پر آپ کے مدعا کے خلاف پڑتی ہے' کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک جلیل القدر صحابی نے نماز کے ماثور الفاظ پر اپنی طرف سے کچھ الفاظ کا اضافہ کیا اور اس کا لوگوں کے سامنے اظہار بھی کر دیا' مگر نہ دور صحابہ و تابعین میں اس پر کوئی گرفت کی گئی اور نہ بعد کے کسی دور میں (کم از کم میرے علم کی حد تک) کسی فقیہ یا محدث نے اسے صحابی رسولؐ کی بدعت ضلالت قرار دیا۔

تشہد کے متعلق ابن مسعودؓ کی روایات:

میں نے تشہد کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی جو روایت نقل کی ہے' اس کے متعلق آپ کہتے ہیں کہ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کے بعد والے الفاظ کو حفاظ حدیث نے بالاتفاق الحاقی قرار دیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی ہے کہ دراصل یہ حضرت ابن مسعودؓ کا اپنا قول ہے جو راوی کی غلطی سے حضورؐ کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ رائے کن حفاظ حدیث نے ظاہر کی ہے۔ مگر ان کے فضل و کمال کا انتہائی معترف و معتقد ہونے کے باوجود میں ان کا اندھا مقلد نہیں ہوں کہ بس یہ سن کر کہ وہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ کے الحاقی ہونے پر متفق ہیں' خود بھی انہیں الحاقی مان لوں اور یہ نہ دیکھوں کہ جس بنیاد پر انہوں نے یہ فیصلہ کر ڈالا ہے وہ بجائے خود معقول بھی ہے یا نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ حدیث چار مختلف صورتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہوئی ہے:

ایک صورت میں عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کے بعد اِذَا قُلْتَ ھٰذَا کے الفاظ بالکل متصل ہیں اور کوئی علامت ایسی نہیں پائی جاتی جس سے یہ شبہ کیا جا سکے کہ یہ بعد کے الفاظ حضورؐ کے نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہیں۔ اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ حضورؐ کا کلام فلاں جگہ ختم ہوا اور فلاں جگہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا کلام شروع ہو گیا۔

دوسری صورت اس حدیث کی یہ ہے کہ وہ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ پر ختم ہو گئی ہے۔ اور بعد کی عبارت اس میں سرے سے مذکور ہی نہیں ہوئی ہے۔ یہ ترک ذکر قطعاً اس بات کی دلیل نہیں قرار پا سکتا کہ اوپر والی روایات میں جو زائد عبارت مذکور ہوئی ہے' وہ الحاقی ہے۔

تیسری صورت اس حدیث کی یہ ہے کہ عبدہ و رسولہ کے بعد قال یا ثم قال فاذا فعلت ھذا...... کے الفاظ ہیں۔ اس لفظ قال یا ثم قال سے قطعاً یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ قائل کون ہے۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا' اور یہ بھی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ دونوں احتمالوں میں سے ایک کو ترجیح دینے کے لیے خود اس روایت میں کوئی گنجائش نہیں۔

چوتھی قسم کی روایات وہ ہیں جن میں عبدہ و رسولہ کے بعد قال عبداللہ یا قال ابن مسعود کے الفاظ ہیں اور پھر فاذا فعلت ھذا سے آخر تک کی عبارت نقل کی گئی ہے۔ جن حفاظ حدیث نے صرف ان آخری قسم کی روایات کو اس بات کی دلیل بنایا ہے کہ پہلی قسم کی روایات میں جو عبارت حضورؐ کے ارشاد سے متصل پائی جاتی ہے وہ دراصل الحاقی ہے' ان کی جلالت شان کا پورا اعتراف کرتے ہوئے میں عرض کرتا ہوں کہ حدیث کی روایات میں اس طرح کے فیصلے صادر کر دینا فن حدیث کی قدر و منزلت کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ آخر یہ رائے قائم کرنے میں کیا مشکل حائل تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خود بھی اسی بات کا فتویٰ دیتے تھے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی؟ پہلی قسم کی احادیث میں انہوں نے قول رسولؐ نقل کیا ہے' اور آخری قسم کی احادیث میں خود اپنا فتویٰ بیان کیا ہے جو عین قول رسولؐ کے مطابق ہے۔ اگر ان کا فتویٰ ان کی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہوتا تو ضرور حدیث مشکوک ہو جاتی۔ لیکن وہ تو حدیث کے ٹھیک مطابق فتویٰ دے رہے ہیں۔

کیا ابن مسعودؓ سورۂ احزاب سے ناواقف تھے؟

تیسرے اعتراض میں آپ نے جو کچھ فرمایا ہے' اس میں ذرا اس بات کی وضاحت اور فرما دیجئے کہ جس وقت کوفے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت علقمہ اور اپنے دوسرے شاگردوں سے تشہد کے متعلق یہ حدیث بیان کر رہے تھے' اس وقت سورۂ احزاب نازل ہو چکی تھی یا نہیں؟ اور اگر نازل ہو چکی تھی (جس کا شاید آپ انکار نہیں کر سکتے تھے) تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے واقف تھے یا ناواقف؟ اس کی آپ وضاحت کر دیں گے تو اعتراض کا جواب آپ کو خود ہی مل جائے گا۔

درود و دعا کے ماثور الفاظ کی پابندی کیوں لازم نہیں ہے؟

تعبدی اعمال (یعنی عبادت کی نوعیت رکھنے والے اعمال) کے بارے میں جس متفق علیہ شرعی قاعدے کا آپ نے ذکر کیا ہے'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا میں بھی شدت سے قائل ہوں اور بیس سال پہلے خود اس کو بیان کر چکا ہوں۔(۱) لیکن آپ کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ تشہد کے بعد پڑھنے کے لیے درود و دعا کے جو الفاظ ماثور ہیں' ان کی نوعیت بھی ایسی ہے کہ ان کو جوں کا توں پڑھنا ہی ضروری ہو' کیونکہ بخاری' مسلم' نسائی' ابو داؤد اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات یہ بتاتی ہیں کہ عبدہ و رسولہ تک تشہد پڑھنے کے بعد آدمی کو اختیار ہے کہ اللہ سے مانگنے کے لیے جو دعا چاہے' منتخب کر لے۔

حضورؐ کی موجودگی میں ماثور الفاظ پر اضافہ

بخاری' مسلم' ابو داؤد' مسند احمد' نسائی اور طبرانی میں حضرت رفاعہؓ بن رافع کی روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ رکوع سے سر اٹھا کر جب حضورؐ نے سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا تو پیچھے سے ایک شخص نے کہا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ نے پوچھا ابھی ابھی یہ بات کس نے کہی تھی؟ اس نے عرض کیا' یا رسول اللہؐ میں نے۔ حضورؐ نے فرمایا "میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کو لکھ لینے کے لیے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں"۔ یہاں بھی آپ دیکھ لیں کہ اس شخص نے حضورؐ کے سکھائے ہوئے الفاظ پر مزید چند الفاظ کا اضافہ خود کیا تھا۔ یہ زائد الفاظ حضورؐ کے بتائے ہوئے نہ تھے۔ اور اس نے ماثور الفاظ پر یہ اضافہ حضورؐ کی موجودگی میں حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کیا تھا۔ آپ کے نقطہ نظر سے تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ حضورؐ اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرماتے اور اسے ڈانٹتے کہ ماثور الفاظ پر اپنی طرف سے چند الفاظ بڑھا کر تو نے خلاف شرع حرکت کی ہے' تو میرے سامنے دین کے اندر ایک نیا طریقہ اختراع کرنے کی جسارت کر بیٹھا ہے' تیرے بڑھائے ہوئے الفاظ اگر شریعت میں مطلوب ہوتے تو میں ان کی تعلیم دیتا' تو ان کو اور اد نماز میں داخل کرنے والا کون ہوتا تھا۔ لیکن حضورؐ نے اس کو پوری جماعت کے سامنے یہ بشارت دی کہ تیرے کلمات اتنے قابل قدر تھے کہ فرشتے ان کو لکھنے کے لیے دوڑ پڑے۔ اور ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ ان الفاظ کو ثبت کرنے کی سعادت اسے نصیب ہو جائے۔

تشہد کے ماثور الفاظ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے داخل کردہ الفاظ کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں اور یہ بھی بتا چکا ہوں کہ اس سے جان چھڑانے کے لیے جو تاویل آپ نے کی ہے وہ بالکل بے معنی ہے۔

ایک نئی اذان کا اضافہ

مسند احمد اور نسائی کی روایت ہے کہ جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تھے تب بلالؓ اذان دیتے تھے' اور جب آپ منبر سے اترتے تھے تو وہ تکبیر اقامت کہتے تھے۔ (یہ گویا دو اذانیں تھیں جو حضورؐ کے زمانے میں مقرر ہوئیں)۔ بخاری' نسائی' ابو داؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت سائب بن یزید کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا اور آبادی بڑھ گئی تو انہوں نے تیسری اذان (یعنی وہ اذان جو امام کے منبر پر آنے سے پہلے دی جاتی ہے) کا حکم دیا جو زوراء(۲)

---

(۱) ملاحظہ فرمائیں تفہیمات حصہ سوم' مضمون "قانون سازی' شوریٰ اور اجماع"۔ اسی مضمون کے آخر میں اس کی تاریخ اشاعت مئی ۱۹۵۵ء درج ہے۔

(۲) یہ مدینے کے بازاروں میں ایک اونچا گھر تھا جس کی چھت پر موذن اذان دیتا تھا کہ دور دور تک آواز پہنچ جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مقام پر دی جاتی تھی۔ بخاری کی ایک اور روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جمعہ کے روز تیسری اذان کا اضافہ کرنے والے حضرت عثمانؓ تھے، جبکہ اہل مدینہ کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ طبرانی کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ پہلی اذان اس مکان پر دی جائے جس کا نام زوراء تھا۔ پھر جب وہ منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ان کا موذن اذان دیتا تھا اور جب وہ منبر سے اترتے تھے تو موذن تکبیر اقامت کہتا تھا۔ یہ تعبدی امور کے دائرے میں ماثور و مسنون عمل پر ایک صریح اضافہ تھا جو خلیفہ برحق نے ایسے زمانے میں کیا تھا جبکہ صحابہ و تابعین سے دنیائے اسلام بھری پڑی تھی، مگر اس کی مخالفت تو کیا ہوتی، اسلامی دنیا کے بلاد و امصار میں وہ مقبول ہو گئی۔ صرف ایک ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن کے متعلق ابن ابی شیبہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے بدعت کہا تھا۔(۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ الْأَذَانَ الْأَوَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ؟ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: بِدْعَةٌ۔

ماخذ: ۔☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۱۴۰، کتاب الصلوات باب الاذان یوم الجمعۃ۔

مگر حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ "ان کے اس قول میں یہ احتمال بھی ہے کہ انہوں نے اسے منکر سمجھتے ہوئے بدعت کہا ہو، اور یہ احتمال بھی کہ انہوں نے اسے صرف اس بنا پر بدعت قرار دیا ہو کہ یہ طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج نہ تھا، اور ہر وہ کام جو آپ کے زمانے میں نہ ہوا ہو، بدعت کہلاتا ہے۔ لیکن ایسے کاموں میں بعض اچھے ہوتے ہیں اور بعض اس کے خلاف"۔ حافظ کے اس خیال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس سے پہلے ایک "اچھی بدعت" کا ارتکاب کر چکے تھے۔ مزید برآں ایک اور فعل کو بھی انہوں نے بدعت قرار دینے کے بعد اس کی تحسین فرمائی تھی جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

ابن عمرؓ کا چاشت کی نماز کو "اچھی بدعت" کہنا

صلوٰۃ ضحیٰ (چاشت کی نماز) کا پڑھنا بجائے خود تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے، اس لیے اس کے سنت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن اس کا التزام، یا مسجدوں میں اس کا پڑھا جانا حضورؐ کے عہد مبارک میں رائج نہ تھا، بعد کے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رائے اس کے بارے میں دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا "بدعت ہے اور اچھی بدعت"۔ (ابن ابی شیبہ)۔ ایک اور روایت میں ان کے الفاظ یہ ہیں: "یہ نیا نکالا ہوا طریقہ ہے اور ان اچھے طریقوں میں سے ہے جو لوگوں نے نکال لیے ہیں"۔ (سعید بن منصور)۔ اور ایک تیسری روایت میں ان کا ارشاد ہے "لوگوں نے کوئی نئی چیز ایسی نہیں نکالی ہے جو مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہو" (عبدالرزاق)۔ یہ تینوں روایتیں بالکل صحیح سندوں سے منقول ہوئی ہیں۔ ملاحظہ ہو فتح الباری، باب صلوٰۃ الضحیٰ۔(۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: ثَنَا حَاجِبُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ الضُّحَى فَقَالَ: بِدْعَةٌ ماخذ: ۔☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۴۰۶، کتاب الصلوات، باب من کان لا یصلی الضحی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْاَعْرَجِ ، قَالَ : سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنِ صَلَاةِ الضُّحٰی وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ اِلٰی حُجْرَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : بِدْعَةٌ وَنِعْمَتِ الْبِدْعَةُ۔

ماخذ :۔☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۴۰۵، کتاب الصلوات، باب من کان لا یصلی الضحی۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ [عَنْ مَعْمَرٍ] عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : لَقَدْ قُتِلَ عُثْمَانُ وَمَا اَحَدٌ يُسَبِّحُهَا، وَمَا اَحْدَثَ النَّاسُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْهَا۔

ایک دوسری روایت :

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَوْ مَعْمَرٍ، قَالَ : قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : حَدَّثَنِی سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ : قَدْ اُصِيبَ عُثْمَانُ وَمَا اَحَدٌ يُسَبِّحُهَا وَاِنَّهَا لَمِنْ اَحَبِّ مَا اَحْدَثَ النَّاسُ اِلَیَّ۔

ماخذ :۔☆ المصنف عبد الرزاق، ج ۳، ص ۷۸۔۷۹، کتاب الصلوات باب صلاۃ الضحی۔

اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُوْرَكٍ، انبا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ حَبِيْبٍ، ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ، انبا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ [ح وَاَخْبَرَنَا] اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ بِبَغْدَادٍ، اَنْبَاَ اسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّمَادِیُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، انبا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰی وَاِنِّیْ لَاُسَبِّحُهَا زَادَ مَعْمَرٌ فِی رِوَايَتِهِ : وَمَا اَحْدَثَ النَّاسُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْهَا۔

ماخذ :۔☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۴۹، کتاب الصلاۃ، باب ذکر الحدیث الذی روی فی ترک الرسول صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الضحی، وان المراد، به انه کان لا یداوم علیها۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ کا تراویح کو ''اچھی بدعت'' کہنا

نماز تراویح بھی حضورؐ کے عمل سے ثابت ہے۔ اس لیے اس کے سنت ہونے میں اختلاف نہیں ہے مگر مسجد میں اس کا ایک ہی امام کے پیچھے پڑھا جانا' اور اسے باجماعت ادا کرنے کا عام رواج ایک نیا طریقہ تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں جاری کیا۔ اور اس کے بارے میں فرمایا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذه (یہ ایک اچھی بدعت ہے)۔ یہ بھی تعبدی امور کے بارے میں شارع کے طریقے پر ایک اضافہ ہی تھا' لیکن حضرت عمرؓ جیسے سخت متبع سنت صحابی و خلیفہ نے اسے نیا طریقہ جانتے ہوئے اچھا طریقہ سمجھ کر جاری کیا اور صحابہ و تابعین' ائمہ مجتہدین' فقہاء و محدثین' سب نے بلا تامل اس کی پیروی کی۔

درود میں سیدنا و مولانا کے الفاظ کا استعمال

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تعبدی اعمال میں ردوبدل اور کمی و بیشی کا قطعاً ممنوع ہونا' اور اس قاعدہ کلیہ میں کسی استثناء کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہ ہونا ایک ایسا تشدد ہے جس کی تائید احادیث صحیحہ سے نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ درود میں ماثور الفاظ پر ''سیدنا و مولانا'' کا اضافہ کیا واقعی ناجائز اور ممنوع ہے؟ لیکن میں اس بحث کے آغاز ہی میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں درود میں صرف وہ الفاظ بڑھانا جائز سمجھتا ہوں جو بجائے خود حضورؐ کے لیے اور دوسرے لوگوں کے لیے مشروع ہوں' خواہ درود کے ماثور الفاظ میں وہ شامل نہ ہوں۔ (۱)

درود کے ماثور الفاظ پر ابن مسعودؓ کا اضافہ

آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ احادیث سے جتنے درود (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درود) ثابت ہیں' ان میں سیدنا کا لفظ شامل نہیں ہے' اگرچہ وہ حافظ ابن حجرؒ ہی نے کیا ہو' کہ کسی صحابی سے ایسا کوئی درود ثابت نہیں ہے۔ ابن ماجہ' باب الصلوٰۃ علی النبیؐ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ اذا صليتم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحسنوا الصلوٰة عليه فانكم لا تدرون لعل الله ذالك يعرض عليه– ''تم لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو حسن و خوبی کے ساتھ بھیجو' تمہیں کیا خبر' ہو سکتا ہے کہ تمہارا درود حضورؐ کے سامنے پیش ہو''۔ لوگوں نے عرض کیا ''تو پھر وہ آپ ہمیں سکھا دیں''۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ– ''خدایا' اپنی عنایت و رحمت اور اپنی برکتیں نازل فرما رسولوں کے سردار' متقیوں کے پیشوا اور نبیوں کے خاتم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں' جو نیکی اور بھلائی کے امام و قائد اور رسول رحمت ہیں۔ خدایا ان کو اس مقام محمود پر پہنچا جس پر اولین و آخرین رشک کریں''۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے درود کے وہ ماثور الفاظ پڑھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ ہیں۔

حضرت عبداللہ کے اس ارشاد کا صحیح مطلب اس مثال سے اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر کوئی شریف آدمی کسی کے ہاں جاتا

---

(۱) لیکن یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ (غلام علی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس کے ملازم سے اپنی آمد کی اطلاع دینے کے لیے کہتا ہے تو اپنی زبان سے وہ خود یہ نہیں کہتا کہ صاحب خانہ سے کہو "مولانا عبدالرحمٰن صاحب تشریف لائے ہیں"۔ بلکہ وہ کہتا ہے "عبدالرحمٰن حاضر ہوا ہے"۔ اب یہ ملازم کی تمیز پر موقوف ہے کہ وہ صاحب خانہ کو اطلاع دینے کے لیے آنے والے کے مرتبے کے مطابق الفاظ استعمال کرتا ہے یا ٹھیک وہی الفاظ دہرا دیتا ہے جو آنے والے نے اپنے لیے استعمال کیے تھے۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کو حضرت اسود بن یزید نے روایت کیا ہے جو جلیل القدر تابعین میں سے تھے۔ ان کا مرتبہ اس سے بلند تر ہے کہ ان کی ثقاہت کے لیے کسی کی سند لائی جائے۔ ان سے اس کو روایت کرنے والے ابوفاختہ سعید بن علاقہ ہیں جنہیں حافظ ابن حجر نے تقریب میں ثقہ قرار دیا ہے۔ ان سے عون بن عبداللہ اس کے راوی ہیں جن کی ثقاہت پر امام احمد، یحیٰ بن معین، عجلی اور نسائی نے شہادت دی ہے۔ ان سے روایت کرنے والے المسعودی عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہیں، اور یہی وہ راوی ہیں جن کو مخبوط الحواس قرار دے کر یہ روایت ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ٹھیرائی جاتی ہے۔ حالانکہ علمائے رجال نے تصریح کی ہے کہ وہ ثقہ تھے اور صرف آخر عمر میں ان کا ذہن الجھ گیا تھا۔ امام احمد اور ابن عمّار کہتے ہیں کہ کوفے اور بصرے میں جو روایات لوگوں نے ان سے سنی ہیں وہ سب صحیح ہیں، البتہ بغداد جا کر ان کا ذہن پراگندہ ہو گیا تھا۔ ابن ابی حاتم اپنے والد ابو حاتم کا قول نقل کرتے تھے کہ اپنی موت سے سال یا دو سال پہلے ان کے ذہن کی یہ حالت ہوئی تھی۔ ابن معین کہتے ہیں کہ قاسم اور عون بن عبداللہ سے جو احادیث انہوں نے روایت کی ہیں وہ صحیح ہیں۔ ابن عینیہ کہتے ہیں کہ میرے علم میں کوئی شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علم کو مسعودی سے زیادہ جاننے والا نہ تھا۔ علمائے رجال کی اس شہادت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح بے دردی کے ساتھ ان احادیث کو اٹھا کر پھینک دیا جاتا ہے جو مفید مطلب نہیں ہوتیں۔

کیا واقعی حضورؐ نے اپنے لیے لفظ "سید" کے استعمال کو ممنوع قرار دیا تھا

آپ کا یہ قول قطعاً صحیح نہیں ہے کہ اپنے لیے سید کا لفظ استعمال کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا۔ یہ احادیث کو نہ سمجھنے اور ان کے موقع و محل کو جانے بغیر ان سے غلط نتائج نکالنے کی ایک واضح مثال ہے۔ اس معاملہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشامد، اور کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ بخاری اور ابوداؤد میں حضرت ابوبکرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کے سامنے ایک اور شخص کی تعریف کی۔ آپ نے تین مرتبہ (اور دوسری روایت میں ہے بار بار) فرمایا "تو نے تو اپنے دوست کا گلا کاٹ دیا"۔ پھر سمجھایا کہ اگر تم میں سے کسی کو اپنے کسی بھائی کی مدح ضرور ہی کرنی ہو اور وہ واقعی اس کے متعلق وہی کچھ جانتا ہو، جو وہ کہنا چاہتا ہے۔ تو یوں کہے کہ "میں اسے ایسا سمجھتا ہوں" اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ اس کو جاننے والا تو اصل میں اللہ ہے اور میں اللہ پر اس کا تزکیہ لازم کرنے والا نہیں ہوں"۔ (۱)

---------------********---------------

تخریج (۱): ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِد، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی بَکْرَةَ عَنْ اَبِیه، اَنَّ رَجُلًا ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ رَجُلٌ خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ یَقُوْلُهُ مِرَارًا اِنْ کَانَ اَحَدُکُمْ مَادِحًا لَامَحَالَةَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ کَذَا وَکَذَا اِنْ کَانَ یُرٰی اَنَّهُ کَذٰلِكَ وَحَسِیْبُهُ اللّٰهُ وَلَا یُزَکِّی عَلَی اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَحَدًا وقَالَ وُهَيبٌ عَنْ خَالِدٍ وَيْلَكَ۔

مآخذ: ۔ ☆ بخاری، کتاب الادب باب ما یکره من التمادح۔ ☆ ابو داؤد، کتاب الادب باب في كراهية التمادح۔

عَنْ اَبِي مُوْسٰى ، قَالَ : سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِيْ عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ : اَهْلَكْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ۔

حوالہ مذکورہ بالا۔

ابو داؤد نے مرارًا کی جگہ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اور آگے اِذَا مَدَحَ اَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ اَحْسَبُهُ كَمَا يُرِيْدُ اَنْ يَقُوْلَ وَلَا اُزَكِّيْهِ عَلَى اللّٰهِ

———o———

یہ بات نگاہ میں رکھیے اور پھر اس روایت کو دیکھیے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضورؐ نے اپنے لیے لفظ "سید" کے استعمال سے منع فرما دیا تھا۔ مسند احمد میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یامحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یاسیدنا و ابن سیدنا ، وخیرنا و ابن خیرنا — "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے، ہمارے بہترین شخص اور ہمارے بہترین شخص کے بیٹے"۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا "لوگو، اپنے تقویٰ پر قائم رہو، شیطان تمہیں غلط راستے پر نہ ڈالنے پائے، میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس منزلت سے اوپر اٹھانے کی کوشش کرو جو اللہ عزوجل نے مجھے عطا کی ہے"۔ اس کے ساتھ ہی وہ روایت بھی ملاحظہ فرمالیجیے جس کی بنا پر آپ لفظ سید کے استعمال سے منع کر دینے کی تاریخ ۹ ہجری متعین فرمارہے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ، ثَنَا مُؤَمَّلٌ ، ثَنَا حَمَّادٌ ، عَنْ حُمَيْدٍ ، عَنْ اَنَسٍ ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ : لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَيِّدَنَا وَ ابْنَ سَيِّدِنَا وَ يَا خَيْرَنَا وَ ابْنَ خَيْرِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يٰاَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَا رَفَعَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

مآخذ: ۔ ☆ مسند احمد، ج ۳، ص ۲۴۱، انس بن مالک۔

مسند احمد کی ایک روایت میں انت سید قریش اور ایک دوسری میں انت ولینا و انت سیدنا و انت اطول علینا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

مآخذ☆ مسند احمد' ج ۴'ص ۲۴۔۲۵ مطرف بن عبداللہ۔

------ O ------

مسند احمد میں تین جگہ اور ابو داود کتاب الادب میں ایک جگہ یہ ذکر ہے کہ بنی عامر کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں مطرف بن عبداللہ بن الشخیر کے والد بھی شریک تھے۔ مطرف اپنے والد ہی کے حوالہ سے ان کا یہ بیان روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حاضر ہو کر آپؐ کو سلام کیا اور پھر کہا کہ آپ ہمارے ولی ہیں' آپ ہمارے سید (سردار) ہیں' آپ ہم پر سب سے زیادہ عطاء و بخشش کرنے والے اور فضل فرمانے والے اور بڑے عمدہ کھانے کھلانے والے ہیں۔ ان کے اس خوشامدانہ انداز کو دیکھ کر حضورؐ نے ان کے الفاظ انت سیدنا کے جواب میں فرمایا السید اللّٰہ تبارك وتعالٰی اور جب وہ خوشامد کیے ہی چلے گئے تو فرمایا "اپنی بات کہو اور شیطان تمہیں اپنے مطلب کے لیے استعمال نہ کرے"۔ (۱)

---------------*********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنُ الْمُفَضَّلِ - ثَنَا اَبُوْ مَسْلَمَةَ سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، قَالَ: قَالَ اَبِيْ: انْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلْنَا: وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ: قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ اَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ۔

مآخذ:۔☆ ابو داود' کتاب الادب' باب في كراهية التمادح ۔ ☆ مسند احمد' ج ۴'ص ۲۵' مطرف بن عبداللہ۔

------ O ------

اس کلام کو دلیل قرار دے کر یہ کہنا کہ حضورؐ نے اپنے لیے لفظ "سید" کے استعمال کو منع فرما دیا تھا' حدیث دانی اور حدیث فہمی کی کوئی اچھی مثال نہیں ہے۔ حضورؐ کے الفاظ السيد اللّٰه تبارك و تعالٰی کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ اللہ کے سوا کسی کے لیے لفظ سید استعمال نہیں کیا جا سکتا' تو پھر ان تمام احادیث کو غلط ٹھیرانا پڑے گا جن میں غیر اللہ کے لیے لفظ سید استعمال کیا گیا ہے' اور اس کے ساتھ اللہ جل شانہ کے اسمائے خاص میں لفظ السید کا اضافہ کرنا پڑے گا' حالانکہ اسمائے الٰہی میں کسی نے بھی اس کو شمار نہیں کیا ہے۔ لیکن اگر اس کا مطلب صرف یہ لیا جائے کہ اور سب کے لیے تو یہ لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے' البتہ حضورؐ کے لیے اس کا استعمال ممنوع ہے تو یہ سراسر بے بنیاد معنی آفرینی ہو گی' کیونکہ جس فقرے کو آپ دلیل بنا رہے ہیں اس سے یہ مفہوم کسی طرح بھی نہیں نکلتا۔ علاوہ بریں یہ بات اس لیے بھی غلط ہے کہ جب خوشامد کے سوا کسی اور انداز میں حضورؐ کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا تو آپ نے اس سے منع نہ فرمایا۔ چنانچہ مسند احمد میں نضلہ بن طریف کی روایت ہے کہ ان کے قبیلے کے ایک شخص عبداللہ کی بیوی ناشزہ ہو کر بھاگ گئی اور اسی قبیلے کے ایک دوسرے شخص مطرف بن بہصل کے ہاں جا بیٹھی۔ عبداللہ نے جا کر اس شخص سے اپنی بیوی کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ آخر کار وہ فریادی بن کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند اشعار کی صورت میں اپنی شکایت پیش کی۔ ان میں سے پہلا شعر یہ تھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاسید الناس ودیان العرب

الیک اشکو ذربة من الذرب

''اے لوگوں کے سردار اور عرب کے فرمانروا' آپ کے پاس میں بڑی زبان دراز عورتوں میں سے ایک کی شکایت پیش کرتا ہوں''۔

یہ چونکہ فریادی کی فریاد تھی نہ کہ کسی خوشامدی کی خوشامد' اس لیے ان الفاظ پر حضورؐ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا' بلکہ فوراً مطرف کے نام فرمان لکھا کہ اس شخص کی بیوی اس کے حوالے کر دو۔(۱)

بے سند اور غیر متعلق روایات سے استدلال

قاضی عیاض کی شفا سے آپ نے جو روایت نقل کی ہے' اس کا کوئی حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے اور نہ اس روایت کی سند بیان کی ہے۔ عجیب بات ہے کہ مفید مطلب روایت تو بلاسند و بلاحوالہ قبول' اور خلاف مطلب روایت اگر صحاح ستہ میں سے ایک کے اندر پوری متصل سند کے ساتھ درج ہو تو اس کے ایک راوی پر بلاتحقیق تہمتیں جوڑ کر پوری حدیث رد۔ رہی آپ کی نقل کردہ روایت جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتے کا سوال' اور حضرت جبریل کے مشورے پر حضورؐ کا جواب نقل کیا گیا ہے تو وہ اس بحث میں سرے سے غیر متعلق ہے۔

حضورؐ کے ارشاد پر حضرت عمرؓ کا اعتراض

آپ نے اس مشہور واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ جب بنی قریظہ کے معاملہ میں حکم کی حیثیت سے فیصلہ دینے کے لیے حضرت سعدؓ بن معاذ بلائے گئے تھے تو حضورؐ نے حاضرین کو' یا انصار کو حکم دیا تھا کہ قوموا الی سیدکم — لیکن بخاری' مسلم' ابوداؤد' مسند احمد اور مغازی و سیرت کی کتابوں میں اس واقعے کی تمام دوسری روایات چھوڑ کر آپ کی نگاہ صرف مسند احمد کی اس ایک روایت پر جاکر ٹھیری جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضورؐ کے یہ ارشاد فرماتے ہی کہ قوموا الی سیدکم (اپنے سردار کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاؤ) حضرت عمرؓ بھری مجلس میں بول اٹھے کہ سیدنا اللہ عز وجل (۱) (ہمارا سردار تو اللہ عزوجل ہے)۔ تھوڑی دیر کے لیے اس بات سے قطع نظر کر لیجئے کہ دوسری روایتیں اس ذکر سے خالی ہیں' آپ کی سمجھ میں یہ بات آ کیسے گئی کہ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں یہ گستاخی کر سکتے تھے؟ اور وہ حضرت عمرؓ یہ بات کیسے کہہ سکتے تھے جن کا اپنا قول ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے ان الفاظ میں نقل ہوا ہے کہ ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں' ہمارے بہترین آدمی ہیں' ہم سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہیں)۔ اور جن کا ایک دوسرا قول بخاری میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے یوں منقول ہوا ہے کہ ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا ، یعنی بلالاً (ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار' یعنی بلالؓ کو آزاد کیا ہے)

---

(۱) یہ صاحب بنی حرماز میں سے تھے جو بنی مازن کے گھرانوں میں سے ایک گھرانا تھا۔ ان کا حضورؐ کو ''دیان العرب'' کہہ کر خطاب کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس قبیلے کا قبول اسلام بھی فتح مکہ اور جنگ حنین کے بعد ہی کا واقعہ ہو سکتا تھا جبکہ آپؐ واقعی عرب کے فرمانروا ہو گئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

--------------*********--------------

تخریج (ا): ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِیْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَیْفٍ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ اَهْلَ قُرَیْظَةَ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِ فَجَآءَ فَقَالَ: قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اَوْقَالَ خَیْرِکُمْ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِكَ قَالَ: فَاِنِّیْ اَحْکُمُ اَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰی ذَرَارِیُّهُمْ فَقَالَ: لَقَدْ حَکَمْتَ بِمَا حَکَمَ بِهِ الْمَلِكُ...... الخ ـ

ماخذ: ـ ☆ بخاری' کتاب الاستئذان' باب قول النبي صلی الله علیه وسلم قوموا الي سیدکم ـ ☆ ابو داؤد' کتاب الادب' باب ماجاء فِي القیام ـ ☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۷۱' ابو سعید خدری ـ

حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، اَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: کَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یعنِي بِلَالًا ـ

ماخذ: ـ ☆ بخاری' کتاب المناقب' مناقب بلال بن رباح مولی ابی بکر و قال النبی صلی الله علیه وسلم سمعت دف نعلیك بین یدی فِي الجنة ـ

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعِیْدِ الْجَوْهَرِیُّ، نَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: اَبُوْبَکْرٍ: سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ـ (هذا حدیث صحیح غریب)

ماخذ: ـ ☆ ترمذی' ابواب المناقب' مناقب ابی بکر الصدیق ـ ☆ المستدرک للحاکم' ج ۳' ص ۶۶' کتاب معرفة الصحابة ـ

-----o-----

کیا حضورؐ کے لیے دعا میں سیدنا کہنا روح دعا کے خلاف ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ درود میں حضورؐ کے لیے سید کا لفظ استعمال کرنا روح دعا کے خلاف ہے' درخواست اور دعا میں تو عبدیت اور عاجزی و انکساری کا اظہار ہونا چاہیے اور جس کے حق میں دعا کرنی ہو' اس کے لیے تو یوں کہنا چاہیے کہ ایک بندۂ مسکین آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے' نہ یہ کہ ہمارا آقا اور سردار حاضر ہو رہا ہے ـ آپ کی یہ بات اس صورت میں تو بلاشبہ درست ہے جبکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی خود اپنے لیے دعا مانگ رہا ہو۔ مگر کیا یہ اس صورت میں بھی صحیح ہے جبکہ آدمی کی دعا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہو؟ کیا آپ حضورؐ کے حق میں دعا مانگتے ہوئے (معاذ اللہ) یوں کہیں گے کہ "یا اللہ بے چارے مسکین محمد رسول اللہؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما؟" پھر آپ کی یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے جبکہ مسند احمد، مسند ابو عوانہ، صحیح ابن حبان اور حافظ مروزی کی مسند ابوبکر صدیقؓ میں صحیح سند کے ساتھ روز قیامت کی شفاعت کے متعلق یہ روایت آئی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اور ان سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ آنحضورؐ پر دعا کا ایک ایسا طریقہ کھولے گا جو اس سے پہلے کسی بشر پر کبھی نہیں کھولا گیا، اور حضورؐ عرض کریں گے "ای رب جعلتني سيد ولد ادم ولا فخر و اول من تنشق عنه الارض يوم القيمة ولا فخر" (۱) "اے میرے رب، تو نے مجھے سید اولاد آدم بنایا اور اس پر کوئی فخر نہیں، اور قیامت کے روز پہلا وہ شخص بنایا جس کے نکلنے کے لیے زمین شق ہوئی اور اس پر کوئی فخر نہیں"۔ دیکھئے یہاں خود اللہ تعالیٰ حضورؐ کو دعا کا طریقہ سکھا رہا ہے، اور اس میں سید ولد آدم کے الفاظ استعمال ہو رہے ہیں۔ کیا یہ روح دعا کے خلاف ہے؟

---------------********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ : حَدَّثَنِي اَبِیْ، قَالَ : ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ نِ الْمَازِنِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِي اَبُوْ نَعَامَةَ، قَالَ : حَدَّثَنِي اَبُوْ هُنَيْدَةَ الْبَرَآءُ بْنُ نَوْفَلٍ عَنْ وَالَانَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ مِنَ الدُّعَاءِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى بَشَرٍ قَطُّ فَيَقُوْلُ : اَیْ رَبِّ خَلَقْتَنِیْ سَيِّدَ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَافَخْرَ ..... الخ۔

ماخذ: ۔ ☆ مسند احمد، ۱۱، ص ۵۔ ابوبکر صدیق۔

----- o -----

لفظ سید کی مشروعیت

آپ کے تمام اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اب میں عرض کرتا ہوں کہ سید کا لفظ ایک مشروع لفظ ہے جو بکثرت احادیث میں حضورؐ کے لیے بھی اور دوسرے انسانوں کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ بخاری، مسلم، مسند احمد، مسند ابو داؤد طیالسی، ترمذی، ابو داؤد، دارمی اور دوسری کتب حدیث میں بکثرت سندوں کے ساتھ حضرات ابن عباس، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی روایات آئی ہیں جن میں وہ حضورؐ کے یہ ارشادات نقل کرتے ہیں کہ انا سيد ولد آدم يوم القيمة ولا فخر، یا انا سيد الناس يوم القيمة ولا فخر۔ (۱) ان میں سے بعض روایات میں یوم القیمۃ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ صرف سید ولد آدم کے الفاظ ہیں۔

مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ اور مسند احمد میں یہ روایات آئی ہیں کہ لعان کے بارے میں جب حکم الٰہی کے نزول سے پہلے یہ مسئلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش ہوا کہ شوہر اپنی بیوی کو غیر مرد کے ساتھ ملوث دیکھ لے تو کیا کرے' اور اس موقع پر حضرت سعد بن عبادہ نے غیر معمولی غیرت کا اظہار کیا' تو حضورؐ نے انصار کو خطاب کر کے فرمایا اسمعوا الیٰ مایقول سید کم- (۲) "سنو تمہارے یہ سردار کیا کہہ رہے ہیں"۔ اسی طرح بخاری' مسلم' نسائی وغیرہ میں حضرت عائشہؓ سے افک کا جو قصہ منقول ہوا ہے اس میں وہ حضرت سعد بن عبادہ کے لیے سید الخزرج (۱) کے الفاظ استعمال فرماتی ہیں اور حضرت سعدؓ بن معاذ کے لیے لفظ سید کے استعمال کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

مسند احمد اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت ابی بن کعب کے لیے سید القراء کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔

---------------*********---------------

تخریج (۱): ـ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ، نَا سُفْیَانُ ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ ، عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ بِیَدِیْ لِوَآءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ — ھذا حدیث حسن

ماخذ: ـ ☆ ترمذی ج ۲' ۲۲۰۲' ابواب المناقب' باب --- ' ☆ ابوداؤد' کتاب السنہ باب فی التخییر بین الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام — ☆ عن ابی ہریرہ۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، ثَنَا حَجَّاجٌ ، ثَنَا شَرِیْكٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ غَالِبٍ ، عَنْ حُذَیْفَۃَ ، قَالَ : سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ماخذ: ـ مسند احمد' ج ۵' ص ۳۸۸' حذیفہ بن الیمان۔

المستدرک للحاکم میں ہے: عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ —

ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاہ —

مسند ابی عوانہ میں شفاعت کی طویل حدیث میں مندرجہ ذیل الفاظ منقول ہیں :

---

(۱) بخاری ج ۲' ص ۵۹۵' مطبوعہ اصح المطابع کراچی
مسلم ج ۲' ص ۳۶۶' کتاب التوبہ' حدیث توبہ کعب بن مالک۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَيَقُوْلُ عِيْسٰى : لَيْسَ ذَاكُمْ عِنْدِي وَلٰكِنِ انْطَلِقُوْا اِلٰى سَيِّدِ وُلْدِ آدَمَ فَاِنَّهُ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ ـ

ماخذ: ـ☆ مسند ابی عوانہ ' ج ا ' ص ۱۷۶

المستدرک للحاکم میں ہے : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَيِّدُ الْاَنْبِيَاءِ خَمْسَةٌ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْخَمْسَةِ نوح و ابراهيم وموسٰى وعيسٰى ومحمد صلوات الله وسلامه عليهم ـ

هذا حديث صحيح الاسناد و ان كان موقوفا على ابى هريرة ـ

ماخذ: ـ☆ متدرک حاکم ' ج ۲ ' ص ۵۴۶ ' کتاب التاریخ سید الانبیاء خمسة ومحمد سيد الخسمة ـ

تخریج: ـ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ، قَالَ : نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ اَهْلِيْ رَجُلًا لَمْ اَمَسَّهُ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَعَمْ ، قَالَ : كَلَّا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ كُنْتُ لَاُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ اِنَّهُ لَغَيُوْرٌ وَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ ـ

ماخذ: ـ☆ مسلم ' ج ا ' ص ۴۹۱ ' کتاب اللعان ـ☆ مسند احمد ' ج ا ' ص ۲۳۸ ' ابن عباس ـ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ، ثَنَا هُشَيْمٌ ، اَنْبَاَنَا الْعَوَّامُ ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا كَانُوْا لَهُ حِصْنًا حَصِيْنًا مِّنَ النَّارِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَاِنْ كَانَا اثْنَيْنِ قَالَ : وَاِنْ كَانَ اثْنَيْنِ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اُقَدِّمْ اِلَّا اثْنَيْنِ قَالَ : وَاِنْ كَانَا اثْنَيْنِ قَالَ : فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَعْبٌ اَبُوْ الْمُنْذِرِ: سَيِّدُ الْقُرَّآءِ لَمْ اَقْدَمْ اِلَّا وَاحِدًا قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَقَالَ: اِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی۔

ماخذ: ۔☆ مسند احمد، ج ۱، ص ۷۵، ۳، ۴۲۹، عبداللہ بن مسعود۔

المستدرک نے ایک روایت انہی کے بارے میں یوں بھی نقل کی ہے:

يَقُوْلُ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَ الْاَنْصَارِ فَلَمْ يَمُتْ حَتّٰی قَالُوْا سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ماخذ: ۔☆ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۳۰۲، کتاب معرفة الصحابة ذکر مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔

-----o-----

مسلم، ابوداؤد اور مسند احمد وغیرہ میں حضورؐ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ غلام اور لونڈیاں اپنے مالک اور مالکہ کو ربی اور ربتي نہ کہیں بلکہ سیدی اور سیدتی کہا کریں۔(۱)

بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے سیدة نساء هذه الامة، سيدة نساء المومنين یا نساء المومنات اور سيدة نساء اهل الجنة کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔(۲)

بخاری، ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق حضورؐ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ابني هذا سيد ولعل الله ان يصلح به بين فئتين من المسلمين (۳) (میرا یہ بیٹا سید ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا)۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ دوسری روایتوں میں الفاظ کچھ کچھ مختلف ہیں، مگر حضرت حسنؓ کے لیے سید کا لفظ سب میں موجود ہے۔

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے سید اشباب اهل الجنة (٤) کے الفاظ ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور مسند احمد بن حنبل میں وارد ہوئے ہیں، اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لیے سيد اكهول اهل الجنة (٥) کے الفاظ مختلف سندوں سے مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ میں منقول ہیں۔

یہ تمام احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ سید کا لفظ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیر مشروع ہے اور نہ دوسرے انسانوں کے لیے، اور وہ نہ اس دنیا میں غیر مشروع ہے نہ آخرت میں۔ پھر نماز کے اندر یا خارج از نماز حضورؐ پر درود بھیجتے ہوئے اس کے استعمال کو کیسے ناجائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ، وَقُتَیْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوْا: نَا اِسْمَاعِیْلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَکُلُّ نِسَآءِکُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَفَتَاتِیْ۔ دوسری روایت میں ہے:

لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ فَکُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ فَتَایَ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ۔ تیسری روایت میں ہے:

لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ اسْقِ رَبَّكَ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّیْءْ رَبَّكَ وَقَالَ لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ رَبِّیْ وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ وَلَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ وَلْیَقُلْ فَتَایَ فَتَاتِیْ غُلَامِیْ۔

مآخذ ☆ مسلم کتاب الالفاظ من الادب وغیرها باب حکم اطلاق لفظة العبد والامة والمولي والسید۔ ☆ ابوداؤد، کتاب الادب باب لا یقول المملوك ربی وربتي لا یقولن احدکم عبدی وامتي ولا یقولن المملوك ربی وربتي ولیقل المالك فتای وفتاتی ولیقل المملوك سیدی وسیدتی فانکم المملوکون والرب اللّٰه عزوجل۔ *مسند احمد، ج ۲، ابوهریره۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، اَنَّ اُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِیْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: خَیْرُکُمْ اَوْ سَیِّدُکُمْ فَقَالَ: یَا سَعْدُ اِنَّ هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِكَ قَالَ: فَاِنِّیْ اَحْکُمُ فِیْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰی ذَرَارِیُّهُمْ قَالَ: حَکَمْتَ بِحُکْمِ اللّٰهِ اَوْ بِحُکْمِ الْمَلِكِ

مآخذ: ۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۵۳۶۔ ۵۳۷، کتاب المناقب مناقب سعد بن معاذ۔ ☆ مسلم، ج ۲، ص ۹۵، کتاب الجهاد والسیر باب اجلاء الیهود من الحجاز۔ مطبوعہ اصح المطابع کراچی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، ثَنَا اَبُوْ مُوْسٰی عَنِ الْحَسَنِ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَابَكْرَةَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ اِلٰی جَنْبِهٖ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَاِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُوْلُ: ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

مآخذ: ـ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۵۳۰، کتاب المناقب، مناقب الحسن والحسین ـ ☆ المستدرک، ج ۳، ص ۱۷۵ـ

مستدرک میں حضرت ابو ہریرۃ سے یہ بھی منقول ہے: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهُ سَيِّدٌ ـ

ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاہ ـ

مآخذ: ـ ☆ مستدرک حاکم ج ۳، ص ۱۶۹

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ـ

مآخذ: ـ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۵۳۲، کتاب المناقب، مناقب فاطمہ ـ

فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ـ

مآخذ: ـ ☆ مسلم، ج ۲، ص ۲۹۰ـ۲۹۱، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل فاطمۃ رضی اللہ عنھا ـ ☆ ترمذی ابواب المناقب، ج ۲، ص ۲۱۸، باب ---------------

(۴) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا اَبُوْ دَاوُدَ الْحَضَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ـ

مآخذ: ـ ☆ ترمذی، ابواب المناقب، مناقب ابی محمد الحسن بن علی بن ابی طالب والحسین بن علی بن ابی طالب ـ ☆ ابن ماجہ المقدمہ فضل علی بن ابی طالب ـ ☆ المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۶۷ـ

ابن ماجہ اور مستدرک دونوں میں و ابوھما خیر منھما کا اضافہ بھی منقول ہے ـ مستدرک نے ھذا حدیث صحیح بھذہ الزیادۃ و لم یخرجاہ کہا ہے ـ ☆ مسند احمد، ج ۳، ص ۶۲، ابو سعید خدری ـ

(۵) حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: ذَكَرَهُ دَاوُدُ عَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَ كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مَا خَلَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ۔

مآخذ: ۔☆ ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۷، ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق، باب ------ ☆ ابن ماجہ المقدمہ فضل ابی بکر الصدیق۔

------ o ------

لفظ مولیٰ کی مشروعیت

ایسا ہی معاملہ لفظ مولیٰ کا ہے۔ ابن ماجہ میں یہ روایت آئی ہے کہ کسی حج کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت معاویہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت علیؓ کا ذکر برائی کے ساتھ ہو رہا تھا۔ اس پر حضرت سعدؓ غضبناک ہو گئے اور انہوں نے فرمایا تقول ھذا الرجل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (۱) "آپ یہ باتیں اس شخص کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس کے متعلق میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کا مولیٰ ہے"۔

---------------********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، ثَنَا مُوْسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِيْ بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ فَذَكَرُوْا عَلِيًّا - فَنَالَ مِنْهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَقَالَ: تَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ - وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔

مآخذ: ۔☆ ابن ماجہ المقدمہ فضل علی بن ابی طالب ۔☆ مسند احمد، ج ۴، ص ۳۶۸، زید بن ارقم۔

------ o ------

مسند احمد نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس حضرت بریدہؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ یمن کی مہم پر گیا اور وہاں مجھے ان سے سخت برتاؤ کا تجربہ ہوا۔ میں نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ حضورؐ کا چہرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مبارک میری بات سن کر متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا "اے بریدہ' کیا میں مومنوں کے لیے ان کی جان سے بڑھ کر عزیز نہیں ہوں؟" میں نے عرض کیا "کیوں نہیں' یا رسول اللہ"۔ حضورؐ نے اس پر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ — حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند عمدہ اور قوی ہے اور اس کے راوی سب کے سب ثقہ ہیں۔

نسائی میں حضرت زید بن ارقم کی روایت نقل کی گئی ہے جس میں وہ حجتہ الوداع سے واپسی پر غدیر خم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' من کنت مولاہ فھذا ولیہ "جس کا میں مولیٰ ہوں یہ بھی اس کا ولی ہے"۔ حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ امام ذہبیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام احمدؒ نے مسند میں حضرت زیدؓ بن ارقم کی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ حضورؐ نے وادی خم میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا "کیا تم نہیں جانتے' یا فرمایا کہ کیا تم اس کی شہادت نہیں دیتے کہ میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے بڑھ کر عزیز ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا ضرور۔ آپ نے فرمایا فمن کنت مولاہ فان علیاً مولاہ— (۱) اور دوسری روایت میں ہے فعلی مولاہ— ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ اسناد عمدہ ہے اور اس کے راوی سنن کی شرط کے مطابق ثقہ ہیں۔

---------------********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا سُفْیَانُ، ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْمُغِیْرَةِ، عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ، عَنْ مَیْمُوْنِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ: وَاَنَا اَسْمَعُ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِوَادٍ یُقَالُ لَهٗ وَادِیْ خُمٍّ، فَاَمَرَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّاهَا بِهَجِیْرٍ قَالَ: فَخَطَبَنَا وَظُلِّلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ عَلٰی شَجَرَةٍ سَمُرَةٍ مِنَ الشَّمْسِ فَقَالَ: اَوَلَسْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ؟ قَالُوْا: بَلٰی، قَالَ: فَمَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَاِنَّ عَلِیًّا مَوْلَاهُ— اَللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ وَوَالِ مَنْ وَالَاهُ—

ماخذ:۔☆ مسند احمد' ج ۴' ص ۳۷۲' زید بن ارقم۔

------o------

اس سے ثابت ہوا کہ مولا کا لفظ بھی نبی اور غیر نبی' دونوں کے لیے غیر مشروع نہیں ہے۔ پھر اگر نماز کے اندر اور خارج از نماز' حضورؐ پر درود بھیجتے ہوئے سیدنا و مولانا کے الفاظ استعمال کیے جائیں تو اس میں آخر گناہ کیا ہے؟ اور کس دلیل سے اس کو ممنوع یا ناجائز یا مکروہ قرار دیا جا سکتا ہے؟

(رسائل و مسائل' حصہ پنجم ص ۲۲۱ تا ۲۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۵

جمعہ اور اس کے احکام

فرضیت جمعہ

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا "آج سے لے کر قیامت تک جمعہ تم لوگوں پر فرض ہے۔ جو شخص اسے ایک معمولی چیز سمجھ کر یا اس کا حق نہ مان کر اسے چھوڑ دے، خدا اس کا حال درست نہ کرے، نہ اسے برکت دے، خوب سن رکھو، اس کی نماز نماز نہیں ہے، اس کی زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں، اس کا حج حج نہیں، اس کا روزہ روزہ نہیں، اس کی کوئی نیکی نیکی نہیں، جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے، پھر جو توبہ کر لے اللہ اسے معاف فرمانے والا ہے۔(۱) (ابن ماجہ، بزار)

جمعہ کن پر فرض ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس کی اذان سنے"۔(۲) (ابوداؤد، دارقطنی)

جابر بن عبداللہ اور ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے خطبہ میں فرمایا "جان لو کہ اللہ نے تم پر نماز جمعہ فرض کی ہے"۔ (بیہقی)(۳)

حضرت حفصہ کی روایت ہے کہ "حضورؐ نے فرمایا جمعہ کے لیے نکلنا ہر بالغ پر واجب ہے"۔ (نسائی)۔(۴)

(تفہیم القرآن، ج ۵، ص ۴۹۶، الجمعہ حاشیہ ۱۵)

فَمَنْ تَرَكَهَا تَهَاوُنًا وَاسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا وَلَهُ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ۔ اَلَا فَلَا صَلٰوةَ لَهُ۔ اَلَا فَلَا صَوْمَ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔(۱)

ترجمہ:۔ پس جس نے جمعہ کو ایک معمولی چیز سمجھ کر اور اس کے حق کو ہلکا جان کر چھوڑ دیا درآنحالیکہ اس کا کوئی ظالم یا عادل امام موجود ہو تو خدا اس کی پراگندگی کو دور نہ کرے۔ جان رکھو کہ نہ اس کی نماز درست، نہ اس کا روزہ درست، جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ اگر توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ قبول کرے گا۔(۵)

---

(۱) ان الفاظ میں یہ حدیث نہیں مل سکی۔ (مرتب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں اسلامی نظام جماعت قائم ہو وہاں جمعہ کو ترک کرنا اور بھی زیادہ شدید گناہ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ جس نے مسجد میں چوری کی اس پر خدا کی لعنت۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس شخص کے نزدیک چوری کا حرام ہونا اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس کا ارتکاب مسجد میں ہو' بلکہ دراصل وہ ارتکاب فی المسجد کو ایک مزید وجہ شناعت کی حیثیت سے بیان کر رہا ہے۔ بالکل اسی طرح حضورؐ نے بھی امام المسلمین کی موجودگی' یا بالفاظ دیگر اسلامی نظام حیات کی موجودگی کو ترک جمعہ کے لیے ایک اور سبب مردودیت کی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری احادیث جن میں فرضیت جمعہ کی تاکید آئی ہے' امام کے ذکر سے خالی ہیں' اور دوسری احادیث میں تارک جمعہ کو جتنی توبیخ کی گئی ہے' اس حدیث میں اس سے زیادہ توبیخ پائی جاتی ہے۔

(تفہیمات' حصہ دوم' ص ۲۹۰' اشاعت پنجم ۱۹۷۰ء)

---------------********---------------

تخریج (۱): ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ بُكَيْرٍ أَبُوْ جَنَّابٍ [خَبَّابٍ] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ: تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا ـ وَصِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ـ تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا ـ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا، فِيْ يَوْمِيْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا مِنْ عَامِيْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ـ فَمَنْ تَرَكَهَا فِيْ حَيَاتِيْ اَوْ بَعْدِيْ وَلَهُ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَائِرٌ اسْتِخْفَافًا بِهَا، اَوْ جُحُوْدًا لَهَا فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ شَمْلَهُ، وَلَا بَارَكَ لَهُ فِيْ اَمْرِهِ ـ اَلَا، وَلَا صَلَاةَ لَهُ، وَلَا زَكَاةَ لَهُ، وَلَا حَجَّ لَهُ، وَلَا صَوْمَ لَهُ، وَلَا بِرَّ لَهُ حَتّٰى يَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ـ اَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَاَةٌ رَجُلًا وَلَا يَؤُمَّ اَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا ـ وَلَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ ـ ترجمہ:-

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا' لوگو! موت سے پہلے اللہ کی جانب رجوع کر لو [توبہ کر لو] اس سے قبل کہ تم مشغول ہو۔ اعمال صالحہ میں جلدی کرو۔ اللہ اور تمہارے درمیان جو تعلق و عمل ہے اسے بکثرت ذکر الٰہی اور خفیہ اور علانیہ کثرت سے صدقہ کے ذریعہ سے جوڑو۔ تمہیں رزق دیا جائے گا۔ تمہاری مدد و نصرت کی جائے گی۔ تمہارے نقصان کی تلافی کی جائے گی۔

خوب جان لو! اللہ تعالیٰ نے آج سے لے کر قیامت تک میرے اس مقام میں اس دن میں' اس مہینے میں اور اس سال میں'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم لوگوں پر جمعہ فرض کر دیا ہے۔جس شخص نے میری زندگی میں یا میرے بعد جبکہ اس کا امام عادل ہو یا ظالم' موجود ہو اسے ایک معمولی چیز سمجھ کر یا اس کا حق ہلکا سمجھ کر اسے چھوڑا تو خدا اس کی پراگندگی کو دور نہ کرے' نہ اسے کسی کام میں برکت دے۔

خوب سن لو' اس کی نماز' نماز نہیں' اس کی زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں۔اس کا حج حج نہیں' اس کا روزہ روزہ نہیں' اس کی کوئی نیکی نیکی نہیں۔جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔پھر جو توبہ کر لے اللہ اسے معاف فرمانے والا ہے۔

یہ بھی خوب سن لو کہ عورت کسی مرد کی امام نہ بنے اور نہ کوئی اعرابی مہاجر کی اور نہ کوئی فاجر کسی مومن کی امامت کرائے الا یہ کہ وہ فاجر مومن پر بزور غالب آجائے اور اس مومن کو اس کی تلوار اور کوڑے کا اندیشہ ہو۔

مآخذ: ۔☆ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة و السنة فيها ، باب في فرض الجمعة۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۱۷۱' کتاب الجمعہ۔☆تاریخ بغداد' ج ۱۳' ص ۲۶۷۔فی الزوائد۔اسنادہ ضعیف۔لضعف علی بن زید بن جدعان و عبداللہ بن محمد العدوی۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَارِسٍ ، ثَنَا قَبِيصَةُ ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَعِيدٍ ، يَعْنِي الطَّائِفِي — عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْه ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ هَارُونَ [۱] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :

اَلْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ —

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ جَمَاعَةٌ مِنْ سُفْيَانَ مَقْصُوْرًا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو لَمْ يَرْفَعُوْهُ وَإِنَّمَا أَسْنَدَ قَبِيصَةُ ، ترجمہ :۔حضرت عبداللہ بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس کی اذان سنے۔

مآخذ: ۔☆ابو داؤد' ج ۱' ص ۲۸۷' کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الجمعة باب من تجب عليه الجمعة۔ ☆السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۱۷۳' کتاب الجمعة باب وجوب الجمعة على من كان خارج المصر في موضع يبلغه النداء۔ ☆دارقطنی' ج ۲' ص ۶' باب الجمعة على من سمع النداء۔

دارقطنی میں انہی سے ایک اور روایت منقول ہے۔

(۳) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : اَلْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ بِمَدَى الصَّوْتِ — قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ : يَعْنِي حَيْثُ يَسْمَعُ الصَّوْتَ — ترجمہ :۔جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اتنے فاصلہ پر ہو' جہاں اذان کی آواز سنائی دے۔

---

[۱] عبداللہ بن ہارون کے متعلق علامہ ذہبی کہتے ہیں۔ تفرد عنه ابوسلمة ابن نبيه فهو على قاعدته مجهول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السنن الکبریٰ میں یہ روایت بیان کرنے کے بعد ابو داؤد کی رائے نقل کی ہے۔پھر لکھا ہے:
قال الشیخ وقبیصة بن عقبة من الثقات ومحمد بن سعید هذا هو الطائفی ثقة وله شاهد من حدیث عمرو ابن شعیب عن ابیه عن جده۔

اور دارقطنی والی سند سے مروی روایت نقل کر کے امام بیہقی نے لکھا ہے:

هکذا ذکره الدارقطنی رحمه الله فی کتابه بهذا الاسناد مرفوعًا وروی عن حجاج بن ارطاة عن عمرو کذلك مرفوعًا۔

ماخذ:۔☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۷۳، کتاب الجمعة باب وجوب الجمعة علی من کان خارج المصر فی موضع یبلغه النداء۔

---------------********---------------

(۴) اَخْبَرَنِی مَحْمُودُ بْنُ غَیْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی الْمُفَضَّلُ ابْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عَیَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ بُکَیْرِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ۔ ترجمہ:۔حضرت حفصہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کا بیان ہے کہ آپؐ نے فرمایا "جمعہ کے لیے نکلنا ہر بالغ پر واجب ہے"۔

ماخذ:۔☆نسائی، ج ۳، ص ۸۸، کتاب الجمعہ باب التشدید فی التخلف عن الجمعة۔

عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَعَلٰی مَنْ رَاحَ اِلَی الْجُمُعَةِ الْغُسْلُ۔ ترجمہ:۔ ہر بالغ کے لیے جمعہ کے لیے نکلنا لازم ہے اور جو جمعہ کے لیے نکلے اس پر غسل بھی لازم ہے۔

ماخذ:۔☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۷۲، کتاب الجمعہ، باب من تجب علیه الجمعة عن حفصة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۶

آداب جمعہ اور ضروری ہدایات

غسل کرنے کا حکم:

(۱) حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: "ہر مسلمان کو جمعہ کے روز غسل کرنا چاہئے، دانت صاف کرنے چاہئیں، جو اچھے کپڑے اس کو میسر ہوں، پہننے چاہئیں، اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگانی چاہئے۔ (مسند احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی)۔

(۲) حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جو مسلمان جمعہ کے روز غسل کرے اور حتی الامکان زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو پاک صاف کرلے، سر میں تیل لگائے یا جو خوشبو گھر میں موجود ہو، وہ لگائے، پھر مسجد جائے اور دو آدمیوں کو ہٹا کر ان کے بیچ میں نہ گھسے۔ پھر جتنی کچھ اللہ توفیق دے، اتنی نماز (نفل) پڑھے۔ پھر جب امام بولے تو خاموش رہے، اس کے قصور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری، مسند احمد)۔

دوران خطبہ جمعہ خاموش رہنا:

(۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جب امام خطبہ دے رہا ہو، اس وقت جو شخص بات کرے وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اور جو شخص اس سے کہے کہ چپ رہ، اس کا بھی کوئی جمعہ نہیں ہوا۔ (مسند احمد)

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اگر تم نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران میں بات کرنے والے شخص سے کہا "چپ رہ"، تو تم نے بھی لغو حرکت کی۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابو داؤد)

(اسی سے ملتی جلتی روایات امام احمد، ابو داؤد اور طبرانی نے حضرت علیؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ سے نقل کی ہیں)

خطبہ جمعہ مختصر اور نماز لمبی پڑھنے کا حکم:

(۶) آپؐ نے خطیبوں کو ہدایت فرمائی کہ لمبے لمبے خطبے دے کر لوگوں کو تنگ نہ کریں۔ آپؐ خود جمعہ کے روز مختصر خطبہ ارشاد فرماتے اور نماز بھی زیادہ لمبی نہ پڑھتے تھے۔ حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ حضورؐ طویل خطبہ نہیں دیتے تھے۔ وہ بس چند مختصر کلمات ہوتے تھے۔ (ابو داؤد)

(۶) حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں کہ آپؐ کا خطبہ نماز کی بہ نسبت کم ہوتا تھا اور نماز اس سے زیادہ طویل ہوتی تھی۔ (نسائی)

(۷) حضرت عمارؓ بن یاسر کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا آدمی کی نماز کا طویل ہونا اور خطبے کا مختصر ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ دین کی سمجھ رکھتا ہے۔ (مسند احمد، مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریباً یہی مضمون بزار نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔ان (احادیث) سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؐ نے کس طرح لوگوں کو جمعہ کے آداب سکھائے' یہاں تک کہ اس نماز کی وہ شان قائم ہوئی جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم کی اجتماعی عبادت میں نہیں پائی جاتی۔ (تفہیم القرآن' ج ۵' ص ۵۰۲' الجمعہ حاشیہ ۱۹)

---------------********---------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ، قَالَ : اَخْبَرَنَا حَرَمِیُّ بْنُ عُمَارَۃَ، قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، قَالَ : حَدَّثَنِیْ، عَمْرُو بْنُ سُلَیْمِ نِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ : اَشْھَدُ عَلٰی اَبِیْ سَعِیْدٍ، قَالَ : اَشْھَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ :

اَلْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَاَنْ یَّسْتَنَّ وَاَنْ یَّمَسَّ طِیْبًا اِنْ وَجَدَ قَالَ عَمْرٌو : اَمَّا الْغُسْلُ فَاَشْھَدُ اَنَّہٗ وَاجِبٌ، وَاَمَّا الْاِسْتِنَانُ وَالطِّیْبُ فَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَاجِبٌ ھُوَ اَمْ لَا۔ وَلٰکِنْ ھٰکَذَا فِی الْحَدِیْثِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ : ھُوَ اَخُوْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ وَلَمْ یُسَمَّ اَبُوْبَکْرٍ ھٰکَذَا رَوٰی عَنْہُ بُکَیْرُ بْنُ الْاَشَجِّ وَسَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ ھِلَالٍ وَعِدَّۃٌ۔ وَکَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ یُکْنٰی بِاَبِیْ بَکْرٍ وَاَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ ۔ **ترجمہ :**۔ عمرو بن سلیم انصاری کہتے ہیں میں ابو سعید خدری پر' گواہی دیتا ہوں۔ ابو سعید نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے فرمایا جمعہ کے روز غسل ہر بالغ مسلمان پر واجب (لازم) ہے۔مسواک سے دانت صاف کرنے چاہئیں۔اگر خوشبو میسر ہو تو لگانی چاہئے۔ عمرو بن سلیم کہتے ہیں کہ میں اس پر تو گواہی دیتا ہوں کہ غسل (واجب) ہے۔ البتہ مسواک اور خوشبو لگانا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ واجب ہیں یا نہیں۔ لیکن حدیث میں اسی طرح بیان ہوا ہے۔

مآخذ :۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۱' کتاب الجمعہ' باب الطیب للجمعۃ، مسلم ج ۱' ص ۲۸۰' کتاب الجمعہ فصل فی استحباب الغسل والسواک الخ۔ ☆السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۲۴۲' کتاب الجمعہ' باب السنۃ فی التنظیف یوم الجمعۃ الخ۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ الْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یَلْبَسُ مِنْ صَالِحِ ثِیَابِہٖ وَاِنْ کَانَ لَہٗ طِیْبٌ مَسَّ مِنْہُ۔

ترجمہ :۔ حضرت ابو سعید خدری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے آپؐ نے فرمایا جمعہ کا غسل ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے اور مسواک کرنا اور حتی المقدور خوشبو لگانا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ : ۔☆مسند احمد' ج ۳' ص ٦٦' ابو سعید خدری مسند کی ایک روایت ولو من طیب اهله بھی ہے۔ص ۲۰ نسائی میں ہے :

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : اَنَّ الْغُسْلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسِّوَاكَ وَاَنْ یَمَسَّ مِنَ الطِّیْبِ مَا یَقْدِرُ عَلَیْهِ ۔

مآخذ : ۔☆نسائی' ج ۱' ص ۹۷' کتاب الجمعہ' باب الهیأة للجمعة ۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۲۴۲' کتاب الجمعہ' باب السنة في التنظیف یوم الجمعة بغسل واخذ شعر الخ ۔

موطا امام مالک میں ابو سعید خدری سے مروی روایت :
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :

غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ ۔ **ترجمہ :** ۔حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔جمعہ کے روز غسل ہر بالغ پر واجب ہے ۔

مآخذ : ۔☆موطا امام مالک ص ۹۴۔ العمل في غسل یوم الجمعه ۔ ☆ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها باب ماجاء في الغسل یوم الجمعة ۔ ☆دارمی باب ۱۹۰' ص ۲۹۹' باب الغسل' یوم الجمعہ ۔

عَنْ عُبَیْدِ بْنِ السَّبَّاقِ ، مُرْسَلًا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ : یَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ ، اِنَّ هٰذَا یَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِیْدًا ، فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ کَانَ عِنْدَهٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّهٗ اَنْ یَّمَسَّ مِنْهُ ، وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاكِ : **ترجمہ :** ۔عبید اللہ بن سباق سے مرسلا روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ کے خطبہ میں فرمایا' اے جماعت مسلمین یقیناً یہ دن وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے ۔لہٰذا اس روز غسل کیا کرو اور جس کے پاس کوئی خوشبو ہو تو اس کے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔اور مسواک کو تو لازماً استعمال کرو ۔

مآخذ : ۔☆موطا امام مالک ص ٦۵' باب ماجاء في السواك ۔ ☆السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۲۴۳' کتاب الجمعہ' باب السنة في التنظیف الخ ۔

حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدِ الْوَاسِطِیُّ ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ عِرَابٍ ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ اَبِی الْاَخْضَرِ ، عَنِ الزُّهْرِیِّ ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ السَّبَّاقِ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ هٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِیْنَ، فَمَنْ جَآءَ اِلَی الْجُمُعَةِ فَلْیَغْتَسِلْ، وَاِنْ کَانَ طِیْبٌ فَلْیَمَسَّ مِنْهُ، وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ:** ـ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ پس جو کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو چاہئے کہ وہ غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگائے اور مسواک تو لازماً کرے۔

مآخذ: ـ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها باب ماجاء في الزینة یوم الجمعة ـ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۴۳، کتاب الجمعہ، باب السنة في التنظیف یوم الجمعة بغسل الخ ـ

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: حَقًّا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یَغْتَسِلُوْا یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلْیَمَسَّ اَحَدُهُمْ مِنْ طِیْبِ اَهْلِهِ، فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ، فَالْمَآءُ لَهُ طِیْبٌ وَفِی الْبَابِ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَشَیْخٍ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ، نَا هُشَیْمٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ ـ

قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی: حَدِیْثُ الْبَرَآءِ حَسَنٌ وَ رِوَایَةُ هُشَیْمٍ اَحْسَنُ مِنْ رِوَایَةِ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ وَاِسْمَاعِیْلُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیُّ یُضَعَّفُ فِی الْحَدِیْثِ **ترجمہ:** ـ حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ جمعہ کے روز غسل ضرور کریں۔ اور اپنے اہل خانہ کی خوشبو بھی ان میں سے ہر ایک کو لگانی چاہئے۔ اگر خوشبو میسر نہ ہو تو پھر اس کے لیے پانی ہی خوشبو ہے۔

مآخذ: ـ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۸، ابواب الجمعة باب في السواك والطیب یوم الجمعة ـ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۹۳، کتاب الصلوات، کتاب الجمعہ، باب في غسل الجمعة ـ

مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاسْتَاكَ وَمَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَهُ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِهِ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ، وَلَمْ یَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ، ثُمَّ رَکَعَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَرْکَعَ، ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ کَانَتْ کَفَّارَةً لِّمَا بَیْنَهَا وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی ـ **ترجمہ:** ـ جس آدمی نے جمعہ کے روز غسل کیا۔ مسواک سے دانت صاف کیے۔ اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ لگائی اور اپنے اچھے اور عمدہ کپڑے پہنے۔ پھر گھر سے نکل کر مسجد میں آئے اور لوگوں کی گردنوں پر پھاند کر آگے نہ گھسے۔ پھر نماز پڑھے جتنی اللہ کو منظور ہو۔ پھر خاموش ہو رہے۔ جب امام خطبہ کے لیے نکلے۔ نماز سے فراغت تک کسی قسم کی کوئی بات نہ کرے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ :۔☆ کنز العمال، ج ۷، ص ۵۱۷، عن ابی سعید و ابی ہریرہ۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ الْعَامِرِیُّ، قَالَ: نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: نَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ اَبِیْ هِلَالٍ، وَبُکَیْرَ بْنَ الْاَشَجِّ، حَدَّثَاهُ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاكٌ وَیَمَسُّ مِنَ الطِّیْبِ مَاقَدَرَ عَلَیْهِ اِلَّا اَنَّ بُکَیْرًا لَمْ یَذْکُرْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِی الطِّیْبِ وَلَوْ مِنْ طِیْبِ الْمَرْاَةِ **ترجمہ :**۔حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بالغ پر جمعہ کا غسل، مسواک اور مقدور بھر خوشبو لگانا ضروری ہے۔

مآخذ :۔☆ مسلم، کتاب الجمعہ، فصل في الاستحباب الغسل و السواك الخ۔ ☆ ابو داؤد، ج ۱، ص ۹۵، کتاب الطہارت، باب في الغسل یوم الجمعة۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۹۷، کتاب الجمعہ، باب الهیأة للجمعة نسائی نے ماقدر کی جگہ ملیقدر نقل کیا ہے۔☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۴۲، کتاب الجمعہ، باب السنة في التنظیف یوم الجمعة بغسل الخ۔

بخاری میں سلمان فارسی کی روایت ہے:

(۲) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِیْبٍ ثُمَّ رَاحَ، فَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ، فَصَلّٰی مَا کُتِبَ لَهُ، ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ، غُفِرَلَهُ مَا بَیْنَهُ، وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی۔ **ترجمہ :**۔حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے جمعہ کے روز غسل کیا اور اپنی حد استطاعت تک اچھی طرح جسم صاف کیا۔ پھر تیل لگایا یا کوئی خوشبو لگائی۔ پھر مسجد کی طرف چلا اور دو آدمیوں کے بیچ میں نہ گھسے۔ جتنی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اتنی نماز پڑھے پھر جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو خاموشی اختیار کرلے تو اس جمعہ سے لے کر آئندہ کے جمعہ کے مابین اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

مآخذ :۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۴، کتاب الجمعہ، باب لا یفرق بین اثنین یوم الجمعة۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۴۲، کتاب الجمعہ، باب السنة في التنظیف یوم الجمعة بغسل الخ۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَنَسٌ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَکْثَرْتُ عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاكِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں بکثرت مسواک کرنے کی تلقین کرتا رہا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک دوسری روایت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ اَوْلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَی النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اگر یہ اندیشہ لاحق نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو یا فرمایا لوگوں کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم ضرور دیتا۔

ماخذ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۲، کتاب الجمعہ، باب السواك یوم الجمعة۔

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ، قَالَ : اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ، عَنِ ابْنِ وَدِیْعَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ، قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَایَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، اَوْیَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهِ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ، ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَهُ، وَمَا بَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی۔ ترجمہ :۔ حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مسلمان جمعہ کے روز غسل کرے اور حتی الامکان زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو پاک صاف کرے، سر میں تیل لگائے یا جو خوشبو گھر میں موجود ہو وہ لگائے، پھر مسجد جائے اور دو آدمیوں کو ہٹا کر ان کے بیچ میں نہ گھسے، جتنی کچھ اللہ توفیق دے اتنی نماز (نفل) پڑھے۔ پھر جب امام بولے تو خاموش رہے، تو اس کے قصور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک معاف ہو جاتے ہیں۔

ماخذ :۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۱، کتاب الجمعہ، باب الدهن للجمعة۔ ☆ دارمی باب ۱۹۱، ص ۳۰۰، باب فی فضل الجمعہ والغسل والطیب فیہ۔ ☆ مسند احمد، ج ۵، ص ۴۳۸، عن سلمان الفارسی۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۲۲، کتاب الجمعہ، باب لا یفرق بین اثنین اذا لم یکن بینهما فرجة الا باذنهما عن سلمان الفارسی اور ص ۲۴۲، ۲۴۳ پر باب السنة فی التنظیف یوم الجمعة بغسل و اخذ شعر الخ کے تحت بھی منقول ہے۔ ص ۲۴۳ پر اوپر مذکور روایت کے الفاظ ہیں۔

نسائی نے سلمان فارسی سے اس روایت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ رَجُلٍ یَتَطَهَّرُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ كَمَا اُمِرَ، ثُمَّ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهِ حَتّٰی یَاْتِیَ الْجُمُعَةَ وَیُنْصِتُ حَتّٰی یَقْضِیَ صَلَاتَهُ اِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ ترجمہ :۔ حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:

کوئی آدمی جمعہ کے روز جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے اس طرح حتی الامکان پاک صاف نہیں ہوتا، پھر اپنے گھر سے نکل کر جمعہ کو آتا ہے اور نماز پوری کرنے تک خاموش رہتا ہے مگر اس کا یہ عمل گذشتہ (جمعہ تک کے) گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

مآخذ: ☆نسائی، ج ۳، ص ۱۰۴، کتاب الجمعہ، باب فضل الانصات وترك اللغو يوم الحمعة۔
☆المستدرک للحاکم، ج ۱، ص ۲۷۷، کتاب الجمعہ۔

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، ثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ، وَالَّذِي يَقُوْلُ لَهُ أَنْصِتْ لَيْسَ لَهُ جُمُعَةٌ **ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا، جب امام خطبہ دے رہا ہو، اس وقت جو شخص بات کرے وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اور جو شخص اس سے کہے کہ چپ رہ اس کا بھی کوئی جمعہ نہیں ہوا۔

مآخذ: ☆مسند احمد، ج ۱، ص ۲۳۰، ابن عباس۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ — أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ — **ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران میں بات کرنے والے شخص سے کہا کہ "چپ رہ" تو تم نے بھی لغو حرکت کی۔

مآخذ: ☆بخاری، ج ۱، ص ۱۲۷، کتاب الجمعہ، باب الانصات يوم الجمعة والامام يخطب الخ — ☆مسلم، ج ۱، ص ۲۸۱، کتاب الجمعہ، باب في عدم من تكلم والامام يخطب الخ — ☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۹۰، کتاب الصلاة تفريع ابواب الجمعة باب الكلام والامام يخطب — ☆ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۴، ابواب الجمعة باب ماجاء في كراهية الكلام والامام يخطب — ☆نسائی ج ۳، ص ۱۰۳، ۱۰۴، کتاب الجمعة باب الانصات للخطبة يوم الجمعة — ☆ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في الاستماع للخطبة والانصات لها — ☆موطا امام مالک، باب ماجاء في الانصات يوم الجمعة والامام يخطب — ☆دارمی، باب ۱۹۵، الاستماع يوم الجمعة عند الخطبة والانصات — ☆السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۲۱۹، کتاب الجمعہ، باب الانصات للخطبة—

ترمذی نے ابو ہریرہؓ کی روایت کو حسن صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَرِهُوْا لِلرَّجُلِ اَنْ يَّتَكَلَّمَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَالُوْا اِنْ تَكَلَّمَ غَيْرُهُ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ اِلَّا بِالْاِشَارَةِ وَاخْتَلَفُوْا فِیْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ فَرَخَّصَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ وَهُوَ قَوْلُ اَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَكَرِهَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَغَيْرِهِمْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

ترجمہ :۔امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اہل علم کا اس پر عمل ہے۔امام کے خطبہ کے دوران اگر دوسرا کوئی بات کرے، تو اسے محض اشارے سے ٹوکنا چاہئے۔کسی آدمی کے بات کرنے کو انہوں نے ناپسندیدہ کہا ہے۔ سلام کے جواب اور چھینک کا جواب دینے کے بارے میں ان کے درمیان رائے کا اختلاف ہے۔امام احمد و اسحاق وغیرہ نے کہا ہے کہ سلام کا جواب اور چھینک مارنے والے کو جواب دینے کی رخصت ہے۔امام شافعی اسے بھی مکروہ سمجھتے ہیں۔ بعض تابعین و دیگر علماء کا یہی قول ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ : مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَمَسَّ مِنْ طِيْبِ امْرَاَتِهِ اِنْ كَانَ لَهَا وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ، وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا بَيْنَهُمَا وَمَنْ لَغَا وَ تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا — ترجمہ :۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے۔انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے روز غسل کیا اور اپنی اہلیہ کی اگر اس کے پاس موجود تھی، خوشبو لگائی اور اچھے کپڑے پہنے پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر نہ گھسا، اور وعظ و نصیحت کے وقت لغو بات نہ کی تو یہ عمل دونوں جمعوں کے درمیان کے لیے کفارہ بن جائے گا۔اور جس نے لغو حرکت کی اور لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے گھسا تو یہ جمعہ اس کے لیے ظہر ہو گی۔[جمعہ نہیں ہو گا]۔

مآخذ : ۔☆ابوداؤد، ج ا، ص ۹۶، کتاب الطہارۃ، باب فی الغسل یوم الجمعۃ — ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۳۱، کتاب الجمعہ، باب لایتخطی رقاب الناس، عن عبداللہ بن عمرو بن العاص وابی ہریرہ۔

اَوْسُ بْنُ اَوْسٍ الثَّقَفِیُّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰی وَلَمْ يَرْكَبْ، وَ دَنَا مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرِ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا ترجمہ :۔اوس بن اوس ثقفی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے "جس نے اپنا لباس صاف کیا اور وضو اور غسل کر کے جسم پاک صاف کیا۔پھر صبح سویرے مسجد کی طرف پاپیدل چل کر گیا، سوار نہیں ہوا اور امام کے قریب بیٹھ کر غور سے خطبہ سنا اور بے جا حرکت نہ کی تو اس کا ہر قدم سال بھر کے روزوں اور قیام کے برابر متصور ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ وَ اَبِی ھُرَیْرَۃَ، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ، وَمَسَّ مِنْ طِیْبٍ اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَلَمْ یَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰی مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِہٖ کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الَّتِیْ قَبْلَھَا — قَالَ: وَیَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ وَزِیَادَۃُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ وَیَقُوْلُ اِنَّ الْحَسَنَۃَ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا قال ابو داؤد: وحدیث محمد بن مسلمۃ اتم ولم یذکر حماد کلام ابی ھریرۃ — **ترجمہ :**۔ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں کا بیان ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور عمدہ اور بہترین لباس زیب تن کیا اگر اس کے پاس خوشبو موجود تھی تو وہ لگائی، پھر جمعہ کے لیے آیا۔ پھر اس نے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں۔ پھر جتنا مقدر تھا، اتنی نماز پڑھی۔ پھر خاموش بیٹھا رہا۔ یہاں تک امام باہر نکل آیا۔ نماز پوری کرنے تک اسی طرح رہا تو یہ عمل اس کے اس جمعہ سے لے کر گزشتہ جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن گیا۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ تین دن مزید اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک نیکی دس کے برابر شمار ہوتی ہے۔

مآخذ :۔ ☆ ابو داؤد، ج ۱، ص ۹۵، کتاب الطہارۃ باب فی الغسل یوم الجمعۃ — ☆ المستدرک، ج ۱، ص ۲۸۳، کتاب الجمعہ، باب من غسل یوم الجمعۃ الخ — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۴۳، کتاب الجمعہ، باب السنۃ فی التنظیف یوم الجمعۃ بغسل الخ —

حَدَّثَنَا سَھْلُ بْنُ اَبِیْ سَھْلٍ، وَحَوْثَرَۃُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: ثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدِ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ وَدِیْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاَحْسَنَ غُسْلَہٗ، وَتَطَھَّرَ فَاَحْسَنَ طُھُوْرَہٗ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ، وَمَسَّ مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ طِیْبِ اَھْلِہٖ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ وَلَمْ یَلْغُ، وَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی فی الزوائد اسنادہ صحیح و رجالہ ثقات — **ترجمہ :**۔ حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا اور اچھی طرح پاک و صاف ہوا اور اپنا عمدہ لباس پہنا اور جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کی وہ اپنے گھر سے خوشبو لگائی۔ پھر جمعہ کو آیا نہ اس نے لغو حرکت کی اور نہ دو آدمیوں کو جدا کر کے بیچ میں گھسا تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے مابین جتنے گناہ تھے، سب معاف کر دیے گئے۔

مآخذ :۔ ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۳۲۔ ☆ کتاب الجمعہ، باب لا یفرق بین اثنین اذا لم یکن بینھما فرجۃ الا باذنھما عن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلمان الفارسی — الفاظ حدیث میں قدرے اختلاف۔

ابوداؤد میں عبداللہ بن عمرو کی روایت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ — رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُوْ وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُوْ فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، اِنْ شَآءَ اَعْطَاهُ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُ وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِاِنْصَاتٍ وَسُكُوْتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ اَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ اِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا **ترجمہ**:— حضرت عبداللہ بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا جمعہ کو تین طرح کے آدمی حاضر ہوتے ہیں۔ایک آدمی تو وہ ہے جو نماز جمعہ کو آتا ہے اور لغو حرکت کرتا ہے۔اس کا حصہ یہی کچھ ہے اور ایک آدمی وہ ہے جو جمعہ کو حاضر ہوتا ہے، دعا کرتا ہے۔یہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔اللہ چاہے تو اس کی مطلوب شے عطا فرمادے، نہ چاہے تو نہ دے اور ایک وہ شخص ہے جو خاموشی اور سکوت کے ساتھ جمعہ کو حاضر ہوتا ہے۔کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگتا اور نہ کسی کو اذیت پہنچاتا ہے۔اس کا یہ عمل آئندہ جمعہ تک اور مزید تین روز یعنی دس دن تک کے گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے جو ایک نیکی لے کر آئے اسے اس جیسی دس کا اجر دیا جائے گا۔

ماخذ:— ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۹۱، کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الجمعۃ باب الکلام والامام یخطب—

(۵) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَا: نَا اَبُو الْاَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنْتُ اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا— **ترجمہ**:— جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔آپؐ کی نماز اور خطبے میں اعتدال تھا۔

ماخذ:— ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۸۴، کتاب الجمعہ، فصل في الخطبة والصلاة قصدا— ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۹۱، کتاب صلاۃ العیدین، باب القصد في الخطبة اور ج ۳، ص ۱۱۰، کتاب الجمعہ، باب القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها— ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۳، ابواب الجمعة، باب ماجاء في قصر الخطبة— ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء في الخطبة يوم الجمعة— ☆ سنن دارمی، ج ۱، ص ۳۰۴، کتاب الصلاۃ باب في قصر الخطب—عن جابر بن سمرة— ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۰۷، کتاب الجمعہ، باب مايستحب من القصد في الكلام وترك التطويل—عن جابر بن سمرة— ☆ مسند احمد، ج ۵، ص ۹۱، ۹۳، ۹۵، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۰۷۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۱۱۴، کتاب الصلوات، باب الخطبة تطول او تقصر—

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٦) اَخبرَنَا مُحَمَّدُ بن عَبدالعَزِيزِ بنِ غزْوَانَ، قَالَ: انبانا الْفَضْلُ بنُ مُوْسٰى، عَنِ الْحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحيٰى بنُ عقَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بنَ اَبِي اَوْفٰى يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكرَ وَيُقِلُّ اللَّغوَ وَيُطِيْلُ الصَّلَاةَ وَيُقصِرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَمْشِي مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَ الْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيْ لَهُ الْحَاجَةَ **ترجمہ:۔** حضرت عبداللہ بن ابی اوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بہت زیادہ کرتے اور بے جا بات بہت ہی کم۔ نماز لمبی ہوتی اور خطبہ مختصر فرماتے۔ آپؐ محتاجوں اور مسکینوں کے ساتھ چل کر ان کی ضرورت و حاجت پوری فرمانے میں ناگواری نہیں محسوس فرماتے تھے۔

ماخذ:۔ ☆نسائی، ج ۳، ص ۱۰۹، کتاب الجمعہ، باب ما يستحب من تقصير الخطبة۔

حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بنُ يُوْنُسَ، قَالَ: نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِالْمَلِكِ بنِ اَبْحَرَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ وَاصِلِ بنِ حَيَّانَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ وَائِلٍ: خَطَبَنَا عَمَّارٌ، فَاَوْجَزَ وَاَبْلَغَ، فَلَمَّا نَزَلَ، قُلْنَا: يَا اَبَا الْيَقْظَانِ، لَقَدْ اَبْلَغْتَ وَاَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ، فَقَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهِ فَاَطِيْلُوا الصَّلَاةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا **ترجمہ:۔** ابووائل کا بیان ہے کہ عمار بن یاسر نے ہمیں خطبہ دیا۔ بڑا بلیغ یعنی جامع اور مختصر تھا۔ جب وہ منبر سے اترے تو ہم نے کہا اے ابو الیقظان آپ نے خطبہ بڑا بلیغ اور مختصر و جامع دیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ذرا دراز نفسی سے کام لے کر خطاب فرماتے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے آدمی کی نماز کا طویل ہونا اور خطبے کا مختصر ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ دین کی سمجھ رکھتا ہے۔ پس نماز کو طویل اور خطبے کو مختصر کرو۔ بعض خطبات جادو کا اثر رکھتے ہیں۔

مآخذ:۔ ☆مسلم، ج ۱، ص ۲۸۶، کتاب الجمعہ، فصل في ايجاز الخطبة و اطالة الصلاة۔ ☆مسند احمد، ج ۴، ص ۲۶۳، عن عمار بن یاسر۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۰۸، کتاب الجمعہ، باب ما يستحب من القصد في الكلام وترك التطويل۔ ☆سنن دارمی، ج ۱، ص ۳۰۴، کتاب الصلاۃ، باب في قصر الخطب۔

(٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ نُمَيْرٍ، ثَنَا اَبِيْ، ثَنَا الْعَلَاءُ ابْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِيْ رَاشِدٍ، عَنْ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِقْصَارِ الْخُطَبِ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بنُ خَالِدٍ، ثَنَا الْوَلِيْدُ، اَخْبَرَنِيْ شَيْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السَّوَائِيِّ، قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُطِيْلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيْرَاتٌ ترجمہ :۔ حضرت عمار بن یاسر کا بیان ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبات جمعہ مختصر دینے کا حکم فرمایا۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن وعظ و نصیحت طویل نہیں کرتے تھے بلکہ وہ بس چند مختصر کلمات ہوتے تھے۔

مآخذ :۔ ☆ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۸۹، کتاب الصلاۃ، تفریع ابواب الجمعۃ، باب اقصار الخطب۔

☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۰۸، کتاب الجمعہ، باب ما یستحب من القصد في الکلام وترك التطويل عن جابر بن سمرۃ السوائی۔

ہجرت کے بعد آپؐ کا پہلا جمعہ

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد جو اولین کام کئے ان میں سے ایک جمعہ کی اقامت بھی تھی۔ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آپؐ پیر کے روز قبا پہنچے، چار دن وہاں قیام فرمایا، پانچویں روز جمعہ کے دن وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بنی سالم بن عوف کے مقام پر تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا۔ اسی جگہ آپؐ نے پہلا جمعہ ادا فرمایا۔ (ابن ہشام)(۱)

نماز جمعہ کا وقت :

فَاِذَا مَالَ النَّهَارُ عَنْ شَطْرِهِ عِنْدَ الزَّوَالِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَتَقَرَّبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِرَكْعَتَيْنِ (دارقطنی)

اس نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد کا وقت مقرر فرمایا تھا، یعنی وہی وقت جو ظہر کی نماز کا وقت ہے۔ ہجرت سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر کو جو تحریری حکم آپؐ نے بھیجا تھا اس میں آپؐ کا ارشاد یہ تھا کہ "جب جمعہ کے روز دن نصف النہار سے ڈھل جائے تو دو رکعت نماز کے ذریعے سے اللہ کے حضور تقرب حاصل کرو"۔

تشریح :۔ جمعہ دراصل ایک اسلامی اصطلاح ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اسے یوم عروبہ کہا کرتے تھے۔ اسلام میں جب اس کو مسلمانوں کے اجتماع کا دن قرار دیا گیا تو اس کا نام جمعہ رکھا گیا۔ اگرچہ مورخین کہتے ہیں کہ کعب بن لوی یا قصی بن کلاب نے بھی اس دن کے لیے یہ نام استعمال کیا تھا کیونکہ اس روز وہ قریش کے لوگوں کا اجتماع کیا کرتا تھا (فتح الباری)۔ لیکن اس کے اس فعل سے قدیم نام تبدیل نہیں ہوا، بلکہ عام اہل عرب اسے عروبہ ہی کہتے تھے، نام کی حقیقی تبدیلی اس وقت ہوئی جب اسلام میں اس دن کا یہ نیا نام رکھا گیا۔

اسلام سے پہلے ہفتے کا ایک دن عبادت کے لیے مخصوص کرنے اور اس کو شعار ملت قرار دینے کا طریقہ اہل کتاب میں موجود تھا۔ یہودیوں کے ہاں اس غرض کے لیے سبت (ہفتہ) کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ کیونکہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے انہیں فرعون کی غلامی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نجات دی تھی۔ عیسائیوں نے اپنے آپ کو یہودیوں سے ممیز کرنے کے لیے اپنا شعار ملت اتوار کا دن قرار دیا۔ اگرچہ اس کا کوئی حکم نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا تھا' نہ انجیل میں کہیں اس کا ذکر آیا ہے' لیکن عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صلیب پر جان دینے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی روز قبر سے نکل کر آسمان کی طرف گئے تھے۔ اسی بنا پر بعد کے عیسائیوں نے اسے اپنی عبادت کا دن قرار دے لیا اور پھر ۳۲۱ء میں رومی سلطنت نے ایک حکم کے ذریعہ سے اس کو عام تعطیل کا دن مقرر کر دیا۔ اسلام نے ان دونوں ملتوں سے اپنی ملت کو ممیز کرنے کے لیے یہ دونوں دن چھوڑ کر جمعہ کو اجتماعی عبادت کے لیے اختیار کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجرت سے کچھ مدت پہلے مکہ معظمہ ہی میں نازل ہو چکا تھا۔ لیکن اس وقت آپؐ اس پر عمل نہیں کر سکتے تھے کیونکہ مکہ میں کوئی اجتماعی عبادت ادا کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے آپؐ نے ان لوگوں کو جو آپؐ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے' یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہاں جمعہ قائم کریں۔ چنانچہ ابتدائی مہاجرین کے سردار حضرت مصعب بن عمیر نے ۱۲ آدمیوں کے ساتھ مدینے میں پہلا جمعہ پڑھا (طبرانی' دارقطنی)۔ حضرت کعب بن مالک اور ابن سیرین کی روایت یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی مدینہ کے انصار نے بطور خود قبل اس کے کہ حضورؐ کا حکم ان کو پہنچا ہوتا آپس میں یہ طے کیا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن مل کر اجتماعی عبادت کریں گے۔

اس غرض کے لیے انہوں نے یہودیوں کے سبت اور عیسائیوں کے اتوار کو چھوڑ کر جمعہ کا دن انتخاب کیا اور پہلا جمعہ حضرت اسعد بن زرارہ نے بنی بیاضہ کے علاقے میں پڑھایا جس میں چالیس آدمی شریک ہوئے۔ (مسند احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' ابن حبان' عبد بن حمید' عبدالرزاق' بیہقی)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ذوق خود اس وقت یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ ایسا ایک دن ہونا چاہیئے جس میں زیادہ سے زیادہ مسلمان جمع ہو کر اجتماعی عبادت کریں اور یہ بھی اسلامی ذوق ہی کا تقاضا تھا کہ وہ دن ہفتے اور اتوار سے الگ ہو' تاکہ مسلمانوں کا شعار ملت یہود و نصاریٰ کے شعار ملت سے الگ رہے۔ یہ صحابہ کرامؓ کی اسلامی ذہنیت کا ایک عجیب کرشمہ ہے کہ بسا اوقات ایک حکم آنے سے پہلے ہی ان کا ذوق کہہ رہا تھا کہ اسلام کی روح فلاں چیز کا تقاضا کر رہی ہے۔

اس نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد کا وقت مقرر فرمایا تھا۔ یعنی وہی وقت جو ظہر کی نماز کا وقت ہے۔ یہی حکم آپؐ نے ہجرت کے بعد قولاً بھی دیا اور عملاً بھی اسی وقت پر آپ جمعہ کی نماز پڑھاتے رہے۔ حضرت انسؓ، حضرت سلمہؓ بن اکوع' حضرت جابرؓ بن عبداللہ' حضرت زبیرؓ بن العوام' حضرت سہلؓ بن سعد' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' حضرت عمارؓ بن یاسر اور حضرت بلالؓ سے اس مضمون کی روایات کتب حدیث میں منقول ہوئی ہیں کہ حضور جمعہ کی نماز زوال کے بعد ادا فرمایا کرتے تھے (مسند احمد' بخاری' مسلم' ابوداؤد' نسائی' ترمذی)

یہ امر بھی آپؐ کے عمل سے ثابت ہے کہ اس روز آپؐ ظہر کی نماز کے بجائے جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے' اس نماز کی صرف دو رکعتیں ہوتی تھیں اور اس سے پہلے آپؐ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ یہی فرق جمعہ کی نماز اور عام دنوں کی نماز ظہر میں تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: صلوٰۃ المسافر رکعتان، وصلوٰۃ الفجر رکعتان، وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان، تمام غیر قصر علی لسان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم وانما قصرت الجمعۃ لاجل الخطبۃ (احکام القرآن للجصاص)[1] ترجمہ :۔ "تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے حکم کی رو سے مسافر کی نماز دو رکعت ہے' فجر کی نماز دو رکعت ہے' اور جمعہ کی نماز دو رکعت ہے' یہ پوری نماز ہے' قصر نہیں ہے اور جمعہ کو خطبہ کی خاطر ہی مختصر کیا

---

(۱) ج ۵' ص ۲۳۸' ومن سورۃ الجمعۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے"۔

حدیث میں حضرت سائبؓ بن یزید کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف ایک ہی اذان ہوتی تھی، اور وہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی یہی عمل ہوتا رہا۔ پھر حضرت عثمانؓ کے دور میں جب آبادی بڑھ گئی تو انہوں نے پہلے ایک اور اذان دلوانی شروع کر دی، جو مدینے کے بازار میں ان کے مکان زوراء پر دی جاتی تھی (بخاری، ابوداؤد، نسائی، طبرانی۔)

(تفہیم القرآن، ج ۵، ص ۴۹۲، الجمعہ حاشیہ ۱۴)

---------------**********---------------

تخریج (۱):۔ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ : فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبَاءَ فِیْ بَنِیْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَیَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ وَاَسَّسَ مَسْجِدَہٗ۔

ثُمَّ اَخْرَجَہُ اللّٰہُ مِنْ بَیْنِ اَظْہُرِہِمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَبَنُوْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ یَزْعُمُوْنَ اَنَّہٗ مَکَثَ فِیْہِمْ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَیَّ ذٰلِکَ کَانَ فَاَدْرَکَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَۃُ فِیْ بَنِیْ سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ، فَصَلَّاہَا فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ فِیْ بَطْنِ الْوَادِیْ وَادِیْ رَانُوْنَاءَ فَکَانَتْ اَوَّلَ جُمُعَۃٍ صَلَّاہَا بِالْمَدِیْنَۃِ۔ **ترجمہ:۔** ابن اسحاق کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں عمرو بن عوف کے ہاں سوموار، منگل، بدھ اور جمعرات چار روز قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی۔

پھر بروز جمعہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا بنو عمرو ابن عوف کا بیان ہے کہ آپ نے ان کے ہاں اس سے زیادہ قیام فرمایا ہے۔ صحیح مدت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ بنی سالم بن عوف کے ہاں جمعہ کا دن آ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی رانونا کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھی۔ مدینہ میں آپ کا یہ پہلا جمعہ تھا جو آپؐ نے پڑھایا۔

ماخذ:۔ ☆ سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۴۹۴، بناء مسجد قبا، خروجه صلی اللہ علیه وسلم من قباء وسفره الي المدينة۔

اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ حُمَیْدٍ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ، عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ: جَمَعَ اَہْلُ الْمَدِیْنَۃِ قَبْلَ اَنْ یَقْدَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الْجُمُعَۃُ قَالَتِ الْاَنْصَارُ : لِلْیَہُوْدِ یَوْمٌ یَجْتَمِعُوْنَ فِیْہِ بِکُلِّ سَبْعَۃِ اَیَّامٍ، وَلِلنَّصَارٰی مِثْلُ ذٰلِکَ، فَلْنَجْعَلْ لَنَا یَوْمًا نَجْتَمِعُ فِیْہِ، فَنَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَنَشْکُرُہٗ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالُوْا : يَوْمُ السَّبْتِ لِلْيَهُوْدِ ، وَيَوْمُ الْاَحَدِ لِلنَّصَارٰى ، فَاجْعَلُوْهُ يَوْمَ الْعَرُوْبَةِ ، وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ — بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعُوْا اِلٰى اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَصَلّٰى بِهِمْ يَوْمَئِذٍ رَكْعَتَيْنِ وَذَكَّرَهُمْ فَسَمَّوْهُ الْجُمُعَةَ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اِلَيْهِ فَذَبَحَ لَهُمْ شَاةً فَتَغَدَّوْا وَتَعَشَّوْا مِنْهَا ، وَذٰلِكَ لِعَامَتِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ بَعْدُ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ الآيَة — ترجمہ :— ابن منذر نے ابن سیرین کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے اور فرضیت نماز جمعہ سے پہلے مدینہ کے مسلمان لوگ جمع ہوئے ۔ انصار بولے کہ سات دنوں میں ایک دن یہودیوں نے مقرر کر لیا ہے ۔ جس میں وہ اجتماعی عبادت کرتے ہیں ۔ اسی طرح نصاریٰ نے بھی یوم عبادت مقرر کیا ۔ ہمیں بھی ایک دن مقرر کر لینا چاہئے جس میں ہم اللہ کا ذکر کریں اور اس کا شکر بجالائیں ۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ ہفتہ کا دن تو یہود کا ہے اور اتوار نصاریٰ کا ہے ۔ لہٰذا تم یوم العروبہ کو وہ دن بنالو' یہ نام وہ جمعہ کے دن کو دیتے تھے ۔ مسلمان اسی بنا پر اسعد بن زرارہ کے پاس اکٹھے ہوئے ۔ انہوں نے اس روز ان کو دو رکعتیں پڑھائیں اور وعظ و نصیحت کی ۔ جس روز یہ جمع ہوئے' انہوں نے اس کا نام ۔ رکھ لیا ۔ اس روز بکری ذبح کی' صبح کا ناشتہ اور دوپہر کا کھانا اسی سے کھایا ۔ بعد میں اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی ۔ یایها الذین امنوا اذا نودی للصلاۃ —

ماخذ :— ☆ روح المعانی' ج ۱۲' پ ۲۸' ص ۸۸' سورۃ الجمعہ ۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ ، فَغَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى ، فَسَكَتَ ، ثُمَّ قَالَ : حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَاْسَهُ وَجَسَدَهُ رواه اَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ اَنْ يَغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا — ترجمہ :— حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ۔ انہوں نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم دنیا میں تو آخر میں ہیں' قیامت کے روز سب سے پہلے ہوں گے ۔ اگرچہ انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہمیں ان کے بعد دی گئی ہے ۔ پس یہ وہ دن ہے جس میں انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا تھا ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی راہ نمائی فرمائی ۔ چنانچہ ہفتہ یہود کا ہے اور اتوار نصاریٰ کا ۔ پھر تھوڑی دیر سکوت اختیار فرما کر فرمایا ۔ سات روز میں ایک دن غسل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے [یعنی غسل کرنا حق ہے اس کا] اس طرح کہ وہ اس روز اپنا سر دھوئے اور اپنا سارا بدن دھوئے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ہر مسلمان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ سات دنوں میں ایک روز ضرور غسل کرے۔

مآخذ: ☆بخاری' ج ا' ص ۱۲۲' کتاب الجمعة باب هل على من لايشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم الخ- وقال ابن عمر انما الغسل على من يجب عليه الجمعة الخ- ☆مسلم' کتاب الجمعہ' ج ا' ص ۲۸۲' باب في فضيلة يوم الجمعة على باقي الامام وبيان ان خير الامم هديت اليه- ☆نسائی' ج ۳' ص ۸۵' کتاب الجمعہ' باب ايجاب الجمعة- ☆دارقطنی' ج ۲' ص ۳' کتاب الجمعة، باب من تجب عليه الجمعة- ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۱۷۱' کتاب الجمعة- ☆مسند احمد' ج ۲' ص ۲۳۶' ابو ہریرہ۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَخْرَمِیُّ لَفْظُهُ، قَالَا: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ اَبِی جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِی الْاِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَاءَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ - قَالَ عُثْمَانُ: قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ - **ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں پڑھے جانے والے جمعہ کے بعد' اسلام میں پہلا جمعہ جو پڑھا گیا' وہ وہ جمعہ ہے جو بحرین کی جواثاء نامی بستی یا گاؤں میں پڑھا گیا۔ عثمان کے قول کے مطابق عبدالقیس کی بستیوں میں سے کوئی بستی ہے۔

مآخذ: ابوداؤد' ج ا' ص ۲۸۰' کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الجمعة، باب الجمعة في القرى- ☆السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۱۷۶' کتاب الجمعة، باب العدد الذين اذا كانوا في قرية، وجبت عليهم الجمعة-

بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے:

اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰی مِنَ الْبَحْرَيْنِ - **ترجمہ:** بخاری میں حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد [مسجد نبوی] میں پڑھے گئے جمعہ کے بعد پہلا جمعہ جو پڑھا گیا وہ بحرین میں عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا گیا اس گاؤں کا نام جواثی تھا۔

مآخذ: ☆بخاری' ج ا' ص ۱۲۲' کتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن- ☆المستدرک' ج ا' ص ۲۸۱' کتاب الجمعة- ☆السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' کتاب الجمعہ' ص ۱۷۶' باب العدد الذين اذا كانوا في قرية وجبت عليهم الجمعة- عن ابن عباس-

قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ حَجَرٍ فِی تُحْفَةِ الْمُحْتَاجِ: فُرِضَتْ يَعْنِی صَلَاةُ الْجُمُعَةِ بِمَكَّةَ وَلَمْ تُقَمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِهَا لِفَقْدِ الْعَدَدِ اَوْ لِاَنَّ شِعَارَهَا الْاِظْهَارُ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا مُسْتَخْفِيًا وَاَوَّلُ مَنْ اَقَامَهَا بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ اَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ بِقَرْيَةٍ، عَلٰى مِيْلٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ

ترجمہ :۔ علامہ ابن حجر نے تحفۃ المحتاج میں بیان کیا ہے۔ جمعہ کی فرضیت مکہ ہی میں نازل ہو چکی تھی۔ تعداد کے فقدان کی وجہ سے آپ جمعہ قائم نہ کر سکے یا یہ کہ جمعہ کا مقصد و شعار چونکہ اظہار ہے' وہ پورا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ آپؐ خود چھپ کر عبادت بجا لا رہے تھے۔ ہجرت سے پہلے پہلا شخص جس نے جمعہ قائم کیا' وہ اسعد بن زرارہ ہے۔ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک بستی یا گاؤں میں انہوں نے جمعہ قائم کیا۔

ماخذ: ۔☆ روح المعانی' ج ۱۲' پ ۲۸' ص ۸۸' سورۃ الجمعہ' بحوالہ تحفۃ المحتاج لابن حجر۔

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِيِّ، قَالَ : اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْمَدِيْنَةَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ جَمَّعَ بِهِمْ قَبْلَ اَنْ يَقْدَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا۔ ترجمہ :۔ حضرت ابو مسعود انصاری سے طبرانی نے یہ نقل کیا ہے کہ مہاجرین میں سے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے آنے والا شخص مصعب بن عمیر ہے۔ انہوں نے ہی جمعہ کے روز پہلا جمعہ پڑھایا۔ یہ جمعہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے پڑھایا تھا۔ نمازیوں کی تعداد ۱۲ تھی۔

ماخذ ☆ روح المعانی' ج ۱۲' پ ۲۸' ص ۸۸' سورۃ الجمعہ بحوالہ طبرانی۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ اَبِيْهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ عَنْ اَبِيْهِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ كَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقُلْتُ لَهُ:

اِذَا سَمِعْتَ النِّدَآءَ تَرَحَّمْتَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، قَالَ: لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُقَالُ لَهُ نَقِيْعُ الْخَضَمَاتِ قُلْتُ: كَمْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: اَرْبَعُوْنَ۔

ترجمہ :۔ عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کعب بن مالک جب جمعہ کے دن اذان کی آواز سنتے تو اسعد بن زرارہ کے حق میں رحمت کی دعا کرتے۔ ایک روز میں نے ان سے پوچھ لیا کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت خداوندی کی دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بنی بیاض کے علاقہ میں نقیع الخضمات کے مقام پر جمعہ پڑھایا تھا۔ میں نے پوچھا: اچھا' اس روز آپؐ کتنے حضرات تھے۔ انہوں نے بتایا کہ چالیس تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ: ☆ابو داؤد، ج ۱، ص ۲۸۱، کتاب الصلاة تفريع ابواب الجمعة باب الجمعة في القرى۔

☆ دارقطنی، ج ۲، ص ۶، کتاب الجمعة باب ذكر العدد في الجمعة۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۷۷ کتاب الجمعة باب العدد الذين اذا كانوا في قرية وجبت عليه الجمعة۔ ☆ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب في فرض الجمعة۔ ☆المستدرک، ج ۱، ص ۲۸۱، کتاب الجمعة۔

حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ **ترجمہ:** حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے ہی نماز جمعہ پڑھ لیا کرتے تھے۔

مآخذ: ☆بخاری، ج ۱، ص ۱۲۳، کتاب الجمعة اذا زالت الشمس وكذالك يذكر عن عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَالنُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۹۰، کتاب الجمعة، باب وقت الجمعة۔ ابو داؤد میں مالت الشمس ہے۔

مآخذ: ☆ابو داؤد، ج ۱، ص ۲۸۴، کتاب الصلاة تفريع ابواب الجمعة باب في وقت الجمعة۔

مسلم نے كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ نقل کیا ہے۔

مآخذ: ☆مسلم، ج ۱، ص ۲۸۳، کتاب الجمعة، باب في وقت صلاة الجمعة۔ ☆ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۲، ابواب الجمعة باب ماجاء في وقت الجمعة۔

حَدِيْثُ اَنَسٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ الَّذِي اَجْمَعَ عَلَيْهِ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّ وَقْتَ الْجُمُعَةِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ كَوَقْتِ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ وَرَاٰى بَعْضُهُمْ اَنَّ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ اِذَا صُلِّيَتْ قَبْلَ الزَّوَالِ اَنَّهَا تَجُوْزُ اَيْضًا وَقَالَ اَحْمَدُ وَمَنْ صَلَّاهَا قَبْلَ الزَّوَالِ فَاِنَّهُ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ اِعَادَةً۔ **ترجمہ:** امام ترمذی نے حدیث انس کو حسن صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جمعہ کا وقت نماز ظہر کی طرح سورج ڈھلتے ہی ہے۔

☆امام شافعی، امام احمد و اسحاق کی یہی رائے ہے۔ البتہ بعض کا یہ قول بھی ہے کہ قبل از زوال اگر جمعہ پڑھ لیا تو جائز ہے۔ امام احمد قبل از زوال جمعہ پڑھنے والے کے لیے اعادہ (یعنی دوبارہ پڑھنا) ضروری نہیں سمجھتے۔

اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، اَنْبَاَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ الْفَقِيْهُ، اَنْبَاَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ زُبَيْدِنِ الْاَيَامِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِى لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: صَلَاةُ الْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ **ترجمہ** :۔کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے: عید قربان اور عید فطر کی نماز دو دو رکعتیں ہے۔ نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں۔ مسافر کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ یہ پوری مکمل نماز ہے، قصر نہیں ہے۔

ماخذ :۔☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۹۹، کتاب الجمعة، باب صلاة الجمعة رکعتان۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۱۱، کتاب الجمعة باب عدد صلاة الجمعة۔

نسائی نے غیر قصر کے بعد علٰی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی روایت کیا ہے۔

قال ابو عبد الرحمٰن: عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی لم یسمع من عمر۔

☆ مسند ابی عوانہ، ج ۲، ص ۳۲۵۔

اس نے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے۔

وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ نَقَلَتْهَا الْاُمَّةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا وَعَمَلًا۔

وَقَالَ عُمَرُ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفَجْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا قُصِرَتِ الْجُمُعَةُ لِاَجْلِ الْخُطْبَةِ

ترجمہ :۔جمعہ کی دو ہی رکعات ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات امت قولاً اور عملاً نقل کرتی چلی آ رہی ہے۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے تمہارے نبیؐ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے حکم کی رو سے نماز سفر دو رکعت، صلاۃ فجر، دو رکعت، نماز جمعہ دو رکعت یہ پوری نماز ہے، قصر نہیں۔ جمعہ کو خطبہ کی خاطر ہی مختصر کیا گیا ہے۔

ماخذ :۔☆ احکام القرآن، ج ۵، ص ۲۳۸۔ ومن سورة الجمعة۔

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِى ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كَانَ النِّدَآءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهُ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَآءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: اَلزَّوْرَاءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوْقِ بِالْمَدِيْنَةِ۔ **ترجمہ** :۔حضرت سائب بن زید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔ یہی عمل حضرت ابوبکر و عمرؓ کے عہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلافت میں رہا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو حضرت عثمانؓ نے زوراء کے مقام پر تیسری اذان دلوانی شروع کر دی۔

سائب بن یزید سے مروی ہے۔

اَنَّ الَّذِیْ زَادَ التَّاذِیْنَ الثَّالِثَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ حِیْنَ یَجْلِسُ الْاِمَامُ یَعْنِیْ عَلَی الْمِنْبَرِ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

مآخذ: ۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۴، کتاب الجمعۃ باب الاذان یوم الجمعۃ۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۰۰ تا ۱۰۱۔ ☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۵، ابواب الجمعۃ باب ماجاء فی اذان الجمعۃ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۹۲، کتاب الجمعۃ باب وقت الاذان للجمعۃ۔

ابن شہاب سائب بن یزید سے نقل کرتے ہیں:

اَنَّ التَّاذِیْنَ الثَّانِیَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَرَ بِهٖ عُثْمَانُ حِیْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ التَّاْذِیْنُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ حِیْنَ یَجْلِسُ الْاِمَامُ۔ **ترجمہ:** ۔سائب بن یزید کہتے ہیں، جہاں تک دوسری اذان کا تعلق ہے جب نمازیوں کی کثرت ہوگئی تو حضرت عثمانؓ نے اس کا حکم دیا۔ جمعہ کے روز اذان اس وقت دی جاتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔

مآخذ: ۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۵، کتاب الجمعۃ، باب الجلوس علی المنبر عند التاذین۔

امام زہری کا بیان ہے:

سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ یَزِیْدَ، یَقُوْلُ: اِنَّ الْاَذَانَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ اَوَّلُهٗ حِیْنَ یَجْلِسُ الْاِمَامُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَی الْمِنْبَرِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ فِیْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَی الزَّوْرَآءِ۔ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ۔ **ترجمہ:** ۔سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نماز جمعہ کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کے دور خلافت میں بھی ایسا تھا۔ خلافت عثمان کے دور میں جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو حضرت عثمانؓ نے تیسری اذان کہنے کا حکم دیا۔ وہ اذان مقام زوراء پر دی جاتی تھی۔ اب تک یہ امر اسی طرح ہے۔

مآخذ: ۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۵، کتاب الجمعۃ، باب التاذین عند الخطبۃ۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۸۵، کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الجمعۃ، باب النداء یوم الجمعۃ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۰۵، ج ۳، ص ۱۰۰، ۱۰۱۔ کتاب الجمعۃ، باب الامام یجلس علی المنبر حتی یفرغ الموذن عن الاذان ثم یقوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یخطب ☆نسائی 'کتاب الجمعة، باب الاذان للجمعة۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ترجمہ :۔ سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عہد رسالت اور دور صدیقی و فاروقی میں جمعہ کے روز موذن مسجد کے دروازے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دیتا تھا جب آپ منبر پر بیٹھ جاتے تھے۔

مآخذ :۔ ☆ابوداؤد' ج ا' ص ۲۸۵ 'کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الجمعة باب النداء یوم الجمعة۔

ابوداؤد اور نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے حضرت بلال ہی موذن تھے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ اِذَا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِذَا نَزَلَ اَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ترجمہ :۔ سائب بن یزید سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ جمعہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تو پھر بلال اذان دیتے تھے اور جب منبر سے نیچے اتر آتے تو پھر اقامت کہتے۔ اسی طرح عمل رہا خلافت صدیقی اور عہد فاروقی میں۔

مآخذ :۔ ☆نسائی' ج ۳' ص ااا' کتاب الجمعة باب الاذان للجمعة۔ ☆ابن ماجہ 'کتاب اقامة الصلاة والسنة فیھا باب ماجاء فی الاذان یوم الجمعة۔

مذاہب اربعہ میں مرتب احکام جمعہ

مذاہب اربعہ میں قرآن' حدیث' آثار صحابہ' اور اسلام کے اصول عامہ سے جو احکام جمع و مرتب کیے گئے ہیں' ان کا خلاصہ یہ ہے۔

حنفیہ کے نزدیک جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔ نہ اس سے پہلے جمعہ ہو سکتا ہے' نہ اس کے بعد۔ بیع کی حرمت پہلی اذان ہی سے شروع ہو جاتی ہے' نہ کہ اس دوسری اذان سے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی ہے' کیونکہ قرآن میں اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة کے الفاظ مطلقاً ارشاد ہوئے ہیں۔ اس لیے زوال کے بعد جب جمعہ کا وقت شروع ہو جائے اس وقت جو اذان بھی نماز جمعہ کے لیے دی جائے' لوگوں کو اسے سن کر خرید و فروخت چھوڑ دینی چاہیے۔ لیکن اگر کسی شخص نے اس وقت خرید و فروخت کر لی تو وہ بیع فاسد یا فسخ نہ ہو جائے گی' بلکہ یہ صرف ایک گناہ ہو گا۔ جمعہ ہر بستی میں نہیں بلکہ صرف مصر جامع میں ہو سکتا ہے' اور مصر جامع کی معتبر تعریف یہ ہے کہ وہ شہر جس میں بازار ہوں' قیام امن کا انتظام موجود ہو' اور آبادی اتنی ہو کہ اگر اس کی بڑی سے بڑی مسجد میں بھی نماز جمعہ کے مکلف سب لوگ جمع ہو جائیں تو اس میں سما نہ سکیں۔ جو لوگ شہر سے باہر رہتے ہوں ان پر جمعہ اس صورت میں شہر آ کر پڑھنا فرض ہے جبکہ ان تک اذان کی آواز پہنچتی ہو' یا وہ زیادہ سے زیادہ شہر سے ۶ میل کے فاصلے پر ہوں۔ نماز کے لیے ضروری نہیں کہ وہ مسجد ہی میں ہو۔ وہ کھلے میدان میں بھی ہو سکتی ہے اور ایسے میدان میں بھی ہو سکتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو شہر کے باہر ہو مگر اس کا ایک حصہ شمار ہوتا ہو۔ نماز جمعہ صرف اس جگہ پر ہو سکتی ہے جہاں ہر شخص کے لیے شریک ہونے کا اذن عام ہو۔ کسی بند جگہ 'جہاں ہر ایک کو آنے کی اجازت نہ ہو' خواہ کتنے ہی آدمی جمع ہو جائیں جمعہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ صحت جمعہ کے لیے ضروری ہے کہ جماعت میں کم از کم (بقول ابو حنیفہ") امام کے سوا تین آدمی' یا (بقول ابو یوسف" و محمد") امام سمیت دو آدمی ایسے موجود ہوں جن پر جمعہ فرض ہے۔ جن عذرات کی بنا پر ایک شخص سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں: آدمی حالت سفر میں ہو' یا ایسا بیمار ہو کہ چل کر نہ آ سکتا ہو' یا دونوں ٹانگوں سے معذور ہو' یا اندھا ہو (مگر امام ابو یوسف" اور امام محمد" کے نزدیک اندھے پر سے صرف اس وقت جمعہ کی فرضت ساقط ہوتی ہے جبکہ وہ کوئی ایسا آدمی نہ پاتا ہو جو اسے چلا کر لے جائے' یا کسی ظالم سے اس کو جان اور آبرو کا' یا ناقابل برداشت مالی نقصان کا خطرہ ہو' یا سخت بارش اور کیچڑ پانی ہو' یا آدمی قید کی حالت میں ہو۔ قیدیوں اور معذوروں کے لیے یہ بات مکروہ ہے کہ وہ جمعہ کے روز ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ جن لوگوں کا جمعہ چھوٹ گیا ہو ان کے لیے بھی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ خطبہ صحت جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط ہے' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جمعہ کی نماز خطبہ کے بغیر نہیں پڑھی ہے' اور وہ لازماً نماز سے پہلے ہونا چاہیے' اور دو خطبے ہونے چاہئیں۔ خطبہ کے لیے جب امام منبر کی طرف جائے' اس وقت سے اختتام خطبہ تک' ہر قسم کی بات چیت ممنوع ہے' اور نماز بھی اس وقت نہیں پڑھنی چاہیے' خواہ امام کی آواز اس مقام تک پہنچتی ہو یا نہ پہنچتی ہو' جہاں کوئی شخص بیٹھا ہو (ہدایہ' فتح القدیر' احکام القرآن للجصاص' الفقہ علی المذاہب الاربعہ' عمدۃ القاری)۔

شافعیہ کے نزدیک جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔ بیع کی حرمت اور سعی کا وجوب اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب دوسری اذان ہو (یعنی وہ اذان جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی ہے)۔ تاہم اگر کوئی شخص اس وقت بیع کر لے تو وہ فسخ نہیں ہوتی۔ جمعہ ہر اس بستی میں ہو سکتا ہے جس کے مستقل باشندوں میں ۴۰ ایسے آدمی موجود ہوں جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔ بستی سے باہر کے ان لوگوں پر جمعہ کے لیے حاضر ہونا لازم ہے جن تک اذان کی آواز پہنچ سکتی ہو۔ جمعہ لازماً بستی کے حدود میں ہونا چاہیے مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ مسجد ہی میں پڑھا جائے۔ جو لوگ صحرا میں خیموں کے اندر رہتے ہوں' ان پر جمعہ واجب نہیں ہے۔ صحت جمعہ کے لیے ضروری ہے کہ جماعت میں امام سمیت کم از کم ۴۰ ایسے آدمی شریک ہوں' جن پر جمعہ فرض ہے۔ جن عذرات کی بنا پر کسی شخص سے جمعہ کا فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں: سفر کی حالت میں ہو' یا کسی مقام پر چار دن یا اس سے کم قیام کا ارادہ رکھتا ہو' بشرطیکہ سفر جائز نوعیت کا ہو۔ ایسا بوڑھا یا مریض ہو کہ سواری پر بھی جمعہ کے لیے نہ جا سکتا ہو۔ اندھا ہو اور کوئی ایسا آدمی نہ پاتا ہو' جو اسے نماز کے لیے لے جائے۔ جان یا مال یا آبرو کا خوف لاحق ہو۔ قید کی حالت میں ہو' بشرطیکہ اس کی قید اس کے اپنے کسی قصور کی وجہ سے نہ ہو۔ نماز سے پہلے دو خطبے ہونے چاہئیں۔ خطبے کے دوران میں خاموش رہنا مسنون ہے' مگر بات کرنا حرام نہیں ہے۔ جو شخص امام سے اتنا قریب بیٹھا ہو کہ خطبہ سن سکتا ہو' اس کے لیے بولنا مکروہ ہے' لیکن وہ سلام کا جواب دے سکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن کر باآواز درود پڑھ سکتا ہے (مغنی المحتاج' الفقہ علی المذاہب الاربعہ)۔

مالکیہ کے نزدیک جمعہ کا وقت زوال سے شروع ہو کر' مغرب سے اتنے پہلے تک ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے خطبہ اور نماز ختم ہو جائے۔ بیع کی حرمت اور سعی کا وجوب دوسری اذان سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد اگر بیع واقع ہو تو وہ فاسد ہے اور فسخ ہو گی۔ جمعہ صرف ان بستیوں میں ہو سکتا ہے جن کے باشندے وہاں مستقل طور پر گھر بنا کر رہتے ہوں' اور جاڑے گرمی میں منتقل نہ ہوتے ہوں' اور ان کی ضروریات اسی بستی میں فراہم ہوتی ہوں اور اپنی تعداد کی بنا پر وہ اپنی حفاظت کر سکتے ہوں۔ عارضی قیام گاہوں میں خواہ کتنے ہی لوگ ہوں اور خواہ وہ کتنی ہی مدت ٹھہریں' جمعہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ جس بستی میں جمعہ قائم کیا جاتا ہو'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے تین میل کے فاصلے تک رہنے والے لوگوں پر جمعہ میں حاضر ہونا فرض ہے۔ نماز جمعہ صرف ایسی مسجد میں ہو سکتی ہے جو بستی کے اندر یا اس سے متصل ہو اور جس کی عمارت بستی کے عام باشندوں کے گھروں سے کم تر درجے کی نہ ہو۔ بعض مالکیوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ مسجد مسقف ہونی چاہیے اور اس میں پنج وقتہ نماز کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔ لیکن مالکیہ کا راجح مسلک یہ ہے کہ کسی مسجد میں صحت جمعہ کے لیے اس کا مسقف ہونا شرط نہیں ہے' اور ایسی مسجد میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے جو صرف نماز جمعہ کے لیے بنائی گئی ہو' اور پنج وقتہ نماز کا اس میں اہتمام نہ ہو۔ جمعہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے جماعت میں امام کے سوا کم از کم ۱۲ ایسے آدمیوں کا موجود ہونا ضروری ہے جس پر جمعہ فرض ہو۔ جن عذرات کی بنا پر کسی شخص پر سے جمعہ کا فرض ساقط ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں: سفر کی حالت میں ہو یا بحالت سفر کسی جگہ چار دن سے کم قیام کا ارادہ رکھتا ہو۔ ایسا مریض ہو کہ مسجد آنا اس کے لیے دشوار ہو۔ اس کی ماں یا باپ یا بیوی یا بچہ بیمار ہو' یا وہ کسی ایسے اجنبی مریض کی تیمارداری کر رہا ہو' جس کا اور کوئی تیماردار نہ ہو' یا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار سخت بیماری میں مبتلا ہو یا مرنے کے قریب ہو۔ اس کے ایسے مال کو جس کا نقصان قابل برداشت نہ ہو' خطرہ لاحق ہو' یا اسے اپنی جان یا آبرو کا خطرہ ہو' یا وہ مار یا قید کے خوف سے چھپا ہوا ہو' بشرطیکہ وہ اس معاملہ میں مظلوم ہو۔ سخت بارش اور کیچڑ پانی یا سخت گرمی یا سردی مسجد تک پہنچنے میں مانع ہو۔ دو خطبے نماز سے پہلے لازم ہیں' حتیٰ کہ اگر نماز کے بعد خطبہ ہو تو نماز کا اعادہ ضروری ہے اور یہ خطبے لازماً مسجد کے اندر ہونے چاہئیں۔ خطبے کے لیے جب امام منبر کی طرف بڑھے اس وقت سے نفل پڑھنا حرام ہے اور جب خطبہ شروع ہو تو بات کرنا بھی حرام ہے' خواہ آدمی خطبہ کی آواز نہ سن رہا ہو۔ لیکن اگر خطیب اپنے خطبے میں ایسی لغو باتیں کرے جو نظام خطبہ سے خارج ہوں' یا کسی ایسے شخص کو گالیاں دے جو گالی کا مستحق نہ ہو' یا کسی ایسے شخص کی تعریفیں شروع کر دے جس کی تعریف جائز نہ ہو' یا خطبہ سے غیر متعلق کوئی چیز پڑھنے لگے تو لوگوں کو اس پر احتجاج کرنے کا حق ہے۔ نیز خطبہ میں بادشاہ وقت کے لیے دعا مکروہ ہے الا یہ کہ خطیب کو اپنی جان کا خطرہ ہو۔ خطیب لازماً وہی شخص ہونا چاہئے جو نماز پڑھائے۔ اگر خطیب کے سوا کسی اور نے نماز پڑھائی ہو تو وہ باطل ہوگی۔ (حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر' احکام القرآن ابن عربی' الفقہ علی المذاہب الاربعہ)۔

حنابلہ کے نزدیک جمعہ کی نماز کا وقت صبح کو سورج کے بقدر یک نیزہ بلند ہونے کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے۔ لیکن زوال سے پہلے جمعہ صرف جائز ہے' اور زوال کے بعد واجب اور افضل۔ بیع کی حرمت اور سعی کے وجوب کا وقت دوسری اذان سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد جو بیع ہو' وہ سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتی۔ جمعہ صرف اس جگہ ہو سکتا ہے جہاں ۴۰ ایسے آدمی جن پر جمعہ فرض ہو' مستقل طور پر گھروں میں (نہ کہ خیموں میں) آباد ہوں' یعنی جاڑے اور گرمی میں منتقل نہ ہوتے ہوں۔ اس غرض کے لیے بستی کے گھروں اور محلوں کے باہم متصل یا متفرق ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' ان سب کے مجموعہ کا نام ایک ہو تو وہ ایک ہی بستی ہے' خواہ اس کے ٹکڑے ایک دوسرے سے میلوں کے فاصلے پر واقع ہوں۔ ایسی بستی سے جو لوگ تین میل کے اندر رہتے ہوں' ان پر جمعہ کے لیے حاضر ہونا فرض ہے۔ جماعت میں امام سمیت ۴۰ آدمیوں کی شرکت ضروری ہے۔ نماز کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ مسجد ہی میں ہو۔ کھلے میدان میں بھی ہو سکتی ہے۔ جن عذرات کی بنا پر کسی شخص سے جمعہ کا فرض ساقط ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں: مسافر ہو اور جمعہ کی بستی میں چار دن یا اس سے کم قیام کا ارادہ رکھتا ہو۔ ایسا مریض ہو کہ سواری پر آنا بھی اس کے لیے مشکل ہو۔ اندھا ہو' الا یہ کہ خود راستہ ٹٹول کر آ سکتا ہو۔ کسی دوسرے شخص کے سہارے آنا اندھے کے لیے واجب نہیں ہے۔ سخت سردی یا سخت گرمی یا سخت بارش اور کیچڑ نماز کی جگہ پہنچنے میں مانع ہو۔ کسی ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے چھپا ہوا ہو۔ جان یا آبرو کا خطرہ یا ایسے مالی نقصان کا خوف ہو جو قابل برداشت نہ ہو۔ نماز سے پہلے دو خطبے ہونے چاہئیں۔ خطبے کے دوران میں اس شخص کے لیے بولنا حرام ہے' جو خطیب سے اتنا قریب ہو کہ اس کی آواز سن سکتا ہو۔ البتہ دور کا آدمی جس تک خطیب کی آواز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب "

www.KitaboSunnat.com

نہ پہنچتی ہو' بات کر سکتا ہے۔ خطیب خواہ عادل ہو یا غیر عادل' لوگوں کو خطبہ کے دوران میں چپ رہنا چاہیے۔ اگر جمعہ کے روز عید ہو جائے تو جو لوگ عید پڑھ چکے ہوں ان پر سے جمعہ کا فرض ساقط ہے۔ اس مسئلے میں حنابلہ کا مسلک ائمہ ثلاثہ کے مسلک سے مختلف ہے۔ (غایتہ المنتہی' الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ جس شخص پر جمعہ فرض نہیں ہے وہ اگر نماز جمعہ میں شریک ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کے لیے پھر ظہر پڑھنا فرض نہیں رہتا۔

الذکر سے کیا مراد ہے؟

اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ ـ

ترجمہ: ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز ملائکہ ہر آنے والے کا نام اس کی آمد کی ترتیب کے ساتھ لکھتے جاتے ہیں۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لیے نکلتا ہے تو وہ نام لکھنے بند کر دیتے ہیں اور ذکر (یعنی خطبہ) سننے میں لگ جاتے ہیں۔ [1] (مسند احمد' بخاری' مسلم' ابو داؤد' ترمذی' نسائی)

تشریح: ۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ) ذکر سے مراد خطبہ ہے (قرآن کریم میں بھی خطبے کو ذکر کہا گیا ہے)۔ (اور یہ بھی) کہ اذان کے بعد پہلا عمل جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے وہ نماز نہیں بلکہ خطبہ تھا' اور نماز آپؐ ہمیشہ خطبہ کے بعد ادا فرماتے تھے۔

خطبہ کے لیے "ذکر اللہ" کا لفظ استعمال کرنا خود یہ معنی رکھتا ہے کہ اس میں وہ مضامین ہونے چاہئیں جو اللہ کی یاد سے مناسبت رکھتے ہوں۔ مثلاً اللہ کی حمد و ثنا' اس کے رسولؐ پر درود و صلوٰۃ' اس کے احکام اور اس کی شریعت کے مطابق عمل کی تعلیم و تلقین۔ اس سے ڈرنے والے نیک بندوں کی تعریف وغیرہ۔ اسی بنا پر زمخشری نے کشاف میں لکھا ہے کہ خطبہ میں ظالم حکمرانوں کی مدح و ثنا' یا ان کا نام لینا اور ان کے لیے دعا کرنا' ذکر اللہ سے کوئی دور کی مناسبت بھی نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ تو ذکر الشیطان ہے۔ (تفہیم القرآن' ج ۵' ص ۴۹۵' الجمعہ حاشیہ ۱۵)

"اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بھاگتے ہوئے آؤ' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جلدی سے جلدی وہاں پہنچنے کی کوشش کرو' اردو زبان میں بھی ہم دوڑ دھوپ کرنا' بھاگ دوڑ کرنا' سرگرم کوشش کے معنی میں بولتے ہیں۔ نہ کہ بھاگنے کے معنی میں' اسی طرح عربی میں بھی سعی کے معنی بھاگنے ہی کے نہیں ہیں۔ قرآن میں اکثر مقامات پر سعی کا لفظ کوشش اور جدوجہد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا سَعْیَھَا ـ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ ـ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا ـ مفسرین نے بھی بالاتفاق اس کو اہتمام کے معنی میں لیا ہے۔ ان

---

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر سے مراد خطبہ ہے۔ خود قرآن کا بیان بھی اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ پہلے فرمایا فاسعوا الی ذکر اللہ "خدا کے ذکر کی طرف دوڑو"۔ پھر آگے چل کر فرمایا: فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض "جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ"۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز عمل کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے ذکر اللہ اور پھر نماز۔ مفسرین کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ ذکر سے مراد یا تو خطبہ ہے یا پھر خطبہ اور نماز دونوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک سعی یہ ہے کہ آدمی اذان کی آواز سن کر فوراً مسجد پہنچنے کی فکر میں لگ جائے اور معاملہ صرف اتنا ہی نہیں ہے حدیث میں بھاگ کر نماز کے لیے آنے کی صاف ممانعت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب نماز کھڑی ہو تو اس کی طرف سکون و وقار کے ساتھ چل کر آؤ۔ بھاگتے ہوئے نہ آؤ' پھر جتنی نماز بھی مل جائے اس میں شامل ہو جاؤ' اور جتنی چھوٹ جائے اسے بعد میں پورا کر لو"۔ (صحاح ستہ)۔ حضرت ابو قتادہ انصاریؓ فرماتے ہیں' ایک مرتبہ ہم حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ یکایک لوگوں کے بھاگ بھاگ کر چلنے کی آواز آئی۔ نماز ختم کرنے کے بعد حضورؐ نے ان لوگوں سے پوچھا' یہ کیسی آواز تھی؟ ان لوگوں نے عرض کیا۔ ہم نماز میں شامل ہونے کے لیے بھاگ کر آ رہے تھے۔ فرمایا "ایسا نہ کرو' نماز کے لیے جب بھی آؤ پورے سکون کے ساتھ آؤ۔ جتنی مل جائے اس کو امام کے ساتھ پڑھ لو' جتنی چھوٹ جائے وہ بعد میں پوری کر لو"۔ (بخاری' مسلم)

"خرید و فروخت چھوڑ دو" کا مطلب صرف خرید و فروخت ہی چھوڑنا نہیں ہے' بلکہ نماز کے لیے جانے کی فکر اور اہتمام کے سوا ہر دوسری مصروفیت چھوڑ دینا ہے۔ بیع کا ذکر خاص طور پر صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ جمعہ کے روز تجارت خوب چمکتی تھی۔ آس پاس کی بستیوں کے لوگ سمٹ کر ایک جگہ جمع ہو جاتے تھے۔ تاجر بھی اپنا مال لے لے کر وہاں پہنچ جاتے تھے۔ لوگ بھی اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنے میں لگ جاتے تھے' لیکن ممانعت کا حکم صرف بیع تک محدود نہیں ہے' بلکہ دوسرے تمام مشاغل بھی اس کے تحت آ جاتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف ان سے منع فرما دیا ہے' اس لیے فقہاء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد بیع اور ہر قسم کا کاروبار حرام ہے۔

یہ حکم قطعی طور پر نماز جمعہ کے فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اول تو اذان سنتے ہی اس کے لیے دوڑنے کی تاکید بجائے خود اس کی دلیل ہے۔ پھر بیع جیسی حلال چیز کا اس کی خاطر حرام ہو جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ فرض ہے۔ مزید برآں ظہر کی فرض نماز کا جمعہ کے ساتھ ساقط ہو جانا اور نماز جمعہ کا اس کی جگہ لے لینا بھی اس کی فرضیت کا صریح ثبوت ہے۔ کیونکہ ایک فرض اسی وقت ساقط ہوتا ہے جبکہ اس کی جگہ لینے والا فرض اس سے زیادہ اہم ہو۔ اسی کی تائید بکثرت احادیث کرتی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی سخت تاکید کی ہے اور اسے صاف الفاظ میں فرض قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "میرا جی چاہتا ہے کہ کسی اور شخص کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دوں اور جا کر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے"۔ (مسند احمد' بخاری)۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے جمعہ کے خطبہ میں حضورؐ کو یہ فرماتے سنا ہے: "لوگوں کو چاہئے کہ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں' ورنہ اللہ ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دے گا اور وہ غافل ہو کر رہ جائیں گے"۔ (مسند احمد' مسلم' نسائی)۔ حضرت ابو الجعد ضمری' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایات میں حضورؐ کے جو ارشادات منقول ہوئے ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی حقیقی ضرورت اور جائز عذر کے بغیر' محض بے پروائی کی بنا پر مسلسل تین جمعے چھوڑ دے' اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے"۔ بلکہ ایک روایت میں تو الفاظ یہ ہیں کہ "اللہ اس کے دل کو منافق کا دل بنا دیتا ہے"۔ (مسند احمد' ابوداؤد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' حاکم' ابن حبان' بزار' طبرانی فی الکبیر)۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا "آج سے لے کر قیامت تک جمعہ تم لوگوں پر فرض ہے جو شخص اسے ایک معمولی چیز سمجھ کر یا اس کا حق نہ مان کر اسے چھوڑ دے' خدا اس کا حال درست نہ کرے' نہ اسے برکت دے۔ خوب سن رکھو' اس کی نماز نماز نہیں' اس کی زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں' اس کا حج حج نہیں' اس کا روزہ' روزہ نہیں' اس کی کوئی نیکی' نیکی نہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ پھر جو توبہ کر لے اللہ اسے معاف فرمانے والا ہے"۔ (ابن ماجہ' بزار) اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے قریب المعنی ایک روایت طبرانی نے اوسط میں ابن عمرؓ سے نقل کی ہے۔ علاوہ بریں بکثرت روایات ہیں جن میں حضورؐ نے جمعہ کو بالفاظ صریح فرض اور حق واجب قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس کی اذان سنے"۔ (ابو داؤد، دارقطنی) جابرؓ بن عبداللہ اور ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے خطبہ میں فرمایا "جان لو کہ اللہ نے تم پر نماز جمعہ فرض کی ہے"۔ (بیہقی) البتہ آپ نے عورت، بچے، غلام، مریض اور مسافر کو اس فرضیت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ حضرت حفصہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "جمعہ کے لیے نکلنا ہر بالغ پر واجب ہے"۔ (نسائی)۔ حضرت طارق بن شہاب کی روایت میں آپؐ کا ارشاد یہ ہے کہ "جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ سوائے غلام، عورت، بچے اور مریض کے"۔ (ابو داؤد، حاکم)۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت میں آپ کے الفاظ یہ ہیں: "جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس پر جمعہ فرض ہے۔ الا یہ کہ عورت ہو یا مسافر ہو، یا غلام ہو یا مریض ہو"۔ (دارقطنی، بیہقی) قرآن و حدیث کی انہی تصریحات کی وجہ سے جمعہ کی فرضیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔

جمعہ کی نماز کے بعد زمین میں پھیل جانا اور تلاش رزق کی دوڑ دھوپ میں لگ جانا ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ ارشاد اجازت کے معنی میں ہے۔ چونکہ جمعہ کی اذان سن کر سب کاروبار چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا تھا اس لیے فرمایا گیا کہ نماز ختم ہو جانے کے بعد تمہیں اجازت ہے کہ منتشر ہو جاؤ، اور اپنے جو کاروبار بھی کرنا چاہو کرو یہ ایسا ہی ہے جیسے حالت احرام میں شکار کی ممانعت کرنے کے بعد فرمایا فاذا حللتم فاصطادوا (المائدہ-ا) "جب احرام کھول چکو تو شکار کرو"۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ احرام کھولنے کے بعد ضرور شکار کرو۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے بعد شکار پر کوئی پابندی باقی نہیں رہتی۔ چاہو تو شکار کر سکتے ہو۔ یا مثلاً سورۂ نساء میں ایک سے زائد نکاح کی اجازت فانکحوا ما طاب لکم کے الفاظ میں دی گئی ہے۔ یہاں اگرچہ فانکحوا بصیغہ امر ہے، مگر کسی نے بھی اس کو حکم کے معنی میں نہیں لیا ہے۔ اس سے یہ اصولی مسئلہ نکلتا ہے کہ صیغہ امر ہمیشہ وجوب ہی کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی یہ اجازت اور کبھی استحباب کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ یہ بات قرائن سے معلوم ہوتی ہے کہ کہاں یہ حکم کے معنی میں ہے اور کہاں اجازت کے معنی میں۔ اور کہاں اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ کو ایسا کرنا پسند ہے۔ لیکن یہ مراد نہیں ہوتی کہ یہ فعل فرض و واجب ہے۔ خود اسی فقرے کے بعد متصلاً دوسرے ہی فقرے میں ارشاد ہوا ہے واذکروا اللہ کثیراً — "اللہ کو کثرت سے یاد کرو"۔ یہاں بھی صیغہ امر موجود ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ استحباب کے معنی میں ہے نہ کہ وجوب کے معنی میں۔

اس مقام پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ قرآن میں یہودیوں کے سبت اور عیسائیوں کے اتوار کی طرح جمعہ کو عام تعطیل کا دن قرار نہیں دیا گیا ہے لیکن اس امر سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ جمعہ ٹھیک اسی طرح مسلمانوں کا شعار ملت ہے جس طرح ہفتہ اور اتوار یہودیوں اور عیسائیوں کے شعار ملت ہیں۔ اور اگر ہفتہ میں کوئی ایک دن عام تعطیل کے لیے مقرر کرنا ایک تمدنی ضرورت ہو تو جس طرح یہودی اس کے لیے فطری طور پر ہفتے کو اور عیسائی اتوار کو منتخب کرتے ہیں اسی طرح مسلمان (اگر اس کی فطرت میں کچھ اسلامی حس موجود ہو) لازماً اس غرض کے لیے جمعہ ہی کو منتخب کرے گا۔ بلکہ عیسائیوں نے تو دوسرے ایسے ملکوں پر بھی اپنے اتوار کو مسلط کرنے میں تامل نہ کیا جہاں عیسائی آبادی آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی۔ یہودیوں نے جب فلسطین میں اپنی اسرائیلی ریاست قائم کی تو اولین کام جو انہوں نے کیا، وہ یہ تھا کہ اتوار کے بجائے ہفتہ کو چھٹی کا دن مقرر کیا۔ قبل تقسیم کے ہندوستان میں برطانوی ہند اور مسلمان ریاستوں کے درمیان نمایاں فرق یہ نظر آتا تھا کہ ملک کے ایک حصے میں اتوار کی چھٹی ہوتی تھی اور دوسرے حصے میں جمعہ کی۔ البتہ جہاں مسلمانوں کے اندر اسلامی حس موجود نہیں ہوتی، وہاں وہ اپنے ہاتھ میں اقتدار آنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد بھی اتوار ہی کو سینے سے لگائے رہتے ہیں جیسا کہ ہم پاکستان میں دیکھ رہے ہیں بلکہ اس سے زیادہ جب بے حسی طاری ہوتی ہے تو جمعہ کی چھٹی منسوخ کر کے اتوار کی چھٹی رائج کی جاتی ہے' جیسا کہ مصطفیٰ کمال نے ترکی میں کیا۔

تخریج: ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ، عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ – **ترجمہ:** ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مسجد کے دروازے پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ پہلے کون آیا' پھر کون آیا' سبقت کر کے سویرے مسجد کی طرف آنے والا اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو اونٹ کی قربانی کرتا ہے ۔ پھر جو آتا ہے اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو گائے قربان کرتا ہے ۔ پھر مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح پھر مرغی پھر انڈے کی مانند۔
جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو وہ رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور الذکر (خطبہ) غور سے سننے لگتے ہیں۔

مآخذ: ۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۷' کتاب الجمعة باب الاستماع الي الخطبة ۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۴۵۶' کتاب بدا الخلق باب ذکر الملائکة ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلاة و السنة فیها باب ماجاء في التهجير الي الجمعة ۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۲۲۶ ۔ کتاب الجمعة باب فضل التبکیر الي الجمعة ۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِیَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ کَبْشًا اَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِکَةُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ **ترجمہ:** ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس آدمی نے جمعہ کے روز غسل جنابت کی طرح اچھی طرح غسل کیا پھر مسجد کی جانب چل پڑا تو گویا اس نے اونٹ قربان کیا اور جو شخص دوسری ساعت میں مسجد کی طرف چلا تو اس نے گویا گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں چلا تو وہ ایسا ہے جیسا کہ سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا اور جو چوتھی ساعت میں مسجد کی طرف چلا تو اس نے گویا مرغی ذبح کر کے تقرب الٰہی حاصل کیا اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو گویا اس نے انڈا راہ خدا میں خیرات کیا' جب امام حجرے سے نکل کھڑا ہوا' تو فرشتے خطبہ سننے کے لیے جا حاضر ہوتے ہیں۔

مآخذ: ۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۱' کتاب الجمعة باب فضل الجمعة ۔ ☆ مسلم کتاب الجمعة،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ج ۱ ص ۲۸۲' باب تكتب الملائكة على ابواب المساجد الخ— ☆ ابوداؤد' ج ۱ ص ۹۶' کتاب الطہارت' باب في الغسل يوم الجمعة، ☆ ترمذی' ج ۱ ص ۱۱۲' ابواب الجمعة باب ماجاء في التبكير الي الجمعة— ☆ نسائی' ج ۳' ص ۹۹' کتاب الجمعة، العمل في غسل يوم الجمعة — ☆ السنن الكبریٰ' ج ۳' ص ۲۲۶' کتاب الجمعة، باب فضل التبكير الي الجمعة—

نسائی نے کتاب الجمعة کے باب التبكير الي الجمعة میں چند احادیث جمع کی ہیں' جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَكَتَبُوْا مَنْ جَآءَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَتِ الْمَلَائِكَةُ الصُّحُفَ قَالَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُهَجِّرُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَالْمُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالْمُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَالْمُهْدِیْ شَاةً ثُمَّ كَالْمُهْدِیْ بَطَّةً ثُمَّ كَالْمُهْدِیْ دَجَاجَةً ثُمَّ كَالْمُهْدِیْ بَيْضَةً— ترجمہ :۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں جو شخص جمعہ کی طرف آتا ہے اس کا نام لکھ لیتے ہیں۔مگر جب امام نکل کر خطبہ کے لیے جاتا ہے تو ملائکہ اپنے رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سبقت کر کے علی الصبح مسجد میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اونٹ قربان کرنے والا ہے۔پھر آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی کرتا ہے' پھر بکری پھر بطخ' پھر مرغی اور پھر انڈے کی خیرات کرنے والی کی طرح ہیں۔

مآخذ :۔☆ نسائی' ج ۳' ص ۹۷' ۹۸' کتاب الجمعة، باب التبكير الي الجمعة— ☆ دارمی' کتاب الصلاة' باب ۱۹۳' فضل التهجير الي الجمعة—

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ اَلْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ فَالْمُهَجِّرُ اِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ الَّذِیْ يَلِيْهِ كَالْمُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ الَّذِیْ يَلِيْهِ كَالْمُهْدِیْ كَبْشًا حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ اس کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا جب جمعہ کا روز ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے آموجود ہوتے ہیں۔آنے والے لوگوں کو حسب منازل و مراتب لکھتے جاتے ہیں۔جب امام خطبہ کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور بغور خطبہ سننے لگتے ہیں۔چنانچہ نماز جمعہ کی طرف سبقت کر کے صبح سویرے آنے والا شخص ایسا ہے جیسا کہ اونٹ قربان کرنے والا' پھر جو آتا ہے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی کرتا ہے۔پھر جو اس کے ساتھ آتا ہے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مینڈھا قربان کرتا ہے۔یہاں تک کہ آپؐ نے درجہ بدرجہ آنے والوں کو مرغی اور انڈے کی مثال سے بیان فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ: ــ☆ نسائی، ج ۳، ص ۹۸، کتاب الجمعة، باب التبکیر الی الجمعة ــ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۲۶، کتاب الجمعة، باب فضل التبکیر الی الجمعة ــ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ یَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَنَازِلِهِمْ فَالنَّاسُ فِیْهِ كَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُوْرًا وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَیْضَةً ــ **ترجمہ:** ــ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز ملائکہ مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ آنے والوں کو حسب منازل لکھتے جاتے ہیں۔ لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جلدی آتے ہیں اور وہ اس شخص کی طرح ہوتے ہیں جو اونٹ قربانی کے لیے پیش کرتا ہے اور بعض اس شخص کی طرح جس نے گائے پیش کی اور بعض اس کی مانند جس نے بکری قربانی کے لیے پیش کی۔ پھر مرغی پیش کرنے والے کی طرح پھر چڑیا پیش کرنے والے کی طرح اور پھر انڈا راہ خدا میں دینے والے کی طرح۔

ماخذ: ــ☆ نسائی، ج ۳، ص ۹۸، ۹۹، کتاب الجمعة، باب التبکیر الی الجمعة ــ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِیِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهُ اَیُّ الْمُجَاهِدِیْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰی ذِكْرًا ــ قَالَ: اَیُّ الصَّائِمِیْنَ اَكْثَرُ اَجْرًا؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ذِكْرًا ــ ثُمَّ ذَكَرَ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ، وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ ذِكْرًا ــ

(۱) **ترجمہ:** ــ معاذ ابن انس جہنی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ جہاد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اجر پانے والا کون ہے؟ فرمایا جو ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ روزہ رکھنے والوں میں سب سے زیادہ اجر کون پائے گا؟ فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والا ہو۔ پھر اس شخص نے اسی طرح نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ ادا کرنے والوں کے متعلق پوچھا اور حضورؐ نے ہر ایک کا یہی جواب دیا کہ "جو اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہو"۔

تشریح: ــ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی زبان پر ہر وقت زندگی کے ہر معاملے میں کسی نہ کسی طرح خدا کا نام آتا رہے۔ یہ کیفیت آدمی پر اس وقت تک طاری نہیں ہوتی جب تک اس کے دل میں خدا کا خیال بس کر نہ رہ گیا ہو۔ انسان کے شعور سے گزر کر اس کے تحت الشعور اور لاشعور تک میں جب یہ خیال گہرا اتر جاتا ہے تب ہی اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ جو کام اور جو بات بھی وہ کرے گا اس میں خدا کا نام ضرور آئے گا۔ کھائے گا تو بسم اللہ کہہ کر کھائے گا۔ فارغ ہو گا تو الحمدللہ کہے گا۔ سوئے گا تو اللہ کو یاد کر کے اور اٹھے گا تو اللہ ہی کا نام لیتے ہوئے بات چیت میں بار بار اس کی زبان سے بسم اللہ، الحمدللہ، ان شاء اللہ، ماشاء اللہ اور اسی طرح کے دوسرے کلمات نکلتے رہیں گے۔ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے مدد مانگے گا۔ ہر نعمت ملنے پر اس کا شکر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کرے گا۔ ہر آفت آنے پر اس کی رحمت کا طلبگار ہو گا۔ ہر مشکل میں اس سے رجوع کرے گا۔ ہر برائی کا موقع سامنے آنے پر اس سے ڈرے گا۔ ہر قصور سرزد ہو جانے پر اس سے معافی چاہے گا۔ ہر حاجت پیش آنے پر اس سے دعا مانگے گا۔ غرض اٹھتے بیٹھتے اور دنیا کے سارے کام کاج کرتے ہوئے اس کا وظیفہ خدا ہی کا ذکر ہو گا۔ یہ چیز درحقیقت اسلامی زندگی کی جان ہے۔ دوسری جتنی بھی عبادات ہیں ان کے لیے بہرحال کوئی وقت ہوتا ہے جب وہ ادا کی جاتی ہیں اور انہیں ادا کر چکنے کے بعد آدمی فارغ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ وہ عبادت ہے جو ہر وقت جاری رہتی ہے اور یہی انسان کی زندگی کا مستقل رشتہ اللہ اور اس کی بندگی کے ساتھ جوڑے رکھتی ہے۔ خود عبادات اور تمام دینی کاموں میں بھی جان اسی چیز سے پڑتی ہے کہ آدمی کا دل محض ان خاص اعمال کے وقت ہی نہیں بلکہ ہمہ وقت خدا کی طرف راغب اور اس کی زبان دائماً اس کے ذکر سے تر رہے۔ یہ حالت انسان کی ہو تو اس کی زندگی میں عبادات اور دینی کام ٹھیک اسی طرح پروان چڑھتے اور نشوونما پاتے ہیں جس طرح ایک پودا ٹھیک اپنے مزاج کے مطابق آب و ہوا میں لگا ہوا ہو۔ اس کے برعکس جو زندگی اس دائمی ذکر خدا سے خالی ہو' اس میں محض مخصوص اوقات میں یا مخصوص مواقع پر ادا کی جانے والی عبادات اور دینی خدمات کی مثال اس پودے کی سی ہے جو اپنے مزاج سے مختلف آب و ہوا میں لگایا گیا ہو اور محض باغبان کی خاص خبرگیری کی وجہ سے پل رہا ہو۔ (تفہیم القرآن' ج ۴' ص ۹۶' ۹۷' الاحزاب حاشیہ ۶۳)

تخریج: ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي اَبِيْ، ثَنَا حَسَنٌ، ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، ثَنَا زَبَّانٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِنَّ رَجُلًا سَاَلَهُ فَقَالَ: اَيُّ الْجِهَادِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا، قَالَ: فَاَيُّ الصَّآئِمِيْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا، ثُمَّ ذَكَرْنَا الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَا اَبَا حَفْصٍ، ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْرٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ۔ **ماخذ:** ۔☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۴۳۸

نوٹ: اس روایت میں ای الجہاد نقل کیا گیا ہے جبکہ متن میں ای المجاہدین ہے۔ (مرتب)

نماز جمعہ میں شرط مصر

نماز جمعہ میں شرط مصر کے متعلق مجھے علمائے حنفیہ سے اختلاف ہے کہ میری تحقیق یہ ہے کہ بعد کے لوگوں نے خود امام ابوحنیفہ ہی کے استدلال و استنباط کو اس معاملہ میں نہیں سمجھا۔ امام صاحب کا مدعا صرف یہ تھا کہ اقامت جمعہ ایسی آبادیوں میں ہو' جو اپنے علاقہ کے اندر مرکزی حیثیت رکھتی ہوں اور یہ حدیث کے عین مطابق ہے لیکن بعد کے لوگوں نے مصر کا مدلول متعین کرنے میں کھینچ تان کی اور متعدد ایسی شرطیں بڑھا دیں جن کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (۱)

رسائل و مسائل حصہ اول' ص ۱۹۳۔ ۱۹۴

--------------********--------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج (۱): ۔ قَالَ اَبُوبَكْرٍ : رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ، قَالَ : لَاجُمُعَةَ وَلَاتَشْرِیْقَ اِلَّافِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ وَرُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ مِثْلَهُ

ماخذ: ۔☆ احکام القرآن لابی بکر الجصاص، ج ۳، ص ۴۴۵، طبع دار الکتب العربیہ۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: لا جمعة ولا تشریق الا في مصر جامع۔

ماخذ: ۔☆ المصنف لعبد الرزاق، ج ۳، ص ۱۶۷، کتاب الجمعة۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۷۹، کتاب الجمعة، باب العدد الذین اذا کانوا في قریة وجبت علیهم الجمعة۔ عن علی۔

بیہقی نے عن ابی عبدالرحمٰن قال : قَالَ عَلِی رضی اللّٰه عنه : لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ نقل کیا ہے۔ اور کنزالعمال نے ابو عبید فی الغریب والمروزی فی کتاب الجمعہ کے حوالہ سے حضرت علیؓ سے مروی الفاظ لا جمعة ولا تشریق الا في مصر جامع نقل کیا ہے۔

ماخذ: ۔☆ کنزالعمال، ج ۸، ص ۳۰۷، حدیث نمبر ۲۳۲۱۰۔

جن افراد پر جمعہ فرض نہیں

حضرت طارق بن شہاب کی روایت میں آپؐ کا ارشاد یہ ہے کہ "جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے سوائے غلام، عورت، بچے اور مریض کے"۔(۱) (ابو داؤد، حاکم)

ترجمہ: ۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت میں آپؐ کے الفاظ یہ ہیں: "جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس پر جمعہ فرض ہے۔ الا یہ کہ عورت ہو یا مسافر ہو، یا غلام ہو، یا مریض ہو"۔ (۲) (دارقطنی، بیہقی)

تشریح: قرآن و حدیث کی (ان) تصریحات کی وجہ سے جمعہ کی فرضیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۵، ص ۴۹۵، الجمعہ حاشیہ ۱۵)

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ، حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا هُرَیْمٌ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً، عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِیٌّ اَوْ مَرِیْضٌ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ : طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَسْمَعْ مِنْهُ شَیْئًا۔ **ترجمہ:** ۔ طارق بن شہاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے سوائے چار کے [یعنی غلام ' عورت ' بچہ اور مریض اس حکم سے مستثنیٰ ہیں]۔

ماخذ: ۔☆ ابوداؤد' ج ا' ص ۲۸۰' کتاب الصلاۃ تفریع ابواب الجمیعۃ، باب الجمعه للملوك، والمراۃ ☆ المستدرک' ج ا' ص ۲۸۸۔کتاب الجمعۃ من یجب علیه الجمعۃ — ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی' ج ۳' ص ۱۷۲' کتاب الجمعۃ باب من یجب علیه الجمعۃ —

بیہقی نے ایک روایت عن محمد بن کعب انه سمع رجلا من بني وائل نقل کی ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا امْرَاَۃٌ اَوْ صَبِیٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ

ترجمہ: ۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : عورت ' بچہ اور غلام کو چھوڑ کر ہر مسلمان پر جمعہ واجب ہے۔

ماخذ: ۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی' ج ۳' ص ۱۷۳' کتاب الجمعۃ باب من تجب علیه الجمعۃ —

---------------*********---------------

تخریج (۲): ۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ الْمُهْتَدِیْ بِاللّٰهِ، ثَنَا یَحْیَی بْنُ نَافِعِ بْنِ خَالِدٍ بِمِصْرَ، ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ، ثَنَا ابْنُ لَهِیْعَةَ، حَدَّثَنِیْ مُعَاذُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْاَنْصَارِیُّ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَیْهِ الْجُمُعَةُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا مَرِیْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوِ امْرَاَۃٌ اَوْ صَبِیٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰی بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَۃٍ اسْتَغْنَی اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ —

ترجمہ: ۔حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' جمعہ کے روز اس پر نماز جمعہ فرض ہے۔ مریض ' مسافر' عورت ' بچہ اور غلام اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔جس کسی نے کھیل کود اور کاروبار و تجارت کی وجہ سے بے اعتنائی اور بے پروائی برتی تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے' وہ تو غنی اور حمید ہے۔

دوران خطبہ جمعہ کا ایک تاریخی واقعہ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْتَتَابَعْتُمْ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْکُمْ اَحَدٌ لَسَالَ بِکُمُ الْوَادِیْ نَارًا — ترجمہ

: ۔حضرت جابرؓ بن عبداللہ' حضرت عبداللہؓ بن عباس ' حضرت ابو ہریرہؓ' حضرت ابو مالکؓ اور حضرات حسن بصریؒ' ابن زیدؒ قتادہؒ اور مقاتل بن حیان سے منقول ہوا ہے کہ مدینہ طیبہ میں شام سے ایک تجارتی قافلہ عین نماز جمعہ کے وقت آیا اور اس نے ڈھول تاشے بجانے شروع کئے تاکہ بستی کے لوگوں کو اس کی آمد کی اطلاع ہو جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرما رہے تھے۔ ڈھول تاشوں کی آوازیں سن کر لوگ بے چین ہو گئے اور ۱۲ آدمیوں کے سوا باقی سب بقیع کی طرف دوڑ گئے جہاں قافلہ اترا ہوا تھا۔

اس قصے کی روایات میں سب سے زیادہ معتبر روایت حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی ہے جسے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابو عوانہ، عبد بن حمید، ابویعلیٰ وغیرہم نے متعدد سندوں سے نقل کیا ہے۔ اس میں اضطراب صرف یہ ہے کہ کسی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ نماز کی حالت میں پیش آیا تھا، اور کسی میں یہ ہے کہ یہ اس وقت پیش آیا جب حضورؐ خطبہ دے رہے تھے لیکن حضرت جابرؓ اور دوسرے صحابہؓ و تابعینؒ کی تمام روایات کو جمع کرنے سے صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ دوران خطبہ کا واقعہ ہے اور حضرت جابرؓ نے جہاں یہ کہا ہے کہ یہ نماز جمعہ کے دوران میں پیش آیا، وہاں دراصل انہوں نے خطبے اور نماز کے مجموعہ پر نماز جمعہ کا اطلاق کیا ہے۔ (حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت ۱۲ مردوں کے ساتھ سات عورتیں باقی رہ گئی تھیں (ابن مردویہ)۔ قتادہ کا بیان ہے کہ ۱۲ مردوں کے ساتھ ایک عورت تھی (ابن جریر، ابن ابی حاتم) دارقطنی کی ایک روایت میں ۴۰ افراد اور عبد بن حمید کی روایت میں ۷ نفر بیان کیے گئے ہیں اور فراء نے ۸ نفر لکھے ہیں۔ لیکن یہ سب ضعیف روایات ہیں اور قتادہ کی یہ روایت بھی ضعیف ہے کہ اس طرح کا واقعہ تین مرتبہ پیش آیا تھا (ابن جریر)۔ معتبر روایت حضرت جابر بن عبداللہ کی ہے جس میں باقی رہ جانے والوں کی تعداد ۱۲ بتائی گئی ہے۔ اور قتادہ کی ایک روایت کے سوا باقی تمام صحابہؓ و تابعینؒ کی روایات اس پر متفق ہیں کہ یہ واقعہ صرف ایک مرتبہ پیش آیا۔ باقی رہ جانے والوں کے متعلق مختلف روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت عمارؓ بن یاسر، حضرت سالمؓ مولیٰ حذیفہ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ شامل تھے۔ حافظ ابویعلیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ کی جو روایت نقل کی ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ اس طرح نکل کر چلے گئے اور صرف ۱۲ اصحاب باقی رہ گئے تو ان کو خطاب کر کے حضورؐ نے فرمایا ''اگر تم سب چلے جاتے اور ایک بھی باقی نہ رہتا تو یہ وادی آگ سے بہہ نکلتی''۔ اسی سے ملتا جلتا مضمون ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اور ابن جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے)۔ (۱)

اس حدیث میں صحابہ کرام کی ایک غلطی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خطبہ جمعہ کو چھوڑ کر تجارت وغیرہ کی طرف چلے گئے۔

شیعہ حضرات نے اس واقعہ کو بھی صحابہؓ پر طعن کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کی اتنی بڑی تعداد کا خطبے اور نماز کو چھوڑ کر تجارت اور کھیل تماشے کی طرف دوڑ جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے تھے لیکن یہ ایک سخت بے جا اعتراض ہے جو صرف حقائق سے آنکھیں بند کر کے ہی کیا جا سکتا ہے۔ دراصل یہ واقعہ ہجرت کے بعد قریبی زمانے ہی میں پیش آیا تھا۔ اس وقت ایک طرف تو صحابہ کی اجتماعی تربیت ابتدائی مراحل میں تھی اور دوسری طرف کفار مکہ نے اپنے اثر سے مدینہ طیبہ کے باشندوں کی سخت معاشی ناکہ بندی کر رکھی تھی جس کی وجہ سے مدینے میں اشیائے ضرورت کمیاب ہو گئی تھیں۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت مدینے میں لوگ بھوکوں مر رہے تھے اور قیمتیں بہت چڑھی ہوئی تھیں (ابن جریر)۔ اس حالت میں جب ایک تجارتی قافلہ آیا تو لوگ اس اندیشے سے کہ کہیں ہمارے نماز سے فارغ ہوتے ہوتے سامان فروخت نہ ہو جائے، گھبرا کر اس کی طرف دوڑ گئے۔ یہ ایک ایسی کمزوری اور غلطی تھی جو اس وقت اچانک تربیت کی کمی اور حالت کی سختی کے باعث رونما ہو گئی تھی لیکن جو شخص بھی ان صحابہ کی وہ قربانیاں دیکھے گا جو اس کے بعد انہوں نے اسلام کے لیے کیں، اور یہ دیکھے گا کہ عبادات اور معاملات میں ان کی زندگیاں کیسے زبردست تقویٰ کی شہادت دیتی ہیں، وہ ہرگز یہ الزام رکھنے کی جرات نہ کر سکے گا کہ ان کے اندر دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا کوئی مرض پایا جاتا تھا، الا یہ کہ اس کے اپنے دل میں صحابہ سے بغض کا مرض پایا جاتا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاہم یہ واقعہ صحابہؓ کے معترضین کی تائید نہیں کرتا۔ اسی طرح ان لوگوں کے خیالات کی تائید بھی نہیں کرتا جو صحابہ کی عقیدت میں غلو کر کے اس طرح کے دعوے کرتے ہیں کہ ان سے کبھی کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی یا ہوئی بھی تو اس کا ذکر نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ ان کی غلطی کا ذکر کرنا اور اسے غلطی کہنا ان کی توہین ہے۔ اور اس سے ان کی عزت و وقعت دلوں میں باقی نہیں رہتی اور اس کا ذکر ان آیات و احادیث کے خلاف ہے جن میں صحابہ کے مغفور اور مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔ یہ ساری باتیں سراسر مبالغہ ہیں جن کے لیے قرآن و حدیث میں کوئی سند موجود نہیں ہے۔ [حالانکہ قرآن میں بھی اس غلطی کا ذکر ہے] اور حدیث و تفسیر کی تمام کتابوں میں صحابہؓ سے لے کر بعد کے اکابر اہل سنت تک نے اس غلطی کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے [اس کا] ذکر انہی صحابہ کی وقعت دلوں سے نکالنے کے لیے کیا ہے جن کی وقعت وہ خود دلوں میں قائم فرمانا چاہتا ہے؟ اور کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہؓ اور تابعین" اور محدثین و مفسرین نے اس قصے کی ساری تفصیلات اس کی شرعی مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر بیان کر دی ہیں جو یہ غالی حضرات بیان کیا کرتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام "کوئی آسمانی مخلوق نہ تھے بلکہ اسی زمین پر پیدا ہونے والے انسانوں میں سے تھے۔ وہ جو کچھ بھی بنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے بنے۔ یہ تربیت بتدریج سالہا سال تک ان کو دی گئی۔ اس کا جو طریقہ ہمیں قرآن و حدیث میں نظر آتا ہے' وہ یہ ہے کہ جب کبھی ان کے اندر کسی کمزوری کا ظہور ہوا' اللہ اور اس کے رسولؐ نے بروقت اس کی طرف توجہ فرمائی اور فوراً اس خاص پہلو میں تعلیم و تربیت کا ایک پروگرام شروع ہو گیا جس میں وہ کمزوری پائی گئی تھی۔ اسی نماز جمعہ کے معاملہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب قافلہ تجارت والا واقعہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ کا (ایک پورا) رکوع نازل فرما کر اس پر تنبیہ کی اور جمعہ کے آداب بتائے۔ پھر اس کے ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل اپنے خطبات مبارکہ میں فرضیت جمعہ کی اہمیت لوگوں کے ذہن نشین فرمائی اور تفصیل کے ساتھ ان کو آداب جمعہ کی تعلیم دی۔ چنانچہ احادیث میں یہ ساری ہدایات ہم کو بڑی واضح صورت میں ملتی ہیں۔

تفہیم القرآن' ج ۵' ص ۵۰۲' الجمعہ حاشیہ ۱۹

---------------*********---------------

تخریج (۱): ۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ وَاَبِى سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ عِيرٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَابْتَدَرَهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْكُمْ اَحَدٌ لَسَالَ بِكُمُ الْوَادِىْ نَارًا، وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَ نِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا وَقَالَ: كَانَ فِى الْاِثْنَىْ عَشَرَ الَّذِيْنَ ثَبَتُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِىَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ عَنْہُمَا ترجمہ :۔ حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اسی دوران میں مدینہ کی جانب ایک تجارتی قافلہ آ نکلا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اس کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ صرف ۱۲ آدمیوں کے سوا کوئی بھی نہ رہا تو اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا اگر تم سب چلے جاتے اور ایک بھی باقی نہ رہتا تو یہ وادی آگ سے بہہ نکلتی۔ اس موقع پر واذا راوا تجارۃ او لھو الایۃ نازل ہوئی۔ راوی کا بیان ہے ان ثابت قدم رہنے والے بارہ آدمیوں میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔

ماخذ :۔☆ تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۳۶۷، سورہ الجمعۃ بحوالہ مسند ابی یعلیٰ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَوْ خَرَجُوْا کُلُّھُمْ لَاضْطَرَمَ الْمَسْجِدُ عَلَیْھِمْ نَارًا۔

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ سب نکل جاتے تو یہ مسجد آگ بن کر ان پر بھڑک اٹھتی۔

ماخذ :۔☆ فتح القدیر للشوکانی، ج ۵، ص ۲۲۹، سورہ جمعہ بحوالہ عبد بن حمید۔

حَدَّثَنَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ : حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ حُصَیْنٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ اَبِی الْجَعْدِ، قَالَ : حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ : بَیْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَتْ عِیْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا اِلَیْھَا حَتّٰی مَا بَقِیَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الآیۃ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا ترجمہ :۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران میں خورد ونوش کا سامان تجارت لے کر ایک قافلہ آگیا۔ سب صحابہ اس کی طرف متوجہ ہوگئے صرف ۱۲ آدمی آپؐ کے ساتھ باقی رہ گئے۔ اس موقع پر واذا راوا والی آیت نازل ہوئی۔

ماخذ :۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۸، کتاب الجمعۃ، باب اذا نفر الناس عن الامام فی صلاۃ الجمعۃ فصلاۃ الامام ومن بقی جائزۃ۔

کتاب التفسیر میں امام بخاری نے جابرؓ بن عبداللہ کی جو روایت نقل ہے وہ یہ ہے :

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ، قَالَ : اَقْبَلَتْ عِیْرٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا۔ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا ترجمہ :۔ حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے جمعہ کے روز ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک تجارتی قافلہ آگیا۔ صحابہ کود کر اس قافلہ کی طرف لپکے۔ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے۔ اسی موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے واذا راوا تجارۃ او لھو ن انفضوا الیھا الآیۃ نازل فرمائی۔

ماخذ :۔☆ بخاری، ج ۲، ص ۷۲۷، کتاب التفسیر، باب قولہ واذا راوا تجارۃ سورۃ الجمعۃ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَۃَ وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ کِلَاھُمَا عَنْ جَرِیْرٍ، قَالَ عُثْمَانُ: نَا جَرِیْرٌ عَنْ حُصَیْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، کَانَ یَخْطُبُ قَآئِمًا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، فَجَاءَتْ عِیْرٌ مِنَ الشَّامِ، فَانْفَتَلَ النَّاسُ اِلَیْھَا حَتّٰی لَمْ یَبْقَ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا—فَاُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ الَّتِی فِی الْجُمُعَۃِ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْلَھْوَ نِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا **ترجمہ**:۔حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اچانک شام کی طرف سے ایک تجارتی قافلہ آگیا' لوگ اس کی طرف نکل گئے۔ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے۔اس موقعہ پر واذا راوا تجارۃ اولھو ن انفضوا الیھا وترکوك قآئماً آیت نازل ہوئی۔

ماخذ:۔☆مسلم' ج ا'ص ۲۸۳'کتاب الجمعۃ، فصل فی الخطبۃ والصلاۃ قصدا— ☆ مسند احمد' ج ۳'ص ۳۱۳ عن جابر۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی' ج ۳'ص ۱۹۷'کتاب الجمعۃ' باب باب الخطبۃ قآئماً—

مسند احمد نے اس صفحہ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت نقل کی ہے:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَدِمَتْ عِیْرٌ مَرَّۃً الْمَدِیْنَۃَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِیَ اثْنَا عَشَرَ، فَنَزَلَتْ: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْلَھْوَ نِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا **ترجمہ**:۔مدینہ میں ایک مرتبہ ایک تجارتی قافلہ آیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اسی دوران میں لوگ باہر نکل گئے اور صرف ۱۲ آدمی وہاں باقی رہ گئے۔اس موقع پر واذا راوا تجارۃ الآیۃ نازل ہوئی۔

ترمذی نے جابر بن عبداللہ سے مروی روایت کا متن اس طرح نقل کیا ہے:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَآئِمًا اِذْ قَدِمَتْ عِیْرُ الْمَدِیْنَۃِ، فَابْتَدَرَھَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْھُمْ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الآیۃ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْلَھْوَ نِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا ھذا حدیث حسن صحیح— **ترجمہ**:۔حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اسی اثناء میں مدینہ میں ایک تجارتی قافلہ آگیا۔اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اس کی طرف دوڑ گئے۔یہاں تک ان میں سے صرف ۱۲ آدمی باقی رہ گئے۔ان باقی رہنے والوں میں حضرت ابوبکر و عمر بھی تھے۔اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا۔

ماخذ:۔☆ ترمذی ابواب التفسیر سورہ الجمعۃ— ☆ دارقطنی' ج ا'ص ۴-۵ اول کتاب الجمعہ' باب ذکر العدد فی الجمعۃ— ☆ تفسیر فتح القدیر للشوکانی' ج ۵'ص ۲۲۸'سورہ جمعہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَخرَجَ عَبدُ بنُ حُمَيدٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ فِي الآيَةِ قَالَ : جَآءَتْ عِيرُ عَبدِالرَّحمٰنِ بنِ عَوفٍ تَحمِلُ الطَّعَامَ فَخَرَجُوا مِنَ الجُمُعَةِ - بَعضُهُم يُرِيدُ اَنْ يَشتَرِيَ وَبَعضُهُم يُرِيدُ اَنْ يَنظُرَ اِلَى دِحيَةٍ وَتَرَكُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا عَلَى المِنبَرِ - وَبَقِيَ فِي المَسجِدِ اثنَا عَشَرَ رَجُلًا وَسَبعُ نِسوَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ : لَوْ خَرَجُوا كُلُّهُم لَاضطَرَمَ المَسجِدُ عَلَيهِم نَارًا - ۔

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا مال تجارت کا قافلہ آیا۔ جس میں خوردونوش کا سامان تھا۔ صحابہ میں سے بعض لوگ تو اس ارادہ سے اس کی طرف نکل کھڑے ہوئے کہ کچھ سامان خریدیں گے اور بعض اس ارادہ سے نکلے کہ سردار قافلہ کو دیکھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر کھڑے کا کھڑا چھوڑ گئے۔ مسجد میں صرف ۱۲ مرد اور ۷ عورتیں رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ سب نکل جاتے تو مسجد آگ بن کر ان پر بھڑک اٹھتی۔

ماخذ :۔ ☆ تفسیر فتح القدیر' للشوکانی' ج ۵' ص ۲۲۹' سورہ جمعہ۔

حَدَّثَنَا اَحمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ اِسمَاعِيلَ الآدَمِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بنُ اِسمَاعِيلَ الحَسَّانِيُّ، ثَنَا عَلِيُّ بنُ عَاصِمٍ، عَنْ حُصَينِ بنِ عَبدِالرَّحمٰنِ، عَنْ سَالِمِ بنِ اَبِي الجَعدِ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبدِاللّٰهِ قَالَ : بَينَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَخطُبُنَا يَومَ الجُمُعَةِ اِذْ اَقبَلَتْ عِيرٌ تَحمِلُ الطَّعَامَ حَتّٰى نَزَلُوا بِالبَقِيعِ فَالتَفَتُوا اِلَيهَا وَانفَضُّوا اِلَيهَا وَتَرَكُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَيسَ مَعَهُ اِلَّا اَربَعُونَ رَجُلًا اَنَا مِنهُم فَاَنزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَاِذَا رَاَوا تِجَارَةً اَو لَهوَنِ انفَضُّوا اِلَيهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا لَمْ يَقُلْ فِي هٰذَا الاِسنَادِ اِلَّا اَربَعِينَ رَجُلًا غَيرُ عَلِيِّ بنِ عَاصِمٍ عَنْ حُصَينٍ وَخَالَفَهُ اَصحَابُ حُصَينٍ فَقَالُوا : لَمْ يَبقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، اِلَّا اثنَي عَشَرَ رَجُلًا - ترجمہ :۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ کا بیان ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے جمعہ کا خطبہ ہمیں ارشاد فرمارہے تھے کہ اچانک خوردونوش سے لدا ہوا ایک قافلہ جنت البقیع کے پاس آٹھہرا۔ سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور آپ ؐ کو ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ صرف چالیس آدمی جن میں ایک خود میں تھا' باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر وَاِذَا رَاَوا تِجَارَةً اَو لَهوَنِ انفَضُّوا اِلَيهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا نازل فرمائی۔

یہ چالیس کی تعداد علی بن عاصم کے سوا حصین سے اور کسی نے روایت نہیں کی۔ اصحاب حصین نے اس کی مخالفت کی ہے اور ان کی رائے یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ۱۲ آدمی باقی رہ گئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ: ۔☆ دارقطنی، ج ۲، ص ۴۔۵، اول کتاب الجمعۃ، باب ذکر العدد فی الجمعۃ۔

حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ، بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَعَلُوْا يَتَسَلَّلُوْنَ وَيَقُوْمُوْنَ حَتّٰى بَقِيَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَقَالَ: كَمْ أَنْتُمْ؟ فَعَدُّوْا أَنْفُسَهُمْ، فَإِذَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَامْرَأَةٌ، ثُمَّ قَامَ فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ فَجَعَلَ يَخْطُبُهُمْ قَالَ سُفْيَانُ: وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّ فِيْ حَدِيْثِهِ وَيَعِظُهُمْ وَيُذَكِّرُهُمْ فَجَعَلُوْا يَتَسَلَّلُوْنَ وَيَقُوْمُوْنَ حَتّٰى بَقِيَتْ عِصَابَةٌ، فَقَالَ: كَمْ أَنْتُمْ؟ فَعَدُّوْا أَنْفُسَهُمْ، فَإِذَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَامْرَأَةٌ ثُمَّ قَامَ فِي الْجُمُعَةِ الثَّالِثَةِ فَجَعَلُوْا يَتَسَلَّلُوْنَ وَيَقُوْمُوْنَ حَتّٰى بَقِيَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَقَالَ: كَمْ أَنْتُمْ؟ فَعَدُّوْا أَنْفُسَهُمْ، فَإِذَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَامْرَأَةٌ فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوِ اتَّبَعَ آخِرُكُمْ أَوَّلَكُمْ لَالْتَهَبَ عَلَيْكُمُ الْوَادِيْ نَارًا وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَنِ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا **ترجمہ:** ۔ قتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ لوگوں نے چپکے چپکے کھسکنا شروع کر دیا اور اٹھ کر چلے گئے۔ ان میں سے صرف ایک جماعت باقی رہ گئی۔ راوی نے پوچھا کتنی تعداد تھی تمہاری جو رہ گئی۔ انہوں نے شمار کیا تو وہ ۱۲ مرد اور ایک عورت تھے۔ پھر دوسرے جمعہ کھڑے ہوئے کہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں۔ آپؐ نے ان کو وعظ و نصیحت کی۔ انہوں نے پھر کھسکنا شروع کر دیا کہ سب اٹھ کر چل دیئے۔ صرف ۱۲ مرد اور ایک عورت پر مشتمل ایک چھوٹی جماعت باقی رہ گئی۔ پھر تیسرے جمعہ کھڑے ہوئے کہ خطبہ ارشاد فرمائیں تو لوگوں نے کھسکنا شروع کیا کہ سب اٹھ کر چلے گئے۔ صرف ایک جماعت باقی رہ گئی۔ راوی نے پوچھا کتنی تعداد؟ انہوں نے شمار کیا تو معلوم ہوا کہ صرف ۱۲ مرد اور ایک عورت۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے۔ اگر آخری آدمی بھی تمہارا پہلے کی پیروی کرتا اور چلا جاتا تو یہ وادی آگ بن کر تم پر بھڑک اٹھتی۔

ماخذ: ۔☆ تفسیر ابن جریر، ج ۲۸، ص ۶۷، ۶۸، سورہ الجمعہ۔

خطبہ کے دوران صدقہ کے لیے اعلان

ایک شخص نماز جمعہ میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپؐ نے پکار کر اس سے پوچھا ''اے شخص کیا تو نماز پڑھ چکا ہے؟'' اس نے عرض کیا ''نہیں''۔ آپؐ نے فرمایا ''تو اٹھ اور نماز پڑھ''۔ دراصل یہ شخص پھٹے حالوں تھا۔ آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کی بدحالی کو دیکھ لیں۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپؐ نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی۔

اس حدیث کے اطراف قریب قریب تمام صحاح اور سنن اور مسانید میں آئے ہیں۔ امام احمد نے جو حدیث نقل کی ہے۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں خود حضور کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ "یہ شخص جب مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ بہت شکستہ حال ہے۔ اس لیے میں نے اسے حکم دیا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس کی حالت دیکھ لے اور اس کو کچھ صدقہ دے دے۔

تفہیمات' حصہ دوم' ص ۲۱۰' اشاعت پنجم ۱۹۷۰ء۔

---------------*********---------------

تخریج:۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ جَابِرًا قَالَ : دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ : أَصَلَّيْتَ ؟ قَالَ : لَا قَالَ : قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس نے عرض کیا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "تو اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ"۔

مسند کی ایک دوسری روایت میں ہے: فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

ماخذ:۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۷' کتاب الجمعۃ' باب من جاء و الامام یخطب صلی رکعتین خفیفتین۔

انہی سے مروی ایک دوسری روایت ہے:

قَالَ جَابِرٌ : جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ : أَصَلَّيْتَ، يَا فُلَانُ ؟ فَقَالَ : لَا، قَالَ : قُمْ فَارْكَعْ۔ **ترجمہ**:۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے' ایک آدمی آیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا "اے شخص کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے"۔ اس نے عرض کیا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "تو اٹھ اور نماز پڑھ"۔

مآخذ:۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۷' کتاب الجمعۃ' باب اذا رای الامام رجلا جاء وھو یخطب امرہ ان یصلی رکعتین۔ ☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۸۷' کتاب الجمعۃ، فصل من دخل المسجد و الامام یخطب او خرج للخطبۃ فلیصل رکعتین الخ۔ ☆ ابو داؤد' ج ۱' ص ۲۹۱' کتاب الصلاۃ' باب اذا دخل الرجل و الامام یخطب۔ ☆ ترمذی' ابواب الجمعۃ باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل و الامام یخطب۔ ☆ نسائی' ج ۳' ص ۱۰۷' کتاب الجمعۃ' باب الصلاۃ یوم الجمعۃ لمن جاء و الامام یخطب۔ ☆ ابن ماجہ' کتاب اقامۃ الصلاۃ و السنۃ فیھا باب ما جاء فیمن دخل المسجد و الامام یخطب۔ مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ نے سلیک غطفانی کا نام بھی بیان کیا ہے۔ ☆ دارمی' ج ۱' ص ۳۰۲' باب الکلام فی الخطبۃ۔ ☆ مسند احمد' ج ۳' ص ۳۰۸' جابر بن عبداللہ۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۱۹۳' کتاب الجمعۃ' باب من دخل المسجد الخ۔

ترمذی میں ابو سعید خدریؓ کی روایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انَّ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ فَقَامَ يُصَلِّي فَجَاءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوْهُ فَاَبٰى حَتّٰى صَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كَادُوْا لَيَقَعُوْا بِكَ فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِاَتْرُكَهَا بَعْدَ شَيْءٍ رَاَيْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْ هَيْاَةٍ بَذَّةٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَمَرَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ: كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ اِذَا جَاءَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ وَيَاْمُرُ بِهِ وَكَانَ اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُقْرِيُّ يَرَاهُ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: وَسَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ ثِقَةً مَامُوْنًا فِي الْحَدِيْثِ ـ

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: حَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُوْلُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِذَا دَخَلَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَاِنَّهُ يَجْلِسُ وَلَا يُصَلِّيْ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ

ترجمہ :۔ حضرت ابو سعید خدری جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوئے۔ مروان اس وقت خطبہ دے رہا تھا۔ حضرت ابو سعید خدری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ مروان کے باڈی گارڈ نے آگے بڑھ کر اسے بٹھانا چاہا مگر انھوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا اور نماز پوری کر لی۔ جب نماز سے پھرے تو ہم ان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت فرمائے۔ قریب تھا کہ مروان کے محافظ ان پر پل پڑتے انھوں نے کہا "میں اس عمل کو کبھی ترک نہیں کر سکتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ پھر انھوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی دوران میں ایک شخص پھٹے حالوں آیا۔ آپؐ نے اسے حکم دیا تو اس نے دو رکعتیں پڑھیں اس دوران میں آپؐ خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ ابن ابی عمر کا بیان ہے کہ ابن عیینہ جب امام آکر خطبہ دینا شروع کرتے، دو رکعتیں ضرور پڑھتے تھے اور اس کا دوسروں کو بھی حکم دیتے تھے۔

ماخذ:۔☆ ترمذی، ابواب الجمعة، باب في الركعتين اذا جاء الرجل والامام يخطب ـ

نسائی میں یہ روایت ابو سعید خدری سے قدرے وضاحت اور مختلف الفاظ میں بیان ہوئی ہے بقول [ابو سعید خدری]

جَاءَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِهَيْاَةٍ بَذَّةٍ فَقَالَ، لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَصَلَّيْتَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَحَثَّ النَّاسَ عَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّدَقَة، قَالَ : فَالْقٰى مِنهَا ثَوْبَيْنِ فَلَمَّا كَانَت الْجُمُعَةُ الثَّانِيَةُ جَآءَ وَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَة، قَالَ : فَالْقٰى احْدَ ثَوْبَيْه فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : جَآءَ هٰذَا يَوْمَ الْجُمُعَة بِهَيْاَة بَذَّة فَاَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَة فَالْقَوْا ثِيَابًا فَاَمَرْتُ لَهُ مِنهَا بِثَوْبَيْنِ ثُمَّ جَآءَ الْاٰنَ فَاَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَة فَالْقٰى احْدَهُمَا فَانْتَهَرَهُ وَقَالَ : خُذْ ثَوْبَكَ

ترجمہ :۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک شخص پھٹے حالوں آیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا "کیا تو نے نماز پڑھی ہے؟" اس نے عرض کیا "نہیں"۔ آپؐ نے فرمایا "تو دو رکعتیں پڑھ لو"۔ اس دوران میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کے کپڑوں میں سے دو کپڑے اسے دے دیئے۔ آئندہ جمعہ وہ پھر ایسے وقت آیا جب آپؐ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ شخص پھٹے حالوں گزشتہ جمعہ بھی آیا تھا۔ میں نے لوگوں کو ترغیب دلائی تو انہوں نے کپڑے دیئے جن میں سے دو میں نے اسے دینے کا حکم دیا۔ آج پھر آیا ہے میں نے لوگوں کو حکم دیا کہ صدقہ و خیرات کریں چنانچہ آپؐ نے اس مرتبہ ایک کپڑا اسے دے کر اس کی مدد فرمائی اور فرمایا "اپنا کپڑا لے لو"۔

ماخذ :۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۰۶، ۱۰۷، کتاب الجمعۃ، باب حث الامام على الصدقة، يوم الجمعة في خطبته ☆ دارقطنی، مسند احمد وغیرہ نے سليك غطفانى کا نام بھی بیان کیا۔ ☆ دارقطنی، کتاب الجمعة، باب في الركعتين والامام يخطب۔ ☆ ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ماجاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب۔ ☆ السنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۹۴، کتاب الجمعۃ۔ ☆ دارمی، ج ۱، ص ۳۰۲، باب فيمن دخل المسجد يوم الجمعة۔

خطبہ جمعہ کے درمیان بارش کے لیے دعا

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک روز حضورؐ خطبہ دے رہے تھے اور قحط سالی کا زمانہ تھا۔ ایک شخص نے فریاد کی کہ یارسول اللہؐ جانور مر گئے اور بال بچے فاقے کر رہے ہیں، اللہ سے دعا فرمایئے کہ بارش ہو جائے۔ آپؐ نے اسی وقت دعا فرمائی۔ خدا کے فضل سے بارش شروع ہوگئی اور دوسرے جمعہ تک لگاتار جاری رہی۔ پھر دوسرے جمعہ کو آپؐ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو وہی شخص پھر اٹھا اور بولا کہ "یارسول اللہ، مکان گر گئے اور مال و اسباب تباہ ہو رہے ہیں۔ خدا سے دعا فرمایئے۔ آپؐ نے پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔

تفہیمات حصہ دوم، ص ۲۱۰، اشاعت پنجم ۱۹۷۰ء

امام بخاری نے ایک اور روایت حضرت انس بن مالک سے بخاری میں نقل کی ہے :

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَذْكُرُ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وِجَاهَ الْمِنْبَرِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَآئِمٌ یَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَآئِمًا فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّغِیْثَنَا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا قَالَ اَنَسٌ: فَلَا وَاللّٰہِ مَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَّلَا قَزَعَةٍ وَّلَا شَیْئًا وَّلَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ سَلْعٍ مِّنْ بَیْتٍ وَّلَا دَارٍ قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَآءِہٖ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَآءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ قَالَ: فَوَاللّٰہِ مَا رَاَیْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِی الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ یَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَہٗ قَائِمًا فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّمْسِكَهَا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ـ اَللّٰهُمَّ عَلَی الْاٰكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ: فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِیْ فِی الشَّمْسِ قَالَ شَرِیْكٌ فَسَاَلْتُ اَنَسًا اَهُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ؟ قَالَ: لَا اَدْرِیْ

ترجمہ: ۔حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز مسجد کے ایک دروازے سے ایک شخص داخل ہوا یہ دروازہ منبر کے بالکل سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اتنے میں آپؐ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا' یا رسول اللہ' جانور مر گئے راستے منقطع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ خدایا! باران رحمت فرما۔ خدایا باران رحمت فرما' خدایا باران رحمت فرما۔ حضرت انس کا بیان ہے خدا کی قسم' آسمان پر ہمیں نہ کوئی بادل دکھائی دیتا تھا اور نہ کوئی چھوٹی موٹی بدلی بلکہ کوئی چیز بھی نظر نہ آتی تھی۔ ہمارے سامنے کسی پختہ مکان یا کچے گھر کی رکاوٹ بھی نہیں تھی۔ راوی کہتا ہے اتنے میں ڈھال کی مانند بادل اٹھا اور آسمان کے درمیان آکر پھیل کر خوب برسا۔ خدا کی قسم ہم نے سات دن تک سورج کو نہ دیکھا۔ آئندہ جمعہ پھر ایک آدمی اسی دروازے سے داخل ہوا۔ اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپؐ کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ راستے منقطع ہو گئے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ بارش بند فرما دے۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ پروردگار ہم پر اب بارش نہ برسا۔ ہمارے جنگلات پہاڑوں' ٹیلوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں برسا۔ راوی کہتا ہے بارش رک گئی اور ہم سورج کی روشنی میں چل کر گئے۔ شریک کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس سے دریافت کیا' کیا وہ پہلا ہی شخص تھا؟ انس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔

مآخذ: ۔☆ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۳۷' ابواب الاستسقاء' باب الاستسقاء فی المسجد الجامع۔ ☆ نسائی' ج ۲' ص ۱۶۰۔ ۱۶۲' کتاب الاستسقاء' باب ذکر الدعاء۔ امام بخاری نے اس روایت کو ابواب الاستسقاء میں متعدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف اور عنوانات کے تحت بیان کیا ہے۔ ص ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹۔

اور باب الاستسقاء في خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة کے تحت منقول روایت میں اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا ہے۔

بخاری اور نسائی کا حضرت انس بن مالک سے مروی روایت کا متن مندرجہ ذیل ہے:

عَنْ اَنَسٍ، قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَدَعَا فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ : تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَقَامَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ ترجمہ: ۔حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا مال مویشی ہلاک و برباد ہوگئے ہیں۔ راستے منقطع ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے بارش کی دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بارش ہی بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ گھر بار تباہ ہوگئے ہیں، راستے ٹوٹ چکے ہیں مویشی ہلاک ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر دعا فرمائی۔ خدایا اب ٹیلوں، ندی نالوں، وادیوں اور جنگلات پر بارش برسا۔ چنانچہ مدینہ سے بادل اس طرح پھٹ گیا جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

مآخذ: ۔☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۳۸، ابواب الاستسقاء، باب من اكتفى بصلوة الجمعة في الاستسقاء۔ ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۹۴، فصل في الكفايه بالدعاء من الصلاة في خطبة الجمعة واجابة السائل والدعاء لقحوط المطر اذا كثر۔ ☆ نسائی، ج ۳، ص ۱۵۵، كتاب الاستسقاء۔ متى يستسقى الامام۔ ☆ نسائی میں اَللّٰهُمَّ عَلٰى رُوسِ الْجِبَالِ وَالْاٰكَامِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ... الخ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ : اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ قَالَ غَيْرُهٗ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئِي اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔ **ماخذ** :۔ ☆بخاری' کتاب الجمعۃ' ج ا' ص ۱۲۷' مطبع اصح المطابع' باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة۔ ☆مسلم' ج ا' ص ۲۹۳' کتاب الاستسقاء۔ **ترجمہ** :۔حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ عہد رسالت مآب میں لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے۔ ایک دن جمعہ کے خطبہ کے دوران میں ایک بدو اٹھ کر کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں' بال بچے فاقے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر باران رحمت کی دعا فرمائی۔ خدا شاہد ہے کہ آسمان پر ایک بدلی بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان آپ نے اپنے ہاتھ نیچے نہیں رکھے کہ آسمان پر پہاڑوں کی مانند بادل امنڈ آئے۔ ابھی آپ منبر سے نیچے اترنے بھی نہ پائے تھے میں نے خود دیکھا کہ بارش کے قطرے آپ کی ریش مبارک پر گر رہے تھے۔ پھر مسلسل سات روز یعنی آئندہ جمعہ تک خوب بارش ہوئی۔ پھر وہی بدوی شخص یا دوسرا اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ گھر بار ڈھے گئے ہیں' مال غرق ہو گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ نے اسی وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا' خدایا ہمارے گرد و نواح پر بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ آپ اپنے دست مبارک سے جس طرف اشارہ فرماتے اس جانب سے بادل چھٹ جاتے اور مدینہ کی فضا بالکل صاف ہو کر حوض کی مانند ہو گئی۔ اور وادی قناۃ پورا مہینہ بہتی رہی۔ جس طرف سے بھی کوئی آتا تھا یہی اطلاع دیتا تھا کہ خوب بارش ہوئی ہے۔

ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک سے جو روایت نقل کی ہے' اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :

عَنْ اَنَسٍ قَالَ : اَصَابَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلَي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ اِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلَكَ الْكُرَاعُ، هَلَكَ الشَّاءُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا، قَالَ اَنَسٌ : وَاِنَّ السَّمَآءَ كَمِثْلِ الزُّجَّاجَةِ فَهَاجَتْ رِيْحٌ، ثُمَّ اَنْشَاَتْ سَحَابَةٌ، ثُمَّ اجْتَمَعَتْ، ثُمَّ اَرْسَلَتِ السَّمَآءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَاءَ حَتّٰي اَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ يَزَلِ الْمَطَرُ اِلَي الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰي، فَقَامَ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، اَوْ غَيْرُهُ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَحْبِسَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ اِلَي السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَاَنَّهُ اِكْلِيْلٌ۔

ترجمہ :۔حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اہل مدینہ قحط سالی کا شکار ہو گئے۔ ایک روز آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ مال مویشی' بھیڑ بکریاں ہلاک ہو گئیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا فرمائیں کہ وہ باران رحمت سے نوازے۔ اسی وقت آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا فرمائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس کا بیان ہے کہ آسمان شیشے کی طرح شفاف تھا۔ ٹھنڈی ہوا چلی' پھر بادل اٹھے اور مجتمع ہوئے۔ پھر آسمان نے اپنے مشکیزوں کے منہ کھول دیئے یعنی لگاتار بارش شروع ہو گئی۔ ہم مسجد سے نکلے اور پانی کو عبور کرتے ہوئے اپنے گھروں میں پہنچے۔ برسات کی ایسی جھڑی لگی کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مسلسل برستی رہی۔ آئندہ جمعہ وہی شخص یا دوسرا کوئی اٹھا اور عرض کیا یارسول اللہ 'گھر بار ڈھے گئے ہیں' اللہ عزوجل سے دعا فرمائیں کہ وہ اسے بند فرما دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیرلب ذرا مسکرائے۔ پھر فرمایا ہمارے اردگرد' ہمارے اوپر نہ۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے بادلوں کی طرف دیکھا تو مدینہ کے اردگرد اس طرف چھٹ رہے تھے کہ گویا مدینہ مزین تاج کی طرح چمک رہا تھا۔

مآخذ: ۔☆ ابوداؤد' ج ۱' ص ۳۰۵' کتاب الصلوۃ' باب رفع الیدین في الاستسقاء۔ ☆ نسائی' ج ۳' ص ۱۶۰' ۱۶۱' کتاب الاستسقاء' باب کیف یرفع۔

عَنْ شُرَحْبِیْلَ بْنِ السِّمْطِ، اَنَّهُ قَالَ لِکَعْبِ: یَا کَعْبَ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَیْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَآرٍّ قَالَ: فَمَا جَمَّعُوْا حَتّٰی اَحْیُوْا قَالَ: فَاَتَوْهُ فَشَکَوْا اِلَیْهِ الْمَطَرَ فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُیُوْتُ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا قَالَ: فَجَعَلَ السَّحَابُ یَنْقَطِعُ یَمِیْنًا وَشِمَالًا

ترجمہ: ۔ شرحبیل کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مرہ سے کہا کہ آپ احتیاط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کریں۔ انہوں نے بتایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یارسول اللہ' اللہ تعالیٰ سے باران رحمت کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور عرض کیا خدایا' ہمیں بارشوں سے سیراب کر جس کا انجام اچھا اور مفید ہو' جو بکثرت ہو' موسلا دھار ہو' جلدی آنے والی ہو' دیر سے آنے والی نہ ہو' نافع ہو غیر مفید اور نقصان دہ نہ ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگ نماز جمعہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ بارش نے انہیں سیراب کر کے زندگی بخش دی۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ پھر بارش کی کثرت کی شکایت لے کر آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ گھر بار تباہ ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے دعا فرمائی' خدایا اب ہم پر نہ برسا بلکہ ہمارے اردگرد برسا۔ راوی کہتا ہے کہ بادل دائیں بائیں چھٹ گئے۔

مآخذ: ۔☆ ابن ماجہ' کتاب اقامة الصلوۃ باب ماجاء في الدعاء في الاستسقاء۔ ☆ مسند احمد' ج ۴' ص ۲۳۵' ۲۳۶' روایات کعب بن مرۃ السلمی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان

س :حدیث میں آیا ہے کہ مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان نہ کیا جائے لیکن ہمارے ہاں تو مساجد میں گم شدہ بچوں کا اعلان اکثر و بیشتر کیا جاتا ہے ۔کیا یہ اس حدیث کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

ج :کیا آپ ''گم شدہ چیز'' اور ''گم شدہ بچے'' میں فرق محسوس نہیں کر سکتے؟ --- اور پھر حدیث میں اعلان کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس بات کی ممانعت ہے کہ کوئی چیز کسی کے گھر میں گم ہو جائے اور تلاش اس کی مسجد میں شروع کر دی جائے --- یہ بات یوں بھی بدتمیزی ہے اور نمازیوں کے لیے بھی تکلیف دہ ہے۔

س :''اگر کوئی چیز مسجد ہی میں گم ہوئی ہو تو کیا اس کی تلاش بھی ناجائز ہو گی؟

ج :''نہیں وہ تو ناگزیر صورت ہے''۔

۵ ۔لے ذیلدار پارک 'حصہ دوم' ص ۱۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۷

دیہات میں نماز جمعہ اور اس کی اہمیت

پنجاب کے ایک دین دار بزرگ اپنے ایک عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :

"علماء احناف جمعہ کے لیے شہر کی شرط ابھی تک لگائے جاتے ہیں حالانکہ شہروں کی حالت اب ایسی ہو گئی ہے کہ وہاں دیہاتی مسلمانوں کو (جو تمدن جدید کے مکروہات سے ابھی کچھ محفوظ ہیں) جانے سے جس قدر روکا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ میں ایک موضع کا مالک ہوں جس میں مسجد تعمیر کی ہے' اور ایک مکتب دینیات جاری کیا ہے۔ اردگرد کے دیہات میں تھوڑی تھوڑی اسلامی آبادی ہے۔ وہ جمعہ کے جمعہ یہاں نماز کو آجاتے ہیں۔ اور قرآن شریف کا درس' جمعہ کا خطبہ اور کچھ وعظ سن جاتے ہیں۔ مدرس مکتب نماز یاد کراتا ہے اور جن کو صحیح یاد نہیں ان کی نماز صحیح کراتا ہے۔ رمضان شریف میں مجمع بہت زیادہ ہو جاتا ہے مگر علماء اس جگہ کے جمعہ کو جائز نہیں بتاتے۔ میں جمعہ کی نماز بند کر دوں تو یہ لوگ ہرگز شہر کو نہ جائیں گے۔ اگر ان کو کہا جائے کہ یہاں جمعہ نہیں ہو سکتا' جمعہ کے روز یہاں آکر ظہر کی نماز پڑھ جایا کرو تو اسے کوئی نہیں مانتا۔ جمعہ کی عظمت اور ثواب ہی کا اثر ہے جس کے باعث یہ لوگ آٹھویں روز نماز پڑھنے آجاتے ہیں۔ مجھے فکر ہے کہ اگر یہاں جمعہ کی نماز نہ ہوئی تو دیہات کے لوگ اس تعلیم اور وعظ سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ یہاں سے قریب چند میل کے فاصلے پر ایک شہر ہے جہاں کئی مسجدوں میں جمعہ ہوتا ہے مگر وہاں کوئی عالم صحیح خیالات کا نہیں جس سے کسی مفید تحریک کی امید ہو۔ اور شہر کے بازاروں میں سب کچھ وہی ہے جو آج سب جگہ ہے۔ اور کچھ نہیں تو جو دیہاتی وہاں جائے گا وہ کچھ نہ کچھ فضول خرچی تو کر ہی آئے گا۔ میری خواہش ہے کہ جناب اس کے متعلق ضرور کچھ نہ کچھ تحریر فرمائیں۔"(۱)

دیہات میں نماز جمعہ قائم کرنے کا مسئلہ ایک سخت اختلافی مسئلہ ہے اور اس پر قدیم زمانے سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ ایسے مسائل میں کوئی ایسی بحث تو نہیں کی جاسکتی جو اختلافات کو بالکل رفع کر دے۔ البتہ میں کوشش کروں گا کہ اس مسئلے میں میرے نزدیک جو مسلک درست ہے اسے واضح طور پر بیان کر دوں۔

سب سے پہلے ضروری ہے کہ جمعہ کی شرعی حیثیت اور اقامت جمعہ سے شارع کے مقصود کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ پھر یہ دیکھا جائے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اقامت جمعہ کے متعلق کیا ہدایات دی گئی ہیں اور ان ہدایات میں کیا مصالح پوشیدہ ہیں۔ نیز اس امر کی تحقیق بھی کی جائے کہ ان ہدایات کی بنا پر اقامت جمعہ فی القریٰ کے جواز اور عدم جواز میں آئمہ مجتہدین کے درمیان جو اختلافات ہوئے ہیں' ان میں سے ہر ایک گروہ نے شارع کے پیش نظر مقاصد و مصالح کو کس حد تک ملحوظ رکھا ہے۔ اس کے بعد ہی یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکے گی کہ اب انہی مقاصد و مصالح کا لحاظ کرتے ہوئے جواز و عدم جواز میں سے کون سا پہلو اختیار کرنا زیادہ صحیح اور مناسب ہو گا۔

(۱) "محاذ جنگ پر لڑنے والوں کے لیے نماز جمعہ فرض نہیں۔ لیکن اگر وہ جمعہ کی نماز ادا کر لیں تو کوئی مضائقہ نہیں" (۵ - اے ذیلدار پارک' حصہ دوم' ص ۱' ۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی اجتماعیت :

شریعت اسلامی کے احکام میں تدبر کرنے سے یہ بات ہم کو واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ شریعت صرف انفرادی اصلاح و تزکیہ ہی کو اپنا آخری اور انتہائی مقصود نہیں بناتی ہے بلکہ اصلاح یافتہ اور تزکیہ شدہ افراد کو باہم جوڑ کر متقین و صالحین کی ایک ایسی جماعت بھی بنانا چاہتی ہے جو زمین میں خلافت الٰہی کے فرائض کو ادا کرے' اور ایک ایسا تمدن وجود میں لائے جس میں انسانی فطرت کی بھلائیوں کو نشوونما دینے اور برائیوں کو دبا دینے کی قوت ہو۔ یہ چیز شریعت کے بنیادی مقاصد میں سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے تمام احکام کا رجحان خالص انفرادیت کے بجائے اجتماعیت کی طرف ہے۔ وہ اگرچہ اپنی پوری قوت افراد کے تزکیہ و تصفیہ پر صرف کرتی ہے مگر اس کام میں اس کے پیش نظر محض فرد کو بحیثیت فرد ہی کے پاک کر دینا نہیں ہوتا' بلکہ اسے پاک کر کے ایک بہترین سوسائٹی کی رکنیت اور کارکنی کے لیے تیار کرنا بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے افراد کے لیے جتنی تدبیریں اختیار کی ہیں وہ کم و بیش سب کی سب ایسی ہیں جو فرداً فرداً ان کا تزکیہ بھی کرتی ہیں اور اس کے ساتھ ان کو باہم جوڑ کر ایک اعلیٰ درجہ کی جماعت بھی بناتی ہیں۔

مثال کے طور پر روزے کو لیجئے۔ یہ بجائے خود صرف فرد کے تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے لیکن شارع نے ایک ہی زمانے میں تیس دن کے روزے تمام مسلمانوں پر فرض کیے تاکہ وہ اسی مزکی و مطہر حالت میں اس اجتماعی عبادت کے ذریعہ سے صالحین و متقین کی ایک جماعت بن جائیں۔ زکوٰۃ کو دیکھئے۔ اس کی تو بنیاد ہی اجتماعیت پر ہے۔ یہ ایک نفس کا تزکیہ ہی اس طرح کرتی ہے کہ وہ دوسرے نفس یا نفوس کی امداد و اعانت کرے۔ حج کو دیکھئے۔ اس میں اجتماع کا پہلو اس قدر نمایاں ہے کہ اس کو نمایاں کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ ان سب کے بعد نماز کو لیجئے جو ان سب سے زیادہ اہم ہے اور افراد کو صلاح و تقویٰ کی تربیت دینے کے لیے سب سے زیادہ کارگر تدبیر ہے۔ وہ ہر روز پانچ مرتبہ وہی کام کرتی ہے جو سال میں تیس مرتبہ روزہ' اور سال میں ایک مرتبہ صدقہ اور عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرتا ہے۔ اس عبادت میں بھی شارع نے تربیت افراد کے ساتھ مدنیت صالحہ کی تاسیس اور جماعت متقین کی تنظیم کا مقصد پیش نظر رکھا ہے۔ وہ روزانہ پانچ مرتبہ نماز کو باجماعت ادا کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ کم یا زیادہ جتنے بھی مسلمان کہیں جمع ہوں' یا جمع ہو سکتے ہوں' وہ سب مل کر فریضہ ادا کریں۔ پھر وہ ہفتہ میں ایک مرتبہ' ایک خاص وقت اس غرض کے لیے مقرر کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان یک جا مجتمع ہوں اور مل کر باقاعدگی کے ساتھ خدا کا ذکر سنیں اور اس کی عبادت بجا لائیں۔ اس ہفتہ وار اجتماع کے بعد وہ ہر سال اختتام ماہ صیام اور یادگار اسوۂ ابراہیمی جیسے اہم نفسیاتی مواقع پر ان کو اجتماع عام کی دعوت دیتا ہے تاکہ اسی عمارت کی تکمیل ہو جس کی نماز پنج گانہ تاسیس کرتی ہے اور نماز جمعہ توسیع و ترصیع۔

فرضیت جمعہ کی حکمت :

اس بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تمام فرض عبادات میں شارع کا رجحان اجتماعیت کی جانب ہے' اور وہ ان میں سے ہر ایک میں موقع و محل کی مناسبت کے لحاظ سے انفرادیت اور انتشار کو زیادہ سے زیادہ گھٹانے اور اجتماعیت کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ نماز پنجگانہ میں اس کا موقع نہ تھا کہ جماعت کو فرض کر دیا جاتا' کیونکہ ہر روز ہر شخص کے لیے پانچ مرتبہ جماعت کے التزام کو فرض کر دینے میں بہت زیادہ حرج تھا۔ اس لیے صرف جماعت کی تاکید کر کے چھوڑ دیا گیا اور اجازت دے دی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے وہ تنہا پڑھ لے۔ یہ ڈھیل جو شخصی حالات و ضروریات کے لحاظ سے دی گئی تھی' اس کی تلافی کے لیے ہفتہ میں ایک مرتبہ ایک ایسی نماز فرض کر دی گئی جو بغیر فرض کے ادا ہی نہیں ہوتی۔ یہی نماز جمعہ ہے اور یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرض چونکہ اس رعایت کے نقصان کو پورا کرنے کے لیے عائد کیا گیا ہے جو نماز پنج گانہ میں انفرادیت اور انتشار کو ایک حد تک راہ دیتی ہے' اس لیے شارع کا منشا یہ ہے کہ اس فرض کو ادا کرنے میں زیادہ سے زیادہ اجتماع ہو اور جہاں تک ہو سکے تفرق و انتشار کو دور کیا جائے۔

فرض جمعہ کی اہمیت:

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جمعہ کی فرضیت پر کتاب و سنت میں اس قدر زور کیوں دیا گیا ہے اور اس کی اقامت کو اتنی اہمیت کس لیے دی گئی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الجمعہ ـ ۹) "اے ایمان لانے والو! جب جمعہ کے روز نماز کے لیے پکارا جائے تو دوڑو خدا کی یاد کی طرف اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے' اگر تم جانتے ہو"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(۱) ـ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقُ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ (مسلم' احمد) ترجمہ: ـ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر جاؤں اور ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز کے لیے نہیں آتے۔

(۲) ـ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَّا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ (رواہ الشافعی) جو شخص بلاضرورت جمعہ چھوڑ دے اس کا نام منافق کی حیثیت سے اس کتاب میں لکھا جائے جس کا لکھا نہ مٹایا جا سکتا ہے' نہ بدلا جا سکتا ہے۔

(۳) ـ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ ...... فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ أَوْ تِجَارَةٍ اسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (دارقطنی)

جو کوئی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو' اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ لازم ہے...... پھر جو کسی کھیل تماشے یا کاروبار کی خاطر اس سے لاپروائی برتے اللہ اس سے بے نیازی برتے گا اور وہ پاک بے نیاز ہے۔

(٤) ـ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ (مسلم) لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غفلت میں مبتلا ہو کر رہیں گے۔

(٥) ـ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَمْ يَأْتِهَا ثُمَّ سَمِعَ النِّدَاءَ وَلَمْ يَأْتِهَا ثَلَاثًا طُبِعَ عَلٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَلْبِه فَجُعِلَ قَلْبَ مُنَافِقٍ (طبرانی) "جس نے جمعہ کی اذان سنی اور نماز کے لیے نہ آیا' پھر دوسرے جمعہ اذان کی آواز سنی اور پھر نہ آیا۔ اسی طرح مسلسل تین جمعہ تک کرتا رہا اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اور اس کا دل ایک منافق کا دل بنا دیا جاتا ہے۔
غور کیجیے' یہ جمعہ کے لیے دوڑنے اور کاروبار چھوڑنے کی تاکید کیوں ہے؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رؤف و رحیم انسان کے دل میں تارکین جمعہ کے گھروں کو آگ لگا دینے کا جذبہ کس لیے پیدا ہوتا ہے؟ آخر جمعہ میں کیا ہے جس کی وجہ سے ترک جمعہ اور نفاق کو ہم معنی قرار دیا گیا اور اس پر اتنی سخت وعیدیں بیان فرمائی گئیں؟ اس کی علت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جمعہ کی اقامت سے دراصل امت مسلمہ کا قوام ہے۔ اس سے نماز پنجگانہ کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ اسلام کے اس مقصد عظیم کی تحصیل کا ایک اہم ذریعہ ہے جو حیات دنیا کی حد تک اس کا منتہائے مطلوب ہے' یعنی مدنیت فاضلہ کی تاسیس اور جمعیت صالحہ کی تشکیل۔ اس کا ضائع ہونا گویا اسلام کے مقصد کا ضائع ہونا ہے اور اس کی بنا کو صدمہ پہنچنا گویا اسلام کی عمارت کو صدمہ پہنچنا ہے۔

دو اصولی باتیں:

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا اس سے دو باتیں معلوم ہو گئیں: ایک یہ کہ جمعہ کی فرضیت عام نمازوں کی فرضیت سے زیادہ مؤکّد ہے اور اس کی اقامت اسلام کے مقاصد اصلیہ کی تکمیل کے لیے غایت درجہ اہمیت رکھتی ہے' لہٰذا فروعی و اجتہادی مسائل میں ان پہلوؤں سے بچنا اولیٰ ہے جن سے جمعہ ضائع ہوتا ہے اور ان پہلوؤں کو اختیار کرنا انسب ہے جن سے جمعہ قائم ہوتا ہو۔
دوسرے یہ کہ اقامت جمعہ میں شارع کے پیش نظر مدنیت و اجتماعیت ہے اور وہ اس ذریعہ سے انتشار دور کر کے اہل ایمان کو اجتماع کی طرف لانا چاہتا ہے۔ لہٰذا جمعہ کو قائم کرنے میں اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جماعتیں منتشر نہ ہوں بلکہ زیادہ سے زیادہ اجتماع ہو۔

عملی تفصیلات جو متفق علیہ ہیں:

اب آگے بڑھیے۔ کتاب اللہ میں جمعہ کی فرضیت اور اس کی تاکید تو اس قوت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ اس کی طرف دوڑنے اور اس کے لیے سب کاروبار چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ مگر ان سوالات پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی کہ نماز کب پڑھی جائے؟ کہاں پڑھی جائے؟ کون پڑھے اور کون نہ پڑھے؟ کن حالات میں پڑھی جائے اور کن میں نہ پڑھی جائے؟ ان سب سوالات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر چھوڑ دیا گیا اور اہل ایمان سے صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کیا گیا کہ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ "جب پکارا جائے جمعہ کی نماز کے لیے تو خدا کی یاد کی طرف دوڑو اور کاروبار چھوڑ دو"۔
مذکورہ بالا سوالات کے متعلق تفصیلی ہدایات ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے متواتر عمل سے ملتی ہیں اور مزید روشنی ان بزرگوں کے اقوال و اعمال سے حاصل ہوتی ہے جنہوں نے براہ راست حضور سے تعلیم پائی تھی۔ ان ذرائع سے ہم کو قطعی طور پر جو باتیں معلوم ہوتی ہیں' وہ یہ ہیں:

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے جمعہ کی نماز ہمیشہ ظہر کے وقت پڑھی ہے۔ لہٰذا جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہے۔

۲۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ نے کبھی خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں پڑھا۔ لہٰذا جمعہ کی نماز کے ساتھ خطبہ ضروری ہے۔

۳۔ جمعہ کی فرضیت سے غلام' عورتیں' بچے' مسافر اور مریض مستثنیٰ ہیں۔ فرض جن پر عائد ہوتا ہے وہ صرف ایسے عاقل و بالغ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرد ہیں جو آزاد ہوں اور صحیح و تندرست ہوں۔

۴۔ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں جمعہ کبھی ویرانوں اور جنگلوں اور عارضی فرد و گاہوں اور کیمپوں میں نہیں پڑھا گیا۔ لہٰذا اقامت جمعہ کے لیے ایسی جگہ ہونی چاہئے جہاں مستقل آبادی ہو۔

۵۔ جمعہ کبھی پرائیویٹ مکانوں میں نہیں پڑھا گیا بلکہ ہمیشہ ایسی جگہ پڑھا گیا ہے جہاں ہر مسلمان کو حاضر ہونے کی آزادی ہو لہٰذا جمعہ کے لیے اذن عام ضروری ہے۔

اختلافات اور ان کے وجوہ:

یہ وہ امور ہیں جن پر تمام امت کا اتفاق ہے 'کیونکہ یہ قطعی طور پر ثابت ہے ان کے علاوہ جتنے جزئی امور ہیں ان میں سے کوئی بھی قطعی طور پر ثابت نہیں ہے۔ اسی لیے ان میں فقہاء کے درمیان بکثرت اختلافات ہوئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ نصاب جماعت کیا ہو؟ جمعہ کون قائم کرے؟ خطبے دو ہونے چاہئیں یا ایک ہی کافی ہے؟ وغیرہ۔

اسی قبیل سے ایک سوال یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لیے کس قسم کی بستی ہونی چاہئے اور اس بستی سے کتنے فاصلے تک کے لوگوں کو نماز کے لیے آنا چاہئے۔

امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ ایسے قریوں میں جمعہ ناجائز ہے جن کے باشندے گرمی یا جاڑے میں کہیں اور منتقل ہو جاتے ہوں۔ ان کے سوا ایسے تمام قریوں میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے جن میں چالیس یا اس سے زیادہ عاقل و بالغ آزاد مرد موجود ہوں۔ اس کی تائید میں وہ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جو ابن عباس سے مروی ہے کہ مدینہ کے بعد پہلا جمعہ جو پڑھا گیا وہ بحرین کے ایک قریہ جواثی میں تھا۔ نیز یہ روایت بھی ان کے دلائل میں سے ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل بحرین کے استفسار کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ جمعہ ادا کرو جہاں کہیں بھی ہو۔ مگر ان میں سے پہلی روایت میں محض قریہ کا لفظ ہے جس کا کوئی مفہوم متعین نہیں۔ کم از کم اس سے چالیس مردوں کی قید تو کسی طرح نہیں نکلتی۔ اور ہم کچھ نہیں جانتے کہ امام صاحب کے نزدیک اس قید کا ماخذ کیا ہے۔ رہی دوسری روایت تو وہ جس قدر امام صاحب کی تائید میں ہے اسی قدر ان کے خلاف بھی ہے۔ اس سے تو جنگل اور ویرانے میں بھی اقامت جمعہ کا جواز نکالا جا سکتا ہے' حالانکہ امام صاحب اس کے ناجائز ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔

امام احمد کا مسلک امام شافعی سے ملتا جلتا ہے اور ان کے دلائل بھی وہی ہیں۔ امام مالک کے نزدیک جمعہ کی نماز ہر ایسے قریہ میں ہو سکتی ہے جس کی آبادی مستقل ہو' خواہ اس کی آبادی چالیس مردوں سے بھی کم ہو۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جمعہ صرف مصر یعنی شہر میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ دیہات میں قائم کرنا جائز نہیں۔

--------------*********--------------

تخریج: ۔حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: لَاجُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ، وَلَا صَلَاةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰى اِلَّافِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مآخذ : -☆ مصنف 'ابن ابی شیبہ' ج ۲ 'ص ۱۰۱ 'کتاب الصلوات 'کتاب الجمعہ' باب من قال لا جمعة و لا تشريق الا في مصر جامع- ☆ المصنف لعبد الرزاق 'ج ۳ 'ص ۱۶۷ 'کتاب الجمعہ اور ص ۱۶۸ پر لا جمعة و لا تشريق الا في مصر جامعٍ- وَكَانَ يَعُدُّ الْاَمْصَارَ: البصرة و الكوفة و المدينة و البحرين و مصر و الشام، و الجزيرة و ربما قال اليمن و اليمامة بھی منقول ہے۔ ☆ المصنف 'عبد الرزاق' ج ۳ 'ص ۱۶۷ پر حضرت علی سے لا جمعة و لا تشريق الا في مصر جامع بھی منقول ہے۔

مصر جامع کی شرط اور اس کی تشریح:

حنفیہ نے جمعہ کے لیے یہ جو مصر جامع کی شرط لگائی ہے اس کے حق میں ان کا استدلال اس روایت سے ہے جو حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ لَاجُمُعَةَ وَلَاتَشْرِيقَ، وَلَافِطْرَ وَلَا اَضْحٰى اِلَّافِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ (۱)

نیز وہ اس بات سے بھی دلیل لاتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب ممالک فتح کیے تو دیہات میں کہیں بھی منبر نصب نہیں کیے۔ یہ گویا جمعہ کے لیے مصر کے شرط ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے۔

لیکن مصر کی تعریف میں خود حنفیہ کے درمیان بہت اختلافات ہیں' حتیٰ کہ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بھی دو مختلف قول ہیں۔ مثال کے طور پر چند اقوال ملاحظہ ہوں:

۱۔ مصر جامع وہ ہے جہاں امیر اور قاضی ہو جو احکام نافذ کرنے اور حدود جاری کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔

۲۔ مصر وہ ہے جہاں کی سب سے بڑی مسجد میں اگر سب باشندے جمع ہوں تو نہ سما سکیں۔

۳۔ مصر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بازار اور سڑکیں اور محلے ہوں اور کوئی ایسا حاکم ہو جو ظالم سے مظلوم کا انصاف لے' اور کوئی عالم ایسا ہو جس کی طرف مسائل میں رجوع کیا جا سکے۔

۴۔ امام جس مقام کو مصر قرار دے اور اقامت جمعہ کا حکم کرے' وہی مصر ہے۔

۵۔ مصر وہ ہے جہاں ہر پیشہ کا آدمی اپنے پیشہ سے بسر اوقات کر سکتا ہو۔

۶۔ جس کی آبادی دس ہزار ہو' صرف اسی جگہ کو مصر کہا جا سکتا ہے۔

۷۔ جس کی آبادی تین ہزار سے کم نہ ہو' وہ مصر ہے۔

اس قسم کی بیسیوں تعریفیں اور بھی ہیں جو فقہاء نے بیان کی ہیں۔

اب یہ امر غور طلب ہے کہ اول تو ''مصر'' کے شرط ہونے پر امت کا اجماع نہیں ہے' بلکہ محدثین اور فقہاء کی ایک کثیر جماعت اس سے اختلاف رکھتی ہے۔ دوسرے یہ شرط اگر ثابت بھی ہو تو واضح طور پر معلوم نہیں کہ مصر کہتے کس کو ہیں۔ ایسی حالت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کی مختلف فیہ اور مبہم شرط کے فقدان پر کیا نماز جمعہ جیسے موکد اور اہم فریضہ کو مسلمانوں کی آبادی کے ایک کثیر حصے پر سے ساقط قرار دینا مناسب ہے؟ میں سمجھتا ہوں ایک طرف تقویٰ اور دوسری طرف تفقہ اس کا مقتضی ہے کہ اسقاط فرض

---

(۱) اس روایت کو ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں اور عبد الرزاق نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ لیکن دونوں کے ہاں یہ حضرت علیؓ کے اپنے قول ہی کی حیثیت سے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو منسوب نہیں کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا فتویٰ دینے سے پہلے ہم یہ تحقیق کرنے کی کوشش کریں کہ آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے اختلافات کا منشا کیا ہے' وہ جمعہ کے معاملہ میں شارع کا مقصد کیا سمجھے ہیں اور اسے پورا کرنے کے لیے جو عملی شکلیں انہوں نے اختیار کی ہیں ان کی اندرونی حکمت کیا ہے۔ شاید کہ اس طرح ہمیں ایک ایسا معتدل مسلک ہاتھ آ جائے جس سے ہماری آبادیوں کا ایک بڑا حصہ جمعہ کی برکات سے متمتع ہو سکے۔

اختلافات کا اصل منشا:

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں' اقامت جمعہ میں دو امور بنیادی اہمیت رکھتے ہیں: ایک جمعہ کی فرضیت' جو عام نمازوں سے بھی زیادہ مؤکّد ہے اور ہر عاقل و بالغ آزاد اور تندرست مرد پر عائد ہوتی ہے۔ دوسرے اجتماعیت' جس کا مقصد انتشار کو دور کرنا اور مسلمانوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ اجتماع اور تالف پیدا کرنا ہے۔

آئمہ مجتہدین میں سے ہر ایک نے ان دونوں پہلوؤں پر نظر رکھی ہے اور دونوں کو مرعی رکھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس معاملہ میں اشکال یہ واقع ہوتا ہے کہ بعض حالات میں یہ دونوں پہلو جمع نہیں ہو سکتے۔ اگر فرضیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے تو اجتماعیت کا پہلو چھوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ فرضیت کا تقاضا یہ ہے کہ دو چار آدمی بھی جہاں موجود ہوں' وہیں فرض ادا کر دیا جائے۔ اگر اجتماعیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے تو فرضیت کا پہلو کمزور ہو جاتا ہے' کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں کافی اجتماع نہ ہو' وہاں افراد پر سے فرض ساقط کر دیا جائے۔ آئمہ مجتہدین نے اس اشکال کو دور کرنے کے لیے دونوں پہلوؤں میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

امام شافعی ؒ اور امام احمد ؒ نے چالیس آدمیوں کے اجتماع کو جمعہ کے لیے کافی سمجھا اور ہر ایسے قریہ میں اقامت جمعہ کا حکم دے دیا جہاں اجتماع کا یہ نصاب پورا ہوتا ہو۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی فتویٰ دیا کہ اس قریہ سے جہاں جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہو' وہاں کے ہر بالغ اور آزاد مرد پر نماز کے لیے آنا فرض ہے۔

امام مالک ؒ نے اجتماع کے لیے کم سے کم ۱۲ آدمیوں کی موجودگی کو کافی قرار دیا۔ لہٰذا ان کے مسلک کی بنیاد پر نسبتاً زیادہ چھوٹے قریوں میں بھی اقامت جمعہ کا حکم دیا گیا اور ان سب لوگوں پر جمعہ کی حاضری لازمی قرار دے دی گئی جو مقام جمعہ سے چھ میل کی حد میں ہوں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے محسوس کیا کہ اس طرح قریہ قریہ میں اقامت جمعہ کی اجازت دینے سے انتشار پیدا ہوتا ہے اور اجتماع سے شارع کا جو مقصد ہے وہ پوری طرح حاصل نہیں ہوتا۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ عراق و شام وغیرہ ممالک میں جہاں عہد صحابہ کے آثار اس وقت بالکل تازہ تھے' کہیں دیہات میں نہ منبر پائے جاتے ہیں اور نہ جامع مسجدوں کا پتہ چلتا ہے' ان تک حضرت علی ؓ کا وہ اثر بھی پہنچا جس میں تصریح ہے کہ جمعہ صرف امصار (شہروں) میں قائم کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی سنا کہ جب حجاج بن یوسف نے اہواز میں جمعہ قائم کیا تو امام حسن بصری نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْحَجَّاجَ يَتْرُكُ الْجُمُعَةَ فِي الْاَمْصَارِ وَيُقِيْمُهَا فِي حَلَاقِيْمِ الْبِلَادِ "خدا کی لعنت ہو حجاج پر' یہ کم بخت شہروں کو چھوڑ کر ملک کے گوشوں میں جمعہ قائم کرتا ہے"۔ ان سب باتوں پر نظر کر کے انہوں نے فتویٰ دیا کہ ہر علاقہ کے صدر مقام میں جمعہ قائم کیا جائے اور جن جن لوگوں پر جمعہ کا فرض عائد ہوتا ہو' وہ تین تین میل کے مضافات سے صدر مقام پر اکٹھے ہو جایا کریں۔

مسلک حنفی کے اصل منشاء کی تحقیق:

اب ہمیں ایک نظر اس زمانے کے حالات پر بھی ڈالنی چاہیئے۔ وہ اسلامی حکومت کا زمانہ تھا۔ جگہ جگہ پرگنوں اور قصبوں میں قاضی اور اصحاب شرطہ (تھانہ دار) مقرر تھے جو خصومات کے فیصلے کرتے اور مظالم کی دادرسی کرتے تھے۔ ایک کثیر جماعت کے مجتمع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے میں چونکہ فتنہ و فساد پیدا ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ اس لیے اجتماع کی غرض سے ایسی ہی جگہ مناسب تھی جہاں امن قائم کرنے والے موجود ہوں۔ پھر اکابر احناف کا زمانہ وہ تھا جب عراق اور الجزیرہ اور فارس وغیرہ ممالک کی آبادی بہت زیادہ اور گھنی تھی۔ قصبات اور دیہات کثرت آبادی کے سبب سے باہم پیوستہ ہو گئے تھے۔ تمدن بھی انتہائی عروج پر تھا۔ صنعت و حرفت اور تجارت کے فروغ نے قصبوں کو بھی شہر بنا دیا تھا۔ انہی وجوہ سے "شہر" کی وہ تعریفیں کی گئیں جو آپ نے اوپر دیکھی ہیں۔ ورنہ فی نفسہ قاضی اور کوتوال کو' یا بازار اور سڑکوں کو' یا دس ہزار اور تین ہزار کی آبادی کو فرضیت جمعہ کے اشتراط میں کوئی بھی دخل نہیں ہے۔ اصل شرط "مصر" ہے اور اس کے مدلول کو متعین کرنے کے لیے ہر فقیہ مجتہد نے وہ خصوصیات بیان کی ہیں جو اس کے پیش نظر امصار میں پائی جاتی تھیں۔

ان خصوصیات سے قطع نظر کر کے اگر دیکھا جائے کہ وہ چیز کیا ہے جس کی بنا پر "مصر" کو شرط جمعہ قرار دیا گیا ہے تو معلوم ہو گا کہ وہ "مرکزیت" کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جو مقام کسی علاقہ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہو' یا جمعہ کی غرض کے لیے مرکزی مقام ٹھہرا لیا جائے' وہ "مصر" ہے اور اس کے سوا گرد و پیش کے مقامات پر اقامت جمعہ کا ناجائز ہونا اس معنی میں نہیں ہے کہ ان مقامات کے لوگوں سے جمعہ کا فرض ساقط ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو جمعہ کے لیے اس مرکزی مقام پر آنا چاہئے۔ اگر بغیر عذر شرعی کے وہ نہ آئیں گے تو گنہگار ہوں گے۔

اس باب میں فقہاء حنفیہ کے اقوال کی چھان بین کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کی شرط عائد کرنے اور دیہات میں اقامت جمعہ کو ناجائز قرار دینے سے ان کا منشا بھی وہی تھا جو ہم نے سمجھا ہے۔

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: وَلَوْ مَصَّرَ الْاِمَامُ مَوْضِعًا وَاَمَرَهُمْ بِالْاِقَامَةِ فِيْهِ جَازَ — اگر امام کسی مقام کو مصر قرار دے اور لوگوں کو وہاں جمعہ پڑھنے کا حکم دے تو جائز ہو گا۔ (فتح القدیر' جلد ا' ص ۴۰۵)

یہاں "مصر قرار دینے" کا مجاز امام کو ٹھیرایا گیا ہے۔ اس لیے کہ صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بغیر امام اور امیر کے نہیں ہو سکتی لیکن جہاں بدقسمتی سے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں امامت و امارت کا منصب باقی نہ رہا ہو' کیا ناجائز ہو گا' اگر وہاں امام مالک رحمہ اللہ کے اصول پر مسلمانوں کی جماعت باہمی اتفاق سے اپنے علاقے کے کسی بڑے گاؤں یا قصبہ کو' جہاں مسلمانوں کی آبادی نسبتاً زیادہ ہو' اور جہاں کوئی بڑی مسجد بھی موجود ہو' جمعہ کی اغراض کے لیے "مصر" قرار دے لے؟

آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں:

وَمَنْ كَانَ فِيْ تَوَابِعِ الْمِصْرِ فَحُكْمُهُ حُكْمُ اَهْلِ الْمِصْرِ فِيْ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ عَلَيْهِ بِاَنْ يَّاْتِيَ الْمِصْرَ فَلْيُصَلِّيْهَا فِيْهِ وَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّهَا تَجِبُ فِيْ ثَلٰثَةِ فَرَاسِخَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْرَ مِيْلٍ وَقِيْلَ قَدْرَ مِيْلَيْنِ وَقِيْلَ سِتَّةَ اَمْيَالٍ وَعَنْ مَالِكٍ سِتَّةٌ وَقِيْلَ اِنْ اَمْكَنَهُ اَنْ يَّحْضُرَ الْجُمُعَةَ وَيَبِيْتَ بِاَهْلِهٖ مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ وَاِلَّا فَلَا قَالَ فِي الْبَدَائِعِ وَهٰذَا اَحْسَنُ — (فتح القدیر' ج ا' ص ۴۱۱) اور جو شخص مصر کے مضافات کا رہنے والا ہو' اس پر بھی اہل مصر کی طرح جمعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرض ہے اور لازم ہے کہ وہ وہاں جاکر نماز پڑھے ۔ مضافات شہر کی حد میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے ۔ ابو یوسف کہتے ہیں کہ وہ تین کوس کی حد میں واجب ہے ۔ بعض نے ایک میل' بعض نے دو میل' بعض نے چھ میل کی حد قرار دی ہے ۔ امام مالک نے بھی چھ میل کہا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ میں شریک ہونے کے بعد رات آنے سے پہلے بلاکسی زحمت و تکلیف کے اپنے گھر پہنچ سکتا ہو' اس پر جمعہ کی حاضری واجب ہے ورنہ نہیں ۔ صاحب بدائع نے اسی قول کو پسند کیا ہے ۔

بعض احادیث سے بھی اس موخر الذکر قول کی تائید نکلتی ہے ۔ چنانچہ ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے :

(٦) — عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهِ — نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ اس پر فرض ہے جو رات تک اپنے بال بچوں میں پہنچ سکتا ہو۔

بخاری میں ہے :

(٧) — عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ : كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيْ فَيَاْتُوْنَ فِي الْغُبَارِ فَيُصِيْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْسَانٌ مِّنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِيْ فَقَالَ : لَوْ اَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا — حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ لوگ اپنی فرودگاہوں اور عوالی سے نماز جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے اور ان پر گرد اور پسینہ کی تہیں چڑھ جاتی تھیں ۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف رکھتے تھے کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا ۔ آپ نے فرمایا بہتر ہوتا اگر تم لوگ آج کے دن غسل کر لیا کرتے ۔

پہلی حدیث تو صاف ہے ۔ رہی دوسری حدیث تو اس میں یہ ذکر ہے کہ لوگ شرکت جمعہ کے لیے عوالی سے آیا کرتے تھے ۔ عوالی ان دیہات کا نام ہے جو مدینہ طیبہ کے مضافات میں واقع تھے اور علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ دیہات مدینہ سے چار میل اور اس سے زیادہ مختلف فاصلوں پر تھے ۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ عوالی سے اونٹ پر یا پیدل جمعہ کے لیے آتے ہوں گے ۔ وہ اس ریگ زار میں شام کے لگ بھگ ہی اپنے گھروں کو واپس پہنچتے ہوں گے ۔ یہ اس زمانے کی کیفیت ہے جب بسیں اور لاریاں نہ چلتی تھیں ۔ اس زمانے میں جب لوگوں کو چھ چھ میل کے فاصلوں سے آنے کے لیے کہا گیا تو آج جب کہ حمل و نقل کی آسانیاں بہت بڑھ گئی ہیں ۔ لوگوں کے لیے بیس بیس میل سے بھی جمعہ کے لیے آنا کچھ مشکل نہیں ۔ تاہم اختلاف احوال کو پیش نظر رکھ کر یہ مناسب نہیں کہ فاصلہ کی مقدار میلوں کے حساب سے متعین کی جائے بلکہ وہی قید بہتر ہے جو شارع نے بیان فرمائی ہے' یعنی جو شخص نماز کے بعد مغرب تک اپنے گھر باسانی پہنچ سکتا ہو' وہ اپنے علاقے کے صدر مقام میں جاکر جمعہ پڑھے اور جو نہ پہنچ سکتا ہو' وہ اپنے ہی گاؤں ظہر کی نماز پڑھ لیا کرے ۔

اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فقہائے کرام نے مصر کی جو خصوصیات بیان کی ہیں وہ بالکل ناقابل لحاظ نہیں ہیں ۔ کسی دیہاتی علاقہ کے مسلمان جب اپنے علاقے کے کسی قصبہ کو جمعہ کی اغراض کے لیے "مصر" قرار دینا چاہیں تو انہیں انتخاب میں حسب ذیل خصوصیات کو ترجیح دینی چاہیے ۔

۱۔ وہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ سے زیادہ ہو ۔

۲۔ کوئی بڑی مسجد موجود ہو' جس میں زیادہ سے زیادہ اجتماع ہو سکتا ہو ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ کوئی ایسا عالم موجود ہو جو مسائل شرعیہ کی تعلیم دے سکے اور وعظ و تذکیر کی اچھی قابلیت رکھتا ہو۔

۴۔ جہاں سرکاری حکام میں سے کوئی ایسا حاکم موجود ہو' جو امن قائم رکھنے کا ذمہ دار ہو۔

۵۔ جہاں اس کا بھی امکان ہو کہ آس پاس کے دیہات والے اپنی ضروریات وہاں سے خرید لے جائیں۔

یہ امور اقامت جمعہ کے شرائط میں سے نہیں ہیں بلکہ مقام جمعہ کے انتخاب میں ان کو ملحوظ رکھنا' انسب اور اولیٰ ہے۔
هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

(ترجمان القرآن' محرم ۵۶ ۱۳ھ' مطابق مارچ ۷ ۱۹۳ء)

--------------*********--------------

تخریج (۱):۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ، قَالَ: نَا زُهَيْرٌ، قَالَ: نَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ، سَمِعَهُ مِنْهُ – عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقُ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ – **ترجمہ**:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی جگہ کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر جو لوگ نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں۔

ماخذ:۔☆ مسلم' ج ۱' ص ۲۳۲' کتاب الصلاۃ' باب فضل صلاۃ الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها وانها فرض كفاية – ☆ مسند احمد' ج ۱' ص ۴۲۲' عبداللہ بن مسعود۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی' ج ۳' ص ۶۵' کتاب الصلاۃ اور کتاب الجمعة' ص ۱۷۲' باب ماجاء من التشديد في ترك الجمعة من غير عذر – ☆ کنز العمال' ج ۷' ص ۷۲۸۔ ☆ مسند احمد' ج ۱' ص ۴۰۲' ۴۲۲' ۴۵۰' ۴۶۱۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۲' ص ۱۵۵' کتاب الصلوات' باب في تفريط الجمعة وتركها –

لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْيَاتِیْ اَنْ يَجْمَعُوْا حُزَمًا مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ انْطَلِقَ فَاُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ لَا يَشْهَدُوْنَ الْجُمُعَةَ **ترجمہ**:۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے نوجوان کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کے گٹھے جمع کریں۔ پھر میں جاؤں اور ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا کر جلا ڈالوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے۔

ماخذ:۔☆ کنز العمال' ج ۷' ص ۷۲۹۔ ☆ السنن الکبریٰ' ج ۳' ص ۶۵' کتاب الصلاۃ' باب ماجاء من التشديد في ترك الجمعة من غير عذر –

--------------*********--------------

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) مَنْ ترَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلَاثًا

☆ الشافعی، في المعرفة عن ابن عباس مشكوٰة كتاب الجمعة باب وجوبها۔

(۳) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ ابْنِ الْمُهْتَدِيْ بِاللّٰهِ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ نَافِعِ بْنِ خَالِدٍ بِمِصْرَ، ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ، ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، حَدَّثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ مُحَمَّدٍ نِ الْاَنْصَارِيُّ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ: عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ۔ ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اس پر جمعہ کے روز نماز جمعہ فرض ہے۔ مگر مریض، مسافر، عورت اور بچہ اور غلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

جو کوئی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس پر جمعہ کے دن نماز جمعہ لازم ہے۔ پھر جو کسی کھیل تماشے یا کاروبار کی خاطر اس سے لاپروائی برتے، اللہ اس سے بے نیازی برتے گا اور وہ پاک ہے، بے نیاز ہے۔

مآخذ:۔ ☆ دارقطنی، ج ۲، ص ۳، کتاب الجمعۃ، باب من تجب علیہ الجمعۃ۔ ☆ ابن عدی عن جابر بحوالہ کنز العمال، ج ۷، ص ۲۶۷۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۸۴، کتاب الجمعۃ، باب من لا تلزمہ الجماعۃ۔ ☆ طبرانی اوسط عن ابی ہریرہ بحوالہ کنز العمال، ج ۷، ص ۲۶۷۔ ☆ ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۱۰۹، کتاب الصلوات، باب من لا تجب علیہ جمعۃ۔ عن محمد بن کعب القرظی مرسلا۔ ☆ دارقطنی فی الافراد عن ابن عباس بحوالہ کنز العمال، ج ۷، ص ۲۶۷۔

ابوداؤد نے طارق بن شہاب کی روایت نقل کر کے لکھا ہے: عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً۔ عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَرِيْضٌ۔

قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ: طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا۔ ترجمہ:۔ طارق بن شہاب کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز جمعہ باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے مگر چار افراد اس سے مستثنیٰ ہیں۔ غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔

ابوداؤد کہتے ہیں طارق بن شہاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہے مگر آپؐ سے کچھ سنا نہیں۔

مآخذ:۔ ☆ ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۸۰، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ للمملوك والمراۃ۔ ☆ دارقطنی، ج ۲، ص ۳،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الجمعة، باب من تجب علیه الجمعة — ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۱۸۴، کتاب الجمعة، باب من لا تلزمہ الجماعة اور ج ۳، ص ۱۷۲، باب من تجب علیه الجمعة —

تخریج: — حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْحُلْوَانِیُّ، قَالَ: نَا اَبُوْ تَوْبَةَ، قَالَ: نَا مُعَاوِیَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ، عَنْ زَیْدٍ یَعْنِیْ اَخَاهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِی الْحَکَمُ بْنُ مِیْنَاءَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَاَبَاهُرَیْرَةَ، حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ، عَلٰی اَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْلَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَکُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ —

حضرت عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہؓ دونوں نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا ہے کہ لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غفلت میں مبتلا ہو کر رہیں گے۔

مآخذ: — ☆ مسلم، ج ۱، ص ۲۸۴ کتاب الجمعة **فصل فی خطبة الجمعة** ☆ نسائی، ج ۳، ص ۸۸ ـ ۸۹ کتاب الجمعة باب التشدید فی التخلف عن الجمعة ☆ ابن ماجہ کتاب المساجد والجماعات باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعة عن ابن عباس، عن ابن عمر ☆ دارمی باب فیمن یترك الجمعة من غیر عذر ☆ مسند احمد، ج ۱، ص ۳۳۵ ـ عن ابن عباس ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳ کتاب الجمعة، ص ۱۷۱ باب التشدید علی من تخلف عن الجمعة ممن وجبت علیه ☆ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۱۵۴ کتاب الصلوٰة باب فی تفریط الجمعة و ترکها ابن ابی شیبة میں لیطبعن اللہ علی قلوبهم ہے۔ * موارد الظمآن الی زیادة لابن حبان کتاب الجمعة باب فیمن ترك الجمعة ☆ ابن خذیمہ، ابن عساکر عن ابی ہریرة ابو سعید، ابن عساکر نے ابن عمر اور ابوہریرة سے ☆ طبرانی اوسط، ابن حبان عن ابن عباس، ابن عمر بحوالہ کنز العمال ج ۷، ص ۳۱۷ ایک اور روایت:

لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ یَسْمَعُوْنَ النِّدَآءَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ لَا یَاْتُوْنَهَا اَوْلَیَطْبَعَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ —

لوگ اس سے باز آجائیں کہ جمعہ کے دن اذان سنیں پھر نماز جمعہ کے لیے نہ آئیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دے گا۔

ماخذ: — طبرانی، حلیہ لابی نعیم عن کعب بن مالك

ایک اور روایت:

لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ تَرْکِهِمُ الْجُمُعَاتِ، اَوْلَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ، ثُمَّ لَیُکْتَبُنَّ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْغَافِلِيْنَ لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا پھر انھیں غفلت کرنے والوں کے ساتھ لکھ دیا جائے گا۔

ماخذ:۔ کنز العمال ج ۷ ص ۳۱۷ بحوالہ ابن نجار عن ابن عمر۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدَةُ ابْنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ **ترجمہ:**۔ ابوجعد ضمری جو ایک صحابی ہیں، کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین جمعہ انہیں حقیر و ہلکا سمجھتے ہوئے ترک کیے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

ماخذ:۔ ☆ابوداؤد، ج ۱ ص ۲۷۷، کتاب الصلاۃ، تفریع ابواب الجمعة باب التشديد في ترك الجمعة۔ ☆ ترمذی، ج ۱ ص ۱۱۲، ابواب الجمعة، باب ماجاء في ترك الجمعة من غير عذر۔ ☆نسائی، ج ۳ ص ۸۸، کتاب الجمعة، باب التشديد في التخلف عن الجمعة۔ ☆ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة و السنة فيها باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر۔ ☆موطا امام مالک، ج ۱ ص ۱۰۲، القراءة في صلاة الجمعة والاحتباء ومن تركها من غير عذر۔ موطا میں من ترك الجمعة ثلاث مرات من غير عذر ولا علة طبع الله على قلبه ہے۔ ☆دارمی، باب فيمن يترك الجمعة من غير عذر۔ ☆مسند احمد، ج ۳ ص ۳۳۲ جابر بن عبداللہ۔ ☆السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳ ص ۱۷۲، کتاب الجمعة، باب من تجب عليه الجمعة۔ ☆المستدرک للحاکم، ج ۱ کتاب الجمعة، التشديد في ترك الجمعة۔ ☆مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲ ص ۱۵۴، کتاب الصلوات، باب في تفريط الجمعة وتركها۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مِرَارٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ۔ **ترجمہ:**۔ حضرت جابر بن عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بغیر کسی عذر شرعی کے جس نے تین مرتبہ جمعہ ترک کر دیا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

ماخذ:۔ ☆مسند احمد، ج ۳ ص ۳۳۲، جابر بن عبداللہ۔

مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ۔ جس نے بغیر کسی عذر شرعی کے تین جمعہ انہیں حقیر و ہلکا تصور کرتے ہوئے ترک کیے اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر لگا دی۔

ماخذ:۔ ☆کنز العمال، ج ۷، ص ۳۰۷، بحوالہ ابن ابی شیبہ، مسند احمد۔ ☆طبرانی، بغوی، باوردی، حاکم فی الکنی، ابو نعیم فی المعرفة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ — ترجمہ :۔
جس نے شرعی ضرورت کے بغیر پے درپے تین جمعہ ترک کر دیئے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی۔

ماخذ :۔☆ مسند احمد، مستدرک حاکم عن ابی قتادہ۔☆ مسند احمد، نسائی اور ابن ماجہ عن جابر۔☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۱۵۴ کتاب الصلوات، باب في تفريط الجمعة وتركها — اس میں من غیر ضرورة کے الفاظ نہیں ہیں۔

ترمذی نے ابو الجعد الضمری کی روایت نقل کر کے کہا ہے :

وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فِيْمَا زَعَمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ — وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ وَسَمُرَةَ، قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى : حَدِيْثُ اَبِي الْجَعْدِ حَدِيْثٌ حَسَنٌ قَالَ : وَسَاَلْتُ مُحَمَّدًا عَنِ اسْمِ اَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ فَلَمْ يَعْرِفْ اسْمَهُ وَقَالَ : لَا اَعْرِفُ لَهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو جس نے تین مرتبہ جمعہ ترک کیا اسے ہلکا و حقیر سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

ماخذ :۔☆ ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۲، ابواب الجمعة، باب ماجاء في ترك الجمعة من غير عذر —

مجاہد نے اس حدیث کا مفہوم درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے :

ومعني الحديث اَنْ لَّا يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ وَالْجُمُعَةَ رَغْبَةً عَنْهَا وَاسْتِخْفَافًا لِحَقِّهَا وَتَهَاوُنًا بِهَا مجاہد نے اس حدیث کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ وہ جماعت اور جمعہ کو بے رغبتی سے اسے ہلکا اور حقیر سمجھتے ہوئے حاضر نہ ہو۔

ماخذ :۔☆ ترمذی، ج ۱، ص ۵۲ ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فيمن سمع النداء فلا يجيب —

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ —

جس کسی نے تین جمعہ بغیر کسی وجہ کے ترک کئے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی۔

ماخذ :۔☆ ابن عساکر، عن ابی ہریرۃ

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ جس کسی نے بغیر کسی وجہ کسی مرض اور کسی عذر کے تین مرتبہ جمعہ ترک کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر لگا دی۔

ماخذ :۔☆ المحاملی فی امالیہ الخطیب البغدادی، ابن عساکر عن عائشہ۔

مَنْ تَرَكَ اَرْبَعَ جُمَعٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ نَبَذَ الْاِسْلَامَ وَرَاءَ ظَهْرِهِ جس نے بغیر کسی عذر شرعی کے چار جمعے ترک کر دیئے اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا [نظر انداز کر دیا]۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ: ۔☆ الشیرازی فی الالقاب عن ابن عباس ۔

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَهُوَ مُنَافِقٌ ۔ جس نے بغیر کسی عذر شرعی کے تین مرتبہ جمعہ کو ترک کیا، وہ منافق ہے۔

☆ موارد الظمآن، کتاب الصلوۃ باب فیمن ترك الجمعة ۔

مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعَاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ كُتِبَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ ۔

بغیر عذر کے جس نے تین جمعہ ترک کئے اسے منافقین میں لکھ دیا گیا۔

ماخذ: ۔☆ کنز العمل، ج ۷، ص ۲۹۷، بحوالہ طبرانی، عن اسامہ بن زید۔

(۵) مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَمْ يَأْتِهَا، ثُمَّ سَمِعَ النِّدَآءَ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِهَا طُبِعَ عَلٰى قَلْبِهِ، فَجُعِلَ قَلْبَ مُنَافِقٍ

ماخذ: ۔ کنز العمال ج ۷، ص ۲۱۷، بحوالہ طبرانی، بیہقی فی شعب الایمان عن ابن ابی اوفیٰ۔

(۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَدُّوَيْهِ، قَالَا: ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، نَا اِسْرَائِيلُ، عَنْ نُوَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ قُبَاءَ عَنْ اَبِيْهِ، وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَشْهَدَ الْجُمُعَةَ مِنْ قُبَاءَ ۔

قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهِ ۔

وَهٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ اِنَّمَا يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ مُعَارِكِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، وَضَعَّفَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيَّ فِي الْحَدِيْثِ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَجِبُ الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى مَنْزِلِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَجِبُ الْجُمُعَةُ اِلَّا عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ سمعت احمد بن الحسن يقول كنا عند احمد بن حنبل فذكروا على من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجب الجمعة فلم يذكر احمد فيه عن النبي صلى الله عليه وسلم شيئًا قال احمد بن الحسن فقلت لاحمد بن حنبل فيه عن ابى هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال احمد بن حنبل :عن النبي صلى الله عليه وسلم ؟ قلت :نعم — ترجمہ :۔ اہل قبا کے ایک شخص نے اپنے والد کے حوالہ سے جو اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے' بیان کیا کہ ہم قبا سے چل کر جمعہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ابو عیسیٰ کہتے ہیں اس طریق کے علاوہ ہمیں اس حدیث کے بارے میں کوئی علم نہیں اور نہ ہی کوئی صحیح چیز اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کے حوالہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جمعہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو رات تک اپنے اہل و عیال میں پہنچ سکتا ہو۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے کہ معارک نے عبداللہ بن سعید مقبری کے واسطہ سے اسے روایت کیا ہے۔ یحییٰ ابن سعید قطان نے عبداللہ ابن سعید المقبری کو حدیث کے بارے میں ضعیف قرار دیا ہے۔ جمعہ کس پر واجب ہے' اس بارے میں اہل علم حضرات کے مابین اختلاف رائے ہے۔ بعض کہتے ہیں جمعہ ہر اس پر واجب ہے جو رات تک اپنے اہل و عیال میں پہنچ سکتا ہو۔ بعض کا قول ہے کہ جمعہ اس پر واجب جو اذان سنے۔ یہ قول شافعی' احمد اور اسحاق کا ہے۔

ماخذ :۔☆ ترمذی' ج ا' ص ۱۱۲' ابواب الجمعة' باب ماجاء من كم يوتى الي الجمعة۔

ایک دوسری سند سے مروی روایت :

حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍنَا مُعَارِكُ بْنُ عَبَادٍ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ سَعِيْدِنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :

اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَغَضِبَ عَلَيَّ اَحْمَدُ وَقَالَ اسْتَغْفِرْ رَبَّكَ ، اِسْتَغْفِرْ رَبَّكَ

و انما فعل به احمد بن حنبل هذا لانه لم يعد هذا الحديث شيئًا وضعفه لحال اسناده۔

ماخذ :۔ ترمذی' ج ا' ص ۱۱۲' ابواب الجمعة' باب ماجاء من كم يوتى الي الجمعة۔

الجمعة على من آواه الليل

ماخذ :۔☆ دیلمی' عن عائشہ بحوالہ کنز العمال' ج ۷' ص ۲۶۔

عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ جَدِّهٖ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

اِنَّمَا الْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جمعہ اس پر فرض ہے جس نے جمعہ کی اذان سنی۔

ایک روایت میں الجمعة على من بمدى الصوت قال داود : يعني حيث يسمع الصوت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماخذ:۔ ☆ دارقطنی' ج ۲' ص ۲' کتاب الجمعة' باب من تجب علیه الجمعة۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۱۷۳۔ کتاب الجمعة' باب وجوب الجمعة علی من کان خارج المصر فی موضع یبلغه النداء۔

ابوداؤد میں ہے

اَلْجُمُعَةُ عَلٰی کُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ ☆ ابوداؤد' ج ا' ص ۲۷۸' تفریع ابواب الجمعة باب من تجب علیه الجمعة۔ عن عبداللہ ابن عمرو۔

(۷) حَدَّثَنَا، اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ، اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَیْرِ، حَدَّثَهٗ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: کَانَ النَّاسُ یَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِیْ فَیَاْتُوْنَ فِی الْغُبَارِ یُصِیْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ اَنَّکُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِیَوْمِکُمْ هٰذَا

ماخذ:۔ ☆ بخاری' ج ا' ص ۱۲۳' کتاب الجمعة' باب من این توتی الجمعة وعلی من تجب۔ ☆ ابوداؤد' ج ا' ص ۲۷۸' کتاب الصلاة' باب من تجب علیه الجمعة۔ ابوداؤد میں ومن العوالی تک روایت ہے۔ ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی' ج ۳' ص ۱۸۹' کتاب الجمعة' باب ما یستدل به علی ان غسل یوم الجمعة علی الاختیار۔

مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی روایت کے الفاظ تھوڑے سے مختلف ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: کَانَ النَّاسُ یَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِیْ فَیَاْتُوْنَ فِی الْعَبَاءِ وَیُصِیْبُهُمُ الْغُبَارُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمُ الرِّیْحُ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

لَوْ اَنَّکُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِیَوْمِکُمْ هٰذَا **ترجمہ**:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ لوگ اپنی فرود گاہوں اور عوالی سے نماز کے لیے آیا کرتے تھے۔ اپنی محنت مزدوری کے کپڑوں میں آتے تھے' گردوغبار سے لٹے ہوئے' ان سے بدبو پھیل رہی ہوتی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی آپؐ کے پاس اس وقت آیا جب آپؐ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ اسے دیکھ کر آپؐ نے فرمایا بہتر ہوتا اگر تم لوگ آج کے دن غسل کر لیا کرتے۔

ماخذ:۔ ☆ مسلم' ج ا' ص ۲۸۰' کتاب الجمعة' فصل فی استحباب الغسل والسواک الخ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت :

عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ النَّاسُ اَهْلَ عَمَلٍ وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ كُفَاةٌ فَكَانُوْا يَكُوْنُ لَهُمْ تَفَلٌ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوْ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ترجمہ :۔حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔مزدور لوگ ہوتے تھے۔ان کے پاس زیب تن کپڑوں سے زائد کپڑا پہننے کے لیے نہیں ہوتا تھا۔اس لیے ان کپڑوں میں جوئیں پڑ جاتی تھیں اس لیے آپؐ نے فرمایا تھا اگر جمعہ کے دن تم لوگ غسل کر لیا کرو، تو بہتر ہے۔

ماخذ :۔☆مسلم، ج ا،ص ۲۸۰،کتاب الجمعة، في استحباب الغسل والسواك الخ۔

بخاری میں ہے : قَالَتْ عَائِشَةُ : كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ اَنْفُسِهِمْ وَكَانُوْا اِذَا رَاحُوْا اِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوْا فِي هَيْئَاتِهِمْ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ ترجمہ :۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ محنت مزدوری کرنے والے لوگ تھے۔یہ جب جمعہ کے لیے آتے تو محنت مزدوری والے کپڑوں میں ہی آتے تھے اس لیے آپؐ نے فرمایا کاش کہ تم لوگ غسل کر لیا کرو۔

ماخذ :۔☆بخاری، ج ا،ص ۱۲۳،کتاب الجمعة، باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۸

دیہات میں نماز جمعہ اور مسلک حنفی

اس باب میں کچھ عرض کرنے سے پہلے ایک بات صاف کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ میری حیثیت ایک معاند کی نہیں ہے جو دلائل شرعیہ سے بے پرواہو کر محض اپنی رائے سے امور دینی میں ایک مسلک اختیار کر لیتا ہو' اور اہل علم کی حجتوں کا جواب مکابرہ سے دیتا ہو' بلکہ میں ایک طالب علم ہوں۔ اپنی حد استطاعت تک مسائل کی تحقیق کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچتا ہوں اس کا اظہار بے کم و کاست کر دیتا ہوں۔ اور اگر میری رائے کے خلاف حجت قائم ہو جائے تو اس سے رجوع کے لیے بھی ہر وقت تیار رہتا ہوں۔ جمعہ فی القریٰ کا مسئلہ چھیڑنے سے میرا مقصد کسی نئے فتنے کا دروازہ کھولنا نہیں ہے۔ دراصل حالات زمانہ کو دیکھتے ہوئے میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس وقت اس مسئلے کی چھان بین کر کے صحیح شرعی حکم معلوم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے میں نے علمائے کرام کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جن بزرگوں کو اللہ نے علم شریعت دیا ہے وہ بھی مسئلے کی اہمیت کو محسوس فرمائیں اور اپنی تحقیق سے مجھے اور عام مسلمانوں کو استفادہ کا موقع دیں۔ البتہ چونکہ مسئلے کو چھیڑنے کا باعث میں خود ہوں' اس لیے اپنی تحقیق کو واضح طور پر بیان کرنا مجھ پر لازم ہے۔

جمعہ فی القریٰ کے مسئلے پر اس سے پہلے جو بحث کی گئی تھی اس کی بنا چونکہ زیادہ تر آثار و سنن اور قیاس شرعی پر رکھی گئی تھی' اس وجہ سے غالباً بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا کہ میں مسلک حنفی کا مخالف ہو کر خود ایک مجتہدانہ (جسے عرف عام میں غیر مقلدانہ کہا جاتا ہے) رائے ظاہر کر رہا ہوں۔ لہٰذا اب میں چاہتا ہوں کہ صرف مسلک حنفی کے مطابق اپنے دلائل بیان کروں۔

ہمارے سامنے چار امور تنقیح طلب ہیں' جن کے تصفیہ پر اس مسئلے کے تصفیہ کا مدار ہے:

۱۔ جمعہ کی فرضیت کیسی ہے؟

۲۔ جمعہ کی شرائط کیا ہیں اور کس نوعیت کی ہیں؟

۳۔ کیا ان شرائط میں کبھی ترمیم ہوئی ہے' اور کسی مزید ترمیم کی گنجائش بھی ہے؟

۴۔ اور کیا یہ جائز ہے کہ اس فرض کو ادا کرنے کے لیے ایک ایسا نظام اختیار کیا جا سکے جو فقہائے حنفیہ کے فتاویٰ سے چاہے مختلف ہو' مگر ان کے اصول کے خلاف نہ ہو؟

میں ان چاروں تنقیحات پر ترتیب وار بحث کروں گا۔

فرضیت جمعہ:

تمام علمائے امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ جمعہ فرض عین ہے فقہائے حنفیہ بھی اس اجماع میں شریک ہیں۔ چنانچہ علامہ سرخسی اپنی کتاب المبسوط میں لکھتے ہیں "جمعہ از روئے کتاب و سنت فرض ہے..... اس کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے۔

علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

"جمعہ ایک ایسا فرض ہے جس کو محکم کرنے والی چیز کتاب و سنت ہے اور اس کے منکر کے کفر پر امت کا اجماع ہے"۔ (ج ۱' ص ۴۰۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر نہایت تفصیل کے ساتھ دلائل فرضیت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''ہم نے فرضیت کے باب میں ایک طرح کے طول کلام سے اس لیے کام لیا ہے کہ بعض جاہلوں کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ وہ جمعہ کی عدم فرضیت کا خیال مذہب حنفی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ان کی یہ غلط فہمی دراصل قدوری کے اس قول سے ہوئی جس پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے کہ ''جس نے جمعہ کے روز بغیر کسی عذر کے گھر ہی پر ظہر کی نماز پڑھ لی اس کی نماز تو ہوگئی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے''۔اس قول میں مکروہ سے مراد دراصل حرام ہے' اور نماز ظہر کے صحیح ہو جانے کا جو مطلب ہے وہ ہم آگے بیان کریں گے۔بہرحال ہمارے اصحاب (حنفیہ) نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ جمعہ کی فرضیت ظہر کی فرضیت سے بھی زیادہ سخت ہے' اور یہ کہ جمعہ کا منکر کافر ہے''۔(ص ۴۰۸) علامہ بابرتی شرح العنایہ علی الہدایہ میں لکھتے ہیں:

''ہم کو اقامت جمعہ کی خاطر نماز ظہر چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور ظہر لامحالہ فرض ہے' اور فرض صرف اسی چیز کے لیے چھوڑا جاسکتا ہے جو اس سے زیادہ فرض ہو''۔(جلد اول' ص ۴۰۸)

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ استنباطی اور اجتہادی واجبات میں سے نہیں ہے' بلکہ نصوص صریحہ نے اس کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اس کی فرضیت اس نوع کی ہے کہ اس سے (یعنی اس کی فرضیت سے) انکار انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایسے فرض کو مسلمانوں کے کسی گروہ پر سے ساقط کرنے میں سخت احتیاط اور خشیت کی ضرورت ہے۔

اول تو فرض منصوص کو صرف نص ہی ساقط کر سکتی ہے۔کسی انسان کا قول اس درجہ کی حجت نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر اسے ساقط کیا جاسکے۔

دوسرے اگر کسی امام یا فقیہ کے کسی قول سے اس کے اسقاط کا پہلو نکلتا ہو' تو نہایت احتیاط کے ساتھ یہ تحقیق کرنا چاہئے کہ قائل کا مدعا حقیقت میں ہے کیا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جن حالات اور جن وجوہ سے اس نے یہ پہلو اختیار کیا تھا' وہ اپنی جگہ درست ہوں اور ہم وجوہ و احوال سے صرف نظر کر کے مجرد اس کے الفاظ کی پیروی کرنے میں غلطی کر رہے ہوں؟

پھر کسی فرض کو کسی حال یا مقام پر غیر فرض قرار دینے میں جتنی احتیاط کی ضرورت ہے' اس سے بدرجہا زیادہ احتیاط کی ضرورت اسے ممنوع اور حرام اور گناہ قرار دینے میں برتنی چاہئے۔فرض منصوص اور حرمت و معصیت کے درمیان بہت بڑی مسافت ہے' اس مسافت کو قطع کرنے کے لیے بڑی محکم سواری کی ضرورت ہے۔کمزور سواریوں کے بل پر اس راہ میں آگے بڑھنا خطرناک ہے۔

شرائط جمعہ:

اب دیکھنا چاہئے کہ جمعے کی وہ شرائط جن کے فقدان سے فرض کے سقوط کا حکم لگایا جا سکتا ہے' کون کون سی ہیں' اور ان کی کیا نوعیت ہے۔

حنفیہ کے نزدیک جمعہ کی شرائط دو قسم کی ہیں۔ایک وہ جو مصلی کی ذات میں پائی جانی چاہئیں۔دوسری وہ جو خارج میں متحقق ہونی چاہئیں۔پہلی قسم کی شرائط یہ ہیں کہ مصلی مقیم ہو' مسافر نہ ہو۔آزاد ہو' مملوک نہ ہو۔مرد بالغ ہو' بچہ یا عورت نہ ہو' صحیح و تندرست ہو' بیمار یا معذور نہ ہو (المبسوط، جلد دوم' ص ۲۲)۔

ان شرائط کا ماخذ علمائے حنفیہ نے ذیل کی حدیث کو قرار دیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَیْہِ الْجُمُعَۃُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا مُسَافِرٌ وَ مَمْلُوْكٌ وَ صَبِيٌّ وَ امْرَاَةٌ وَ مَرِيْضٌ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' اس پر جمعہ فرض ہے مگر مسافر' غلام' بچہ' عورت اور مریض اس سے مستثنیٰ ہیں۔

یہ رعایت جو مسافروں' غلاموں' عورتوں اور مریضوں کے ساتھ کی گئی ہے۔ اس کے معنی صرف یہی ہیں کہ اگر یہ جمعہ میں شریک نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کسی شخص نے بھی اس کا یہ مطلب نہیں سمجھا کہ ان کے لیے نماز جمعہ ممنوع ہے۔ نہ کسی نے یہ کہا کہ اگر وہ شریک جمعہ ہوں تو ترک ظہر کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عورتیں جمعہ کے لیے حاضر ہوتی تھیں۔ غلام بھی شریک ہوتے تھے۔ اندھوں کو بھی اگر کوئی ہاتھ پکڑ کر پہنچا دینے والا مل جاتا تو وہ گھر نہ بیٹھے رہتے تھے۔ ان میں سے کسی شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم پر سے جمعہ کا فرض ساقط ہو گیا' تم کو جمعہ کے بجائے ظہر پڑھنی چاہئے' ورنہ ترک ظہر کی وجہ سے گنہگار ہو گے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

"یہ وجوب کی شرائط ہیں نہ کہ ادا کی شرائط۔ اگر مسافر اور غلام اور عورت اور مریض نماز جمعہ میں شریک ہو جائیں تو جائز ہو گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتی تھیں۔ اور ان سے کہا جاتا تھا کہ خوشبو لگا کر نہ آیا کرو۔ ان لوگوں سے فرض کے سقوط کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس نماز میں کوئی ایسی بات ہے جو ان کی شرکت سے مانع ہو بلکہ صرف ان کو تکلیف سے بچانے کے لیے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اگر یہ اس تکلیف کو برداشت کر لیں تو پھر اداء نماز میں یہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مساوی ہوں گے"۔ (ج ۲' ص ۲۳)

دوسری قسم کی شرائط کو ادا یا شرائط صحت قرار دیا گیا ہے یعنی اگر یہ نہ ہوں تو جمعہ ادا ہی نہ ہو گا۔ یہ چھ شرطیں ہیں۔ مصر' وقت' خطبہ' جماعت' سلطان' اذن عام۔ ان میں سے پہلی شرط یعنی مصر کی شرط ہی یہاں زیر بحث ہے' لیکن اس پر کلام کرنے سے پہلے یہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ بجائے خود ان شرائط کی نوعیت کیا ہے؟

ان میں سے بعض شرائط ایسی ہیں جو نصوص قولی و عملی سے صریحاً ثابت ہیں مثلاً وقت کہ اس کا وقت ظہر ہونا ثابت ہے۔ اسی طرح خطبہ بھی صریحاً شرط جمعہ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں پڑھا اور قرآن میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ اسی طرح جماعت کا بھی شرائط جمعہ میں سے ہونا ثابت ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اختلاف جو کچھ بھی ہوا ہے۔ مقدار جماعت میں ہوا ہے۔ اذن عام بھی رسول اکرمؐ اور صحابہ اور آئمہ کے متواتر عمل سے ثابت ہے اور اہم مصالح شرعیہ اس کی مقتضی ہیں۔

بخلاف اس کے مصر اور سلطان کی شرائط ایسی ہیں جن کا ماخذ کوئی نص صریح نہیں ہے' بلکہ زیادہ تر ان کا مدار استنباط و اجتہاد پر ہے' اور اسی لیے ان کا شرط ادا ہونا بھی مختلف فیہ ہے۔

سلطان کی شرط کا ماخذ یہ حدیث ہے:

...... فَمَنْ تَرَكَهَا تَهَاوُنًا وَ اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا وَلَهُ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ فَلَا صَلٰوةَ لَهُ، اَلَا فَلَا صَوْمَ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبَ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ ..... پس جس نے جمعہ کو ایک معمولی چیز سمجھ کر اور اس کے حق کو ہلکا جان کر چھوڑ دیا۔ درآنحالیکہ اس کا کوئی ظالم یا عادل امام موجود ہو' تو خدا اس کی پراگندگی کو دور نہ کرے۔ جان رکھو کہ نہ اس کی نماز درست' نہ اس کا روزہ درست' جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ اگر توبہ کرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا تو اس کی توبہ اللہ قبول کرے گا۔(۱)

في الزوائد: انساده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان و عبد اللّٰه بن محمد العدوي—

مآخذ: ۔ ☆ ابن ماجہ 'کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها— باب في فرض الجماعة— ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی 'ج ۳ 'ص ۱۷۱ 'کتاب الجمعة— ☆ شعب الایمان ج ۳ 'ص ۱۰۵-۱۰۶ 'حدیث نمبر ۳۰۱۴

نیز حضرت حسن بصری کا یہ قول جس کو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے:

اَربَعٌ اِلَي السُّلْطَانِ مِنْهَا اِقَامَةُ الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ — چار چیزیں سلطان سے متعلق ہیں جن میں سے اقامت جمعہ وعیدین بھی ہے۔

لیکن اوپر کی حدیث اور یہ اثر دونوں اس باب میں ناطق نہیں ہیں کہ امام یا سلطان کے بغیر اقامت جمعہ جائز ہی نہیں ہے۔ حدیث سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں اسلامی نظام جماعت قائم ہو' وہاں جمعہ کو ترک کرنا اور بھی زیادہ شدید گناہ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ جس نے مسجد میں چوری کی اس پر خدا کی لعنت۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس شخص کے نزدیک چوری کا حرام ہونا' اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس کا ارتکاب مسجد میں ہو' بلکہ دراصل وہ ارتکاب فی المسجد کو ایک

---

(۱) **تخریج:** ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ، اَبُوْ جَنَّابٍ (خَبَّابٍ) حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يٰاَيُّهَا النَّاسُ: تُوْبُوْا اِلَي اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا— وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِيْ هٰذَا، فِي يَوْمِيْ هٰذَا فِي شَهْرِيْ هٰذَا مِنْ عَامِيْ هٰذَا اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ— فَمَنْ تَرَكَهَا فِيْ حَيَاتِيْ، اَوْبَعْدِيْ، وَلَهُ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَائِرٌ اسْتِخْفَافًا بِهَا، اَوْجُحُوْدًا لَهَا، فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ شَمْلَهُ، وَلَا بَارَكَ لَهُ فِيْ اَمْرِهِ، اَلَا، وَلَا صَلَاةَ لَهُ، وَلَا زَكَاةَ لَهُ وَلَا حَجَّ لَهُ، وَلَا صَوْمَ لَهُ، وَلَا بِرَّ لَهُ حَتّٰي يَتُوْبَ، فَمَنْ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَلَا لَاتَؤُمَّنَّ امْرَاَةٌ رَجُلًا، وَلَا يَؤُمُّ اَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا وَلَا يَؤُمُّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید وجہ شناعت کی حیثیت سے بیان کر رہا ہے۔ بالکل اسی طرح حضورؐ نے بھی امام المسلمین کی موجودگی' یا بالفاظ دیگر اسلامی نظام جماعت کی موجودگی کو ترک جمعہ کے لیے ایک اور سبب مردودیت کی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری احادیث جن میں فرضیت جمعہ کی تاکید آئی ہے' امام کے ذکر سے خالی ہیں اور دوسری احادیث میں تارک جمعہ کو جتنی توبیخ کی گئی ہے' اس حدیث میں اس سے زیادہ توبیخ پائی جاتی ہے۔

اسی طرح وہ اثر بھی جو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے جمعہ کے لیے سلطان کے اشتراط پر دال نہیں ہے' اس میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ چار چیزوں کا اہتمام سلطان کو کرنا چاہئے جن میں سے ایک اقامت جمعہ وعیدین ہے۔ اس سے یہ مطلب کیونکر نکالا جا سکتا ہے کہ اگر سلطان نہ ہو تو یہ کام بند رہیں۔ اگر کوئی کہے کہ لڑکی کی شادی کرنا باپ کا کام ہے تو اس کا یہ مطلب نہ ہو گا کہ باپ نہ ہو تو لڑکی بیٹھی رہے۔

رہی مصر کی شرط تو اس کا ماخذ یہ حدیث ہے:

لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ (۱)

جمعہ اور عیدین مصر جامع کے سوا کہیں نہ پڑھی جائیں۔

نیز حضرت علیؓ کا یہ اثر کہ:

لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ وَلَا فِطْرَ وَلَا اَضْحٰى اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ جمعہ اور تشریق اور عید فطر اور عید اضحیٰ مصر جامع کے سوا کہیں نہ پڑھی جائیں۔

لیکن ''مصر جامع'' کی کوئی تعریف کسی نص سے ماخوذ نہیں ہے۔ میں نے حتی الامکان پوری جستجو کی' مگر مجھے ابھی تک کسی حدیث یا کسی اثر سے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ مصر کی حد کیا ہے۔ فقہائے حنفیہ کی کتابوں میں مصر کی جو تعریفات بیان ہوئی ہیں' ان میں سے کسی میں بھی کسی حدیث یا اثر کا حوالہ نہیں دیا گیا۔

یہ ہے ان دونوں شرطوں کا حال' اور یہی وجہ ہے کہ ان کے شرائط صحت و ادا ہونے میں کلام کیا جا سکتا ہے' اور کیا گیا ہے۔ خود علمائے احناف نے وقتاً فوقتاً ان شرائط میں ترمیمیں کی ہیں' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلک حنفی میں اتنی گنجائش ہے کہ حسب موقع و ضرورت ان میں قواعد شرعیہ کو ملحوظ رکھ کر مزید ترمیم کی جا سکے۔

قابل ترمیم شرائط:

سب سے پہلے سلطان کی شرط کو لیجئے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے تو اس کے شرط جمعہ ہونے سے ابتدا ہی میں انکار کر دیا تھا مگر خود فقہائے حنفیہ بھی بعد میں اس شرط کے اسقاط پر مجبور ہو گئے۔ جب تک ایسے سلاطین و امراء بر سر اقتدار رہے جو کسی حد تک اپنے فرائض دینی کا احساس رکھتے تھے' اس وقت تک تو حنفیہ کو اپنے اس فتوے میں بظاہر کوئی قباحت نظر نہ آئی کہ ''جمعہ کی اقامت اذن سلطان کے ساتھ مشروط ہے اور سلطان کے بغیر اقامت جمعہ جائز نہیں''۔ مگر جب دین سے غافل حکام و سلاطین کا دور آیا تو فقہاء

(۱) واضح رہے کہ یہ حدیث حضرت علیؓ کے واسطے سے مرفوعاً روایت ہوئی ہے مگر امام احمد کہتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے (نیل الاوطار' ج ۳' ص ۱۹۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے محسوس کیا کہ شرط سلطان نے ایک دینی فرض کو دنیوی سلاطین کی مرضی پر موقوف کر دیا ہے' حتیٰ کہ اگر وہ نہ چاہیں تو فرض ہی ساقط ہوجاتا ہے ۔اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اگر حکام غفلت برتیں تو جمعہ مسلمانوں کی باہمی رضامندی پر قائم کیا جائے ۔ پھر وہ دور آیا جب اسلامی ممالک پر کفار مسلط ہونے لگے اور بڑی بڑی اسلامی آبادیاں سلطان اسلام سے کلیۃً محروم ہوگئیں ۔اس وقت فقہاء کو یہ فتویٰ دینا پڑا:

وَاَمَّا فِي الْبِلَادِ عَلَيْهَا وُلَاةٌ كُفَّارٌ فَيَجُوْزُ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِقَامَةُ الْجُمُعِ وَالْاَعْيَادِ وَيَصِيْرُ الْقَاضِيْ قَاضِيًا بِتَرَاضِي الْمُسْلِمِيْنَ وَيَجِبُ عَلَيْهِمْ طَلَبُ وَالٍ مُسْلِمٍ (شامی) رہے وہ ممالک جن پر کافر حکام مسلط ہیں' تو ان میں مسلمانوں کے لیے اقامت جمعہ و عیدین کا خود انتظام کر لینا جائز ہے ۔ اور وہاں مسلمانوں کی باہمی رضامندی سے جو قاضی مقرر ہو' وہ قاضی ہو سکتا ہے اور ان پر مسلمان حاکم کی طلب واجب ہے ۔

اس طرح وہی شرط' جو پہلے شرط ادا سمجھی گئی تھی' شرط وجوب بھی نہ رہی' اور تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ سلطان اسلام کی موجودگی سرے سے شرط جمعہ ہی نہیں ہے ۔

یہیں سے نبی اور مجتہد کا فرق واضح ہوتا ہے ۔نبی کی بصیرت براہ راست علم الٰہی سے مستفاد ہوتی ہے ۔اس لیے اس کے احکام تمام ازمنہ و احوال کے لیے مناسب ہوتے ہیں مگر مجتہد خواہ کتنا ہی باکمال ہو' زمان و مکان کے تعینات سے بالکل آزاد نہیں ہو سکتا' نہ اس کی نظر تمام ازمنہ و احوال پر وسیع ہو سکتی ہے' لہٰذا اس کے تمام اجتہادات کا تمام زمانوں اور تمام حالات کے مطابق ہونا غیر ممکن ہے ۔

جن لوگوں کو اللہ نے تفقہ فی الدین کی نعمت سے نوازا تھا' وہ چوتھی صدی ہجری کے بعد بھی اس راز کو سمجھتے تھے اور تغیر احوال کے ساتھ اپنے مذہب فقہی کے جزوی احکام میں مناسب ترمیم کر دیتے تھے اور ان کی ترمیمات' اجتہادی ترمیمات ہونے کے باوجود اسی مذہب کا ایک جزو بن جاتی تھیں جس کے وہ متبع ہوتے تھے ۔مگر افسوس کہ دور انحطاط کے لوگ امام کی نص کو خدا اور رسولؐ کی نص کی طرح محکم اور اٹل سمجھنے لگے اور انہوں نے اس بات کو گناہ سمجھ لیا کہ مجتہد کے کسی قول پر جو فتویٰ مبنی ہو' اس میں تغیر احوال کے ساتھ کوئی ترمیم کی جائے' خواہ اس سے خدا اور رسولؐ ہی کا کوئی حکم منصوص کیوں نہ ساقط ہو جائے ۔چنانچہ اسی قسم کے بعض فقہاء جامد نے انگریزی تسلط کے بعد ہندوستان میں فتوے دینے شروع کر دیئے تھے کہ اب یہاں اقامت جمعہ جائز نہیں کیونکہ سلطان اسلام کے اٹھ جانے سے اقامت جمعہ کی ایک شرط مفقود ہوگئی ہے مگر خوش قسمتی سے اس وقت ہندوستان میں ایسے علماء بھی موجود تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے علم حق سے سرفراز فرمایا تھا ۔انہوں نے اٹھ کر سختی کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کی' حتیٰ کہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے زیادہ درشت الفاظ میں یہاں تک لکھ دیا:

اَنَّهُ، لَاشَكَّ فِيْ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ وَصِحَّةِ اَدَائِهَا فِيْ بِلَادِ الْهِنْدِ الَّتِيْ غَلَبَتْ عَلَيْهِ النَّصَارٰى وَجَعَلُوْا عَلَيْهَا وُلَاةً كُفَّارًا وَ ذَالِكَ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَرَاضِيْهِمْ وَمَنْ اَفْتٰى بِسُقُوْطِ الْجُمُعَةِ لِفَقْدِ شَرْطِ السُّلْطَانِ فَقَدْ ضَلَّ وَاَضَلَّ ۔ اس میں شک نہیں کہ بلاد ہند میں جہاں نصاریٰ کا غلبہ ہوگیا ہے اور انہوں نے کافر حکام مقرر کر دیئے ہیں' جمعہ واجب ہے' اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور رضامندی سے اس کو ادا کرنا درست ہے ۔جس کسی نے سقوط جمعہ کا فتویٰ دیا وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تمام ہندوستان کے حنفی' عالم اور عامی سب اس ملک میں جمعہ پڑھ رہے ہیں۔ (۱) حالانکہ۔ ہدایہ کی یہ عبارت اب بھی پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے کہ لَا یَجُوْزُ اِقَامَتُھَا اِلَّا لِلسُّلْطَانِ اَوْ لِمَنْ اَمَرَہُ السُّلْطَانُ۔ (۲) اگر احوال کے لحاظ سے مجتہدین کے احکام میں جزوی ترمیم کرنا بھی غیر مقلدیت ہے تو ایسی غیر مقلدیت میں تمام احناف ہند پہلے مبتلا ہو چکے ہیں۔

شرط مصر:

شرط سلطان کی طرح شرط مصر کو بھی امام شافعیؒ اور امام مالکؒ نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ امر تو متفق علیہ ہے کہ جنگلوں اور خیموں اور عارضی فرودگاہوں میں جمعہ قائم کرنا درست نہیں۔ یہ امر بھی متفق علیہ ہے کہ جمعہ کے لیے ایک نوع کا تمدن ضروری ہے مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ جمعہ کتنی بڑی بستی میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس جگہ کم از کم چالیس آدمیوں کی مستقل بستی ہو (یعنی وہ گرمی جاڑے میں مہاجرت نہ کرتے رہتے ہوں) وہ مقام اقامت جمعہ کا ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک چالیس آدمیوں سے کم کی بستی میں بھی اقامت جمعہ ہو سکتی ہے مگر حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اقامت جمعہ کے لیے ''مصر جامع'' ہونا چاہئے۔

اس میں شک نہیں کہ ''مصر جامع'' کا لفظ حدیث میں آیا ہے مگر جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں' اس کی کوئی حد نہ اس حدیث میں مذکور ہے نہ کسی دوسری مرفوع یا موقوف روایت میں۔ اسی لیے اس میں اجتہاد کی گنجائش ہے' اور اجتہاد ہی سے مختلف زمانوں میں مختلف حدیں مقرر کی گئی ہیں' حتیٰ کہ ایک ہی امام نے مختلف اوقات میں اس کی مختلف حدیں بیان کی ہیں۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے تین مختلف تعریفیں منقول ہیں:

۱۔ مصر جامع وہ ہے جہاں امیر اور قاضی احکام اسلامی کی تنفیذ اور حدود شرعی کی اقامت کرتا ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایک قول اسی مضمون کا منقول ہے' اور کرخی وغیرہ فقہاء نے اس کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ مصر وہ مقام ہے جس کے باشندے (یعنی وہ لوگ جن پر جمعہ فرض ہے) اگر سب کے سب وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں جمع ہو جائیں تو وہ ان کے لیے کافی نہ ہو اور ایک دوسری مسجد بنانے کی ضرورت پڑ جائے۔ اس رائے کو ابن شجاع نے پسند کیا ہے اور ابو عبداللہ الثلجی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے۔

۳۔ مصر وہ جگہ ہے جہاں کم از کم دس ہزار کی آبادی ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ تینوں تعریفیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ایک ہی امام نے ان کو مختلف اوقات میں اختیار کیا ہے۔ پھر بعد کے مختلف فقہاء نے اپنی پسند کے مطابق ان میں سے بعض کو رد اور بعض کو قبول کیا حالانکہ وہ مجتہد مطلق نہ تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایک قول تو وہ منقول ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اور انہی سے دوسرا قول یہ روایت کیا گیا ہے کہ:

''مصر وہ ہے جہاں سڑکیں اور بازار ہوں' محلے ہوں' کوئی والی ظالم سے مظلوم کا انصاف لینے والا ہو اور کوئی عالم موجود ہو جس سے مسائل شرعیہ میں رجوع کیا جا سکے''۔ (۳)

---

(۱) حقیقت یہ ہے کہ اگر اس وقت خدانخواستہ یہ غلطی جڑ پکڑ گئی ہوتی تو آج ہم اپنے بڑے بوڑھوں ہی سے یہ سنتے کہ اس ملک میں کبھی نماز جمعہ بھی ہوا کرتی تھی۔

(۲) اور جائز نہیں ہے جمعہ کا قائم کرنا سوائے سلطان کے یا ایسے شخص کے جس کو سلطان نے حکم دیا ہو۔

(۳) ملاحظہ ہو ہدایہ' فتح القدیر و شرح العنایہ علی الہدایہ' جلد اول' ص ۴۰۹' ۴۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح امام اعظمؒ نے دو مرتبہ اور امام ابو یوسف نے تین مرتبہ مصر کی تعریف میں ترمیم فرمائی۔ اس کے بعد مختلف لوگوں نے مختلف تعریفیں کیں اور ترمیمات کا سلسلہ جاری رہا۔ مثلاً علامہ سرخسی لکھتے ہیں :

"ہمارے بعض مشائخ کا قول ہے (بلا اس تصریح کے کہ وہ مشائخ ہیں کون؟) کہ مصر وہ ہے جہاں ہر پیشے کا آدمی اسی مقام پر کام کر کے گزر بسر کر سکتا ہو۔ اور اسے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے"۔ (۱)

ایک اور تعریف برجندی نے کنزالعباد سے نقل کی ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک :

"مصر وہ ہے جہاں ہر روز ایک بچہ پیدا ہو اور ایک آدمی مرے"۔

ایک اور تعریف کنزالعباد میں کسی نامعلوم الاسم فقیہ سے نقل کی گئی ہے کہ :

"مصر وہ ہے جس کی مردم شماری بغیر انتہائی تکلیف اور سخت مشقت کے معلوم نہ کی جا سکے"۔

اسی قسم کی اور تعریفات کا سلسلہ قریب قریب ہر زمانے میں برابر جاری رہا ہے حتیٰ کہ ہم سے بہت قریبی دور میں بھی مختلف علماء نے مختلف تعریفیں کی ہیں جن کی تعداد درجنوں سے متجاوز ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مصر کی تعریف خود حنفیہ میں مختلف فیہ ہے، مصر کوئی متعین چیز نہیں ہے۔ اگر اب اس کی کوئی نئی تعریف کی جائے تو حنفیت سے خارج ہو کر غیر مقلدیت کے دائرے میں چلے جانے کا خطرہ نہیں ہے، اور سب سے زیادہ یہ کہ اگر حنفیہ ہی کے اصول پر مصر کے مفہوم کا تعین اس طرح کیا جائے کہ اس سے اسقاط فرض کے بجائے اقامت فرض میں مدد ملتی ہو، تو وہ اہل تقویٰ کے لیے زیادہ قابل قبول ہونا چاہیے۔

آخری تنقیح:

اب میں آخری تنقیح کی طرف توجہ کرتا ہوں جس پر مسئلے کے تصفیہ کا مدار ہے۔ اس تنقیح کے الفاظ پھر ایک مرتبہ ملاحظہ فرما لیجئے :

"کیا یہ جائز ہے کہ اس فرض کو ادا کرنے کے لیے ایک ایسا نظام اختیار کیا جا سکے جو فقہائے حنفیہ کے فتاویٰ سے چاہے مختلف ہو۔ مگر ان کے اصول کے خلاف نہ ہو"۔

اوپر میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس سے تو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر شرط سلطان کو بالکل ساقط کر دینے اور مصر کی تعریفات میں پے درپے ترمیمات کرنے کے باوجود حنفیت کے دائرے سے کوئی شخص خارج نہیں ہوتا، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس مذہب کے دائرے میں ادائے فرض کے کسی ایسے نظام کی گنجائش نہ ہو، جو اصول مذہب حنفی پر پورا اترتا ہو۔ لہٰذا اب مجھ پر صرف اس امر کا بار ثبوت رہ جاتا ہے کہ جو نظام میں تجویز کر رہا ہوں وہ اصول مذہب حنفی کے مطابق ہے۔

میں نے جہاں تک احکام پر غور کیا ہے، اس سے مجھے شریعت کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کو منتشر طور پر چھوٹے چھوٹے قریوں میں الگ الگ ادا کرنا مقاصد جمعہ کے لیے مفید نہیں ہے۔ اس لیے شارع نے حکم دیا کہ جمعہ "مصر جامع" میں ادا کیا جائے۔ "مصر جامع" کا لفظ خود اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اس سے مراد کوئی ایسی بستی ہے جو چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو یکجا کرنے والی، یا جامع الجماعات ہو۔ یعنی جہاں بہت سی چھوٹی بستیوں کے لوگ اکٹھے ہو کر جمعہ ادا کریں۔ اس غرض کے لیے دوکانوں اور

---

(۱) ملاحظہ ہو، کتاب المبسوط، ج دوم، ص ۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بازاروں' اور آبادی کی تعداد' اور ایسی ہی دوسری چیزوں کو مصر کی جامعیت میں کوئی دخل نہیں ہے۔ نہ اقامت جمعہ سے ان اجزائے مصر کا براہ راست کوئی تعلق ہے کہ جمعہ کی نماز اپنی صحت کے لیے بازار اور بہت سی دوکانیں مانگتی ہو۔ اس کے لیے صرف ایک ایسی بستی کی ضرورت ہے جو مرکزی حیثیت رکھتی ہو تاکہ اطراف کے منتشر مسلمان وہاں مجتمع ہو جائیں۔ اگر کوئی بڑا شہر موجود ہو' جسے تمدن نے خود ہی ایک مرکزی حیثیت دے رکھی ہو تو بہت اچھا' ورنہ امام وقت جس بستی کو مناسب سمجھے "مصر جامع قرار دے کر اطراف کے لوگوں کو وہاں جمع ہونے کا حکم دے سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ وَلَوْ مَصَّرَ الْاِمَامُ مَوْضِعًا وَاَمَرَهُمْ بِالْاِقَامَةِ فِيْهِ جَازَ وَلَوْ مَنَعَ اَهْلَ مِصْرٍ اَنْ يَّجْمَعُوْا لَمْ يَجْمَعُوْا۔ یعنی "اگر امام کسی جگہ کو مصر ٹھہرادے اور لوگوں کو وہاں جمعہ قائم کرنے کا حکم دے تو وہاں نماز جائز ہے' اور اگر کسی مقام کے باشندوں کو جمعہ قائم کرنے سے منع کر دے تو ان کو قائم نہ کرنا چاہیے"۔ (جلد اول' ص ۴۰۹)۔ لیکن اگر امام موجود ہو تو جس طرح مسلمانوں کی تراضی سے جمعہ قائم ہو سکتا ہے' اور جس طرح ان کی تراضی سے قاضی مقرر ہو سکتا ہے' اسی طرح ان کی تراضی' امام کی قائم مقام بن کر' کسی بستی کو "مصر جامع" بھی ٹھیرا سکتی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس میں کون سی نص مانع ہے' یا یہ بات اصول میں سے کس اصل کے خلاف پڑتی ہے۔

مصر جامع کی شرط لگانے سے شارع کا منشا تو یہ تھا کہ دیہات کے لوگ فریضہ جمعہ کو منتشر طور پر ادا کرنے کے بجائے ایک مرکزی مقام پر مجتمع ہو کر ادا کریں۔ مگر نہ معلوم کن وجوہ سے اس شرط کے معنی الٹ دیئے گئے اور دیہات کے لوگوں کو اجتماع کا حکم دینے کے بجائے الٹا فریضہ جمعہ ہی سے سبکدوش کر دیا گیا۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوئی کہ لفظ "مصر" سے علماء کا ذہن "شہر" کے عرفی مفہوم کی طرف منتقل ہو گیا' اور انہوں نے حدیث کا مطلب یہ سمجھا کہ جمعہ صرف شہروں میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ پھر چونکہ شہر بہت دور دور ہوتے ہیں' اور مسافت بعیدہ طے کر کے ان کی طرف جانے سے آدمی مسافر کی تعریف میں آجاتا ہے' جس پر جمعہ ازروئے نص فرض ہی نہیں ہے' اس لیے بات یہاں تک پہنچ گئی کہ مضافات شہر کے سوا باقی تمام دیہات کے باشندوں پر سے فریضہ جمعہ ساقط ہے۔ حالانکہ جس چیز کو قرآن اور احادیث مشہورہ اور سنت و اجماع نے مسلمانوں پر فرض عین ٹھیرایا ہو' اسے دیہات کے رہنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لیے غیر فرض بنا دینا' اور وہ بھی ایک ضعیف الاسناد' مختلف فیہ اور مبہم المعنی حدیث کی بناء پر کسی طرح مقتضائے احتیاط نہیں ہے۔ حدیث نے تو اقامت جمعہ کے لیے محض "مصر جامع" کی شرط لگائی ہے۔ مردم شماری کی ایک خاص مقدار اور دوکانوں کی ایک خاص تعداد اور ایسی ہی دوسری چیزوں کی تصریح اس میں نہیں ہے۔ لہٰذا یہ چیزیں بجائے خود اقامت جمعہ کے لیے شرط منصوص نہیں ہیں' بلکہ ان کو اس مفہوم نے شرط بنایا ہے جو لفظ مصر سے علما نے سمجھا۔ بالفاظ دیگر فریضہ منصوصہ کو دیہات کے مسلمانوں پر سے ساقط کرنے والی چیز خود نص نہیں ہے' بلکہ وہ مفہوم ہے جو نص سے اخذ کیا گیا ہے۔ اگر اس مفہوم کے سوا نص کا کوئی اور مفہوم نہ ہوتا' یا نص اپنے الفاظ میں صریح ہوتی' تو بلاشبہ اس کی بناء پر اسقاط فرض درست ہوتا۔ مگر جبکہ اس کا کوئی دوسرا مفہوم بھی ہو سکتا ہے' تو میرے نزدیک تقویٰ اور خشیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسقاط فرض کا راستہ کھولنے والے مفہوم کی بہ نسبت اقامت فرض کا راستہ کھولنے والا مفہوم زیادہ لائق ترجیح ہو۔

میں نے مصر کی جو تعریف کی ہے اس کو اختیار کرنے سے اکثر و بیشتر دیہاتی مسلمانوں کے لیے' بلکہ خانہ بدوش مسلمانوں کے لیے صحیح شرعی طریق پر جمعہ ادا کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دیہی علاقوں کو چھوٹے چھوٹے حلقوں میں تقسیم کیا جائے جن کا دور مقامی حالات کا لحاظ کرتے ہوئے' ۴۔۵ میل سے لے کر ۸۔۹ میل تک ہو۔ ان حلقوں میں ایک مرکزی مقام کو مسلمان باشندوں کی باہمی رضامندی سے مصر جامع قرار دے دیا جائے اور گرد و پیش کے دیہات کو توابع مصر قرار دے کر اعلان کر دیا جائے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے مسلمان باشندے وہاں آکر جمعہ کی نماز ادا کریں۔ یہ نظام نہ صرف احادیث صحیحہ کی رو سے درست ہو گا۔ بلکہ فقہائے حنفیہ کی تصریحات کے بھی خلاف نہ ہو گا۔ فقہا نے توابع مصر کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ بعض لوگوں نے توابع مصر کی حد ۹ میل مقرر کی ہے' بعض نے دو میل' بعض نے چھ میل اور بعض کہتے ہیں کہ "جس مقام سے مصر میں آکر نماز ادا کرنے کے بعد آدمی رات ہونے سے پہلے پہلے گھر پہنچ سکے۔ وہ توابع مصر میں شمار ہو گا"۔ صاحب بدائع نے اسی آخری تعریف کو پسند کیا ہے' اور حدیث سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلٰی مَنْ اٰوَاہُ اللَّیْلُ اِلٰی اَھْلِہٖ۔ (۱)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ اس پر فرض ہے جو رات سے پہلے اپنے گھر پہنچ جائے۔

اور بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

کَانَ النَّاسُ یَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِھِمْ وَالْعَوَالِیْ لوگ جمعہ کے روز اپنی فرودگاہوں اور عوالی سے آیا کرتے تھے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا ھَلْ عَسٰی اَحَدُکُمْ اَنْ یَّتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰی رَاْسِ مِیْلٍ اَوْ مِیْلَیْنِ فَتَعَذَّرَ عَلَیْہِ الْکَلَاءُ فَیَرْتَفِعُ ثُمَّ تَجِیْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا یَجِیْءُ وَلَا یَشْھَدُھَا (ثَلَاثًا) حَتّٰی یُطْبَعَ عَلٰی قَلْبِہٖ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو! تم میں سے ایک شخص بکریوں کا ریوڑ لیے ہوئے چارے کی تلاش میں' تو میل دو میل چلا جائے مگر جب جمعہ آئے تو اس میں شریک ہونے کے لیے یہاں نہ آئے! (یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ دہرایا' پھر فرمایا) ایسے شخص کے دل پر مہر لگائی جائے گی۔

ان احادیث سے اور فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ توابع مصر کی حد چھ سات میل یا اس کے قریب ہے' جہاں کے باشندے نماز پڑھ کر شام تک اپنے گھر پہنچ سکیں۔ اس حد کے اندر رہنے والے تمام مسلمانوں پر' خواہ وہ مستقل دیہات میں رہتے ہوں' یا خانہ بدوش ہوں' مصر جامع میں حاضر ہو کر نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔

جیسا کہ ابن ہمام نے فتح میں لکھا ہے:

وَمَنْ کَانَ مِنْ مَکَانٍ مِّنْ تَوَابِعِ الْمِصْرِ فَحُکْمُہٗ حُکْمُ اَھْلِ الْمِصْرِ فِیْ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ عَلَیْہِ بِاَنْ یَّاْتِیَ الْمِصْرَ فَلْیُصَلِّیْھَا فِیْہِ۔ (ج ۱' ص ۴۱۱) اور جو شخص توابع مصر میں سے کسی جگہ ہو' اس کے لیے خود اہل مصر کی طرح جمعہ واجب ہے۔ اسے مصر میں حاضر ہو کر نماز ادا کرنی چاہئے۔

---

(۱) اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے' لیکن یہ مضمون متعدد طریقوں سے حضرت ابو ہریرہؓ' حضرت انسؓ' حضرت ابن عمرؓ اور حضرت معاویہ سے منقول ہوا ہے اور اسے نافع' حسن اور عکرمہ اور ابراہیم نخعی اور عطا اور اوزاعی اور ابو ثور نے قبول کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام:

اب میں اپنے مدعا کی تسہیل کے لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ پچھلے مباحث کا ایک خلاصہ آپ کے سامنے پیش کر دوں تاکہ بیک نظر آپ کو معلوم ہو جائے کہ اقامت جمعہ فی القریٰ کے لیے جو نظام میں تجویز کر رہا ہوں، وہ کہاں تک مسلک حنفی کے خلاف یا موافق ہے۔

۱۔ حنفیہ کے نزدیک الگ الگ دیہات میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں۔ میں بھی اسی کا قائل ہوں۔

۲۔ حنفیہ کی رائے میں جمعہ صرف ''مصر جامع'' میں قائم ہونا چاہیے۔ میں اس امر میں بھی ان کا متبع ہوں۔

۳۔ حنفیہ صرف دو قسم کے مقامات کو مصر جامع تسلیم کرتے ہیں۔ ایک وہ جن کو تمدن نے خود بخود جامع بنا دیا ہو، جیسے شہر اور قصبے۔ دوسرے وہ جن کو امام وقت جمعہ قائم کرنے کے لیے مصر ٹھہرا دے۔ اس میں صرف اتنی ترمیم میں نے تجویز کی ہے کہ جہاں امام موجود نہ ہو، وہاں عامۃ المسلمین کے اتفاق کو امام کا قائم مقام قرار دیا جائے اور ان کے اس اختیار کو تسلیم کیا جائے کہ وہ کسی مقام کو مصر جامع قرار دے لیں۔ چونکہ اقامت جمعہ کے معاملے میں حنفیہ نے مسلمانوں کی تراضی کو امام کا قائم مقام تسلیم کیا ہے، لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ تعین مصر کے معاملہ میں ایسا کرنا حنفیہ کے اصول کے خلاف سمجھا جائے۔

۴۔ حنفیہ نے دیہاتیوں کے حق میں جمعہ کی عدم فرضیت کا حکم صرف اس لیے لگایا ہے کہ امراء و سلاطین نے اقامت جمعہ کے لیے کوئی نظام قائم کرنے سے بے پروائی برتی، جس کی وجہ سے جمعہ محض پہلی قسم کے امصار جامعہ، یعنی شہروں اور بڑے بڑے قصبوں تک محدود ہو کر رہ گیا، اور چونکہ شہر دور دور ہوتے ہیں، اس لیے مجبوراً حنفیہ کو یہ فتویٰ دینا پڑا کہ دیہات کے باشندوں پر جمعہ فرض نہیں۔ ورنہ یہ ظاہر ہے کہ دیہاتی کا محض دیہاتی ہونا، اس پر سے جمعہ کے ساقط ہونے کا سبب نہیں ہے۔ چنانچہ جو دیہات توابع مصر میں ہوں، یعنی ''مصر'' سے سات آٹھ یا نو میل کی حد میں ہوں، ان پر حنفیہ کے نزدیک جمعہ اسی طرح فرض ہے جس طرح اہل مصر پر فرض ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو فتویٰ اس مجبوری کی بنا پر دیا گیا ہے اس کے سبب کو دور کرنا ہم پر لازم ہے، تاکہ سبب زائل ہونے کے ساتھ فتویٰ خود بخود زائل ہو جائے۔ اور مسلمانوں کے لیے ایک فرض مکتوب کے ادا کرنے کا راستہ کھلے۔ بخلاف اس کے بعض علماء فرماتے ہیں کہ سبب کو قائم رکھو تاکہ وہ پرانا فتویٰ جو قدامت کی وجہ سے مقدس ہو چکا ہے، اٹل رہے، چاہے فرض مکتوب کی رحمتوں سے کروڑوں مسلمان محروم رہ جائیں۔

تغیر فتویٰ کی دینی ضرورت:

بحث کے اس خلاصہ کو دیکھ کر بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اقامت جمعہ کا جو نظام میں تجویز کر رہا ہوں، اس کے لیے مذہب حنفی میں پوری گنجائش موجود ہے، اور اسے ناجائز ٹھیرانے کے لیے حقیقتاً کوئی بنیاد موجود نہیں ہے۔ اب میں مختصراً یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس قسم کا ایک نظام تجویز کرنے کی ضرورت کیا پیش آئی ہے اور شرعی نقطہ نظر سے اس ضرورت کی اہمیت کیا ہے۔

ہندوستان میں جب تک مسلمانوں کی حکومت تھی، خواہ وہ شرعی حیثیت سے کتنی ہی ناقص ہو، بہرحال اس کی وجہ سے اسلام کا اجتماعی نظام کسی نہ کسی حد تک ضرور قائم تھا۔ کم از کم اتنا تو تھا کہ اسلامی قوانین مسلمان حاکموں کے ذریعہ سے نافذ ہوتے تھے اور ہماری قوم کے عوام و خواص، شہری اور دیہاتی اپنی زندگی کے معاملات میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ افراد امت کو ایک دینی سر رشتہ سے وابستہ رکھنے کا یہ ایک قوی ذریعہ تھا۔ مگر جب وہ نیم اسلامی حکومت بھی ختم ہو گئی تو امت کو باہم مربوط رکھنے کے لیے کوئی نظام باقی نہ رہا۔ اب لے دے کر ہماری جمعیت، بلکہ حیات ملی کا تمام تر انحصار ان روابط پر رہ گیا ہے جو عقائد، عبادات اور تمدن و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرت کے شرعی قوانین سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہی کی طاقت سے ہماری طاقت ہے۔ ان کی کمزوری سے ہماری کمزوری ہے اور ان کی موت سے ہماری موت ہے۔ ابھی تک بے شمار مخالف اسباب کی کارفرمائی کے باوجود شہروں میں یہ روابط نسبتاً کافی طاقتور ہیں' مگر دیہات میں مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی منتشر آبادیاں جو لاکھوں میل کے رقبہ پر پھیلی ہوئی ہیں' ان کو دینی رابطہ میں جوڑنے والا سررشتہ اس درجہ کمزور ہو چکا ہے کہ ایک اشارہ میں ٹوٹ سکتا ہے۔ وہ منتشر بھیڑوں کی طرح ہر گمراہ کن بھیڑیے کے لیے آسان شکار بن گئے ہیں' اور جہاں وہ قلیل التعداد ہیں' وہاں تو ان کی جان و مال اور عزت و آبرو تک محفوظ نہیں۔ اس صورت حال کی اصلاح اگر جلدی نہ کی گئی تو آپ دیکھیں گے کہ دیہات کی مسلمان آبادیاں فوج در فوج امت سے کٹتی چلی جائیں گی اور ان کا کٹ جانا گویا امت کا ختم ہو جانا ہے' کیونکہ ہماری آٹھ کروڑ آبادی میں سے کم از کم ساڑھے چھ کروڑ افراد دیہات میں آباد ہیں۔

اب اگر محض غیر قوموں کی تقلید کرنی ہو' تو دیہات سدھار کے بہت سے پروگرام بن سکتے ہیں' اور بن رہے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ ایسے پروگرام سے اسلامی جمعیت اور دینی شیرازہ بندی ممکن نہیں۔ اسلامی جمعیت تو صرف رابطہ دینی کو مضبوط کرنے سے پیدا ہو سکتی ہے' اور اس کو مضبوط کرنے کے جتنے طریقے ہیں' ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ دیہات میں اقامت جمعہ کا نظام قائم نہ کر دیا جائے۔ دینی اصلاح و تنظیم کی راہ میں پہلا قدم' منتشر افراد اور پراگندہ ٹکڑیوں میں دین کے واسطے سے ربط و مرکزیت سے پیدا کرتا ہے اور اس ربط و مرکزیت کو پیدا کرنے کی بہترین صورت جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پسند فرمائی ہے' وہ اقامت جمعہ ہے۔

(ترجمان القرآن' ربیع الاول' ۵۷ ۱۳ھ' اپریل مئی ۸ ۱۹۳ء)

بحوالہ تفہیمات حصہ دوم ص ۴۶۸ تا ۵۰۴

--------------*********--------------

تخریج: ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا مَعْدِی بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا هَلْ عَسٰى اَحَدُكُمْ اَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰى رَاْسِ مِيْلٍ اَوْ مِيْلَيْنِ فَيَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ الْكَلَاءُ فَيَرْتَفِعُ ثُمَّ تَجِیْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِیْءُ وَلَا يَشْهَدُهَا وَتَجِیْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا وَتَجِیْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا حَتّٰى يُطْبَعَ عَلٰى قَلْبِه

مآخذ: ـ☆ ابن ماجہ' باب فرض الجمعة باب فیمن ترك الجمعة من غیر عذر ـ☆ شعب الایمان ج ۳' ص ۱۰۴' ۱۰۵ احدیث نمبر ۳۰۱۱۔

اَلَا هَلْ عَسٰى رَجُلٌ يَتَّخِذُ الصُّبَّةَ مِنْ غَنَمٍ عَلٰى رَاْسِ مِيْلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ فَتَاْتِیْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا، ثُمَّ تَاْتِیْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا فَيَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِه ـ **ترجمہ:** ـ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنو! ایک آدمی بکریوں کا ریوڑ لیے ہوئے چارے کی تلاش میں تو دو تین میل چلا جائے مگر جب جمعہ آئے تو اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریک ہونے کے لیے نہ آئے۔پھر جمعہ آئے مگر وہ پھر بھی شرکت کے لیے نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

مآخذ: ۔☆ کنزالعمال، ج ۷، ص ۳۱۷، بیہقی فی شعب الایمان ج ۳ ص ۱۰۴، حدیث نمبر ۳۰۱۰، ابن عدی فی الکامل عن ابن عمر۔

حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَسٰى اَحَدُكُمْ اَنْ يَّتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰى رَاْسِ الْمِيْلَيْنِ اَوِ الثَّلَاثَةِ فَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا ، ثُمَّ تَكُوْنُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا ، ثُمَّ تَكُوْنُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا ، فَيَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔ **ترجمہ:** ۔ایسا تو ممکن ہے کہ تم میں سے ایک آدمی بکریوں کا ریوڑ لیے ہوئے چارے کی تلاش میں دو تین میل چلا جائے، مگر جمعہ آ جائے تو اس میں شریک ہونے کے لیے نہ آئے۔پھر جمعہ آئے تو وہ پھر بھی شریک جمعہ نہ ہو۔پھر تیسری مرتبہ جمعہ آئے مگر وہ پھر بھی جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

مآخذ: ۔☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۱۵۵، کتاب الصلوات، باب في تفريط الجمعة وتركها ۔ ☆ کنزالعمال، ج ۷، ص ۳۲۷۔

بیہقی فی شعب الایمان میں حضرت جابرؓ سے مروی روایت منقول ہے:

عَسٰى رَجُلٌ يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ وَهُوَ عَلٰى قَدْرِ مِيْلٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ لَا يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ عَسٰى رَجُلٌ تَحْضُرُ الْجُمُعَةُ وَهُوَ عَلٰى قَدْرِ مِيْلَيْنِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ لَا يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ عَسٰى رَجُلٌ يَكُوْنُ عَلٰى قَدْرِ ثَلَاثَةِ اَمْيَالٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ لَا يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ فَيَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ **ترجمہ:** ۔ایسا بھی ہے کہ ایک آدمی مدینہ سے میل کے فاصلہ پر ہو اور جمعہ کا وقت آ جائے مگر وہ شریک جمعہ نہ ہو اور یہ بھی کہ جمعہ کا وقت آ جائے اور ایک آدمی دو میل کے فاصلہ پر ہوتے ہوئے بھی جمعہ میں شرکت نہ کرے اور یہ بھی کہ ایک آدمی تین میل کے فاصلہ پر ہوتے ہوئے بھی جمعہ کے آنے پر اس میں شریک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

مآخذ: ۔☆ کنزالعمال، ج ۷، ص ۳۱۷۔☆ شعب الایمان ج ۳ ص ۱۰۵ حدیث نمبر ۳۰۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۹

نماز اور خطبہ جمعہ کی زبان

چند ضروری مقدمات:

قبل اس کے کہ اصل مبحث پر کچھ عرض کیا جائے' چند مقدمات ذہن نشین کر لیجیے کہ ان سے ہمارے آئندہ بیانات کو سمجھنے میں سہولت ہو گی۔

۱۔ یہ امر مسلم ہے کہ شریعت حقہ کی بنیاد حکمت اور مصلحت پر قائم ہے۔ شارع حکیم نے کوئی حکم بھی بے معنی اور بے مقصد نہیں دیا ہے۔ نہ کسی حکم کو بجا لانے کا طریقہ مقرر کرنے میں کہیں حکمت و مصلحت کو نظرانداز کیا ہے۔ جب یہ مسلم ہے تو لامحالہ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ شریعت کا صحیح اتباع تفقہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو شخص یہ نہیں جانتا کہ کسی کام کا حکم دینے یا کسی فعل سے منع کرنے میں شارع کے پیش نظر کون سا مقصد یا کون سی مصلحت ہے' اور جو شخص یہ نہیں سمجھتا کہ کسی حکم کی بجا آوری کے لیے شارع نے جو عملی صورت مقرر کی ہے۔ اس خاص صورت میں کیا حکمت مدنظر ہے' اور اصل مقصد کی تحصیل میں کون کون سا جزئیہ کس کس طرح مددگار ہوتا ہے' اس کے لیے زندگی کے مختلف احوال میں شریعت کا صحیح اتباع کرنا بہت مشکل بلکہ تقریباً محال ہو گا۔ اس کے پاس شریعت کا صرف جسم ہو گا۔ اس کی روح نہ ہو گی وہ محض استخواں کا مالک ہو گا' مغز کو نہ پا سکے گا۔ بعض حالات میں نہیں بلکہ اکثر حالات میں اس طرح عمل کرے گا کہ بظاہر تو وہ شارع کے احکام کی پیروی ہو گی' مگر درحقیقت شارع کے اصلی مقاصد فوت ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس کی نگاہ احکام کی مجرد عملی صورتوں اور ان کے جزئیات پر ہو گی۔ ان احکام میں جو مصالح اور مقاصد پوشیدہ ہیں' وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہی رہیں گے۔ برعکس طرح وہ مقاصد و مصالح کے لحاظ سے جزئیات میں تغیر و تبدیل کر سکے گا۔

۲۔ یہ حقیقت یقیناً ناقابل انکار ہے کہ شارع نے غایت درجہ کی حکمت اور کمال درجہ کے علم سے کام لے کر اپنے احکام کی بجا آوری کے لیے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں تجویز کی ہیں جو تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات میں اس کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بکثرت جزئیات ایسے بھی ہیں جن میں تغیر حالات کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے جو حالات عہد رسالت اور عہد صحابہ میں عرب اور دنیائے اسلام کے تھے' لازم نہیں کہ بعینہ وہی حالات ہر زمانے اور ہر ملک کے ہوں۔ لہٰذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کی گئی تھیں' ان کو ہوبہو تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا اور مصالح و حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں کسی قسم کا ردوبدل نہ کرنا ایک طرح کی رسم پرستی ہے جس کو روح اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں۔ ایک موٹی سی مثال لے لیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے سورج کی حرکت کے لحاظ سے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ اس لیے کہ عرب اور ربع مسکوں کے بیشتر حصوں کے لیے تعین اوقات کی یہی صورت مناسب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص قطب شمالی کے قریب رہنے والوں کے لیے بھی نمازوں کے اوقات معین کرنے میں وہی سورج کے طلوع و غروب اور سایہ کے آثار چڑھاؤ کا لحاظ کرے تو بظاہر یہ شارع کے منصوص احکام کی حرف بحرف پیروی ہو گی' مگر درحقیقت اس سے شارع کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا اور اس کا شمار خلاف ورزی احکام میں ہو گا۔ کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ ترک صلوٰۃ اور اسقاط فرض ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جزئیات میں دلالۃ النص اور اشارۃ النص تو درکنار' صراحۃ النص کی پیروی بھی تفقہ کے بغیر درست نہیں ہوتی۔ اور تفقہ کا اقتضا یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں شارع کے مقاصد و مصالح پر نظر رکھے اور انہی کے لحاظ سے جزئیات میں تغیر احوال کے ساتھ ایسا تغیر کرتا رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو شارع کے اصول تشریع پر مبنی اور اس کے طرز عمل سے اقرب ہو۔

۳۔ مگر تفقہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان محض اپنی عقل و فہم کی پیروی کرنے لگے اور اس کے پیچھے پیچھے جدھر چاہے نکل جائے خواہ وہ حدود شریعت سے متجاوز ہی کیوں نہ ہو۔ اس قسم کی عقل وہ چیز نہیں ہے جس کو اسلام کی اصطلاح میں "تفقہ" کہتے ہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کو قرآن میں اتباع ہویٰ کہا گیا ہے۔ ہویٰ پرستی کی لازمی خصوصیت افراط پسندی ہے' اور اسلامی تفقہ کی سب سے بڑی خصوصیت اعتدال اور توازن ہے۔ ہویٰ پرست ہر معاملہ میں کسی ایک مصلحت یا ایک فائدے کا ایسا شیدائی بن جاتا ہے کہ اس کی خاطر دوسرے مصالح اور فوائد سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ بخلاف اس کے اسلامی تفقہ تمام مصالح اور فوائد کا مناسب لحاظ کرتا ہے اور کسی مصلحت کو اگر نظرانداز کرتا بھی ہے تو صرف اس صورت میں جبکہ کوئی عظیم تر مصلحت اس چھوٹی مصلحت کی قربانی چاہتی ہو۔ پھر مصلحت اور مضرت کے معیار میں بھی اسلامی تفقہ اور ہواپرستی کے درمیان اختلاف ہے۔ ہواپرست اسلام کے معیار پر نہیں بلکہ اپنے رجحان طبع کے معیار پر مصلحت و مضرت کا تعین کرتا اور مصالح میں سے بعض کو اہم اور بعض کو غیر اہم قرار دیتا ہے۔ بخلاف اس کے اسلامی تفقہ کا مقتضا یہ ہے کہ آپ کی نظر اسلام کی نظر ہو آپ اس چیز کو مصلحت سمجھیں جسے اسلام مصلحت سمجھتا ہے اور اس چیز کو مضرت سمجھیں جسے اسلام مضرت سمجھتا ہے اور مختلف مصالح اور مضرات کے درجے مقرر کرنے میں وہی معیار مدنظر رکھیں جو اسلام کے پیش نظر ہے۔ پس کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ مجرد عقل پرستی کا نام تفقہ ہے اور ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی عقل کی پیروی میں شریعت کے جس حکم کو چاہے' بدل دے۔ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں۔ اسلامی تفقہ یہ نہیں ہے کہ آپ اپنی نگاہ میں جس چیز کو مصلحت سمجھتے ہیں اس کی خاطر ان بہت سی مصلحتوں کو قربان کر دیں جنہیں شارع نے اپنے احکام میں ملحوظ رکھا ہے۔ یا آپ بزعم خود جس مضرت کو اہم سمجھتے ہیں اس سے بچنے کے لیے ایسی بہت سی مضرتوں کو قبول کر لیں جن سے شارع آپ کو بچانا چاہتے ہیں۔ بلکہ اسلامی تفقہ یہ ہے کہ آپ شارع کی تمام مصلحتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں' اور ان میں سے ایک ایک کو وہی اہمیت دیں جو خود شارع نے دی ہے اور جزئیات میں تغیر و تبدل اس طور پر کریں کہ شارع کے قائم کیے ہوئے توازن میں فرق نہ آنے پائے۔ یاد رکھئے کہ شارع کے تجویز کردہ طرز عمل میں تغیر صرف اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب کہ تغیر احوال کی بنا پر اس کی پیروی سے کوئی ایسی مصلحت فوت ہوتی ہو جو آپ کے شخصی رجحان کے لحاظ سے نہیں بلکہ خود شارع کے نقطہ نظر سے اہم ہو۔ پھر ایسی صورت میں بھی صرف اس حد تک جزئی تغیر کیا جا سکتا ہے کہ اس اہم تر شرعی مصلحت کی حفاظت کے ساتھ دوسری شرعی مصلحتوں کو نقصان نہ پہنچے یا اگر پہنچے بھی تو وہ ایسی مصلحتیں ہوں جو شارع کی نگاہ میں نسبتاً زیادہ اہمیت نہ رکھتی ہوں۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تربیت یافتہ بزرگوں کے عمل سے احکام کے استنباط میں ایک قاعدہ کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ "شرعی عمل" اور "طبیعی" یا "عادی عمل" میں فرق کیا جائے۔ شرعی عمل سے مراد ایسا عمل ہے جو اس بنا پر اختیار کیا گیا ہو کہ شریعت کا منشا وہی خاص طرز عمل اختیار کرنے سے پورا ہوتا ہے اور طبیعی یا عادی عمل سے وہ طرز عمل مراد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اپنے شخصی و طبیعی رجحان یا اپنے خاص زمانے اور ملک کے اجتماعی حالات کے اقتضاء سے اختیار کیا تھا۔ یہ دوسری قسم کا طرز عمل متعدد حیثیات سے ہمارے لیے سبق آموز اور موجب رشد و ہدایت ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے شرعی احکام کا استنباط درست نہیں۔ دلیل شرعی صرف پہلی قسم ہی کا طرز عمل ہے۔ بعض معاملات میں ان دونوں کا فرق بالکل نمایاں ہوتا ہے' حتیٰ کہ ہر شخص سرسری نظر میں اس کو سمجھ سکتا ہے۔ مگر بعض امور میں یہ دونوں طرز عمل اس درجہ مخلوط ہوتے ہیں کہ ان کے درمیان فرق کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں ایک قسم کے طرز عمل کو دوسری قسم کے طرز عمل کی حیثیت سے لینے اور اس سے غیر مناسب نتائج اخذ کرنے کی غلطی اکثر پیش آئی ہے اور بڑے بڑوں کو پیش آئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں رسول بھی تھے' ایک انسان بھی تھے - ایک عرب بھی تھے - ایک خاص زمانے اور خاص اجتماعی ماحول کے رہنے والے بھی تھے - آپ کے ہر فعل میں' خواہ دینی ہو یا دنیوی' یہ سب حیثیتیں ایک ساتھ موجود تھیں - ان مختلف حیثیات کے مخلوط ہونے کی وجہ سے بسااوقات یہ تمیز کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ کسی فعل میں کون سا حصہ آپ کی حیثیت رسالت سے تعلق رکھتا ہے تاکہ اسے حجت شرعی بنایا جائے اور کون سا حصہ آپ کی دوسری حیثیات سے متعلق ہے جو حجت شرعی نہیں ہے -
اس سے زیادہ اختلاط حیثیات صحابہ کرام کے افعال میں ہے - ہمارے لیے ان کے عمل میں شرعی رہنمائی صرف اس حیثیت سے ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ تربیت پائی ہے اور آپ سے احکام شریعت کا براہ راست استفادہ کیا ہے - اس حیثیت کے علاوہ ان کی دوسری حیثیات جس قدر بھی ہیں وہ خواہ کتنی ہی اہمیت رکھتی ہوں' بہرحال کسی شرعی ہدایت کی حامل نہیں -
اب ان کے افعال میں' خصوصاً دینی افعال میں' یہ تمیز کرنا بسااوقات بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ کون سی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی ہدایت سے ماخوذ ہے' کون سی ان کی اپنی رائے اور اجتہاد پر مبنی ہے اور کون سی ان کے خاص شخصی اور زمانی و مکانی حالات سے تعلق رکھتی ہے - یہاں امتیاز کا ذریعہ ہمارے پاس صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن اور سنت کے وسیع اور غائر مطالعہ سے آدمی کے اندر جو اسلامی بصیرت پیدا ہوتی ہے اس سے وہ شرعی عمل اور طبیعی وعادی عمل کے باریک فرق کو محسوس کر سکتا ہے اور اس کا ذوق اس کو بتا دیتا ہے کہ کون سی چیز طبیعت اسلام سے تعلق رکھتی ہے اور کون سی اس سے غیر متعلق ہے - کون سی چیز مصالح شرعیہ کی حامل ہے اور کون سی نہیں - کون سی چیز اسلامی سسٹم کا ایک جز ہے اور کون سی نہیں - اس باب میں اختلاف کی بھی کافی گنجائش ہے - کیونکہ ایک شخص کا ذوق اور بصیرت لازماً دوسرے شخص کے ذوق اور بصیرت کے بالکل مطابق نہیں ہو سکتی' اگرچہ ماخذ دونوں کا ایک ہی ہو - لہٰذا کسی شخص کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ صرف وہی چیز "شرعی" ہے جس کو میری بصیرت شرعی کہہ رہی ہے اور دوسرے شخص کی بصیرت جس کو "شرعی" کہتی ہے' وہ قطعاً و یقیناً غلط ہے -
ان مقدمات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد نماز اور خطبہ جمعہ کی زبان کے مسائل پر الگ الگ غور کیجئے - اس لیے کہ ان دونوں مسئلوں کی نوعیتیں باہم مختلف ہیں' اگرچہ بظاہر ایک نظر آتی ہیں -

نماز کی زبان:

نماز کی زبان کے متعلق آج کل عام طور پر لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء: ۴۳) (نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تاوقتیکہ تم یہ نہ جانو کہ کیا کہہ رہے ہو' سے استدلال کیا جاتا ہے - لیکن درحقیقت اس آیت سے استدلال درست نہیں ہے - اللہ تعالیٰ نے حَتّٰی تَعْلَمُوْا فرمایا ہے' حَتّٰی تَفْقَهُوْا یا حَتّٰی تَفْهَمُوْا نہیں فرمایا - علم اور فقہ وفہم میں جو باریک فرق ہے اس کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دوران نماز میں ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرے کے معنی و مفہوم کو سمجھنا اور ہر لفظ کے معنی کی طرف ملتفت رہنا ضروری ہے' اور جب تک یہ فہم اور التفات حاصل نہ ہو' نماز صحیح نہیں ہوتی - حالانکہ یہ بداہتہ غلط ہے - اگر ایک عربی نہ جاننے والے کی نماز محض اس وجہ سے صحیح نہیں ہو سکتی کہ وہ نماز میں جو کچھ پڑھتا ہے اسے نہیں سمجھتا' تو ایک عربی دان کی نماز بھی ایسی حالت میں درست نہ ہونی چاہئے جبکہ وہ سمجھ کر نہ پڑھ رہا ہو' اول سے لے کر آخر تک پوری نماز میں ایک ایک لفظ کے معنی کی طرف ملتفت نہ ہو - ایسی کڑی شرط کے ساتھ تو شاید مشکل ہی سے کوئی شخص روزانہ پانچوں وقت کی نماز بس صحیح ادا کر سکتا ہے - زندگی میں انسان پر ہر طرح کے حالات گزرتے ہیں' کبھی رنجیدہ ہوتا ہے' کبھی متفکر ہوتا ہے' کبھی کسی کام میں اس کا ذہن مشغول ہوتا ہے' کبھی غیر محسوس طور پر خیالات اور وسوسے اس کے ذہن میں داخل ہو جاتے ہیں اور کافی دیر تک اس کو یہ شعور بھی نہیں ہوتا کہ میرا ذہن کہیں بھٹک گیا ہے - اگر نماز کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ شرط ہو کہ ان سب دماغی و قلبی کیفیات سے بالکل خالی ہو کر انسان پورے شعور اور التفات کے ساتھ کھڑا ہو تو نماز ادا کرنا ہی مشکل ہو جائے گا۔

یہ وہ سختیاں ہیں جو انسان خود اپنی عقل سے اپنے لیے پیدا کر لیتا ہے۔ شارع نے اس پر ایسی سختی نہیں کی' کیونکہ وہ اس کی فطری کمزوریوں کو خوب جانتا ہے۔ اس نے سمجھ اور التفات اور استغراق اور خشوع و خضوع کو نماز کا کمال اور اس کا حسن تو ضرور قرار دیا ہے اور اس کی خواہش یہی ہے کہ انسان کی نماز ایسی ہی کامل اور حسین ہو' لیکن اس نے ان چیزوں کو شرط نماز قرار نہیں دیا کہ بغیر ان کے نماز درست ہی نہ ہو۔

آیت کا صحیح مفہوم:

اب ذرا آیت کے الفاظ پر پھر غور کیجئے۔ اگر سمجھنا اور معانی کی طرف ملتفت ہونا ہی صحت نماز کے لیے ضروری تھا اور اسی بنا پر حالت سکر میں نماز سے دور رہنے کا حکم دیا گیا تھا تو پھر سکر ہی میں کون سی خصوصیت تھی؟ یہ بھی کہنا چاہیے تھا کہ جب تم متفکر ہو' تو نماز سے دور رہو۔ جب تمہیں رنج یا پریشانی یا کسی اور قسم کی ذہنی مشغولیت لاحق ہو تب بھی نماز کے پاس نہ آؤ۔ جب تمہیں محسوس ہو کہ دوران نماز میں تمہارے خیالات کسی اور طرف بھٹک گئے ہیں' تب بھی نماز توڑ دو اور پھر سے شروع کرو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کوئی قید بھی نہیں لگائی بلکہ صرف حالت سکر میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس حالت میں تم کو علم نہیں ہوتا کہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ سکر میں کسی اور قسم کی بے خبری ہوتی ہے جو عدم فہم اور عدم التفات سے مختلف ہے۔ اس حالت میں انسان کو یہ بھی شعور نہیں ہوتا کہ وہ عبادت کے لیے کھڑا ہو رہا ہے یا کسی اور کام کے لیے' قرآن پڑھ رہا ہے یا کچھ اور' قبلہ رخ بھی ہے یا نہیں۔ اس پر کچھ ایسی مدہوشی طاری ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپے میں نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ قرآن پڑھتے پڑھتے کوئی شعر گانے لگے۔ یا خدا کا ذکر کرتے کرتے کچھ اول فول بک جائے' یا قبلہ رخ کھڑے کھڑے کسی دوسری طرف ڈھلک پڑے۔ یا نماز پڑھتے پڑھتے بھول جائے کہ نماز پڑھ رہا ہوں اور ادھوری نماز چھوڑ کر کسی سے باتیں کرنے لگے یا مصلے پر سے کہیں چل کھڑا ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا مقصد حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ سے دراصل ایسی ہی بے شعوری کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ جب تم اپنی حماقت سے اپنے اوپر ایسی حالت طاری کر لو جس میں تم کو اپنی زبان اور اپنے دل و دماغ پر قابو نہ رہتا ہو' تو ہمارے دربار میں حاضر ہونے کی جرأت نہ کرو۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت مذکور الصدر کا کوئی تعلق نماز کی زبان کے مسئلے سے نہیں ہے اور اس سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ نماز اس زبان میں پڑھنا ضروری ہے جسے مصلی اچھی طرح سمجھتا ہو۔

آئمہ مجتہدین کے اختلافات:

اب یہ سوال باقی رہ گیا کہ آیا نماز کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے؟ اور کیا غیر عربی میں نماز جائز ہے؟ اس سوال کا حل اپنے طریق پر عرض کرنے سے پہلے ہم ان اختلافات کو بیان کیے دیتے ہیں جو اس باب میں آئمہ مجتہدین کے درمیان ہوئے ہیں' تاکہ مسئلہ کی صحیح شرعی حیثیت کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام اعظم کا مذہب:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ فارسی میں (اور فارسی کی کچھ خصوصیات نہیں ہے' ہر زبان میں)[(۱)] نماز پڑھنا یا خدا کا نام لے کر ذبح کرنا' یا اذان دینا (بشرطیکہ وہ غیر عربی اذان معروف ہو اور اس کو سن کر لوگ جان لیں کہ یہ اذان ہے) جائز ہے خواہ ایسا کرنے والا عربی پڑھنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ (الشعراء ۱۹۶) یعنی "وہ پچھلی کتابوں میں بھی ہے" اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن اپنے موجودہ لظم کے ساتھ پچھلی کتابوں میں نہ تھا۔ پس لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ وہ ان کتابوں میں اپنے معنی کے اعتبار سے تھا اور جب وہ معنوی ہونے کے باوجود "قرآن" ہی تھا تو یہ ماننے میں کیا قباحت ہے کہ قرآن کا فارسی ترجمہ بھی معنی قرآن ہے اور نماز میں اس کا پڑھنا جائز ہے)۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا (حم سجدہ: ۴۴) (اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عجمی زبان میں بھی یہ معنی ادا کیے جاتے تب بھی وہ قرآن ہی ہوتا۔ مزید برآں روایات میں آیا ہے کہ ایران کے نومسلموں نے حضرت سلمان فارسیؓ سے درخواست کی تھی کہ سورۂ فاتحہ ہم کو فارسی میں لکھ دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے لکھ دی اور وہ اس کو نمازوں میں پڑھتے رہے یہاں تک کہ جب ان کی زبانیں نرم ہوگئیں اور وہ عربی پڑھنے پر قادر ہوگئے تو انہوں نے عربی میں پڑھنی شروع کر دی۔ ان دلائل کی بناء پر امام صاحب کی رائے یہ ہے کہ اگر غیر عربی میں نماز پڑھی جائے تو ادا ہو جائے گی۔ مگر وہ اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں' کیونکہ یہ سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔ بلکہ ابوبکر رازی نے تو لکھا ہے کہ امام صاحب نے آخر میں اپنی اس رائے سے بھی رجوع کر لیا تھا اور امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے قبول کر لی تھی۔

صاحبین کا مذہب:

امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عربی پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو تو غیر عربی میں نماز پڑھنا درست نہیں۔ ہاں اگر وہ عربی کا تلفظ کرنے پر قادر ہی نہ ہو تو غیر عربی میں پڑھ سکتا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ نماز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (المزمل: ۲۰) اور ظاہر ہے کہ قرآن کے ترجمہ پر "قرآن" کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہٰذا جس نماز میں قرآن کے بجائے اس کا ترجمہ پڑھا جائے وہ نماز ہی نہ ہوگی۔ مگر جو شخص عربی کے "تلفظ" پر قادر نہ ہو' اس کے لیے مجبوری ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔ ایسے شخص کی نماز بالکل اسی طرح ہو جائے گی جس طرح اس شخص کی نماز جو رکوع و سجود سے عاجز اور اشارہ سے ادا کرے۔

امام شافعی کا مذہب:

امام شافعی کا ایک قول وہی ہے جو صاحبین کا اوپر مذکور ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جو شخص عربی تلفظ پر قادر نہ ہو' وہ بغیر قراءت

---

(۱) ابو سعید البروعی نے امام صاحب کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ فارسی کے سوا کسی دوسری زبان میں پڑھنا درست نہیں۔ لیکن کرخی نے لکھا ہے کہ امام اعظم کا صحیح مسلک یہ ہے کہ ہر زبان میں پڑھنا جائز ہے۔ صاحب ہدایہ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے' چنانچہ لکھتے ہیں وَيَجُوْزُ بِاَیِّ لِسَانٍ كَانَ سِوَی الْفَارِسِيَّةِ هُوَ الصَّحِيْحُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نماز ادا کرے۔ اگر اس نے دوسری زبان میں ترجمہ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ کلام اللہ کا ترجمہ کلام اللہ نہیں' کلام الناس ہے۔ اللہ کا کلام صرف عربی قرآن ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔ (یوسف: ۲) (۱)

مسئلہ کی پوری تحقیق:

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ سلف صالح کے پیش نظر سوال کی نوعیت صرف یہ تھی کہ اگر نماز غیر عربی میں پڑھی جائے تو آیا ہو بھی جائے گی یا نہیں؟ کسی نے کہا کہ ہو گی مگر مکروہ ہو گی۔ کسی نے کہا سرے سے ہو گی ہی نہیں۔ کسی نے کہا کہ عاجز کی نماز ہو جائے گی بالکل اسی طرح جیسے معذور کی نماز اشارہ سے ہو جاتی ہے۔ لیکن موجودہ زمانے کے "مجتہدین" کے سامنے سوال کی نوعیت اس سے بالکل مختلف ہو گئی ہے۔ وہ اس سوال پر اس حیثیت سے نگاہ ڈالتے ہیں کہ غیر عربی دان کی نماز عربی میں ادا ہوتی بھی ہے یا نہیں؟ اور غیر عرب کے لیے عربی میں نماز اولیٰ ہے یا اپنی مادری زبان میں؟ اب چونکہ صورت مسئلہ بدل گئی ہے' لہٰذا جواب مسئلہ کی صورت بھی بدل جانی چاہئے۔

مصالح شرعیہ:

نماز کے لیے کون سی زبان انسب اور اولیٰ ہے؟ اس سوال کے صحیح حل کا انحصار ایک دوسرے سوال کے صحیح حل پر ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام میں نماز کی حیثیت کیا ہے؟ اور اس سے کون کون سے شرعی مصالح وابستہ ہیں؟

اسلام کا اصل مقصد محض فرد کی تہذیب نفس اور اس کا تزکیہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ افراد کو فرداً فرداً پاک اور متقی بنانے کے بعد انہیں باہم جوڑ کر ایک ایسی اعلیٰ درجے کی صالح جماعت بنانا چاہتا ہے جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت کے فرائض ادا کرے۔ اس غرض کے لیے اس نے تمام عبادات اس طریقہ پر فرض کی ہیں کہ افراد میں رجوع الی اللہ کے ذریعہ سے تقویٰ کی روح پھونکنے کے ساتھ ساتھ ان کو صالحین کی ایک جماعت بھی بناتی چلی جائیں۔ ان عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز ہے جو تہذیب نفس بھی کرتی ہے۔ قرآنی ہدایات کی اشاعت بھی کرتی ہے' قرآن کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ اور مسلمانوں کو ایک جماعت بھی بناتی ہے۔ نماز کی ان مختلف حیثیات اور اسلام کے ان متعدد مقاصد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز محض ایک بندے کی اپنے خدا سے مناجات ہی نہیں ہے' اور محض ایک ایک فرد میں الگ الگ روح تقویٰ پھونکنے کا ذریعہ ہی نہیں ہے' بلکہ وہ اسلام کا قوام بھی ہے۔ اور انفرادی مصلحت سے عظیم تر مصالح بھی اس سے وابستہ ہیں۔

اب دیکھیے کہ جہاں تک انفرادی مصالح کا تعلق ہے' ان کے لحاظ سے ضروری ہے کہ انسان نماز میں جو کچھ پڑھے' اس کو سمجھے بھی تاکہ تہذیب نفس اور تزکیہ روح کا مقصد پوری طرح حاصل ہو سکے۔ اس غرض کے لیے نماز کا اس زبان میں ہونا مفید ہو گا جسے مصلی جانتا ہو اور سمجھتا ہو۔ لیکن انفرادی مصالح سے اہم تر جو مصالح شارع کے پیش نظر ہیں' ان کو یہ چیز نقصان پہنچا دے گی۔

اولاً قرآن کی حفاظت کا عظیم الشان مقصد اس سے بڑی حد تک فوت ہو جائے گا۔ جب قرآن کے ترجمے کو بھی لوگ قرآن سمجھنے لگیں گے اور یہ خیال عام ہو جائے گا کہ عبادت اور تلاوت کے مقاصد کے لیے ترجمہ اصل کتاب کا قائم مقام ہے تو اصل کتاب سے اعتنا کم ہو جائے گا' اس کو یاد کرنے کا ذوق بھی باقی نہ رہے گا' اور ترجمہ ہی کو عملاً بطور اصل لے لیا جائے گا۔

---

(۱) اس بحث کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو کتاب المبسوط للسرخسی' جلد ۱' صفحہ ۳۷ اور فتح القدیر و شرح العنایہ علی الہدایہ اول' صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً اصل کتاب اللہ سے بے اعتنائی اور تراجم کی طرف روز افزوں التفات کا نتیجہ دین کی خرابی کے سوا کچھ نہ ہو گا' کیونکہ ناقص اور باہم مختلف متعارض ترجموں کے الگ الگ جماعتوں اور الگ الگ قوموں میں معتبر بن جانے سے اسلام کا انجام بھی وہی ہو گا جو مسیحیت اور یہودیت کا ہوا۔

ثالثاً اس سے امت کی وحدت کا خاتمہ ہو جائے گا' اور اسلام میں لسانی قومیتوں کی بنیاد پڑ جائے گی۔ ہر زبان کے بولنے والوں کی نمازیں اور جماعتیں الگ الگ ہوں گی۔ نہ ایرانی عرب کے پیچھے نماز پڑھے گا اور نہ ترک ہندیوں کی جماعت میں شریک ہو گا۔ ایک ہی جگہ بنگالیوں اور مدراسیوں اور پنجابیوں کی جماعتیں لسانی قومیت کی بنیاد پر الگ الگ قائم ہوں گی' اور نماز کے ٹکڑے ہوتے ہی امت کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔

ان عظیم تر اجتماعی نقصانات سے بچنے کے لیے ناگزیر ہے کہ نماز کے لیے ایک ہی بین الملی زبان ہو اور وہ وہی زبان ہو جس میں قرآن نازل ہوا ہے۔ رہا انفرادی نقصان تو اس کو دور کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ نماز کا بیشتر حصہ وہ ہے جس کے لیے ایک ہی عبارت مقرر ہے۔ تکبیر' تسبیح' تسمیہ' تعوذ' سورۂ فاتحہ' تشہد' ان سب کا ترجمہ زیادہ سے زیادہ ایک دو گھنٹہ میں بآسانی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ عام طور پر جو سورتیں نماز میں پڑھی جاتی ہیں' وہ بھی دس بارہ سے زیادہ نہیں ہیں اور بہت چھوٹی چھوٹی ہیں۔ ان کے ترجمے یاد کر لینا بھی مشکل نہیں۔ اس کے بعد قرآن کریم کی لمبی لمبی سورتیں باقی رہ جاتی ہیں جو کبھی کبھار سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملالی جاتی ہیں۔ سو اگر بعض یا بیشتر مصلی ان کو نہ سمجھیں تو یہ ایسی کون سی قباحت ہے جس سے بچنے کے لیے تمام اجتماعی مصالح کی قربانی گوارا کر لی جائے۔

دلائل شرعیہ:

مصالح اور حکمتوں سے قطع نظر کر کے جب ہم منصوص احکام پر غور کرتے ہیں تو ہمیں امام ابو یوسف اور امام محمد کا مسلک سب سے زیادہ صحیح نظر آتا ہے اور قرین قیاس یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آخر کار اسی کی طرف رجوع فرمایا ہو گا۔

۱۔ قرآن مجید میں صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ نماز میں قرآن کی تلاوت کرو۔

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (۱ تا ۴)

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ..... فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (المزمل: ۲۰)

أَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔ (بنی اسرائیل: ۷۸)

یہ تمام آیات نماز میں تلاوت قرآن کا حکم دیتی ہیں اور ان میں "القرآن" (الف لام تعریفی کے ساتھ) پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جس کا اطلاق ترجمہ قرآن پر نہ لغوی حیثیت سے ہو سکتا ہے نہ معنوی حیثیت سے۔

۲۔ قرآن میں متعدد مقامات پر تصریح ہے کہ "قرآن" صرف عربی قرآن کا نام ہے اور کلام اللہ وہی ہے جو عربی الفاظ کے ساتھ خدا نے نازل فرمایا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے جو معنی بیان کیے جائیں گے' خواہ وہ عربی زبان ہی میں کیوں نہ بیان ہوں'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ نہ صرف یہ کہ قرآن نہ ہوں گے بلکہ اس کے مثل بھی نہ ہوں گے' لہٰذا وہ بھی قرآن کے قائم مقام ہو ہی نہیں سکتے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (طٰہٰ : ۱۱۳)

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (یوسف : ۲)

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ —

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (حم سجدہ : ۲' ۳)

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (مریم : ۹۷)

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ (بنی اسرائیل : ۸۸)

۳۔ یہ تصریح بھی قرآن ہی میں ہے کہ تحریف سے حفاظت کا وعدہ صرف اس کتاب سے متعلق ہے جو خدا کے پاس سے نازل ہوئی ہے۔ انسانوں کے کیے ہوئے تراجم سے متعلق نہیں ہے۔ ان میں ہر طرح سے تحریف کا دروازہ کھلا ہوا ہے' خواہ وہ ارادی تحریف ہو یا مترجمین کے عجز اور ان کے عدم فہم اور ان کی قلت علم کی بنا پر ہو۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ— (حم سجدہ : ۴۱' ۴۲) لہٰذا نماز میں قرآن کا ترجمہ پڑھنے والا یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ معنی قرآن کی صحیح تلاوت کر رہا ہے۔

۴۔ رجوع الی اللہ اور انابت اور خشیت جو نماز کی اصل جان ہے' اس کو پیدا کرنے کی خاصیت جیسی قرآن منزل من اللہ میں ہے' ویسی کسی اور کلام میں نہ ہو سکتی ہے' نہ پائی جا سکتی ہے۔ اس پر بھی خود قرآن شاہد ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ— (زمر : ۲۳)

ایسے صریح اور محکم شرعی دلائل کو دیکھنے کے بعد یہ کہنا بہت ہی مشکل ہے کہ جو نماز ترجمہ قرآن پڑھ کر ادا کی جائے وہ درست ہو جاتی ہے مگر وہ ہونا کیسا' ہم تو کہتے ہیں کہ وہ کسی درجے میں بھی ادائے فرض کے لیے کافی نہیں۔ البتہ جیسا کہ صاحبین نے فرمایا ہے' اس شخص کا معاملہ بالکل جداگانہ ہے' جو عربی تلفظ پر قادر ہی نہ ہو۔ اس کے حق میں یہی فتویٰ مناسب ہے کہ جب تک وہ عربی میں نماز پڑھنے کے قابل نہ ہو جائے' اس کا فریضہ غیر عربی کے ساتھ ادا ہو جائے گا۔ اس لیے کہ وہ رخصت اضطرار کے تحت آ جاتا ہے۔

خطبہ جمعہ کی زبان:

اس مسئلے میں یہ ایک عام غلطی ہے کہ خطبہ کی زبان کے سوال کو نماز کی زبان کے سوال سے مربوط کر دیا جاتا ہے۔ اس سے بڑا خلط مبحث واقع ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلے ہم اسی امر کی توضیح کریں گے کہ نماز اور خطبہ کی حیثیتوں میں کیا فرق ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نماز جمعہ کا جزو نہیں ہے:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خطبہ نماز جمعہ کا جزو ہے۔ اس کی دلیل وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ظہر کی چار رکعتوں میں سے دو رکعتیں خطبہ ہی کے لیے کم کی گئی ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ اِنَّمَا قُصِرَتِ الْجُمُعَۃُ لِاَجْلِ الْخُطْبَۃِ اس بنا پر وہ کہتے ہیں کہ خطبہ چونکہ نماز کی دو رکعتوں کا قائم مقام ہے' لہٰذا اس کی حیثیت بھی وہی ہے' جو نماز کی ہے اور جب نماز غیر عربی میں پڑھنا درست نہیں تو خطبہ بھی غیر عربی میں پڑھنا درست نہیں۔

لیکن یہ محض ایک سطحی رائے ہے۔ دونوں کے احکام کی تفصیلات پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ جو امور نماز کے لیے شرط ہیں وہ خطبے کے لیے شرط نہیں ہیں۔

نماز کے لیے طہارت شرط ہے مگر خطبہ کے لیے شرط نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر سہواً حالت جنابت میں بھی خطبہ پڑھ دیا ہو تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے مگر خطبہ جمعہ کے لیے نہ صرف یہ کہ استقبال قبلہ ضروری نہیں ہے بلکہ قبلہ کی طرف پشت کر کے مقتدیوں کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے۔

نماز میں گفتگو کرنے سے فساد واقع ہو جاتا ہے۔ مگر خطبہ میں کلام کیا جا سکتا ہے اور خود نبی اکرم اور صحابہ کرامؓ سے یہ فعل ثابت ہے' جیسا کہ آگے چل کر ہم بیان کریں گے۔ نماز کے لیے وقت بھی مشروط ہے لیکن خطبہ اگر وقت سے پہلے شروع کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

نماز جمعہ میں حنفیہ کے نزدیک کم از کم تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہے لیکن خطبہ میں اگر امام کے سوا صرف ایک آدمی ہو' تب بھی کافی ہے۔

نماز جمعہ اگر فاسد ہو جائے تو اس کا اعادہ کیا جائے گا۔ لیکن خطبہ کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

یہ سب امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خطبہ نماز جمعہ کا جزو نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ مَشَائِخِنَا الْخُطْبَۃُ تَقُوْمُ مَقَامَ رَکْعَتَیْنِ وَلِھٰذَا لَا تَجُوْزُ اِلَّا بَعْدَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ وَالْاَصَحُّ اَنَّھَا لَا تَقُوْمُ مَقَامَ شَطْرِ الصَّلٰوۃِ۔ (المبسوط ج ۱' کتاب الجمعہ)۔ ہمارے بعض مشائخ کہتے ہیں کہ خطبہ چونکہ دو رکعت کا قائم مقام ہے اس لیے ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے خطبہ پڑھنا جائز نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ خطبہ کی حیثیت نماز کے ایک حصے کی نہیں ہے۔

اور شرح العنایہ علی الہدایہ میں ہے:

اِنَّھَا لَیْسَتْ بِرُکْنٍ لِاَنَّ رُکْنَ الشَّئِی مَا یَقُوْمُ بِہٖ ذَالِکَ الشَّئُ وَصَلٰوۃُ الْجُمُعَۃِ لَا تَقُوْمُ بِالْخُطْبَۃِ وَاِنَّمَا تَقُوْمُ بِاَرْکَانِھَا فَکَانَتْ شَرْطًا۔ خطبہ رکن نماز نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کا رکن تو وہ ہوتا ہے جس سے وہ چیز قائم ہوتی ہے' اور نماز جمعہ خطبہ سے قائم نہیں ہوتی بلکہ اپنے ارکان سے قائم ہوتی ہے۔ لہٰذا خطبہ جمعہ کے لیے رکن نہیں' بلکہ شرط ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز اور خطبہ کے مقاصد کا فرق:

اس میں شک نہیں کہ خطبہ بھی نماز کی طرح ایک عبادت ہے لیکن دونوں کے مقاصد مختلف ہیں۔ نماز سے جو کچھ مقصود ہے وہ بغیر اس کے بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ انسان ان عبارات کو سمجھے جن کو وہ نماز میں پڑھتا ہے۔ اس لیے کہ اس کا خدا کی فرض کی ہوئی عبادت کو فرض سمجھنا' اور نماز کا وقت آنے پر ادائے فرض کے لیے اٹھنا' اور اس کا اہتمام کرنا' پھر پوری شرائط اور تمام ارکان کے ساتھ نماز کو اس طرح ادا کرنا کہ گویا اسے اس امر کا شعور ہے کہ خدا اس کی خفی سے خفی باتوں کو بھی سن رہا ہے اور یہ کہ اگر وہ نماز میں کوئی چیز بھی کم کر دے گا تو خدا کو اس کا علم ہو جائے گا' پھر اس کا یہ سمجھنا کہ یہ رکوع و سجود اور قیام و قعود جو کچھ بھی میں کر رہا ہوں' صرف خدا کے لیے ہے' اور خدا کے سوا میں کسی کا عبادت گزار نہیں ہوں۔ یہ سب امور اس مقصد کی تحصیل کے لیے بالکل کافی ہیں جس کے لیے نماز فرض کی گئی ہے لیکن خطبہ جس غرض کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہ بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ سامعین اس کو سمجھیں۔ اس لیے کہ خطبہ کا مقصد محض خدا کی یاد اور ذات حق کی طرف رجوع اور خشیت اور انابت ہی نہیں ہے بلکہ احکام دین کی تبلیغ و تعلیم اور وعظ و تذکیر بھی ہے اور یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ ان احکام اور مواعظ کو نہ سمجھیں جو خطبہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔

خطبے کا مقصد:

بعض لوگ اس امر سے انکار کرتے ہیں کہ خطبہ کا مقصد تبلیغ احکام اور وعظ و تذکیر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے خطبہ کو ذکر اللہ سے تعبیر کیا ہے۔ (فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (الْجُمُعَۃ) لہٰذا خطبہ میں بھی ویسی ہی عبادت ہے جیسی کہ نماز ہے اور اس کے لیے بھی یہ ضروری نہیں کہ لوگ اس کو سمجھیں۔ اس کی تائید میں وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پیش کرتے ہیں کہ خطبہ کی شرط پوری کرنے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کافی ہے' اور عرف عام میں جس چیز کو خطبہ سے تعبیر کیا جاتا ہے' وہ نماز جمعہ کے لیے شرط نہیں ہے۔ نیز وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ ہوئے اور خطبہ دینے کے لیے اٹھے تو آپ پر مجمع کا رعب طاری ہو گیا اور صرف الحمدللہ کہہ کر بیٹھ گئے اور صحابہ کرامؓ کی جماعت نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن یہ استدلال متعدد وجوہ سے غلط ہے۔

اولاً یہ یقینی نہیں کہ آیہ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ میں ذکر اللہ سے مراد خطبہ جمعہ ہے۔ ذکر سے مراد نماز بھی ہو سکتی ہے' بلکہ قرآن میں اکثر اس لفظ سے نماز ہی مراد لی گئی ہے۔ مفسرین اور اہل فقہ میں یہ امر مختلف فیہ ہے کہ آیا ذکر سے مراد صرف خطبہ ہے یا صرف نماز یا نماز اور خطبہ دونوں۔(۱) مگر آیت کے سیاق پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ذکر کو نماز کے معنی میں لینا زیادہ درست ہے' کیونکہ پہلے اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فرمایا' پھر اس کی جزا یہ بیان کی کہ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ

---

(۱) ابن ہمام کہتے ہیں: فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ فَالظَّاھِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالذِّکْرِ الصَّلٰوۃُ وَیَجُوْزُ کَوْنُ الْمُرَادُ بِہِ الْخُطْبَۃُ (فتح القدیر) صاحب روح المعانی لکھتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِذِکْرِ اللّٰہِ الْخُطْبَۃُ وَالصَّلٰوۃُ وَسَتَظْھَرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِہِ الصَّلٰوۃُ وَیَجُوْزُ کَوْنُ الْمُرَادُ بِہِ الْخُطْبَۃُ۔ سعید ابن المسیب کے نزدیک ذکر سے مراد موعظۃ الامام ہے۔ (احکام القرآن للجصاص) علامہ ابوبکر جصاص کی رائے یہ ہے کہ ذکر سے مراد صرف خطبہ ہے۔ وَیَدُلُّ اَنَّ الْمُرَادَ بِالذِّکْرِ ھٰھُنَا ھُوَ الْخُطْبَۃُ۔ لِاَنَّ الْخُطْبَۃَ ھِیَ الَّتِیْ تَلِی النِّدَاءَ وَقَدْ اَمَرَ بِالسَّعْیِ اِلَیْہِ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ الْخُطْبَۃُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں ذکر سے مراد نماز ہی ہے' اور خطبہ محض ضمناً ذکر میں شامل ہو جاتا ہے۔ ورنہ اگر ذکر سے مراد صرف خطبہ ہوتا تو اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ الصَّلٰوۃِ فرمایا جاتا۔

ثانیاً ذِکْرِ اللّٰہِ کو اگر نماز کے معنی میں نہ لیا جائے بلکہ یاد خدا کے معنی میں لیا جائے تو یہ کس دلیل سے ثابت ہوا کہ خدا کی یاد صرف عربی زبان ہی میں ہونی چاہیے؟ اللہ کے ذکر کو عربی زبان تک محدود کرنا تو عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ قرآن اور حدیث میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ خدا کو یاد کرنا ہو تو صرف عربی میں کرو۔ چنانچہ اسی بنا پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اَلذِّکْرُ الْمُفِیْدُ لِلتَّعْظِیْمِ یَحْصُلُ بخدائے بزرگ ہست کَمَا یَحْصُلُ بِقَوْلِہٖ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ یعنی "اللہ کی بڑائی بیان کرنے کے لیے جس طرح اللہ اکبر کہنا مفید ہے اسی طرح فارسی میں "خدا بزرگ است" کہنا بھی مفید ہے"۔ اور امام محمد ان کی تائید میں کہتے ہیں "اَلذِّکْرُ یَحْصُلُ بِکُلِّ لِسَانٍ" "خدا کی یاد ہر زبان میں ہو سکتی ہے"۔

ثالثاً' خطبہ کی شرط پوری کرنے کے لیے اگر حنفیہ نے محض حمد و ثنا کو کافی سمجھا ہے تو اس کے معنی یہ کب ہیں کہ خطبہ کا جو مقصد ہے وہ بس حمد و ثنا ہی سے حاصل ہو جاتا ہے اور اس کے سوا دوسری چیزیں محض زوائد ہیں جن کی کوئی اہمیت نہیں۔ (۱) حنفیہ یہ بھی تو کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کے لیے جماعت کی شرط صرف تین آدمیوں سے پوری ہو جاتی ہے۔ پھر کیا اس کا مطلب یہ لینا درست ہو گا کہ جمعہ کی اقامت سے جو مقصد ہے' وہ بس اسی مختصر سی جماعت سے حاصل ہو جاتا ہے اور جماعت کثیرہ کا فراہم ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

رابعاً' خود اکابر حنفیہ ہی نے یہ تصریح کی ہے کہ خطبہ سے مقصود ذکر اور موعظت ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے: وَلَوْ خَطَبَ قَاعِدًا اَوْ عَلٰی غَیْرِ طَهَارَۃٍ جَازَ لِحُصُوْلِ الْمَقْصُوْدِ۔ "اگر امام بیٹھ کر خطبہ دے' یا غیر طاہر ہونے کی حالت میں دے تب بھی جائز ہے۔ کیونکہ مقصد اس طرح بھی حاصل ہو جاتا ہے"۔ اور علامہ ابن ہمام اس مقصود کی شرح یہ کرتے ہیں کہ وَهُوَ الذِّکْرُ وَ الْمَوْعِظَۃُ۔ یعنی "اس سے مراد ذکر خدا اور نصیحت ہے"۔ ایک حنفیہ پر ہی کیا موقوف ہے' متقدمین سب کے سب خطبہ کا مقصد یہی سمجھتے تھے اور اسی بناء پر ان کی زبان میں اکثر خطبہ کے لیے "موعظۃ الامام" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجر فتح الباری میں ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَ مِنْ حِکْمَۃِ اسْتِقْبَالِهِمُ الْاِمَامَ التَّهَیُّؤُ لِسِمَاعِ کَلَامِهٖ وَ سُلُوْکُ الْاَدَبِ مَعَهٗ

---

(۱) حضرت عثمانؓ کے واقعہ سے اس معاملہ میں جو استدلال کیا جاتا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اول تو اس واقعہ میں خود اس امر کی تصریح ہے کہ حضرت عثمان نے قصداً ایسا نہیں کیا تھا' بلکہ مجمع سے مرعوب ہو جانے کی وجہ سے ان کی قوت گویائی جواب دے گئی تھی' اس لیے انہوں نے خطبہ کو مختصر کر دیا۔ دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ انہوں نے صرف حمد و ثنا پر اکتفا کی تھی۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ قوت گویائی جواب دے رہی ہے تو صرف اتنا کہہ کر بیٹھ گئے کہ اِنَّ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ کَانَا یُعِدَّانِ لِهٰذَا الْمَقَامِ مَقَالًا وَاَنْتُمْ اِلٰی اِمَامٍ فَعَّالٍ اَحْوَجُ مِنْکُمْ اِلٰی اِمَامٍ قَوَّالٍ وَسَتَاْتِیْکُمُ الْخُطَبُ بَعْدُ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ یعنی اس موقع کے لیے ابوبکرؓ اور عمرؓ تقریر تیار کر کے آتے تھے۔ اور تم کو اصل حاجت تو کام کرنے والے امام کی ہے نہ کہ بولنے والے امام کی۔ رہیں تقریریں تو وہ بھی آگے چل کر پیش کی جائیں گی اور میں اللہ سے اپنے لیے اور تم سب کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہوں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِی اسْتِمَاعِ كَلَامِهٖ فَاِذَا اسْتَقْبَلَهٗ بِوَجْهِهٖ وَاَقْبَلَ عَلَيْهِ بِجَسَدِهٖ وَبِقَلْبِهٖ وَحُضُوْرِ ذِهْنِهٖ كَانَ اَوْعٰى لِتَفَهُّمِ مَوْعِظَتِهٖ وَمُوَافَقَتِهٖ فِيْمَا شَرَعَ لَهُ الْقِيَامُ لِاَجْلِهٖ — حاضرین کو جو امام کی طرف رخ کر کے بیٹھنے کی ہدایت کی گئی۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ وہ اس کے کلام کو سننے کے لیے تیار ہوں اور کلام کی سماعت میں اس کے ساتھ ادب کو ملحوظ رکھیں۔ جب سننے والا اپنا چہرہ اس کی طرف رکھے گا اور اپنے جسم و قلب کے ساتھ اس کی جانب متوجہ ہو گا اور حضور ذہن کے ساتھ سنے گا تو امام کی موعظت اچھی طرح اس کی سمجھ میں آئے گی اور یہ اس مقصد کے لیے مددگار ہو گا جس کے لیے امام کو کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ج ۲، ص ۲۷۳)

خامسا، یہ امر غور طلب ہے کہ اگر خطبہ کا طریقہ جاری کرنے سے شارع کا مقصد محض اللہ کا ذکر ہی کرنا ہوتا تو کیا اس کے لیے نماز کافی نہ تھی، حالانکہ وہ اس مقصد کو بدرجہ اتم پورا کرتی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ نماز جیسی کامل و اکمل عبادت کو مختصر کر کے اس کے وقت کا ایک حصہ خطبہ کو دیا گیا اور اس کو جمعہ کی شرائط میں داخل کیا گیا؟

سادسا، نماز جمعہ کے لیے خطبہ کا شرط ہونا جس چیز سے فقہا نے نکالا ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متواتر عمل ہے۔ چونکہ آنحضرتؐ اور آپ کے خلفاء اور صحابہ کرام نے کبھی جمعہ بغیر خطبہ کے نہیں پڑھا۔ اس لیے یہ حکم مستنبط کیا گیا کہ جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے۔ بالکل اسی طرح آپ کے اور صحابہ کرام کے متواتر عمل سے ہم کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ محض حمد و ثنا ہی پر مشتمل نہ ہوتا تھا، بلکہ اس میں خوف خدا کی تلقین بھی ہوتی تھی، شریعت کے احکام بیان ہوتے تھے، اخلاق و اعمال کی اصلاح کے لیے نصیحتیں ہوتی تھیں، قومی اور شخصی معاملات پر توجہ کی جاتی تھی، حتیٰ کہ عین خطبہ کی ہی حالت میں امام کسی خاص شخص کی کوئی غلطی دیکھتا تو اس کی اصلاح کرتا، کسی مصیبت زدہ کو دیکھتا تو اس کی مدد کے لیے لوگوں کو توجہ دلاتا، عوام میں سے کسی کی کوئی شکایت ہوتی تو وہ امام کے سامنے اس کو پیش کرتا اور امام اس کی طرف متوجہ ہوتا۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے کوئی جمعہ بغیر خطبہ کے نہیں پڑھا۔ اسی طرح آپ نے اور آپ کے صحابہ نے کوئی خطبہ ایسا بھی نہیں پڑھا جو مذکورۂ بالا خصوصیات سے عاری ہو۔

چند خطب ماثورہ:

اس مطلب کی توضیح کے لیے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خطبات یہاں نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ شارع کی نگاہ میں خطبہ جمعہ کی دراصل کیا حیثیت تھی۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ (موطا۔ ابن ماجہ)

عبید بن السباق سے مرسلا مروی ہے کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ جمعہ کے خطبے میں فرمایا "اے مسلمانو! اس دن کو اللہ نے عید مقرر کیا ہے۔ لہٰذا تم آج کے دن غسل کیا کرو۔ اور جس کے پاس خوشبو موجود ہو وہ اگر استعمال کر لے تو کیا نقصان ہے اور دیکھو مسواک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرور کرو۔(۱)

حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ، یَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ، اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰہُ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا، وَمَنْ كَانَ عِنْدَہٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ یَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَیْكُمْ بِالسِّوَاكِ۔

مآخذ:۔☆ موطا امام مالک ج ۱ ص ۶۴-۶۵ ماجاء فی السواك۔ ☆ ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاۃ و السنة فیھا۔ باب ماجاء فی الزینة یوم الجمعة۔

فی الزوائد: فی اسنادہ صالح بن ابی الاخضر لینه الجمھور و باقی رجاله ثقات۔

ترجمہ:۔ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے' وہ زمین کی برکات ہیں"۔کسی نے پوچھا یا رسول اللہ زمین کی برکات سے کیا مراد ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا "دنیا کی زینت و شوکت"۔اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا "بھلائی سے بھی برائی آتی ہے؟" حضورؐ سن کر کچھ دیر خاموش رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ کوئی چیز آپ پر اتر رہی ہے۔پھر آپ نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا اور فرمایا وہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔آپ نے فرمایا "بھلائی صرف بھلائی سے آتی ہے۔اس دنیا کا مال بہت خوشنما

---

(۱) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِی مَالِكٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَكْثَرَ مَا اَخَافُ عَلَیْكُمْ مَا یُخْرِجُ اللّٰہُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ، قِیْلَ مَا بَرَكَاتُ الْاَرْضِ؟ قَالَ: زَهْرَةُ الدُّنْیَا فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: هَلْ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ یُنْزَلُ عَلَیْہِ، ثُمَّ جَعَلَ یَمْسَحُ عَنْ جَبِیْنِهٖ، قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ: اَنَا، قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: لَقَدْ حَمِدْنَاہُ حِیْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ اِلَّا بِالْخَیْرِ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَ اِنَّ كُلَّ مَا اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ یُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخُضْرَةِ، تَاْكُلُ حَتّٰی اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَاجْتَرَّتْ، وَثَلَطَتْ، وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ، فَاَكَلَتْ، وَ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ اَخَذَہٗ بِحَقِّهٖ وَ وَضَعَهٗ فِی حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ، وَمَنْ اَخَذَہٗ بِغَیْرِ حَقِّهٖ كَانَ كَالَّذِی یَاْكُلُ وَلَا یَشْبَعُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور شیریں ہے۔ فصل بہار میں جب یہ خوب پھلتی ہے تو اسے پیٹ بھر کر کھانے والا جانور بد ہضمی سے مرجاتا ہے یا مرنے کے قریب جالگتا ہے۔ البتہ وہ جانور بچ جاتا ہے جس نے دیکھا کہ کھاتے کھاتے کوکھیں پھول گئی ہیں تو کھانا چھوڑ دیا' دھوپ میں چلا پھرا' کچھ جگالی کی' کچھ بول و براز کی راہ سے نکالا اور جب پیٹ خالی ہو گیا تب دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس مال کو جو شخص حق کی راہ سے لے گا اور حق کی راہ میں نکال دے گا۔ اس کے لیے تو یہ بہترین مددگار ہے اور جو حق کے بغیر لے گا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا چلا جائے اور شکم سیر نہ ہو"۔(۱) (بخاری کتاب الرقاق و کتاب الزکوٰۃ)

ماخذ: ۔☆ بخاری' ج ۲' ص ۹۵۱' کتاب الرقاق' باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا و التنافس فیھا۔ ☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۹۷' ۱۹۸' کتاب الزکاۃ' باب الصدقۃ علی الیتامی۔ اس مقام پر آغاز روایت انّ ممّا اخافُ علیکُمْ، مِنْ بَعْدی مایفتح علیکم مِنْ زھْرۃ الدُّنیا و زینتھا سے ہوا ہے اور بھی قدرے لفظی اختلاف ہے۔

عمرو بن تغلب کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ کے پاس کچھ مال آیا تھا جس کو آپ نے بعض لوگوں میں بانٹ دیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو چھوڑ دیا گیا ہے' انہیں رنج ہے۔ اس کے متعلق آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ "میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور دوسرے کو نہیں دیتا۔ جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ ایک جماعت کو دیتا ہوں۔ جبکہ ان کے دلوں میں بے تابی اور بے چینی دیکھتا ہوں۔ اور ایک جماعت کو اس کی بے نیازی اور نیکی کے حوالے کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کی ہے"۔(۱) (بخاری)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ جَرِیْرِ ابْنِ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، یَقُوْلُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ تَغْلِبَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْ بِشَیْءٍ فَقَسَمَہُ، فَاَعْطٰی رِجَالًا وَتَرَکَ رِجَالًا، فَبَلَغَہُ اَنَّ الَّذِیْنَ تَرَکَ عَتَبُوْا فَحَمِدَ اللّٰہَ، ثُمَّ اَثْنٰی عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَوَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُعْطِی الرَّجُلَ، وَاَدَعُ الرَّجُلَ، وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ وَلٰکِنْ اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْھَلَعِ وَاَکِلُ اَقْوَامًا اِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الْغِنٰی وَالْخَیْرِ فِیْھِمْ۔ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَوَاللّٰہِ، مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِکَلِمَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ **ماخذ:** ۔☆ بخاری' ج ۱' ص ۱۲۶' کتاب الجمعہ' باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد۔

مشہور حدیث ہے کہ ایک شخص نماز جمعہ میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپؐ نے پکار کر اس سے پوچھا اے شخص! کیا تو نماز پڑھ چکا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو اٹھ اور نماز پڑھ۔ دراصل یہ شخص پھٹے حالوں تھا۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کی بدحالی کو دیکھ لیں۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی۔ اس حدیث کے اطراف قریب قریب تمام صحاح اور سنن اور مسانید میں آئے ہیں۔ امام احمد نے جو حدیث نقل کی ہے اس میں خود حضورؐ کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ یہ شخص جب مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ بہت شکستہ حال ہے اس لیے میں نے اسے حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس کی حالت دیکھ لے اور اس کو کچھ صدقہ دے دے"۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ خطبہ دے رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک شخص لوگوں کے اوپر سے پھاندتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ آپ نے پکار کر فرمایا "بیٹھ جاؤ، تم نے لوگوں کو تکلیف دی"۔ (ابو داؤد، نسائی) (۱)

ترجمہ :۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک روز حضورؐ خطبہ دے رہے تھے اور قحط سالی کا زمانہ تھا۔ ایک شخص نے فریاد کی کہ یارسول اللہ جانور مرگئے اور بال بچے فاقے کر رہے ہیں، اللہ سے دعا فرمایئے کہ بارش ہو جائے۔ آپ نے اسی وقت دعا فرمائی۔ خدا کے فضل سے بارش شروع ہوگئی اور دوسرے جمعہ تک لگاتار جاری رہی۔ پھر دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو وہی شخص پھر اٹھا یا راوی نے کہا دوسرا شخص اٹھا اور بولا کہ یارسول اللہ مکان گر گئے اور مال و اسباب تباہ ہو رہے ہیں۔ خدا سے دعا فرمایئے۔ آپ نے پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ (۱)

(۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ، قَامَ اَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ، وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ حَتّٰى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى، فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ قَالَ: غَيْرُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ الخ۔

ماخذ :۔ ☆ بخاری، ج ۱، ص ۱۲۷، کتاب الجمعہ، باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة۔

مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عثمان تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد نماز کے لیے آنے میں دیر کرتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا یہ کون سا وقت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں کام میں لگا ہوا تھا۔ اذان کی آواز سنی تو گھر جانے کے بجائے وضو کر کے سیدھا یہاں چلا آرہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا خوب! آنے میں دیر تو لگائی ہی تھی اب معلوم ہوا کہ آپ صرف وضو ہی پر اکتفا کر آئے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز غسل کرنے کا حکم دیا ہے"۔ (بخاری، موطا، مسلم)

یہ ان کثیر التعداد خطبوں میں سے چند ہیں جو معتبر روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے منقول ہیں۔ ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا خطبہ جن کے متواتر عمل کی بدولت مشروع سمجھا گیا ہے ان کے ہاں خطبہ کے معنی محض ذکر اللہ کے نہ تھے بلکہ وہ اس سے تبلیغ تعلیم ' اصلاح ' ہدایت اور بہت سے قومی و شخصی معاملات کی انجام دہی کا کام لیتے تھے۔ دراصل یہ چیز اس لیے مشروع نہیں کی گئی تھی کہ لوگ ہفتہ میں ایک بار نماز سے پہلے رسمی طور پر اسی قسم کی ایک چیز سن لیں جیسی مسیحی گرجاؤں میں درس کے نام سے سنائی جاتی ہے۔ بلکہ اس کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا ایک متحرک اور کارفرما پرزہ بنایا گیا تھا۔ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ لازمی طور پر تمام مسلمانوں کو جمع کر کے اللہ کے احکام سنائے جائیں ' دین کی تعلیمات ان کے ذہن نشین کی جائیں ' ان کی جماعت میں یا ان کے افراد میں جو کچھ خرابیاں رونما ہوں ' ان کی اصلاح کی جائے ' اور قومی فلاح و بہبود کے کاموں کی طرف انہیں توجہ دلائی جائے۔ نیز مرکز حکومت میں امام (Head of the State) براہ راست خود اپنی حکومت کی پالیسی پبلک کے سامنے پیش کرتا رہے اور وہیں عوام الناس میں سے ہر ایک کو اس سے سوال کرنے اور اس کے سامنے اپنی بات کہنے کا موقع حاصل ہو۔

نماز اور خطبہ کا ایک اور فرق:

نماز اور خطبہ جمعہ کے درمیان ایک فرق اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز میں جتنی چیزیں پڑھی جاتی ہیں وہ سب لفظاً لفظاً معین کر دی گئی ہیں۔ جو شخص عربی نہ جانتا ہو ' وہ تھوڑا سا وقت صرف کر کے بآسانی ان کا ترجمہ یاد کر سکتا ہے ' یا ان کے مفہومات ذہن نشین کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے نماز کے عربی میں ہونے سے اس امر کا کوئی خوف نہیں ہے کہ عربی نہ جاننے والے ان عبارات کے معنوی فوائد سے بالکل ہی محروم رہ جائیں گے جنہیں نماز میں وہ پڑھتے ہیں۔ بخلاف اس کے خطبہ جمعہ کے لیے کوئی عبارت مقرر نہیں ہے۔ ہر جمعہ کو ایک نیا خطبہ ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ پہلے سے یاد کر لینا ' یا اس کا مفہوم ذہن نشین کر کے آنا لوگوں کے لیے کسی طرح ممکن نہیں ہوتا۔ لہٰذا خطبہ کے لیے عربی کو لازم کر دینے کا نتیجہ قطعاً یہی ہے کہ غیر عربی دان لوگوں کے حق میں وہ محض ایک بے معنی چیز اور ایک بے جان مذہبی رسم بن کر رہ جائے اور شارع کے وہ تمام مقاصد فوت ہو جائیں جن کے لیے اس نے جمعہ کا خطبہ مشروع کیا ہے۔ ایک معمولی عقل کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ ترکی بولنے والوں کے سامنے سنسکرت میں تقریر کرنا اور فارسی زبان والوں کو جرمن زبان میں مخاطب کرنا محض ایک مہمل حرکت ہے۔ پھر شارع حکیم کے متعلق یہ کیونکر گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ احکام دین کی تفہیم اور مکارم اخلاق کی تعلیم کے لیے کسی ایسی زبان میں وعظ کرنے کا حکم دے گا جس کو سامعین سمجھتے ہی نہ ہوں۔

خلاصہ مباحث گذشتہ:

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے تین باتیں واضح ہو جاتی ہیں:

ایک یہ کہ خطبہ نماز کا جزو نہیں ہے ' لہٰذا نماز کے لیے عربی زبان کے لازم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خطبہ کے لیے بھی عربیت واجب ہو۔

دوسرے یہ کہ خطبہ کا طریقہ مقرر کرنے سے شارع کے پیش نظر جس قدر مقاصد ہیں وہ سب کے سب ایسی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں جبکہ خطبہ کسی ایسی زبان میں پڑھا جائے جس کو سامعین نہ سمجھتے ہوں۔ بخلاف اس کے نماز جن مقاصد کے لیے شارع نے فرض کی ہے۔ ان میں سے کوئی اہم مقصد مصلیوں کے عدم فہم سے فوت نہیں ہوتا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ عدم فہم سے نماز میں تو محض ایک جزئی سا نقصان آتا ہے مگر خطبہ میں اس سے کلی نقصان واقع ہو جاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ نماز میں عدم فہم سے جو ایک جزئی سا نقصان واقع ہوتا ہے ' وہ بھی نماز کا ترجمہ یاد کر کے بآسانی رفع کیا جا سکتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن خطبہ میں اس سے جو کلی نقصان واقع ہوتا ہے اسے رفع کرنے کی کوئی سبیل نہیں۔

مانعین خطبہ غیر عربیہ کے دلائل:

اب ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ غیر عربی خطبے کے جواز میں کوئی امر شرعی تو مانع نہیں ہے؟ اس سلسلے میں جب ہم قرآن اور سنت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو کہیں صراحتہ کیا معنی کنایتاً بھی کوئی حکم ایسا نہیں ملتا جس سے خطبہ کے لیے عربی زبان ضروری سمجھی جا سکے۔ جو لوگ عربیت کے لزوم پر زور دیتے ہیں' انہوں نے بھی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی ہے۔ ان کا استدلال صرف یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور سلف صالح نے ہمیشہ عربی زبان ہی میں خطبہ پڑھا ہے اور کبھی خطبہ کے لیے عربی کے سوا دوسری زبان استعمال نہیں کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں کبھی کبھی غیر عرب بھی موجود ہوتے تھے' مگر کسی روایت میں نہیں آیا کہ آپ نے ان کی تفہیم کے لیے غیر عربی میں خطبہ دیا ہو یا عجمی زبانیں جاننے والے صحابہ میں سے کسی کو ان کی تفہیم پر مامور کیا ہو۔ حضورؐ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے بڑھ کر تبلیغ دین اور تذکیر و ارشاد کا جذبہ رکھتے تھے' اور ان کے عہد میں بکثرت عجمی ممالک بھی فتح ہو چکے تھے جن کے باشندے عربی نہ سمجھتے تھے مگر ان بزرگوں نے بھی عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ جاری نہیں کیا۔ اسی بنا پر متقدمین اور متاخرین میں سے ایک گروہ کثیر نے یہ رائے قائم کی ہے کہ صحت خطبہ اور ادائے سنت کے لیے خطبہ کا عربی میں ہونا شرط ہے۔ صرف ایک امام ابو حنیفہ ہیں جو غیر عربی خطبہ کو مطلقاً جائز رکھتے ہیں۔ ان کے سوا سلف میں اور کوئی نہیں جو اس کے جواز کا قائل ہو۔ (۱)

استدلال مذکور پر تنقیدی نظر:

ہمارے نزدیک اس استدلال میں متعدد اصولی غلطیاں ہیں۔ اولین غلطی یہ ہے کہ یہ حضرات شرعی عمل اور عادی و طبعی عمل میں فرق نہیں کرتے جس کی طرف ہم ابتداء اپنے چوتھے مقدمے میں اشارہ کر آئے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی۔ آپ کے مخاطب بھی عرب تھے یا ایسے عجمی تھے جو عرب میں رہتے تھے اور عربی جان گئے تھے' مثلاً سلمان فارسی۔ اگر آپ ان کے سامنے عربی میں خطبہ نہ دیتے تو اور کس زبان میں دیتے؟ نبی عربی کا اہل عرب کے سامنے عربی میں تقریر کرنا ایک طبعی فعل ہے۔ اس کو حجت شرعی بنانا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ اگر آپ نے یہ فرمایا ہوتا کہ خطبہ عربی ہی میں دیا کرو اور کوئی دوسری زبان اس غرض کے لیے نہ استعمال کرو تو بلاشبہ یہ ارشاد حجت شرعی ہوتا۔ لیکن جب کہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا تو خطبہ عربیہ کو محض اس بنا پر "سنت" قرار نہیں دیا جا سکتا کہ حضورؐ نے ہمیشہ عربی میں خطبہ دیا ہے۔ اس طرح کے طبیعی اور عادی افعال کو شرعی اصطلاح میں سنت قرار دینے کے تو یہ معنی ہوں گے کہ عربی زبان میں گفتگو کرنے کو بھی مسنون ٹھہرایا جائے۔ کیونکہ حضورؐ نے تمام عمر اسی زبان میں کلام فرمایا ہے اور غیر عربی میں گفتگو کرنا آپ سے ثابت نہیں ہے۔ اس کے جواب میں اگر کوئی یہ کہے کہ آپ کا عربی میں نماز پڑھنا بھی تو ایک طبیعی فعل تھا۔ پھر تم اس کو کس بنا پر شرعی فعل قرار دیتے ہو؟ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ نماز کے لیے عربیت کا وجوب محض اس بنا پر نہیں ہے کہ حضورؐ نے ہمیشہ عربی میں نماز پڑھی ہے بلکہ اس طبیعی عمل کے ساتھ شرعی حکم بھی موجود

---

(۱) امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے متعلق بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ خطبہ کے مسئلہ میں امام اعظم سے متفق ہیں اور بعض روایات میں یہ ہے کہ وہ صرف اس شخص کے لیے غیر عربی خطبہ کو جائز رکھتے ہیں جو عربی زبان میں خطبہ دینے پر قادر نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور متعدد مصالح شرعیہ بھی اس کے ساتھ وابستہ ہیں جن کو پہلے ہم بیان کر چکے ہیں' اس لیے عربی زبان میں نماز ادا کرنا واجب قرار پایا ہے۔ بخلاف اس کے عربی نہ جاننے والے لوگوں کے سامنے عربی میں خطبہ دینا کسی مصلحت شرعی کا حامل نہیں۔ بلکہ اس سے شریعت کے مقاصد الٹے فوت ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو محض اس دلیل سے لازم قرار نہیں دیا جا سکتا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی جاننے والے لوگوں کے سامنے ہمیشہ عربی میں خطبہ دیا ہے۔

استدلال مذکور کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اس میں زمانے اور حالات کے اختلاف سے قطع نظر کر لیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جو عجمی الاصل لوگ مجالس نبویہ میں حاضر ہوتے تھے وہ زیادہ تر وہی تھے جو عربی زبان سے واقف تھے۔ اور اگر بفرض محال ان میں کوئی اکا دکا ایسا ہو بھی جو عربی سے ناواقف ہو تو ظاہر ہے کہ عربی بولنے والوں کے کثیر التعداد گروہ کو چھوڑ کر اس ایک شخص یا دو چار شخصوں کی خاطر خطبہ کی زبان نہیں بدلی جا سکتی تھی۔(۱)

پھر عہد نبویؐ کے بعد جب صحابہ کرام فتح و ظفر کے جھنڈے لے کر عجمی ممالک میں پہنچے تو ان کی حیثیت ایک حاکم قوم کی تھی۔ ان کے پاس سیاسی طاقت تھی۔ وہ غالب تھے' مغلوب نہ تھے۔ وہ دوسروں کے سمجھانے کے حاجت مند نہ تھے بلکہ دوسرے خود ان سے سمجھنے کے حاجت مند تھے۔ ان کے اندر اتنا بل بوتا تھا کہ اپنی زبان کو دوسرے ملکوں میں پھیلا دیں' اور درحقیقت انہوں نے بخارا سے لے کر اسپین تک اسے پھیلا کر ہی چھوڑا۔ حتیٰ کہ ان کے فتح کردہ اکثر و بیشتر ممالک کی اصلی زبانیں عربی زبان کے مقابلے میں قریب قریب فنا ہو گئیں۔ پھر ان کو کیا ضرورت تھی کہ اپنی زبان کو چھوڑ کر مفتوح قوموں کی زبانوں میں خطبے دیتے؟ لیکن آج وہ حالت نہیں ہے۔ مدتیں ہوئیں کہ عربیت کا غلبہ ختم ہو چکا ہے۔ دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں اب صدیوں سے عربی زبان کا چرچا نہیں ہے اور سیاسی و علمی ضعف کی بنا پر روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ عربیت کے پاس اب وہ طاقت ہی نہیں ہے جس سے وہ پہلے اور زبانوں پر چھائے۔ اس کمزوری کی حالت میں اس طرز عمل پر اصرار کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے جو صحابہ کرام اور ان کے قریب العہد لوگوں نے غلبہ و طاقت کے عہد میں اختیار کیا تھا؟

تیسری غلطی یہ ہے کہ سلف صالح نے جو رائے مخصوص حالات میں قائم کی تھی' اس کو شرعی معنوں میں اجماع کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں' صدر اول کے تمام اکابر غالب اور فاتح قوم کے لوگ تھے۔ اگرچہ اسلام نے ان کو وطنی اور نسلی اور لسانی عصبیتوں سے پاک ضرور کر دیا تھا' مگر یہ کیونکر ممکن تھا کہ ان کے اندر وہ کیفیات پیدا نہ ہوتیں جو طبعاً ہر قوم میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا مفتوح قوموں کی زبانوں سے پرہیز کرنا اور اپنے آپ کو ان کی بولیوں سے بچانا اور ان کے اندر اپنی زبان پھیلانے کی کوشش کرنا ایک طبعی امر تھا اور غلبہ و طاقت کی فطرت ہی اس کی مقتضی تھی کہ یہ بات ان میں پیدا ہو۔ اس پر مزید یہ کہ ان کی زبان قرآن اور سنت کی زبان تھی۔ اسلام کا سارا سرمایہ اسی زبان میں تھا۔ اسلام کی اصلی اسپرٹ کا تحفظ خالص عربیت کے تحفظ ہی پر موقوف تھا۔ اس چیز نے ان کے اندر زبان کی حد تک عربیت کا تعصب اور بھی زیادہ پیدا کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر سلف کسی حال میں بھی عجمی زبان بولنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ عجمی الفاظ کا استعمال بھی ان کو گوارا نہ تھا۔ سیدنا عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ لا تتعلموا رطانة الاعاجم— عجمیوں کی بولی نہ سیکھو۔ سیدنا علیؓ کے سامنے ایک مرتبہ نوروز کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ آپؓ نے

---

(۱) اس مقام پر یہ جاننا فائدے سے خالی نہ ہو گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر عرب لوگوں سے خط و کتابت کرنے کے لیے اپنے سیکرٹری حضرت زید بن ثابت کو سریانی زبان کی تعلیم دلوائی تھی۔ (ملاحظہ ہو الاستیعاب لابن عبدالبر' جلد اول' ص ۱۸۹) اسی طرح بعض دوسرے صحابہؓ کے متعلق یہ ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے غیر زبانیں سیکھی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دریافت فرمایا، کیا ہے؟ عرض کیا گیا، آج نوروز ہے۔ آپؓ نوروز کا سن کر چیں بجبیں ہو گئے۔ محمد بن سعید بن ابی وقاص نے ایک جماعت کو فارسی بولتے سنا تو کہنے لگے ما بال المجوسیة بعد۔ یہ مجوسیت لوگوں میں کہاں سے گھس آئی؟ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ عجمی زبان میں دعا کرنا کیسا ہے؟ فرمانے لگے لسان سوء "بری زبان ہے"۔ امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ "عجمی زبان میں نہ دعا مانگو اور نہ قسم کھاؤ"۔ امام شافعی عربی زبان کے سوا ہر دوسری زبان میں بات چیت کرنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ یہی حال اس زمانے کے اکثر فقہاء کا تھا۔ وہ عجمی زبان کے استعمال کو عموماً اور دعا و ذکر میں اس کے استعمال کو خصوصاً برا سمجھتے تھے۔ ان بزرگوں کے اس طرز عمل پر اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ دراصل کسی شرعی بنیاد پر نہ تھا بلکہ ایک بڑی حد تک اس طرز عمل کی بنا فطری اسباب پر تھی، اور حالات کی طاقت نے ان کو ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔ ورنہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اسلام کو وطنی اور لسانی عصبیت سے کوئی علاقہ نہیں۔ وہ کسی خاص قوم کا مذہب نہیں ہے۔ نہ وہ اس لیے آیا ہے کہ کسی خاص زبان کی حمایت کرے اور بس ایک ہی زبان بولنے والوں کا دین بن کر رہ جائے۔

بزرگان سلف نے عجمی زبانوں کی کراہت اور ان سے اجتناب اور دینی و دنیوی اغراض کے لیے ان کے استعمال کی ممانعت پر جو زور دیا تھا، اس کا ایک سبب اور بھی تھا۔ صدر اول کی تاریخ پر آپ نظر ڈالیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس زمانے میں عرب کے سوا دوسری قومیں عموماً غیر مسلم تھیں اور اسلام زیادہ تر عربی قوم میں ہی تھا۔ اس صورت حال نے اس وقت عربیت کو اسلام کا اور عجمیت کو کفر کا ہم معنی بنا رکھا تھا۔ عجمی قوموں کے جو افراد اسلام لاتے تھے، ان کا رشتہ ملت کفر سے توڑنے کے لیے اور ملت اسلام میں ان کو جذب کرنے کے لیے ناگزیر تھا کہ ان کو عربیت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جاتی، اور ان کی معاشرت، لباس، آداب و اطوار، بول چال، ہر چیز کو بدل ڈالا جاتا۔ کیونکہ باطنی تغیر کی تکمیل خارجی تغیر کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اگر ان کو محض مسلمان بنا کر چھوڑ دیا جاتا اور تمدنی و لسانی اور ادبی حیثیت سے وہ بدستور کافر اقوام کا جز بنے رہتے تو کفر کے سمندر میں اسلام کے یہ چھوٹے چھوٹے جزیرے پیدا ہونے کے ساتھ ہی فنا بھی ہوتے چلے جاتے۔ یہ حالت ایک طویل مدت تک رہی۔ اس کے بعد جب دوسرے ممالک کی بڑی بڑی قومیں مسلمان ہو گئیں تو عربیت اور اسلام کے ہم معنی ہونے کی وہ کیفیت جو ابتدائی صدیوں میں تھی، باقی نہ رہی۔ اب ترکی، فارسی، اردو اور دوسری مسلمان قوموں کی زبانیں کفار کی زبانیں نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کی زبانیں ہیں۔ اب عربی لباس اور عربی طرز معاشرت میں بھی لازمی طور پر شعار اسلام نہیں ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا جو عام لباس ہے وہ بھی اسی طرح شعار اسلام ہے جس طرح عربی لباس۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے اسلامی ممالک میں بھی ہر وہ لباس اور ہر وہ طرز معاشرت، جس سے مسلمان غیر مسلموں کے مقابلے میں ممیز ہوتے ہیں، یقیناً اسلامی شعار ہی ہے۔ پس اب حالات کے بدل جانے کے باوجود فقہائے اسلام کا عربیت پر اس طرح زور دینا درست نہیں جس طرح صدر اول کے فقہا بالکل مختلف حالات میں زور دیتے تھے۔ ہمارے نزدیک متاخرین کی یہ ایک اصولی غلطی ہے کہ وہ متقدمین کے زمانے اور ان کے حالات کو نہیں دیکھتے اور آنکھیں بند کر کے ان کے اقوال سے استناد کرنے لگتے ہیں۔

ایک اور دلیل:

خطبہ عربیہ کے لزوم پر ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ خدا کا کلام اور اسلام کے تمام احکام زبان عربی میں ہیں اور ہر مسلمان پر عربی سے واقف ہونا لازم ہے۔ اگر لوگ عربی کی تحصیل میں غفلت کرتے ہیں اور عربی نہیں سمجھتے تو یہ ان کا قصور ہے۔ ان کی خاطر خطبہ کی زبان بدلنا کیا ضرور؟

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے عربی سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر انہیں اپنے دین کی سمجھ حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتی۔ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ مسلمانوں میں گمراہیوں کے پھیلنے کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ علم دین کے اصل ماٰخذ تک ان کی رسائی نہیں۔ اسی لیے ہم نے خود بارہا اس ضرورت کا اظہار کیا ہے اور ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم میں عربی زبان کو لازمی طور پر شامل ہونا چاہئے۔ لیکن "ہے" اور "ہونا چاہئے" میں بہت فرق ہے۔ جو کچھ ہونا چاہئے اس کے لیے کوشش کیجئے مگر جو کچھ فی الواقع ہے اس سے آنکھیں بند نہ کر لیجئے۔ شریعت نے آپ کو یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ بس "چاہئے" کے پیچھے پڑے رہئے اور واقعات کی پروا نہ کیجئے۔ آپ کے حالات تو یہ ہیں کہ آپ کے ہاں مسلمانوں کے لیے عربی تو درکنار دین کی ابتدائی تعلیم تک لازم نہیں ہے' اور اس پر آپ کے تحکم کی کیفیت یہ ہے کہ مسلمان اگر عربی نہیں سمجھتے تو آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی پروا نہیں' ہم تو عربی ہی میں خطبہ سنائیں گے۔ کیا عربی خطبہ پر آپ کے اصرار کا یہ نتیجہ نکلنے کی کوئی امید ہے کہ مسلمان محض اس کو سمجھنے کے لیے عربی زبان سیکھنے پر مجبور ہو جائیں؟

تیسری دلیل: تیسری دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ نسبتاً زیادہ وزنی ہے۔ یعنی یہ کہ عربی زبان کے سوا دوسری زبانوں میں خطبہ کے جاری ہونے سے اسلام میں لسانی قومیتوں کی بنا پڑنے کا خوف ہے۔ جمعہ تو تمام مسلمانوں کو بلالحاظ نسل اور زبان و وطن ایک جگہ جمع کرنا چاہتا ہے مگر غیر عربی خطبہ ان کو چھانٹ دے گا اور مختلف زبانیں بولنے والوں کو جمعے الگ الگ کرا کے چھوڑے گا۔

یہ خطرہ یقیناً اہمیت رکھتا ہے مگر اس کا علاج کچھ زیادہ دشوار نہیں۔ ہونا یہ چاہئے کہ خطبہ کا ایک حصہ تو لازماً عربی زبان میں ہو' اور اسے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب پر صلوٰۃ و سلام اور آیات قرآنی کی تلاوت کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ اس کے بعد دوسرا حصہ جس میں احکام اور مواعظ اور ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اسلامی تعلیمات ہوں۔ وہ ایسی زبان میں ہونا چاہئے۔ جس کو حاضرین یا ان کی اکثریت سمجھتی ہو' اور اس غرض کے لیے بھی زیادہ تر ان زبانوں کو ترجیح دی جانی چاہئے' جو مسلمانوں میں بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہوں۔ مثلاً ہندوستان میں صوبہ وار زبانوں اور مقامی بولیوں کے بجائے زیادہ تر اردو زبان کا خطبہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اسے قریب قریب ہر صوبہ کے مسلمان سمجھتے ہیں۔ البتہ دور دراز کے گوشوں میں جہاں اردو سمجھنے والے کم ہیں' مقامی زبانوں کو خطبہ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں مسلمانوں کا بین الاقوامی اجتماع ہو' وہاں عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ نہ ہونا چاہئے۔

عملی مشکلات:

یہاں تک جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے' وہ صرف شرعی مسئلہ سے متعلق تھا۔ یعنی قانون کی حد تک ہمارے نزدیک غیر عربی خطبے میں کوئی حکم شرعی مانع نہیں ہے' اور جو لوگ اس کو ناجائز یا مکروہ تحریمی یا خلاف سنت قرار دیتے ہیں وہ ہماری رائے میں غلطی کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ احکام سے نہیں بلکہ عملی مشکلات اور قباحتوں سے تعلق رکھتا ہے۔

عام فہم زبان میں خطبہ ہونے کی ضرورت جس بنا پر ظاہر کی جاتی ہے وہ تو یہی ہے کہ لوگ جب اس کو سمجھیں گے تو فائدہ اٹھائیں گے۔ گویا اصل مقصود سمجھنا نہیں بلکہ فائدہ اٹھانا ہے۔ لیکن اگر صورت یہ ہو کہ بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہونے لگے تو ایسی صورت میں غالباً ہر صاحب عقل یہی کہے گا کہ ایسا سمجھنے سے نہ سمجھنا بہتر ہے۔ اب ذرا اپنی قوم کی حالت کا جائزہ لیجئے۔

آپ کے ہاں امامت کا معیار حد سے زیادہ پست ہو چکا ہے۔ جو منصب مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں سب سے زیادہ اہم تھا وہ اب سب سے زیادہ غیر اہم ہے۔ جس منصب کے لیے بہتر سے بہتر آدمی منتخب کرنے کا حکم تھا' اب اس کے لیے بدتر سے بدتر آدمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھانٹا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے ذہن میں اب امام کا تصور یہ ہے کہ جو شخص دنیا کے کسی اور کام کا نہ ہو اس کو مسجد کا امام ہونا چاہیے۔ دس پانچ روپیہ تنخواہ اور دونوں وقت کی روٹی مقرر کر دی اور کسی نیم خواندہ ملا کو رکھ لیا۔ یہ گویا مسجد کی امامت کا انتظام ہو گیا۔ امامت کو اس درجہ پست کر دینے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری مسجدیں، وہی مسجدیں جنھوں نے کبھی ہماری قوم کے قصر فلک بوس کی تعمیر کی تھی، آج ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو بے علم، تنگ نظر، پست حوصلہ اور دنی الاخلاق ہیں۔ کیا آپ ان لوگوں سے امید رکھتے ہیں کہ یہ اردو میں خطبے دے کر آپ کی دینی و دنیوی رہنمائی کر سکیں گے؟

اس گروہ کو چھوڑ کر اگر آپ نے جمعہ کی امامت کے لیے کسی دوسرے گروہ کا انتخاب کرنا چاہا تو لامحالہ اس کے لیے آپ کو علماء ہی کے طبقے کی طرف رجوع کرنا ہو گا اور باستثناء چند اس طبقے کے سواد اعظم کا جو حال ہے، اسے بیان کرنا گویا اپنی ٹانگ کھولنا اور آپ ہی لاجوں مرنا ہے۔ ان حضرات کو اگر آپ نے عام فہم زبان میں من مانے خطبے دینے کا موقع دیا تو یقین جانئے کہ آئے دن مسجدوں میں سر پھٹول ہو گی۔ اس لیے کہ ان میں کا ہر شخص اپنا ایک الگ مشرب رکھتا ہے اور اپنے مشرب میں وہ اتنا سخت ہے کہ دوسرے مشرب والوں کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنا اس کے نزدیک گناہ سے کم نہیں۔ پھر اللہ نے اس کی زبان میں ایک ڈنک رکھ دیا ہے جس سے دلوں کو زخمی کیے بغیر وہ کوئی بات نہیں کر سکتا۔ وہ جس ماحول سے تعلیم و تربیت پاکر آتا ہے، اور جس ماحول میں زندگی بسر کرتا ہے، وہاں دین کے مہمات اور قوم کے مصالح کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ تمام دلچسپیاں سمٹ کر چند چھوٹی چھوٹی نزاعی باتوں میں جمع ہو گئی ہیں، اس لیے لامحالہ جب وہ زبان کھولے گا انہی مسائل پر کھولے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ کے گھر میں گالم گلوچ اور جوتی پیزار ہو گی اور آخر کار ہر مشرب کے مسلمان اپنے جمعے الگ الگ قائم کرنے لگیں گے۔ یہ تو مذہبی ذہنیت رکھنے والوں کا حال ہوا۔ رہے نئے تعلیم یافتہ حضرات، جو ان مسائل سے دلچسپی نہیں رکھتے تو ان پر ایک دوسری مصیبت نازل ہو گی۔ وہ ہر جمعہ کو رسول اللہ ؐ کے منبر سے وہ موضوع اور ضعیف روایتیں اور لاطائل کہانیاں اور احکام اسلامی کی غلط تعبیریں سنیں گے جن کو سن کر غیر مسلموں کا مسلمان ہونا تو درکنار، ذی ہوش مسلمانوں کا مسلمان رہنا بھی مشکل ہے۔

مذہبی دھڑے بندیوں کے علاوہ اب مسلمانوں میں سیاسی دھڑے بندی کا بھی زور ہو رہا ہے۔ جہاں کہیں مولوی قسم کے مسٹروں، یا مسٹر قسم کے مولویوں کو امامت و خطابت کا موقع مل گیا ہے، وہاں وہ نہایت منہ پھٹ اور بے لگام طریقے سے اپنے سیاسی مسلک کی تائید اور مسلک مخالف کے لوگوں کی تذلیل و تضحیک و تفسیق کرنے لگے ہیں۔ یہ ایک اور فتنہ ہے جو اگر کچھ زیادہ بڑھ گیا تو مسلمانوں کے لیے مل کر نماز پڑھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ مسجدوں میں وہ کچھ ہونے لگا ہے جو پولنگ اسٹیشنوں پر ہوا کرتا ہے اور بالآخر ہر سیاسی مسلک کے لوگوں کی مسجدیں الگ ہو کر رہیں گی۔

خطبہ غیر عربیہ کے اجرا سے پہلے آپ کو ان خرابیوں کا کوئی علاج سوچنا چاہیے۔ میری رائے میں ان کا علاج صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اہل علم کی کوئی معتدل جماعت خطبات جمعہ کی تیاری کا کام اپنے ہاتھ میں لے اور ایسے خطبے لکھے جو نزاعی مسائل سے پاک ہوں اور مسلمانوں میں صحیح و دینی روح پھونکنے والے ہوں۔ پھر ہندوستان میں ہر جگہ صحیح الخیال اور بااثر لوگ کوشش کریں کہ اسی مرکزی جماعت کے تیار کیے ہوئے خطبے نماز جمعہ میں پڑھے جائیں۔ اگر ایسی کوئی تنظیم ہو جائے (جس کی امید کم ہی نظر آتی ہے) تو خطبہ غیر عربیہ کے اجرا میں میری تحقیق کی حد تک کوئی امر شرعی مانع نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ تنظیم نہ ہو سکے تو مصلحت کا اقتضاء یہی ہے کہ عربی کے انہی پرانے خطبوں کو چلنے دیا جائے جن سے کوئی مفید نہیں تو مضر نتیجہ بھی برآمد نہیں ہوتا۔ البتہ اگر خوش قسمتی سے کوئی موزوں خطیب میسر آجائے اور وہ اس خدمت کو باحسن وجوہ انجام دے سکے تو اس سے فائدہ اٹھانے میں دریغ بھی نہ کرنا چاہیے۔

(ترجمان القرآن، صفر ربیع الاول ۵۶ ۱۳ھ مطابق مارچ اپریل ۱۹۳۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ جمعہ کی زبان پر مزید بحث

مسئلہ کا ایک پہلو فقہی ہے اور اس نقطہ نظر سے صرف یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا خطبہ کو عربی زبان میں پڑھنا شرعاً ضروری ہے یا نہیں؟ اس سوال کے متعلق کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لیے حسب ذیل امور کی تحقیق ہونی چاہیے۔ کیا خطبہ عربیہ کے وجوب پر کوئی نص ہے؟ اگر نص نہیں ہے اور یہ حکم صرف شارع کے عمل سے ماخوذ ہے تو کیا شارع کا یہ عمل سنت کی تعریف میں آتا ہے؟ آیا اصطلاح شرع میں سنت ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو شارع نے کیا ہو' اس باب میں شرعی عمل اور عادی و طبعی عمل میں کوئی فرق کیا گیا ہے؟ اگر فرق ہے تو شارع کا عربی میں خطبہ دینا کس قسم کا فعل ہے' شرعی یا طبعی؟

مسئلہ کا دوسرا پہلو مصالح سے تعلق رکھتا ہے اور اس بارے میں صحیح رائے قائم کرنے کے لیے حسب ذیل امور کا تصفیہ ضروری ہے۔ خطبہ کا مقصد کیا ہے؟ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے شارع نے اور صدر اول کے آئمہ نے جو طریقہ اختیار کیا تھا اس کی پابندی سے آج بھی وہ مقصد حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ شریعت میں مقصد زیادہ اہمیت رکھتا ہے یا وہ وسیلہ جو اس کو حاصل کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو؟ اگر مقصد زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور کسی خاص صورت حال میں طریقہ متوارثہ کی پابندی سے وہ فوت ہو رہا ہو اور اس صورت حال کو بدلنے پر ہم قادر نہ ہوں تو کیا ہم اصول شرع کے تحت طریقہ متوارثہ میں کوئی تغیر کر سکتے ہیں؟ اگر تغیر کرنے کا حق ہم کو حاصل ہے تو حالات کے لحاظ سے ہمیں کتنا اور کس طرح کا تغیر کرنا چاہیے۔

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر ان دلائل کو تسلیم کر لیا جائے تو قرآن مجید کا ترجمہ کرنا بھی اسی طرح ناجائز قرار پائے گا جس طرح غیر عربی میں خطبہ دینا ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ عربی زبان اسلام کی سرکاری زبان ہے' جو لوگ اسلام کے محکوم ہیں' ان پر اس زبان سے واقف ہونا لازم ہے اور اگر وہ عربی سے واقفیت پیدا نہیں کرتے تو یہ ان کا قصور ہے' لہٰذا ان کو سمجھانے کے لیے قرآن کے مطالب کو ان کی مادری زبان' یا بالفاظ دیگر کسی "غیر سرکاری زبان" میں بیان نہیں کیا جائے گا۔ اسی طریقے سے آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ ان کے سامنے اسلامی احکام' اسلامی عقائد' اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور دوسری "سرکاری" چیزوں کو بھی صرف "سرکاری زبان ہی بیان کیا جائے گا۔ کوئی چیز غیر سرکاری زبان میں نہ بیان ہو گی خواہ وعظ کی صورت میں ہو یا تحریر کی صورت میں۔

فرمائیے! اگر کوئی شخص یہ موقف اختیار کرے تو کیا آپ اس کو قبول کریں گے؟ غالباً نہیں اس لیے کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ موجودہ حالات میں ایسا کرنے سے مسلمانوں کی تقریباً ۸۰ فی صد آبادی اسلام کے علم سے بالکل بے بہرہ ہو جائے گی۔ اسی بنا پر آپ قرآن حکیم کے ترجمے دوسری زبانوں میں کرنے کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھتے ہیں' اور اسی بنا پر آپ "غیر سرکاری زبان" میں "سرکاری" مضامین کی اشاعت کو مواعظ اور تحریروں کی شکل میں صرف گوارا ہی نہیں بلکہ پسند کرتے ہیں۔ جب حال یہ ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ یہ تمام بحثیں صرف خطبہ جمعہ کے مسئلہ میں پیدا ہوتی ہیں؟ مسجد میں اگر کوئی شخص نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے عجمی زبان میں وعظ کہے تو جائز بلکہ مفید۔ اور انہی مضامین کو اگر وہی شخص منبر کی دو سیڑھیوں پر چڑھ کر خطبہ جمعہ کی حیثیت سے بیان کرنے لگے تو ناجائز بلکہ بدعت!

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ عادت قدیمہ کی محبت میں مبتلا ہوتے ہیں' اور جب کوئی مجتہد' حالات کے تغیر اور زمانے کی بدلی ہوئی ضروریات کو محسوس کر کے' طریقہ متوارثہ میں ترمیم کی جرات کرتا ہے تو وہ محض اس بنا پر اس کی مخالفت کرنے لگتے ہیں کہ اس نے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جس سے ان کے طبائع مانوس نہیں ہیں مگر جب یہ نیا طریقہ چل پڑتا ہے اور اجنبیت دور ہو جاتی ہے تو لوگ اس کو نہ صرف جائز بلکہ مفید سمجھنے لگتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے جب قرآن مجید کا ترجمہ فارسی میں کیا تو اسی بنا پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی مخالفت کی گئی تھی۔ ان سے پہلے ایک دور ایسا بھی گزرا ہے جس میں عربی زبان کے سوا کسی اور زبان میں دعا کرنا' وعظ کہنا اور دینی مسائل پر اظہار خیال کرنا ایک نئی چیز تھی۔ اور لوگ اس پر معترض ہوتے تھے۔ ٹرکی میں جب پہلی مرتبہ جدید طرز پر فوجوں کو مرتب کرنے اور نئے آلات جنگ کا استعمال رائج کرنے کی کوشش کی گئی تو ایک جماعت نے اس پر سخت اعتراض کیا تھا۔ ان میں سے ہر موقع پر یہی کہا گیا کہ یہ بدعت اور احداث فی الدین ہے مگر آج کوئی نہیں جس کو ان چیزوں پر اعتراض ہو۔ اعتراض تو درکنار آج عامی اور عالم سب ان کو جائز بلکہ مستحسن سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ پر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس قسم کے اعتراضات دراصل غیر شرعی محرکات سے پیدا ہوتے ہیں' پھر ان کی تائید میں شریعت سے استدلال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اسلام سے عربی زبان کا خاص تعلق ہے۔ قرآن عربی میں نازل ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرام کی سیرت کے متعلق تمام معلومات عربی میں ہیں۔ اسلام کا صحیح علم حاصل ہونا' جس پر انسان کے مسلمان ہونے کا مدار ہے۔ عربی زبان کی واقفیت کے بغیر ممکن نہیں۔ امت مسلمہ کی وحدت برقرار رکھنے کے لیے بھی عربی زبان ایک ضروری اور ناگزیر ذریعہ ہے۔ انہی وجوہ سے ہر زمانہ کے علماء نے عربی کی تعلیم پر زور دیا ہے' اور انہی وجوہ سے آج بھی ہر صاحب عقل و فہم مسلمان یہ ضروری سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم میں عربی کو بحیثیت ایک ثانوی زبان کے لازمی طور پر شامل ہونا چاہئے۔ یہ تمام باتیں بالکل برحق ہیں اور ان میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن جیسا کہ اس سے پہلے میں عرض کر چکا ہوں "ہے" اور "ہونا چاہئے" میں بڑا فرق ہے۔ جو کچھ ہونا چاہئے اس کے لیے ضرور کوشش کیجئے۔ لیکن اگر عالم واقعہ میں موجود نہیں ہے تو اپنے طرز عمل کو واقعات کے مطابق بنانے سے انکار نہ کر دیجئے۔ عقل اور دین دونوں کا اقتضا یہ ہے کہ مقصد کو وسیلہ پر مقدم رکھا جائے۔ ایک وسیلہ اگر زیادہ بہتر ہے' لیکن اب کارگر نہیں رہا ہو' تو دوسرا وسیلہ اختیار کیجئے جو کارگر ہو' اگرچہ بہتر نہ ہو۔ لیکن اگر آپ وسیلہ پر اصرار کر کے اصل مقصد کو کھو دیں گے تو یہ نہ عقلمندی ہے نہ دینداری۔

اب آپ خود غور کیجئے کہ دین کا اصل مقصد کیا ہے؟ آیا یہ ہے کہ عربی زبان کو "سرکاری" اور قومی زبان کی حیثیت سے پھیلایا جائے؟ یا یہ کہ خدا کے بندوں کو اس کی تعلیم اور اس کے احکام سے واقف کرایا جائے؟ ظاہر ہے کہ اصل مقصد دوسری چیز ہے۔ پس جب حال یہ ہے اور ہر شخص اس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ غیر عربی ممالک میں دو فی صدی آدمی بھی عربی زبان سمجھنے والے باقی نہ رہے' اور ہم اس طاقت سے محروم ہو چکے ہیں جس سے صدر اول کے مسلمانوں نے عربی کے علم کو پھیلایا تھا' تو آپ کو سوچنا چاہئے کہ ہمارے لیے صحیح طریق کار کیا ہے؟ یہ کہ مقصد اصلی کو کسی دوسرے ممکن ذریعہ سے حاصل کریں؟ یا یہ کہ قدیم ذریعہ پر اصرار کر کے مقصد کو فوت ہو جانے دیں؟

دین ایک عالمگیر حقیقت ہے۔ انسانی زبانوں میں سے کسی کے ساتھ اس کا مختص بالذات رشتہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اصل مقصد دین کو اپنے بندوں تک پہنچانا ہے' اور اس مقصد کے لیے جس طرح وہ ایک انسان کو وسیلہ بناتا ہے اسی طرح ایک زبان کو بھی وسیلہ بناتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اسی دین کو پہنچانے کے لیے وہ دوسری قوموں کے انسانوں اور دوسری قوموں کی زبانوں کو بھی وسیلہ بنا چکا ہے۔ پس اگر آخری تبلیغ کے موقع پر اس نے عربی قوم اور عربی زبان کو وسیلہ بنایا تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ اب صرف عربی زبان ہی سے اسلام کا رشتہ ہو گیا ہے اور دوسری زبانوں کو تبلیغ دین کے لیے استعمال کرنا ناجائز یا مکروہ ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صریح ہدایت فرما دیتے کہ عربی زبان کے سوا کسی زبان کو تبلیغ دین کے لیے قیامت تک استعمال نہ کرنا۔ حالانکہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے بعض صحابہ کو غیر زبانیں سیکھنے کا حکم دیا تھا اور عہد صحابہ میں حضرت سلمان فارسیؓ جیسے غیر عربی الاصل حضرات عجمیوں کو ان کی اپنی زبانوں میں دین کی تعلیمات سمجھاتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی یہ بات کہ قیصرِ روم اور شاہ ایران کو جو دعوت نامے بھیجے گئے تھے وہ عربی میں کیوں بھیجے گئے‘ تو اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط ان لوگوں کو بھیجے تھے‘ وہ ایک ملک کے فرمانروا کی طرف سے دوسرے ملک کے فرمانرواؤں کی جانب تھے‘ اور ایسی مراسلت میں اپنے ملک کی زبان کے بجائے مخاطب کے ملک کی زبان استعمال کرنا اس مملکت کی توہین ہے جس کا فرمانروا کمتر موقف اختیار کرے‘ اور اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضورؐ تبلیغ کی خاطر ہر مخاطب فرمانروا کو اسی کی زبان میں خطاب فرمانا چاہتے بھی تو اس وقت عملاً اس کا انتظام مشکل تھا‘ کیونکہ صحابہ میں بہت کم لوگ ایسے تھے جو غیر عربی زبانیں جانتے ہوں‘ اور جو لوگ جانتے تھے وہ بھی ان زبانوں کے ایسے ادیب نہ تھے کہ ایک نبی کے شایان شان فصیح و بلیغ خط لکھ سکتے۔ نیز یہ بات بھی حضور اکرمؐ کو معلوم تھی کہ جن بادشاہوں کے نام آپ دعوت نامے بھیج رہے ہیں ان کو ایسے لوگ میسر آ سکتے ہیں جو ان خطوط کا صحیح مفہوم انہیں سمجھا سکتے ہیں۔ (۱) پس حضورؐ کا عربی میں اسلام کے دعوت نامے بھیجنا عملی زندگی کے موانع کا نتیجہ تھا‘ اور اس کی حیثیت بالکل ایسی ہی تھی جیسے پانی نہ ملنے کی صورت میں آپ نے تیمم بھی کیا ہے اور قیام کی طاقت نہ ہونے کی حالت میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھی ہے۔ حالانکہ اگر اللہ چاہتا تو ہر جگہ آپ کے لیے ایک چشمہ پیدا کر سکتا تھا‘ اور آپ کو ہمیشہ بیماری اور ضعف سے محفوظ رکھ سکتا تھا۔ ایسی مثالوں سے یہ نتیجہ نکالنا ہرگز درست نہیں کہ شریعت دین کی تبلیغ کو صرف عربی زبان تک محدود رکھنا چاہتی ہے اور اس کا منشاء یہ ہے کہ جو لوگ اس زبان سے واقف نہ ہوں‘ ان کو ضلالت اور جہالت میں مبتلا رہنے دیا جائے۔

صحابہ کرام اور ائمہ متقدمین کی غیر زبانوں سے نفرت اور عربیت پر ان کے اصرار کے متعلق میں نے ”تعصب“ کا لفظ جو استعمال کیا تھا۔ تعصب محض جاہلیت ہی کا نہیں ہوتا۔ ایک قسم کا تعصب وہ ہے جو ہر انسان کی فطرت میں ہوتا ہے اور جس کو عیب میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر ایک ہندوستانی جب چین جائے گا تو وہاں کی زبان‘ عادات‘ خصائل‘ طرز بود و ماند ہر چیز سے اجنبیت محسوس کرے گا۔ ان پر ناک بھوں چڑھائے گا۔ اور اس کو پسند نہ کرے گا کہ اس کے اہل و عیال ”چینیت“ اختیار کریں۔ یہ ایک فطری منافرت ہے جو ہر انسان کی طبیعت میں اجنبی چیزوں سے ہوتی ہے۔ صحابہ کرام بھی بہرحال انسان تھے اور عجمیت سے ان کی نفرت ایک حد تک اس بنا پر بھی تھی۔ اس میں مزید اضافہ اس وجہ سے ہو گیا کہ عجمی اقوام اس وقت سب کی سب کافر تھیں اور ان کے جو افراد مسلمان ہو جاتے تھے‘ ان کو صحابہ کرام عربیت کے رنگ میں رنگ لینا ضروری سمجھتے تھے تاکہ وہ کفار کی جمعیت سے الگ ہو کر اہل اسلام کی جمعیت میں جذب ہو جائیں۔ نیز صحابہ کرام یہ بھی پسند نہ کرتے تھے کہ مسلمان (جو اس وقت تمام تر عرب ہی تھے) عجمی ممالک میں اہل عجم کی سی بولیاں بولنا اور ان کے سے لباس پہننا شروع کر دیں۔ کیونکہ اس طرح کفار کی اکثریت میں ان کے جذب ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ پس صحابہ کرام نے جو طرزِ عمل اختیار کیا‘ اس کی بنیاد دو وجوہ پر تھی۔ ایک وجہ فطری تھی اور دوسری وجہ حالات کے اقتضاء سے تعلق رکھتی تھی۔ ان میں سے پہلی وجہ کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس لیے اس کو حجت بنانا درست نہیں۔ رہی دوسری وجہ تو اب وہ حالات باقی نہیں ہیں۔ اردو‘ فارسی‘ ترکی‘ جاوی‘ اور ایسی ہی دوسری زبانیں بھی عربی کی طرح اب مسلمانوں کی زبانیں ہیں‘ اور ان سے کسی اسلامی مصلحت کے تحت نفرت و اجتناب کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی ہے۔

ترجمان القرآن۔ جمادی الاخرہ و رجب ۵۶ ۱۳ھ‘ اگست و ستمبر ۳۷ء

---

(۱) واضح رہے کہ ایرانی اور رومی‘ دونوں سلطنتوں کے حدود میں ‘ اور ان کے زیر اثر علاقوں میں عربی ریاستیں موجود تھیں‘ بڑے بڑے عرب قبائل آباد تھے‘ اور عرب سرداروں کی رسائی قیصر و کسریٰ کے درباروں میں تھی۔ اسی طرح مصر اور حبش کے ساتھ بھی عرب کے وسیع تجارتی تعلقات تھے اور دونوں ملکوں کے اپنے حدود میں عربی بولنے والی آبادیاں پائی جاتی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا خطبہ غیر عربیہ واجب ہے؟

یہ ایک دلچسپ صورت حال ہے۔ ایک جماعت عجمی زبان کے خطبہ کو مکروہ تحریمی ثابت کر رہی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا فاعل گناہ گار ہو۔ دوسری جماعت اسی چیز کو واجب ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا تارک گناہ گار ہو۔ حالانکہ نہ ایک فریق کے پاس اس کی حرمت کا کوئی شرعی ثبوت ہے اور نہ دوسرے کے پاس اس کے وجوب کا۔ اس معاملہ میں یہ بات ہر شخص کو بطور ایک اصول کے سمجھ لینی چاہئے کہ شریعت میں فرض و واجب، یا حرام و ناجائز صرف وہی امور ہیں جن کو شارع نے خود یہ حیثیت دی ہو، اور جن کے بارے میں کتاب و سنت سے اس طرح کا کوئی حکم ثابت ہو۔ ایسے ہی امور کے فعل یا ترک پر گناہ کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ باقی رہے وہ امور جو ہم قیاس و استدلال کے ذریعہ سے شارع کے قول یا عمل سے مستنبط کرتے ہیں، تو ان کو فرض یا واجب قرار دینا، یا حرام یا ناجائز ٹھیرانا اور ان کی بنا پر ثواب یا عقاب کا حکم لگانا اصلاً غلط ہے۔ اس لیے کہ انسان کو انسان پر کوئی چیز فرض و واجب کرنے یا حرام و ناجائز ٹھیرانے کا قطعاً کوئی حق نہیں ہے، اور عذاب و ثواب خدا کے اختیار میں ہیں نہ کہ انسان کے اختیار میں۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (النحل: ۱۱۶) ایک بڑے سے بڑا عالم اور امام جلیل القدر بھی زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہنے کا حق رکھتا ہے، وہ صرف اس قدر ہے کہ میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ایسا سمجھتا ہوں، میرے نزدیک فلاں بات کی جا سکتی ہے یا اس کا کرنا اولیٰ ہے، یا فلاں بات نہیں کی جا سکتی، یا اس کا کرنا درست نہیں۔ اگرچہ رائے کا اختلاف اس صورت میں بھی باقی رہتا ہے، اس لیے کہ ایک شخص کا فہم دوسرے شخص کے فہم سے بالکل مطابق نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ اختلاف احکام شریعت میں نہیں بلکہ انسانی اجتہاد میں ہو گا اور اس کی وجہ سے وہ فتنے نہ پیدا ہو سکیں گے جو اجتہادی اختلافات کی بنیاد پر فرض اور حرام کا فرق پیدا کرنے اور پھر ایک دوسرے کو گناہ گار اور گمراہ ٹھیرانے سے پیدا ہوتے ہیں۔

اس اصل کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ اس کے بعد زبان خطبہ کے مسئلہ پر غور کیجئے۔ شارع نے ایسی کوئی تصریح نہیں فرمائی ہے کہ خطبہ فلاں زبان میں دینا واجب ہے۔ یا فلاں زبان میں دینا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح شارع نے ان مقاصد کی تفصیل بھی بیان نہیں کی ہے جن کے لیے خطبہ کو نماز جمعہ کے ساتھ لازم کیا گیا ہے۔ اس باب میں جتنی مختلف باتیں مختلف خیالات کے اہل علم بیان کرتے ہیں، وہ شارع کے کسی صریح حکم پر مبنی نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے صاحب شریعت کے عمل کو دیکھ کر اپنی فہم کے مطابق مختلف امور اخذ کیے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک گروہ کا فہم صحیح ہو۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے گروہ کا فہم صحیح ہو۔ دونوں کو اپنے اپنے دلائل پیش کرنے کا حق ہے لیکن کسی کو یہ حق نہیں کہ اپنے فہم سے جو حکم وہ نکال رہا ہے اسے واجب ٹھیرائے اور اس کے تارک کو گناہ گار قرار دے، یا اسے حرام ٹھیرائے اور اس کے فاعل کو مجرم ٹھیرائے۔ لوگوں کو پوری آزادی حاصل ہے کہ جس کے دلائل کو وہ زیادہ وزنی سمجھیں اور جس کی رائے پر ان کو اطمینان ہو جائے، اس کا اتباع کر لیں۔ شارع کا تصریح نہ کرنا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس نے لوگوں کو اس باب میں آزادی بخشی ہے۔ اگر اس میں لوگوں کے طریقے مختلف ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ جس کا مسلک زیادہ قوی دلائل پر مبنی ہو گا، اور جس کی رائے مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر کو زیادہ مطمئن کرنے والی ہوگی، اسی کے اتباع پر بالآخر سواد اعظم مجتمع ہو جائے گا اور اختلاف عمل کا دائرہ خود بخود گھٹتا چلا جائے گا۔

خطبہ غیر عربیہ کو واجب قرار دینے کے لیے جو طریق استدلال اختیار کیا گیا ہے، وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ نماز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقاصد میں سے اہم ترین مقصد رجوع الی اللہ ہے' اور رجوع الی اللہ بغیر خشوع و خضوع کے ممکن نہیں۔ اور جس چیز پر فرض کے مقصد کا حصول موقوف ہو' وہ بھی فرض ہونی چاہئے' لہٰذا خشوع و خضوع نماز ہی کی طرح فرض ہے۔ یہ طرز استدلال ممکن ہے کہ منطق کی رو سے درست ہو' مگر شرع کی رو سے درست نہیں۔ اس لیے کہ یہ شخص امت پر ایسی چیز فرض کرتا ہے جسے خدا نے فرض نہیں کیا۔ شریعت میں صرف وہی چیز فرض یا حرام ہے جس کو خدا نے فرض یا حرام قرار دیا ہے۔ ہم کو منطقی استدلال سے فرائض اور حرمات کی فہرست میں اضافہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ پچھلی امتوں نے یہی غلط طریقہ اختیار کر کے اپنے اوپر بہت سی چیزیں لازم کر لی تھیں جو خدا نے ان کے اوپر لازم نہیں کی تھیں' اور یہی وہ بوجھ اور پھندے تھے جن سے انسانیت کو آزاد کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے۔ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (الاعراف : ۱۵۷)

اصل حقیقت یہ ہے کہ شرعی نظام کے درہم برہم ہو جانے کی وجہ سے اسلام کا کوئی حکم اپنی اصل پر باقی نہیں رہا ہے۔ جمعہ اور خطبہ ہمارے شرعی نظام کے اہم ترین اجزاء میں سے تھے۔ ایک عظیم الشان اجتماعی مقصد تھا جس کی تحصیل کے لیے دوسرے اجزاء کے ساتھ ان دونوں چیزوں کو بھی خاص حکیمانہ تناسب سے ایک نظام میں نصب کیا گیا تھا۔ اب وہ نظام ٹوٹ گیا' اجزاء پراگندہ ہو گئے' ان کا باہمی ربط اور اجتماعی زندگی کے ساتھ ان سب کا مجموعی ربط ٹوٹ گیا' اور سرے سے وہ عظیم الشان مقصد ہی اب دلوں سے محو ہوتا جا رہا ہے جس کے لیے یہ تمام اجزاء فراہم کیے گئے تھے۔ اس حالت کی صحیح اصلاح تو اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ شرعی نظام پھر سے قائم کیا جائے اور اس کے بکھرے ہوئے اجزاء کو پھر اسی طرح جمع کر کے ایک مشین کے پرزوں کی طرح نصب کر دیا جائے تاکہ اس کی حرکت کے ساتھ ساتھ وہ نتائج برآمد ہوتے چلے جائیں جو اس سے مطلوب ہیں۔ تاہم اگر یہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ مسلمانوں میں ایک رائے عام پیدا کر دی جائے' بڑے پیمانے پر نہیں تو چھوٹے پیمانے پر ہی ان کو اپنے اجتماعی کام ایک نظم کے ساتھ انجام دینے کی عادت ڈالی جائے' اور رائے عامہ کی طاقت سے ان مضرتوں کا سدباب کیا جائے جو غیر ذمہ دار لوگوں کی منتشر حرکات سے پیدا ہوتی ہیں لیکن اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر اصلاح کا نام نہ لیجئے' اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کو اسی طرح ہونے دیجئے کیونکہ ہر شخص اپنے ذہن میں اصلاح کا جو مفہوم سمجھے بیٹھا ہے' اگر وہ اسی کے مطابق انفرادی طور پر عمل شروع کر دے تو بے شمار مصلحین' ایک دوسرے کے خلاف عمل کرنے والے پیدا ہو جائیں گے اور ان کی کارگزاریوں کا نتیجہ اصلاح کے بجائے مزید فساد ہو گا۔

نظام شرعی میں خطیب جمعہ کی حیثیت محض ایک واعظ کی نہیں ہے بلکہ وہ ایک ذمہ دار شخص کی حیثیت رکھتا ہے جس پر اپنے حلقہ کی جماعت مسلمین کی نگرانی کرنے اور ان کی اجتماعی زندگی کو مفاسد سے بچانے اور ان سب کو عام قومی پالیسی کے مطابق چلانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ذمہ داری بجائے خود ایک معلم ہے۔ جس شخص پر اس کا بار پڑتا ہے' وہ خود ذمہ داری سے ہی سیکھ لیتا ہے کہ اس سے کیونکر عہدہ برآ ہو' بخلاف اس کے ایک غیر ذمہ دار شخص' جو نہ کسی نظام جماعت سے تعلق رکھتا ہو' نہ کسی کے سامنے جواب دہ ہو' نہ اس امر کا کوئی تصور رکھتا ہو کہ اس کا خطبہ جماعت کی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اثر انداز ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ ایسا شخص خطبہ جمعہ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے یہ سمجھنا بہت مشکل ہے کہ جماعت کی فلاح و بہبود کن چیزوں کی مقتضی ہے؟ کون سے مفاسد ہیں جن کی اصلاح اس کو پہلے کرنی چاہئے؟ کن تعلیمات کی تلقین اور کن احکام کی تبلیغ مقدم ہے اور اس کام کو کس طرح انجام دیا جائے کہ فائدہ مطلوب حاصل ہو؟ ہمارے جمعوں کے امام چونکہ کوئی ذمہ دار حیثیت ہی نہیں رکھتے اس لیے درحقیقت وہ خطیب کے ان فرائض کو ادا کرنے کے ناقابل ہیں۔ وہ اگر عالم بھی ہوں تو ان کی حیثیت ایک واعظ اور مبلغ کی رہے گی۔ وہ محض اپنے شخصی اختیار تمیزی کی بنا پر تعلیم و تبلیغ کریں گے اور اس سے کوئی خاص اجتماعی فائدہ حاصل نہ ہو گا بلکہ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برعکس ان کے غیر ذمہ دار مواعظ سے یہ تھوڑی بہت اجتماعیت بھی، جو اب حاصل ہوتی ہے، پراگندہ ہو جائے گی۔

اگر نظام شرعی کا احیاء اس وقت ممکن نہیں ہے، جیسا کہ بظاہر نظر آ رہا ہے، تو آخری صورت وہی ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت، جو کسی حد تک ذمہ دارانہ حیثیت رکھتی ہو، خطبات جمعہ مرتب کرنے کے لیے مقرر ہونی چاہئے، اور اس کو ایسے خطبات مرتب کرنے چاہئیں جن میں اصول اسلام کو غیر اختلافی طریقوں سے بیان کیا جائے، مسلمانوں میں وحدت ملی کا احساس پیدا کیا جائے، ان کو عام اخلاقی مفاسد اور خلاف شریعت اعمال پر (جو متفق علیہ ہیں) متنبہ کیا جائے، اور ایسے احکام بیان کئے جائیں جن سے مسلمانوں کے کسی فرقہ کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ اجتماع جمعہ کے مقاصد کی تحصیل کا کم سے کم ذریعہ یہی ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ مختلف فرقوں کے جمعے جو الگ الگ ہونے لگے ہیں، ان کو بند کیا جائے اور ایسی صورتیں پیدا کی جائیں کہ کم از کم جمعہ میں تمام یا اکثر فرقوں کے مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں۔ جمعوں کا الگ ہونا غایت درجہ نقصان دہ چیز ہے۔ اس کو مٹانے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ ایسے اسباب پیدا کئے جائیں جن سے یہ بیماری اور زیادہ ترقی کرے۔ واعظوں کو اگر اپنے نقطہ نظر کے مطابق وعظ کہنا ہے اور وہ اپنے مسلک کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو وہ مسجدوں سے باہر جہاں چاہیں، لب کشائی کریں۔ مسجدیں جمع کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں، نہ کہ تفریق کرنے کے لیے۔ ان کو مساجد ضرار بنانا ایک بدترین فعل ہے جسے کسی حال میں گوارا نہیں کیا جا سکتا۔

(ترجمان القرآن، جمادی الآخرہ و رجب ۵۶ ۱۳ھ۔ اگست و ستمبر ۳۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱۰

نماز تہجد

يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ – قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا – نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا – اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا – (المزمل آیات ۱تا ۶)

ترجمہ :۔اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے، رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو، مگر کم، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر لو، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔ درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لیے بہت کارگر اور قرآن ٹھیک پڑھنے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹ میں ارشاد باری تعالیٰ : وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ – اور رات کو تہجد پڑھو، یہ تمہارے لیے نفل ہے۔

تہجد کے معنی :

تہجد کے معنی ہیں نیند توڑ کر اٹھنے کے۔ پس رات کے وقت تہجد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رات کا ایک حصہ سونے کے بعد پھر اٹھ کر نماز پڑھی جائے۔ (تفہیم، ج ۲، ص ۶۴۳۔ بنی اسرائیل، حاشیہ ۹۶)

فرض نہیں، نفل ہے :

نفل کے معنی ہیں ''فرض سے زائد''۔ اس سے خود بخود یہ اشارہ نکل آیا کہ وہ پانچ نمازیں جن کے اوقات کا نظام پہلی آیت[1] میں بیان کیا گیا تھا، فرض ہیں اور یہ چھٹی نماز فرض سے زائد ہے۔ (تفہیم، ج ۲، ص ۶۴۳، بنی اسرائیل حاشیہ ۹۷)

يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کے الفاظ کے ساتھ حضورؐ کو مخاطب کرنے اور پھر یہ حکم دینے سے کہ آپ اٹھیں اور راتوں کو عبادت کے لیے کھڑے رہا کریں، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت یا تو آپ سو چکے تھے یا سونے کے لیے چادر اوڑھ کر لیٹ گئے تھے۔

اے نبی یا اے رسول کے بجائے اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے کے خطاب کی لطافت :

اس موقع پر آپ کو اے نبیؐ یا اے رسول کہہ کر خطاب کرنے کے بجائے ''اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے'' کہہ کر پکارنا ایک لطیف انداز خطاب ہے جس سے خود بخود یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اب وہ دور گزر گیا جب آپ آرام سے پاؤں پھیلا کر سوتے تھے۔ اب آپ پر ایک کار عظیم کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے جس کے تقاضے کچھ اور ہیں۔

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا کا مطلب :

اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ رات نماز میں کھڑے رہ کر گزارو اور اس کا کم حصہ سونے میں صرف کرو۔ دوسرا یہ

---

(۱) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا – (بنی اسرائیل آیت ۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ پوری رات نماز میں گزار دینے کا مطالبہ تم سے نہیں ہے بلکہ آرام بھی کرو اور رات کا ایک قلیل حصہ عبادت میں بھی صرف کرو۔ لیکن آگے کے مضمون سے پہلا مطلب ہی زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور اسی کی تائید سورۂ دہر کی آیت ۲۶ سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا "رات کو اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو اور رات کا طویل حصہ اس کی تسبیح کرتے ہوئے گزارو۔

مقدار وقت کی تشریح:

نِصْفَهُ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا - اَوْ زِدْ عَلَيْهِ (المزمل آیت ۳۔ ۴) ترجمہ :۔ آدھی رات، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو۔ یہ اس مقدار وقت کی تشریح ہے جسے عبادت میں گزارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس میں آپؐ کو اختیار دیا گیا کہ خواہ آدھی رات نماز میں صرف کریں، یا اس سے کچھ کم کر دیں، یا اس سے کچھ زیادہ۔ لیکن انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قابل ترجیح آدھی رات ہے، کیونکہ اسی کو معیار قرار دے کر کمی و بیشی کا اختیار دیا گیا ہے۔

نماز تہجد میں قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھنے کا حکم:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا - (المزمل، آیت ۴) اور قرآن کو خوب ٹھیر ٹھیر کر پڑھو۔ یعنی تیز تیز رواں دواں نہ پڑھو، بلکہ آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ زبان سے ادا کرو اور ایک ایک آیت پر ٹھیرو تاکہ ذہن پوری طرح کلام الٰہی کے مفہوم و مدعا کو سمجھے اور اس کے مضامین سے متاثر ہو۔ کہیں اللہ کی ذات و صفات کا ذکر ہے تو اس کی عظمت و ہیبت دل پر طاری ہو۔ کہیں اس کی رحمت کا بیان ہے تو دل جذبات تشکر سے لبریز ہو جائے۔ کہیں اس کے غضب اور اس کے عذاب کا ذکر ہے تو دل پر اس کا خوف طاری ہو۔ کہیں کسی چیز کا حکم ہے یا کسی چیز سے منع کیا گیا ہے تو سمجھا جائے کہ کس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور کس چیز سے منع کیا گیا ہے۔ غرض یہ قراءت محض قرآن کے الفاظ کو زبان سے ادا کر دینے کے لیے نہیں بلکہ غور و فکر اور تدبر کے ساتھ ہونی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا طریقہ حضرت انس سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ الفاظ کو کھینچ کھینچ کر پڑھتے تھے۔ مثال کے طور پر انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بتایا کہ آپ اللہ، رحمٰن اور رحیم کو مد کے ساتھ پڑھا کرتے تھے (بخاری)۔ حضرت ام سلمہؓ سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ حضور ایک ایک آیت کو الگ الگ پڑھتے اور ہر آیت پر ٹھیرتے جاتے تھے، مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پڑھ کر رک جاتے، پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پر ٹھیرتے اور اس کے بعد رک کر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتے (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی)۔ دوسری ایک روایت میں حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضورؐ ایک ایک لفظ واضح طور پر پڑھا کرتے تھے (ترمذی، نسائی)۔ حضرت حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات کی نماز میں حضور کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو آپ کی قراءت کا یہ انداز دیکھا کہ جہاں تسبیح کا موقع آتا وہاں تسبیح فرماتے، جہاں دعا کا موقع آتا وہاں دعا مانگتے، جہاں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا موقع آتا وہاں پناہ مانگتے۔ (مسلم، نسائی)

حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات کی نماز میں جب حضورؐ اس مقام پر پہنچے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ - (اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو تو غالب اور دانا ہے) تو اسی کو دہراتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی (مسند احمد، بخاری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رات کی نماز کا حکم کیوں دیا گیا:

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (المزمل آیت ۵) ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔ تم کو رات کی نماز کا یہ حکم اس لیے دیا جارہا ہے کہ ایک بھاری کلام ہم تم پر نازل کر رہے ہیں' جس کا بار اٹھانے کے لیے تم میں اس کے تحمل کی طاقت پیدا ہونی ضروری ہے۔ اور یہ طاقت تمہیں اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ راتوں کو اپنا آرام چھوڑ کر نماز کے لیے اٹھو اور آدھی آدھی رات یا کچھ کم و بیش عبادت میں گزارا کرو۔

قرآن کو بھاری کلام کیوں کہا گیا؟

قرآن کو بھاری کلام اس بنا پر بھی کہا گیا ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا' اس کی تعلیم کا نمونہ بن کر دکھانا' اس کی دعوت کو لے کر ساری دنیا کے مقابلے میں اٹھنا اور اس کے مطابق عقائد و افکار' اخلاق و آداب اور تہذیب و تمدن کے پورے نظام میں انقلاب برپا کر دینا ایک ایسا کام ہے جس سے بڑھ کر کسی بھاری کام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس بنا پر بھی اس کو بھاری کلام کہا گیا ہے کہ اس کے نزول کا تحمل بڑا دشوار کام تھا۔ حضرت زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اس حالت میں نازل ہوئی کہ آپ اپنا زانو میرے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ میرے زانو پر اس وقت ایسا بوجھ پڑا کہ معلوم ہوتا تھا' اب ٹوٹ جائے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سخت سردی کے زمانے میں حضورؐ پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے' آپ کی پیشانی سے اس وقت پسینہ ٹپکنے لگتا تھا۔ (بخاری' مسلم' مالک' ترمذی' نسائی)۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب کبھی آپ پر اس حالت میں وحی نازل ہوتی کہ آپؐ اونٹنی پر بیٹھے ہوں تو اونٹنی اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیتی تھی اور اس وقت تک حرکت نہ کر سکتی تھی جب تک نزول وحی کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا۔ (مسند احمد' حاکم' ابن جریر)

اشد وطأ کے معنی:

اس کے معنی میں اتنی وسعت ہے کہ کسی ایک فقرے میں اسے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ رات کو عبادت کے لیے اٹھنا اور دیر تک کھڑے رہنا چونکہ طبیعت کے خلاف ہے اور نفس اس وقت آرام کا مطالبہ کرتا ہے اس لیے یہ فعل ایک ایسا مجاہدہ ہے جو نفس کو دبانے اور اس پر قابو پانے کی بڑی زبردست تاثیر رکھتا ہے۔ اس طریقے سے جو شخص اپنے آپ پر قابو پالے اور اپنے جسم و ذہن پر تسلط حاصل کر کے اپنی اس طاقت کو خدا کی راہ میں استعمال کرنے پر قادر ہو جائے وہ زیادہ مضبوطی کے ساتھ دین حق کی دعوت کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے کام کر سکتا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ دل اور زبان کے درمیان موافقت پیدا کرنے کا بڑا موثر ذریعہ ہے' کیونکہ رات کے ان اوقات میں بندے اور خدا کے درمیان کوئی دوسرا حائل نہیں ہوتا اور اس حالت میں آدمی جو کچھ زبان سے کہتا ہے وہ اس کے دل کی آواز ہوتی ہے۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ یہ آدمی کے ظاہر و باطن میں مطابقت پیدا کرنے کا بڑا کارگر ذریعہ ہے' کیونکہ رات کی تنہائی میں جو شخص اپنا آرام چھوڑ کر عبادت کے لیے اٹھے گا وہ لامحالہ اخلاص ہی کی بنا پر ایسا کرے گا' اس میں ریاکاری کا سرے سے کوئی موقع ہی نہیں ہے۔ چوتھا مطلب یہ ہے کہ یہ عبادت چونکہ دن کی عبادت کی بہ نسبت آدمی پر زیادہ گراں ہوتی ہے' اس لیے اس کا التزام کرنے سے آدمی میں بڑی ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے' وہ خدا کی راہ میں زیادہ مضبوطی کے ساتھ چل سکتا ہے اور اس راہ کی مشکلات کو زیادہ استقامت کے ساتھ برداشت کر سکتا ہے۔ (تفہیم' ج ۶' ص ۱۲۶ تا ۱۲۸۔ المزمل حواشی ۱ تا ۵ اور ۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز تہجد میں تخفیف کا حکم:

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ - عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ - عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ - وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ - (المزمل آیت ۲۰)

ترجمہ:- اے نبیؐ تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت میں کھڑے رہتے ہو' اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ یہ عمل کرتا ہے۔ اللہ ہی رات اور دن کے اوقات کا حساب رکھتا ہے' اسے معلوم ہے کہ تم لوگ اوقات کا ٹھیک شمار نہیں کر سکتے' لہٰذا اس نے تم پر مہربانی فرمائی' اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو' پڑھ لیا کرو۔ اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ مریض ہوں گے' کچھ دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ پس جتنا قرآن بآسانی پڑھا جا سکے' پڑھ لیا کرو۔

یہ آیت جس کے اندر نماز تہجد کے حکم میں تخفیف کی گئی ہے' اس کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے مسند احمد' مسلم اور ابوداؤد میں یہ روایت منقول ہے کہ پہلے حکم کے بعد یہ دوسرا حکم ایک سال کے بعد نازل ہوا اور رات کا قیام فرض سے نفل کر دیا گیا۔ دوسری روایت حضرت عائشہؓ ہی سے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے یہ نقل کی ہے کہ یہ حکم پہلے حکم کے ۸ مہینے بعد آیا تھا' اور ایک تیسری روایت جو ابن ابی حاتم نے انہی سے نقل کی ہے۔ اس میں سولہ مہینے بیان کیے گئے ہیں۔ ابوداؤد' ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک سال کی مدت نقل کی ہے۔ لیکن حضرت سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ اس کا نزول دس سال بعد ہوا ہے (ابن جریر و ابن ابی حاتم)۔ ہمارے نزدیک یہی قول زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ پہلے رکوع کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ وہ مکہ معظمہ میں نازل ہوا ہے اور وہاں بھی اس کا نزول ابتدائی دور میں ہوا ہے جبکہ حضورؐ کی نبوت کا آغاز ہونے پر زیادہ سے زیادہ چار سال گزرے ہوں گے بخلاف اس کے یہ دوسرا رکوع اپنے مضامین کی صریح شہادت کے مطابق مدینہ کا نازل شدہ معلوم ہوتا ہے جب کفار سے جنگ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم بھی آ چکا تھا' اس بنا پر لامحالہ ان دونوں رکوعوں کے زمانہ نزول میں کم از کم دس سال کا فاصلہ ہی ہونا چاہئے۔

اگرچہ ابتدائی حکم آدھی رات یا اس سے کم و بیش کھڑے رہنے کا تھا' لیکن چونکہ نماز کی محویت میں وقت کا اندازہ نہ رہتا تھا اور گھڑیاں بھی موجود نہ تھیں کہ اوقات ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکیں' اس لیے کبھی دو تہائی رات تک عبادت میں گزر جاتی تھی اور کبھی یہ مدت گھٹ کر ایک تہائی رہ جاتی تھی۔

ابتدائی حکم میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو خطاب کیا گیا تھا' اور آپ ہی کو قیام لیل کی ہدایت فرمائی گئی تھی' لیکن مسلمانوں میں اس وقت حضورؐ کے اتباع اور نیکیاں کمانے کا جو غیر معمولی جذبہ پایا جاتا تھا' اس کی بنا پر اکثر صحابہ کرام بھی اس نماز کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہتمام کرتے تھے۔

چونکہ نماز میں طول زیادہ تر قرآن کی طویل قراءت ہی سے ہوتا ہے' اس لیے فرمایا کہ تہجد کی نماز میں جتنا قرآن بسہولت پڑھ سکو' پڑھ لیا کرو' اس سے نماز کی طوالت میں آپ سے آپ تخفیف ہو جائے گی۔ اس ارشاد کے الفاظ اگرچہ بظاہر حکم کے ہیں' لیکن یہ امر متفق علیہ ہے کہ تہجد فرض نہیں بلکہ نفل ہے۔ حدیث میں بھی صراحت ہے کہ ایک شخص کے پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے سوا بھی کوئی چیز مجھ پر لازم ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا "نہیں' الا یہ کہ تم اپنی خوشی سے کچھ پڑھو"۔[1] (بخاری و مسلم)

(تفہیم' ج ۶' ص ۱۴۲۔ ۱۴۳' المزمل حاشیہ ۱۸ ۔ ۱۶ ۔ ۲۰)

--------------*********--------------

---

[1] اس آیت سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ نماز میں جس طرح رکوع و سجود فرض ہے اسی طرح قرآن مجید کی قراءت بھی فرض ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح دوسرے مقامات پر رکوع یا سجود کے الفاظ استعمال کر کے نماز مراد لی ہے' اسی طرح یہاں قرآن کی قراءت کا ذکر کیا ہے اور مراد اس سے نماز میں قرآن پڑھنا ہے۔ اس استنباط پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ جب نماز تہجد خود نفل ہے تو اس میں قرآن کو پڑھنا کیسے فرض ہو سکتا ہے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفل نماز بھی جب آدمی پڑھے تو اس میں نماز کی تمام شرائط پوری کرنا اور اس کے تمام ارکان و فرائض ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ نفل نماز کے لیے کپڑوں کی طہارت' جسم کا پاک ہونا' وضو کرنا اور ستر چھپانا واجب نہیں ہے۔ اور اس میں قیام و قعود اور رکوع و سجود بھی نفل ہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادارۂ معارف اسلامی

- یہ ادارہ اسلامی علوم و معارف کی ترویج و تحقیق کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد دور حاضر کے عظیم مفکر' قائد تحریک اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی" نے جولائی ۱۹۶۳ء میں رکھی تھی اور اس کا پہلا مرکز کراچی میں قائم کیا گیا تھا۔ بعد ازاں فروری ۱۹۷۹ء میں مولانا مرحوم نے لاہور کو اس کا دوسرا مستقر بنایا۔ اب کراچی اور لاہور' ادارہ معارف اسلامی کے دونوں مرکز داخلی طور پر خود مختارانہ اور مقصدی اور آئینی طور پر ہم آہنگی سے کام کر رہے ہیں۔ جن مقاصد کے لیے یہ دونوں مراکز کوشاں ہیں وہ یہ ہیں :
- اسلامی تعلیمات کو پوری تحقیق اور علمی جستجو کے بعد جدید تر اسلوب اظہار کو اختیار کرتے ہوئے پیش کرنا اور تمدن' تاریخ' قانون' معیشت اور دوسرے دائروں میں جو مسائل درپیش ہیں ان کا حل اسلام کی روشنی میں تلاش کرنا۔
- علمائے اسلام کے تحقیقی کارناموں کا ترجمہ' ترتیب نو' تشریح و توضیح اور اشاعت' اسی طرح قدیم خزانوں تک آج کے طالب علموں کی رسائی ممکن بنانا۔
- عالم اسلام کے موجودہ مسائل اور مستقبل کے امکانات کے بارے میں صحیح اور حقیقت پسندانہ فہم پیدا کرنے کے لیے مسلم ممالک کے بارے میں بالعموم اور پاکستان کے بارے میں بالخصوص تحقیقی کام کرنا۔
- اسلامی موضوعات پر دور حاضر کے مسلم علماء کے نمایاں کارناموں کی وسیع اشاعت اور نفوذ کی خاطر دنیا کی اہم زبانوں' بالخصوص عربی' اردو' انگریزی' فرانسیسی' جرمن اور سواحلی میں تراجم اور اشاعت کا انتظام کرنا۔
- عام پڑھے لکھے لوگوں میں اسلامی تہذیب و تمدن تاریخ اور مسلم دنیا کے موجودہ مسائل کا صحیح فہم پیدا کرنے کے لیے مناسب طرز کی عام فہم کتابوں کی تیاری اور اشاعت کا انتظام کرنا۔
- تعلیم کو مثبت اسلامی آہنگ دینے کے لیے اور اسلامی بنیادوں پر تشکیل شدہ ایک نئے نظام تعلیم کے ارتقاء کی راہ ہموار کرنے کے لیے مختلف مراحل کی نصابی اور امدادی کتب کی تیاری اور اشاعت کا انتظام کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ادارہ معارف اسلامی
منصورہ — لاہور — پاکستان